

دہمناں امامیہ
علی محاسب
جلد دوم

محقق اسلام ستر مولانا محمد علی صاحب

مکتبہ نور حیدر

لاہور

لاہور



الحمد لله الذي هدانا لهذا
 ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
 والحمد لله رب العالمين

دشمنانِ ایمان علی محاسب جلد دوم

محقق سلام حضرت مولانا محمد علی صاحب

مکتبہ نوریہ سنہ ۱۳۸۵ھ
 بلال گنج لاہور

مصنف علام کی مذکورہ کتب کے علاوہ چند اہم کتب درج ذیل ہیں

(۱) دشمنان امیر معاویہؓ کا علمی محاسبہ جلدوں میں

مصنف علام کے فرزند ارجمند

جس میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی
فات مبارکہ پر جملہ اعتراضات کے
دندان شکن جوابات (مطبوعہ)

مولانا قاری محمد طیب صاحب (فاضل
علوم دینیہ، سبع عشرہ تنظیم المدارس
اور فاضل عربی) کی تصانیف

(۲) نور العینین فی ایمان آبائے سید اکرمؓ علیہ السلام

(۱) ترجمہ اردو۔ ریاض النظرہ۔ ۴۴ ضخیم جلدیں زیر طبع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین پختے
مومن و موحد تھے ان پر جملہ اعتراضات
کے جوابات (مطبوعہ)

(۲) فن تجوید قرأت سبعہ کی مشہور کتاب شاطبی
کی شرح اور سلیس اردو میں ترجمہ ۴ جلدیں زیر طبع

(۳) ترجمہ ریاض النظرہ فی مناقب العشرہ (عجب الطبری)
چار جلدوں میں بمعہ خصوصی توضیحات۔

(۳) قانون چہر رسولیہ

جو جملہ ضروری قوانین صرف پر مشتمل ہے
اس کے ساتھ ساتھ قانون چہر کیوالی کا
ترجمہ اور شرح سلیس اردو میں کیا گیا
ہے۔ (مطبوعہ)

(۴) نماز کے مشکل مسائل پر ایک تحقیقی کتاب
(مطبوعہ)

(۵) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات پر
ایک تحقیقی کتاب۔ (زیر طبع)

(۴) شرح کبیر موطا امام محمد (رحمۃ اللہ علیہ)

(۶) عابد نماز جنازہ
عابد نماز جنازہ، قرآن و حدیث
آثار صحابہ سے ثابت کیا گیا۔ (مطبوعہ)

جو کہ زمین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جس میں
تقریباً فقہ حنفیہ کے ہر مسئلہ کا مافرد
احادیث آثار صحابہ اور تابعین کے فتووں
درج کیا گیا ہے۔ (زیر طبع)

(۷) دلائل النبوة مصنفہ حافظ ابو نعیم کا چار جلدوں
میں ترجمہ بمعہ خصوصی توضیحات (زیر طبع)

(۵) القیام عند الافلاج
بیچہ زنجیر سننے پر مضبوط رسالہ: (مطبوعہ)

الانتساب

میں اپنی اس ناپختہ تالیف کو قدوة السالکین حجتہ الواصلین
پیری و مرشدی حضرت قبلہ خواجہ سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ
اللہ علیہ سرکار کینیا نوالہ شریف اور نگہ دار ناموس اصحاب رسول
محبت اولاد قبول سپر طریقت راہبیر شریعت حضرت قبلہ
پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب زریب سجادہ کینیا نوالہ شریف
کی ذات گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کے روحانی تصرف
نے ہر کمال مقام پر میری مدد فرمائی۔

ان کے طفیل اللہ میری یہ سعی مقبول و مفید اور میرے لیے
ذریعہ نجات بنائے۔ امین :

احقر العباد

محمد علی رضا اللہو

الْأَهْدَاءُ

میں اپنی یہ ناچیز تالیف زبدۃ العارفین جتہ الکاملین، مینربان
 مہمانان رحمۃ للعالمین حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمن صاحب
 ساکن مدینہ منورہ، خلف الرشید شیخ العرب العجم حضرت
 قبلہ مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدفون جنت البقیع
 (مدینہ طیبہ) خلیفہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا
 خالص صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں
 ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں جن کی دُعا سے فقیر نے اس
 کتاب کی تحریر کا آغاز کیا۔

۵۔ اگر قبول افتد زبے عز و شرف

صُحْبَدَ عَلٰی عَفَا اللہ عَنْہُ

فہرست مضامین

جلد دوم

دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ

صفحہ نمبر	مضمون	فہرست شمار
۳۰	باب اول	۱
۳۰	محمود شاہ محدث ہزاروی کا مرتب شدہ اشتہار خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اس کا نظریہ اہل سنت سے قطعاً متصادم ہے۔	۲
۳۲	بانی بغاوت یزید کے باپ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بحوالہ کارنامے۔	۳
۴۱	محدث ہزاروی کے مذکورہ چوبیس عدد الزامات کے بالترتیب دندان شکن جوابات۔	۴
۴۱	الزام نمبر (۱)۔	۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶	ملعون یزید کے باپ بانی بغاوت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کائنات کو یزید جیسا بیٹا یا دگا کر دیا۔	۴۱
۷	الجواب۔	۴۱
۸	الزام نمبر ۲: بانی بغاوت معاویہ رضی اللہ عنہ کے باپ جدی دشمن اسلام ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے فوج جنگ کیے۔	۴۲
۹	الزام نمبر ۳: معاویہ کے باپ نے بدر واحد کا جنگ کیا جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک ٹھہر ہوئے۔	۴۲
۱۰	دونوں الزاموں کا مفصل جواب۔	۴۳
۱۱	حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کا تعارف کتب تاریخ و احادیث سے۔	۴۸
۱۲	تبلیغ اسلام کے ابتدائی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان رضی اللہ عنہ پر اعتماد تھا۔	۵۱
۱۳	ہجرت کے بعد اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے تجارت کی۔	۵۲
۱۴	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے جنت کا وعدہ۔	۵۳
۱۵	جنگ یرموک میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کا کردار۔	۵۴
۱۶	ابوسفیان کے بیٹے یزید کو جنگ یرموک میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سپہ سالار مقرر کیا تھا۔	۵۵

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۸	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پیٹھ مارنے والے ابو جہل سے ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بدلہ لے لیا۔	۱۷
۶۰	جنگِ یرموک میں جناب ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے چند ایمان افروز خطابات۔	۱۸
۶۵	لات نامی بت کے ٹکڑے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں کیے گئے۔	۱۹
۶۹	الزام نمبر ۴: یزید کے باپ معاویہ کی کلیجہ کھائی ماں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا امیر حمزہ کا بعد شہادت کلیجہ چبایا۔	۲۰
۶۹	جواب۔	۲۱
۷۳	ہند بنت عتبہ کے ایمان لانے کا واقعہ	۲۲
۷۳	جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرجا فرمایا تو اس نے اپنے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔	۲۳
۷۹	مذکورہ عبارت سے درج ذیل امور معلوم ہوئے۔	۲۴
۸۲	الزام نمبر ۵: یزید کا باپ معاویہ نیشی دشمن رسول علیہ السلام دشمن آل و اصحاب رسول ہے۔ قرآن و سنت گواہ ہے۔	۲۵
۸۲	جواب۔	۲۶
۸۴	الزام نمبر ۶: یزید کا باپ معاویہ جدی دشمن دین و ایمان فتح مکہ کے ان کافروں سے ہے جو ڈر کے مارے مسلمان ہوئے۔	۲۷
۸۴	الزام نمبر ۷: معاویہ ابن ابی سفیان اپنے باپ سمیت ان منافقوں سے ہے۔ جن کا لقب مولفۃ القلوب ہے۔	۲۸

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۸۴	مذکورہ دونوں الزامات کا جواب۔	۲۹
۹۰	الزام نمبر ۸: معاویہ والد ابوسفیان منافق فتح مکہ کے ڈر کے مارے مسلمان ہونے والے کفار سے ہے جن کا ایمان نافع نہیں۔	۳۰
۹۰	جواب ۱:	۳۱
۱۰۰	الزام نمبر ۹: معاویہ ابوسفیان منافق کا بیٹا اُن منافقوں میں سے ہے جن کے حق میں قرآن کی شہادت ہے۔ جو کفر سے ڈر کر اسلام میں داخل ہوئے۔	۳۲
۱۰۰	جواب ۲:	۳۳
۱۰۴	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے بارہ میں حضرت المرتضیٰؑ کا فیصلہ۔	۳۴
۱۰۸	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے والے ابو جہل ہیں۔	۳۵
۱۰۸	امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ وغیرہ کہنے والے چند اکابرین امت کے باحوالہ نام۔	۳۶
۱۰۸	۱۔ امام غزالی کا قول۔	۳۷
۱۰۹	۲۔ سرکارِ غوثِ پاک کا قول۔	۳۸
۱۱۰	۳۔ امام دین بہام کا قول۔	۳۹
۱۱۱	۴۔ امام نووی کا قول۔	۴۰
۱۱۱	۵۔ امام شعرائی کا قول۔	۴۱
۱۱۳	الزام نمبر ۱۰:	۴۲
۱۱۳	جواب ۳:	۴۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۴	حوالہ مذکورہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔	۱۲۰
۴۵	الزام نمبر ۱۱۔ حدیث نبوی کے مطابق امیر معاویہ باغی ہیں۔ معاویہ ۱۲۲ باغی نے اس عمار بدری کو صفین میں قتل کیا جاسکے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تجھے دوزخی باغی گروہ قتل کرے گا۔ تَقَتَّلَكَ ذِيئَةً بِأَيْغِيَةٍ۔ تو مہتی ہے وہ دوزخی ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے معاویہ دوزخی اور باغی ہیں۔	۱۲۲
۴۶	جواب اول:	۱۲۳
۴۷	یہ حدیث ضعیف ہے۔	۱۲۳
۴۸	جواب دوم:	۱۲۵
۴۹	اس حدیث کا کچھ حصہ الحاق ہے۔	۱۲۵
۵۰	يَذْعَبُونَكَ إِلَى النَّارِ كَالْفَاظِ بَخَارِي شَرِيفِ كَالْمَلِكِ قن سے نہیں ہیں۔	۱۲۵
۵۱	درایت کے اعتبار سے حدیث مذکورہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۱۵۲ اور ان کے ساتھیوں کو دوزخی قرار دینا باطل اور غیر صحیح ہے۔	۱۵۲
۵۲	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو کافر و منافق نہیں سمجھتے تھے۔	۱۵۵
۵۳	امیر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان اللہ اور اس کے رسول کی عدالت سے فیصلہ۔	۱۵۸
۵۴	الزام نمبر ۱۲:	۱۶۰
۵۵	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کہ امیر معاویہ کا پیٹ نہ بھرے	۱۶۰

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۶۰	جواب اول۔	۵۶
۱۶۳	جواب ثانی۔	۵۷
۱۶۳	الزام نمبر ۱۳، معاویہ شراب پیتا اور پلاتا اور پلاتا تھا۔ اور معاویہ رضہ سوکھاتا تھا۔	۵۸
۱۶۹	مذکورہ الزام میں دو عدد طعن دیئے گئے ہیں۔	۵۹
۱۶۹	طعن اول کا جواب اول۔	۶۰
۱۷۰	مذکورہ حدیث کے تینوں راوی مجروح ہیں۔	۶۱
۱۷۰	زید بن جباب کے حالات۔	۶۲
۱۷۲	حسین بن واقد کے حالات	۶۳
۱۷۳	عبداللہ بن بریدہ کے حالات	۶۴
۱۷۵	طعن اول کا جواب دوم۔	۶۵
۱۷۵	حدیث کے الفاظ میں مطلقیت نہیں۔	۶۶
۱۷۷	طعن اول کا جواب سوم	۶۷
۱۸۰	طعن دوم کی اصل عبارت۔	۶۸
۱۸۱	طعن دوم کا جواب اول	۶۹
۱۸۴	طعن دوم کا جواب دوم۔	۷۰
۱۸۶	طعن دوم کا جواب سوم۔	۷۱
۱۸۹	الزام نمبر ۱۴، معاویہ رضی اللہ عنہ نے بغاوت کی بناوے	۷۲
	جنگوں میں ایک لاکھ ستر ہزار مسلمان حافظ قرآن و سنت شہید کروائے۔	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۷۳	جواب -	۱۸۹
۷۴	ہزار ہا مسلمان شہداء کی شہادت کا سبب جلیل القدر صحابی کی قربانی سینیں	۱۹۰
۷۵	الزام نمبر ۱۵: امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے محمد بن ابی بکر کو کھولتے ہوئے تیل میں ڈالوا دیا۔	۱۹۴
۷۶	جواب اول -	۱۹۵
۷۷	جواب دوم -	۱۹۷
۷۸	محمد بن ابی بکر کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کے بدلہ میں قتل کیا گیا۔	۱۹۸
۷۹	عثمان غنی کی شہادت کا مختصر خاکہ۔	۱۹۸
۸۰	حضرت عثمان غنی کی شہادت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی نظریں۔	۲۰۵
۸۱	عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی شہادت پر جلیل القدر صحابہ کے دکھ بھرے سچے اقوال	۲۱۰
۸۲	اللہ تعالیٰ کی عدالت میں قتل عثمان کا معاملہ	۲۱۴
۸۳	قتل عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حادثہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظریں۔	۲۱۶
۸۴	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت پر چند احادیث	۲۱۸
۸۵	عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنتی رفیق -	۲۲۸
۸۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان غنی کا جنازہ فرشتے اٹھائیں گے۔	۲۳۰

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۲۱	قیامت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حساب و کتاب نہ ہوگا۔	۸۷
۲۲۲	عثمان غنی کی شفاعت سے ستر ہزار دوزخی جنتی ہو جائیں گے۔	۸۸
۲۲۳	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جنتی شادی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت۔	۸۹
۲۲۴	اہل بیت کی خدمت کرنے پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے حضور علیہ السلام کا لات بھروسہ عافیتا۔	۹۰
۲۲۹	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ زمین و آسمان کا نور ہیں۔	۹۱
	بیڑ رومہ کا واقعہ	۹۲
۲۳۱	جیشِ عمرت کے لیے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت	۹۳
	توسیع مسجد نبوی۔	۹۴
۲۳۲	عثمان غنی کی دس خصوصیات۔	۹۵
۲۳۵	قاتلانِ عثمان غنی صحابہ کرام و ائمہ اہل بیت کی نظر میں	۹۶
	قاتلانِ عثمان غنی دوزخی ہیں	۹۷
۲۳۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر اور عمار یا سر کو عثمان غنیؓ کے قتل ہونے پر خوش ہونے کی وجہ سے ڈانٹ پلائی۔	۹۸
۲۳۸	حضور علیہ السلام قیامت میں عثمان غنی سے ان کے قاتلوں کا نام پوچھیں گے۔	۹۹
۲۳۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی کے دشمن کا جنازہ نہیں پڑھا۔	۱۰۰
۲۴۰	امام حسن رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر کے نام کی بجائے اسے یا فاسق کہتے تھے۔	۱۰۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۴۱	محمد بن ابی بکر بیٹا قاسم اپنے باپ کے لیے قتل عثمان کی وجہ سے	۱۰۲
	معفرت کی دعا کیا کرتا تھا۔	
۲۴۲	قاتلانِ عثمان بن علی المرتضیٰ کی لعنت۔	۱۰۳
۲۴۳	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے	۱۰۴
	قاتلوں پر لعنت کی۔	
۲۴۴	قاتلانِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۱۰۵
	کی بددعا۔	
۲۴۶	احمسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے جب قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا تصور	۱۰۶
	کرتے تو ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔	
۲۴۸	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں شرکت کرنے والوں کا حشر اور	۱۰۷
	انجام۔	
۲۴۸	جلیل القدر صحابہ کرام کی قاتلانِ عثمان رضی اللہ عنہ پر بددعائیں اور ان کی	۱۰۸
	قبولیت۔	
۲۵۱	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک عمرو بن بدیل خزامی اور	۱۰۹
۲۵۳	کنانہ بن بشر، سودان بن حمران اور عمرو بن حلق کا کردار	۱۱۰
۲۵۵	سودان ابن حمران کا انجام۔	۱۱۱
۲۵۶	عمرو بن حلق کا انجام۔	۱۱۲
۲۵۷	کنانہ بن بشر اور محمد بن ابی بکر کا انجام۔	۱۱۳
۲۶۲	مذکورہ حوالہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔	۱۱۴
۲۶۷	ایک مشہور اعتراض	۱۱۵

صفحہ نمبر	مضمون	فہرست شمار
۲۶۷	قتل عثمان رضی اللہ عنہ ان کی اپنی غلطی کی بنا پر ہوا تھا۔	۱۱۶
۲۶۹	جواب اول۔	۱۱۷
۲۶۹	اس اعتراض کا دار و مدار صاحب کلمی کی عبارت پر ہے جو کذاب شبیعہ ہے۔	۱۱۸
۲۷۲	جواب دوم:	۱۱۹
۲۷۲	غلام کے ہاتھوں امیر مصر کی طرف رقعہ کا مروان کی طرف سے لکھا جانا بھی محققین کے نزدیک غلط ہے۔	۱۲۰
۲۷۴	جواب سوم۔	۱۲۱
۲۷۴	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر اس رقعہ کو ایک منسوبہ کے تحت لکھے جانے کا اظہار فرمایا۔	۱۲۲
۲۷۸	جواب چہارم:	۱۲۳
۲۷۸	علامہ محمد احمد جبار المولیٰ کا ایک بیان	۱۲۴
۲۸۰	جواب پنجم:	۱۲۵
۲۸۰	محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ذاتی رنجش کا بدلہ لیا۔	۱۲۶
۲۸۱	جواب ششم:	۱۲۷
۲۸۱	محمد بن ابی بکر ایک بزرگ صحابی معاویہ ابن خدیج کے ہاتھوں قتل ہوا	۱۲۸
۲۸۵	جواب ہفتم:	۱۲۹
۲۸۵	فتنہ کے دن عثمان غنی رضی اللہ عنہ حق پر ہوں گے۔	۱۳۰
۲۸۷	محمد بن ابی عذریقہ کا انجام۔	۱۳۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۹۱	عبداللہ بن سبأ کا حشر	۱۳۲
۲۹۲	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی میت کے منہ پر تپھڑ مارنے والے کا حشر	۱۳۳
۲۹۲	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیوی کے منہ پر تپھڑ مارنے والے کا حشر	۱۳۴
۲۹۶	مالک ابن اشتر کی موت	۱۳۵
۲۹۹	حکیم بن جبہ اور اس کے دیگر بصری باغیوں کا حشر	۱۳۶
۳۰۶	محدث ہزاروی کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مذکورہ الزامات کے آخر میں تین امور پر مشتمل ایک فائدہ	۱۳۷
۳۱۱	اعلیٰ حضرت کے مذکورہ فتوے سے درج ذیل امور ثابت ہوئے	۱۳۸
۳۱۴	الزام نمبر ۱۶: دین اسلام سے پہلا باغی معاویہ بالا جماع باغی مبتدع ہے۔	۱۳۹
۳۱۵	علامہ تقی زانی امیر معاویہ کو فاسق نہیں کہتے بلکہ ان کی خطائے اجتہادی کے بھی قائل ہیں۔	۱۴۰
۳۱۹	الزام نمبر ۱۷: معاویہ اینڈ کو کے حق میں تمام مسلمانوں کا قطعی جماعتی عقیدہ ہے کہ وہ باغی خارجی ہیں۔	۱۴۱
۳۲۲	چیلنج:	۱۴۲
۳۲۲	الزام نمبر ۱۸: رسول خدا علیہ السلام کا حکم از روئے قرآن و سنت یہ ہے کہ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةَ عِندَهُ مِنَ اللَّهِ۔	۱۴۳
۳۲۲	جواب	۱۴۴

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۲۶	الزام نمبر ۱۹: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مبتدع کے حق میں فرمایا۔ مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ كُفْرٌ	۱۴۵
۳۲۶	جواب:	۱۴۶
۳۲۸	الزام نمبر ۲۰: اللہ خالق کائنات کا حکم ہے۔ وَلَا تَتَّبِعُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ ۝ بقرہ آیت نمبر ۴۲ خلافت راشدہ ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بغاوت باطل ہے۔ مسلمان گندے ستھرے بُرے پہلے کی پہچان کریں۔	۱۴۷
۳۲۸	جواب اول:	۱۴۸
۳۳۲	الزام نمبر ۲۱: سات امور پر مشتمل ہے۔	۱۴۹
۳۳۲	محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں سات امور پائے جاتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔	۱۵۰
۳۳۲	امراؤں:	۱۵۱
۳۳۲	حضور علیہ السلام نے امام کے بارہ میں فرمایا اچھے شخص کو امام بناؤ	۱۵۲
۳۳۲	امردوم:	۱۵۳
۳۳۲	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی اور منافق ہے۔	۱۵۴
۳۳۳	امرسوم:	۱۵۵
۳۳۳	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی آل اور اچکے اصحاب کو گالی دینے والا ہے۔	۱۵۶
۳۳۳	امر چہارم:	۱۵۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۸	اس نے صحابہ اور اہل بیت سے ۹۹ جنگیں لڑیں۔	۳۳۳
۱۵۹	امیر ہجرت:	۳۳۳
۱۶۰	شراب پینے والا اور سود کا کاروبار کرنے والا	۳۳۳
۱۶۱	امیر ششم:	۳۳۳
۱۶۲	امیر معاویہؓ کو رضی اللہ عنہ کہنے والا کفر بکتا ہے۔	۳۳۳
۱۶۳	امیر ہجرت:	۳۳۳
۱۶۴	امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ سے دوستی رکھنے والے کو امام نہ بنایا جائے	۳۳۳
	اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور اس سے رشتہ نااطہ ختم	
	کر دیا جائے۔	
۱۶۵	”مذکورہ سات عدد امور کے بالترتیب جوابات“	۳۳۳
۱۶۶	جواب امیر اول:	۳۳۳
۱۶۷	جواب امیر دوم:	۲۳۴
۱۶۸	جواب امیر سوم:	۲۳۵
۱۶۹	جواب امیر چہارم و پنجم:	۳۳۷
۱۷۰	جواب امیر ششم:	۲۳۷
۱۷۱	جواب امیر ہفتم:	۳۳۸
۱۷۲	”امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل سے	۳۳۹
	چھ عدد رشتے ناپے۔	
۱۷۳	اتزام نمبر ۲۲: حضرت امیر معاویہؓ کو صحابی یا رضی اللہ عنہ کہنا کفری	۳۴۰
	کام ہے۔	

نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار
۱۷۴	”محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں سات عدد امور ہیں۔ جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں۔	۳۴۱
۱۷۵	امیر اول: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باعنی، کافر و منافق تھے اور انہی اوصاف پر ان کا انتقال ہوا۔	۳۴۱
۱۷۶	امیر دوم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی شمار کرنا کفر ہے۔	۳۴۲
۱۷۷	امیر سوم: قَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ الْخ۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں اتری۔	۳۴۲
۱۷۸	امیر چہارم: امام اعظم کے نزدیک ایسا شخص کافر و مرتد ہے جس کا کوئی کام اسلامی نہ ہو۔	۳۴۲
۱۷۹	امیر پنجم: معاویہ پرستوں پر حسام الحرمین اور صوام ہندیہ کے تمام فتوے لاگو ہوتے ہیں۔	۳۴۲
۱۸۰	امیر ششم: معاویہ پرستوں سے دوستی کرنے والا بھی کافر اور جو اس کے کفر میں شک لائے وہ بھی کافر ہے۔	۳۴۲
۱۸۱	معاویہ کو ماننے اور خدا اور رسول کو نہ ماننے والوں سے بچنا ضروری ہے۔	۳۴۲
۱۸۲	جواب امیر اول:	۳۴۲
۱۸۳	جواب امیر دوم:	۳۴۵
۱۸۴	جواب امیر سوم:	۳۴۸
۱۸۵	جواب امیر چہارم:	۳۵۰
۱۸۶	جواب امیر پنجم:	۳۵۰

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۵۱	جواب امر ششم:	۱۸۷
۳۵۲	جواب امر ہفتم:	۱۸۸
۳۵۳	الزام نمبر ۲۲: فقہاء احناف کے ہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ظالم و جابر حکمران تھے۔	۱۸۹
۳۵۴	دو محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ امور پائے جاتے ہیں جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں:	۱۹۰
۳۵۴	امراؤں: اول یہ کہ ملک و ملت کے دشمنوں کے خلاف اتفاق و اتحاد وقت کی ضرورت ہے۔	۱۹۱
۳۵۴	امیر دوم: ظالم پر بے شمار لعنتیں ہیں۔	۱۹۲
۳۵۴	امیر سوم: فتح القدر میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے جو برائی ظلم کا لفظ مستعمل ہوا لہذا انہیں ظالم کہنا پڑے گا۔	۱۹۳
۳۵۴	امیر چہارم: ظالم کو اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد و عہدہ نہیں پہنچتا۔	۱۹۴
۳۵۴	امیر پنجم: مرقات میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق طاعی، باغی اور ظالم کا لفظ موجود ہے۔	۱۹۵
۳۵۴	جواب امراؤں:	۱۹۶
۳۵۵	جواب امیر دوم:	۱۹۷
۳۵۶	جواب امیر سوم:	۱۹۸
۳۶۰	جواب امیر پنجم:	۱۹۹
۳۶۵	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق صاحب مرقات تلامذہ قاری کے نظریات۔	۲۰۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۰۱	الزام نمبر ۲: بانی کفر و بغاوت و بدعت معاویہؓ نے علیؓ اور ان کی محبت والوں پر لعن طعن اور غلیظ گالیوں کا بجواس خطبہ جمعہ میں سلسلہ سے جاری کیا اور کرایا۔	۳۷۰
۲۰۲	روح مدت ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ عدد امور پائے جاتے ہیں۔ جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں،	۳۷۱
۲۰۳	امراؤں: امیر معاویہؓ نے اپنے دور خلافت میں جمعہ کے خطبہ میں ^{تفصلاً} لعن طعن کا سلسلہ شروع کیا۔	۳۷۲
۲۰۴	امیر دوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینا (معاذ اللہ) رسول اللہ کو گالی دینے اور اللہ کو برا بھلا کہنے کے برابر ہے۔ لہذا ایسے شخص پر تین سو ایک علماء کا فتوے کفر و ارتداد لگے گا۔ ان میں سے چاہے کوئی ادنے ہو یا اعلیٰ کسی کی استثناء نہیں۔	۳۷۱
۲۰۵	امیر سوم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی کہنے والا بھی اسی فتوے کی زد میں ہے۔	۳۷۲
۲۰۶	امیر چہارم: جو لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی کہتے ہیں۔ ان کی کتاب کا نام بہار شریعت کی بجائے بہار بغاوت ہونا چاہیے اور تکمیل قرآن کا انکار کفر ہے۔	۳۷۲
۲۰۷	امیر پنجم: ایک لاکھ ستر ہزار مسلمانوں کو قتل کرتے کرانے والے کو ^{اللہ} قتل کہنا قرآن کریم کی کھلی مخالفت ہے۔ کیونکہ اس میں ایک مسلمان کے قتل کرنے والے کو دوزخی کہا گیا ہے۔	۳۷۲
۲۰۸	بجواب امراؤں:	۳۷۲

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۷۴	جواب امر دوم:	۲۰۹
۳۷۵	جواب امر سوم:	۲۱۰
۳۷۵	جواب امر چہارم:	۲۱۱
۳۷۵	جواب امر پنجم:	۲۱۲
۳۷۷	نعرہ حق چار بار بدعت ہے۔ اور جاہلوں کا اختراع ہے۔ (محدث ہزاروی)	۲۱۳
۳۷۷	جواب:	۲۱۴
۳۷۹	محدث ہزاروی کی جاہلانہ بھڑک کے رد میں تین مثالیں۔	۲۱۵
۳۸۱	محدث ہزاروی کے اشتہار کے ماخذ و مراجع۔	۲۱۶
۳۸۲	چیلنج:	۲۱۷
۳۸۳	”محدث ہزاروی کے رسالہ بنام ”خبرنامہ“ کی چھ عدد تحریرات۔	۲۱۸
۳۸۴	تحریر اول: علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین علی اور صرف علی التفسی ہیں (خبرنامہ ص ۳)	۲۱۹
۳۸۳	تحریر دوم: ہر صحابی بقاضائے عشق اسی میدان میں تھا کہ اس کا نام پکارا جائے مگر دوسرے روز معلم کائنات نے اپنے وی واخی علی المرتضیٰ کو طلب کیا۔ (خبرنامہ ص ۵)	۲۲۰
۳۸۳	تحریر سوم: حضرت علی المرتضیٰ وہ سید الاولیاء ہیں جن کو سید الانبیاء کی محبت و برکت سے یہ شان ملی کہ آپ مومنوں کے مشکل کشا ہیں۔ بالعموم تمام صحابہ کرام اور بالخصوص خلفائے ثلاثہ کے	۲۲۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۲۲	تحریر چہارم: عشق کی مقدار صحت ذات مصطفیٰ ہے یا ذات مرفعی ہے۔	۳۸۴
	کہ جسے مصطفیٰ علیہ السلام کے واسطے سے ایسی شان ملی کہ جو کسی نبی ولی کو نہیں ملی۔	
۲۲۳	تحریر پنجم: مولوی بہت کم ہیں اب تو اتنے کم ہیں کہ یہ کہنا درست ہے کہ تقریباً ہی نہیں۔	۳۸۴
۲۲۴	تحریر ششم: امیر معاویہ باطنی صبی ہے جو پاک نہیں ہو سکتا (معاذ اللہ)	۳۸۵
۲۲۵	چھ عدد تحریرات کی بالترتیب تردید۔	
۲۲۶	تردید تحریر اول:	۳۸۵
۲۲۷	تردید تحریر دوم:	۳۸۶
۲۲۸	تردید تحریر سوم:	۳۸۷
۲۲۹	ریاض النضرہ کی عبارت سے منقبت علی ثابت ہوتی ہے یا منقبت صدیق	۳۹۱
۲۳۰	ایک مفتی اعتراض۔	۳۹۱
۲۳۱	جواب اول:	۳۹۲
۲۳۲	جواب دوم:	۳۹۲
۲۳۳	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کا مقام۔	۳۹۵
۲۳۴	امام باقر کے نزدیک صدیق اکبر کا مقام و علم و فضل	۳۹۶
۲۲۵	تردید تحریر چہارم:	۲۹۸
۲۲۶	چیلنج:	۴۰۰
۲۳۷	تردید تحریر پنجم:	۴۰۰

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۰۱	تردید تحریر ششم:	۲۳۸
۲۰۵	باب دوم	۲۳۹
۲۰۵	نکاح ام کلثوم با حضرت عمر کے متعلق محمود ہزاری کے ”بدعتیہ بیانات“	۲۴۰
	محمود ہزاری کا بیان اول	۲۴۱
۲۰۶	جواب:	۲۴۲
۲۰۸	کتب احادیث سے ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا عمر بن الخطاب سے نکاح کا ثبوت	۲۴۳
۲۰۹	حدیث مذکور کی تشریحات۔	۲۴۴
۲۲۰	حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ کے ساتھ ام کلثوم کے عقد کی بھرپور تائید کی تھی۔	۲۴۵
۲۲۲	فاروق اعظم کے وصال کے بعد ان کی بیوہ ام کلثوم کی اجازت سے ان کا نکاح علی المرتضیٰ نے اپنے بھتیجے عون بن ثابت سے کیا	۲۴۶
۲۲۸	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال کے وقت اپنی صاحبزادی ام کلثوم زوجہ عمر بن الخطاب کو تسلی دی۔	۲۴۷
۲۲۹	زید بن عمر اور ان کی والدہ ام کلثومؓ کا انتقال ایک ہی وقت میں ہوا۔	۲۴۸
	کتب تاریخ سے نکاح ام کلثوم کا ثبوت۔	۲۴۹
۲۳۱	کتب انساب سے نکاح ام کلثومؓ کا ثبوت۔	۲۵۰
۲۳۸	بیان شافعی: محمود ہزاری کا نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ایک حیلہ کا ذریعہ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ام کلثومؓ کا کھنہ نہیں۔	۲۵۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۴۳۹	غلامہ حیلہ کا ذریعہ۔	۲۵۲
۴۴۰	جواب اول:	۲۵۳
۴۴۲	جواب دوم:	۲۵۴
۴۵۳	بیان سوم: مواعظ مختصر سے نکاح ام کلثوم کے اقبال کی ناکام کوشش	۲۵۵
۴۵۳	جواب اول:	۲۵۶
۴۵۴	جواب دوم:	۲۵۷
۴۵۹	بیان چہارم: نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ابن ہمام کا نام استعمال کرنے کی ناکام کوشش۔	۲۵۸
۴۶۰	جواب اول:	۲۸۹
۴۶۲	جواب دوم:	۲۹۰
۴۶۳	بیان پنجم: محمود ہزاروی کا ایک پرفریب استدلال	۲۹۱
۴۶۴	جواب اول:	۲۹۲
۴۶۶	جواب دوم:	۲۹۳
۴۶۹	محمود ہزاروی نے خلفاء راشدین سے بنی فاطمہ کو افضل کہہ کر چھوڑا۔	۲۹۴
	اہل سنت کے مسلک کی مخالفت کی۔	
۴۷۰	پوری امت پر صدیق اکبر و فاروق کی افضلیت اجماعی قطعی ہے	۲۹۵
۴۷۰	جواب:	۲۹۶
۴۷۱	امام اہل سنت مجددائے حاضرہ مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب	۲۹۷
	بریلوی کا عقیدہ۔	

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۴۷۱	مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ۔	۲۹۸
۴۷۲	ایکے دھوکہ۔	۲۹۹
۴۷۳	جواب۔	۳۰۰
۴۷۸	محمود ہزاری نے محبتِ اہل بیت کے نام سے اہل بیت کی توہین کی۔	۳۰۱
۴۸۰	مسلمان اہل سنت والجماعت غیر دار رہیں۔	۳۰۲
۴۸۹	امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کونڈوں کے فریب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کی خوشی	۳۰۳
۴۹۰	لکڑہارے کا افسانہ	۳۰۴
۵۰۰	تبصرہ: دو عدد تاریخی عبارات مذکورہ سے چند چیزیں محفوظ رکھیں	۳۰۵

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

مصنف — محقق الاسلام شیخ الحدیث مولانا محمد علی صاحب دہلوی شیخ امیر دہلوی

نام کتاب — دشمنانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ

مکتبہ — المکتبۃ المدینہ، ۱۱۰۰ شارع النور، حضرت کیلیانوالہ شریف

معاونین: حافظ محمد علی، کاتب محمد علی، کاتب محمد علی، کاتب محمد علی

قیمت ۱۱۰ روپے

فون: ۲۲۷۲۲۸: سن طباعت جون ۱۹۹۳ء

مہتمم

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ - آمَنَّا بِهِ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ کہ جنہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کی کتابت پر مقرر فرمایا تھا۔ اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی تعریف و توصیف میں بہت کچھ فرمایا۔ لیکن کچھ عقلی و بصیرت کے اندھوں کو مخالفت برائے مخالفت کے پیش نظر ان کے اوصاف کی بجائے نقائص دکھائی دیتے ہیں۔ ان بد بختوں میں اس دور کا ایک نام نہاد محدث اور پیر المعروف محمود شاہ محدث ہزاروی سرفہرست ہے۔ اس شخص نے سنی پیر کہلانے کے باوجود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی گستاخیاں لکھیں۔ جو دشمنانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یعنی رافضیوں کو بھی ان کے لکھنے کی ہمت نہ پڑی۔ ہزاروں کی تعداد میں اس کے مرید ہیں۔ لیکن بعض نظریات و عقائد میں اس پیر کا اہل سنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ کتبِ امارت و تاریخ کی بہت چھان بین کر کے اپنے مذمومہ و مزمومہ عقائد کے مطابق مختلف عنوانات کے تحت مذکورہ عبارات کی غلط تاویلات کر کے اس شخص نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر کچھ پڑا چھالا۔ اور ایسی گندی زبان استعمال کی۔ جو رافضیوں کی تحریرات میں بھی نہیں ملتی۔ مثلاً

دو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما طبعی طور پر ناک ہے۔ وہ منافق، باغی اور کافر ہے۔ اسے صحابیت حاصل نہیں۔ اور جو اسے صحابی سمجھے اور ان کے نام کے ساتھ

رضی اللہ عنہ کہے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور اس کی بیوی کو طلاق ہو جاتی ہے۔“
 مختصر یہ کہ اس نام نہاد نبی بلکہ مسلمان نے اس قدر زہرا گلا ہے۔ جس کی آج تک
 نظیر نہیں ملتی۔ اس نے ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
 پر چالیس الزامات ایسی مکاری و عیاری سے دھرے۔ کہ انہیں پڑھ کر عام آدمی تو
 عام آدمی اچھا خاصا پڑھا لکھا بھی اس کے دامنِ تزویر میں آجاتا ہے۔ زیرِ نظر جلد میں
 ہم نے سب سے پہلے اس کے اشتہار کو مین و عن نقل کر کے پھر اس کے مندرجات
 کا دندانِ شکن جواب دیا ہے۔ یہ مکمل جلد اسی نام نہاد پیر اور سنی نما محدث کی
 ہرزہ سرانیوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قاری کو اس سے مستفید
 فرمائے۔

امین

The first of these is the fact that the
population of the country is increasing
at a rapid rate. This is due to a number of
causes, the most important of which are
the increase in the number of children
born, the decrease in the number of deaths,
and the immigration of people from
other countries. The second fact is that
the country is becoming more and more
civilized. This is shown by the fact that
the people are becoming more and more
educated, and that they are becoming
more and more interested in the progress
of the country. The third fact is that
the country is becoming more and more
wealthy. This is shown by the fact that
the people are becoming more and more
prosperous, and that they are becoming
more and more interested in the progress
of the country.

The first of these is the fact that the
population of the country is increasing
at a rapid rate. This is due to a number of
causes, the most important of which are
the increase in the number of children
born, the decrease in the number of deaths,
and the immigration of people from
other countries. The second fact is that
the country is becoming more and more
civilized. This is shown by the fact that
the people are becoming more and more
educated, and that they are becoming
more and more interested in the progress
of the country. The third fact is that
the country is becoming more and more
wealthy. This is shown by the fact that
the people are becoming more and more
prosperous, and that they are becoming
more and more interested in the progress
of the country.

باب اول

محمود شاہ محبت ہزاروی کا مترشحہ

اشتہار

خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

متعلق اس کا نظریہ اہل سنت سے

قطعاً متصادم ہے

باب اول؛

محمود شہ محث ہزاروی کا مرتبہ اشتہار

خصوصاً حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق اس کا نظریہ اہل سنت سے قطعاً متصادم ہے

چند دنوں کی بات ہے۔ کلکتہ اشتہار میرے ہاتھ لگا۔ جس کا عنوان یہ ہے
 دو بانی بغاوت یزید کے باپ کے بحوالہ کارنامے، اشتہار میں سیدنا امیر معاویہ
 رضی اللہ عنہ کی فات پر اس نام ہزارہ محدث نے جو میں الزامات لگائے۔
 اشتہار کے آخر میں خادم ملت گل محمد شاہ حنفی، محمد یوسف حنفی، محمد صنیف قادری،
 سکندر خان حنفی، انعام اللہ قادری محمد حسین خوری، محمد فاضل کاشمیری حنفی، خادم
 علماء و مشائخ صاحبزادہ صنیف سنی حنفی یعنی مجاہدانہ فانی پشاوروی اور بتعاون انجمن
 تحفظ ناموس اہل اصحاب پاکستان درج ہے۔ مذکورہ بالا اشخاص محدث ہزاروی محمود شاہ
 کے متوسلین میں سے ہیں۔ اور اس اشتہار کی ترتیب و تحریر میں انہیں اپنے پیرومرشد
 کی مکمل اعانت حاصل تھی۔ جس کا اقرار محدث ہزاروی کے بیٹے محمد الدین نے بھی
 کیا ہے۔ یاد رہے یہ محمود شاہ المعروف محدث ہزاروی حریلیاں ضلع ہزارہ میں خاتما
 محبوب آباد کا متولی اور سجادہ نشین ہے۔ خود کو سنی کہلاتا ہے مگر یہ اشتہار اور
 علاوہ ازیں ایک رسالہ بنام ”خبر نامہ ۱۴۰۷ھ شعبان“ بھی مجھے ملا۔ جو مذکور محدث
 کا ہی تحریر شدہ تھا۔ ان تحریرات کے سامنے آنے سے پہلے شنید تھی کہ ”محمود
 محدث“ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں غیر سنی نظریات کا معتقد ہے
 لیکن وہ شنیدہ کے بودا نند دیدہ کے مصداق اس کا کوئی نوٹس نہ لیا گیا۔ لیکن

ان تحریرات کو پڑھ کر معلوم ہوا کہ شخص واقعی قنہ ہے اور اس کی تحریرات گمراہی کا پلندہ ہیں۔ اور یہ بات بالکل عیاں ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی گندی زبان اور ایسے ناپاک خیالات اہل تشیع نے بھی نہ لکھے۔ بلکہ اس جرأت پر خود اہل تشیع "محدث ہزاروی" کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور الزامات تقریباً اہل سنت کی کتب سے پیش کیے گئے ہیں۔ مختلف کتب سے عبارات لے کر ان کا مخصوص انداز میں مطلب گھڑ کر عام شخص کو فریب دے کر امیر معاویہ کے خلاف عقیدہ رکھنے کی راہ ہموار کی گئی اس لیے ضروری معلوم ہوا۔ کہ اس کی خبر لی جائے۔ اور حقیقت حال واضح کر کے اس پر ڈالے گئے دجل و فریب کے پردے ہٹائے جائیں۔ جو ہمیں عدو الزامات بالترتیب ذکر ہوں گے۔ اور ہر ایک کے ساتھ اس کا جواب شافی و کافی تحریر ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

و باللہ المستعین

بانی بغاوت یزید کے باپ معاویہ کے

باسحوالہ کارنامے

- ۱۔ ملعون یزید کے باپ بانی بغاوت معاویہ نے کائنات کو یزید بیٹا یا دغا روایا۔
- ۲۔ بانی بغاوت معاویہ کا باپ جدی دشمن اسلام، ابوسفیان نے پیغمبر اسلام سے نوجنگ کیے۔
- ۳۔ یزید کے باپ معاویہ کے باپ نے بدر و احد کا جنگ کیا۔ جس میں حضور کے دندان مبارک شہید ہوئے۔
- ۴۔ یزید کے باپ معاویہ کی ماں کلیجے کھائی نے رسول خدا کے محترم چچا ہنزہ کا بعد شہادت کلیجہ چھایا۔
- ۵۔ یزید کا باپ معاویہ پشتینی دشمن اسلام، دشمن رسول و آلِ اصحاب رسول ہے۔ (قرآن و سنت گواہ ہیں)
- ۶۔ یزید کا باپ معاویہ جدی دشمن دین و ایمان فتح مکہ کے ان کافروں سے ہے جو ڈر کے مارے کلمہ پڑھ کر جان بچانے کو ایمان لائے۔
- ۷۔ معاویہ بن ابوسفیان اپنے باپ سمیت ان منافقوں سے ہے۔ جن کا لقب مؤلفہ القلوب ہے۔ (تواریخ)
- ۸۔ معاویہ ولد ابوسفیان منافق اور فتح مکہ کے ڈر سے مارے مسلمان ہونے والے کفار سے ہے جن کا ایمان نافع نہیں۔ قرآن پاک ۱۱۱ سجدہ آیت ۲۹ قرآن سے ثنابت ہوا معاویہ اور اس کے گروہ کا ایمان مردود و بے نفع ہے۔

۹۔ معاویہ ابوسفیان منافق کا بیٹا اُن منافقوں میں سے ہے جن کے حق میں قرآن کریم کی شہادت ہے۔ وہ کفر کے ساتھ ڈر کر اسلام میں داخل ہوئے۔ اور کفر کے ساتھ بغاوت کر کے اسلام سے نکل گئے۔ پڑھو قرآن پاک ۳۱ آیت ۶۱ ثابت ہوا یہ کافر اُسے اور کافر گئے۔ اور مٹانے ان پر جہالت میں رضی اللہ عنہ پڑھ کر ابو جہل بن ربیعہ میں۔

۱۰۔ معاویہ منافق ابوسفیان کا بیٹا اسلام سے پہلا باغی ہے۔ (در شرح مقاصد جلد دوم صفحہ ۳۰۶ طبع لاہور)

۱۱۔ معاویہ باغی نے اس عمار بدری صحابی کو صفین میں قتل کیا۔ جن کے حق میں حضورؐ نے فرمایا تجھے دوزخی باغی گروہ قتل کرے گا۔ قَتَلْتَكَ الْفِتْنَةُ الْبَاطِلَةُ تو جنتی ہے۔ وہ دوزخی ہوں گے (بخاری) رسول اللہؐ کی شہادت سے معاویہ دوزخی اور باغی ہے۔

۱۲۔ معاویہ باغی کو تین بار اللہ کے رسولؐ نے یہودیوں کو خط لکھنے کے لیے بلایا۔ یہ باغی روٹی کھا تار بانہ آیا ۱/۲ انفال آیت ۲۴ میں حکم ہے۔ ایمان کا دعوے کرنے والو۔ جب رسول اللہؐ میں تو سب کچھ چھوڑ کر حاضر ہوا کرو۔ صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۲۵ میں ہے۔ یہ روٹی کھا تار بانہ آیا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ لَا أَشْبَعُ اللَّهُ جَبَلَةَ اللّٰہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔ اسی طرح دنیا سے بھوکا مرا۔

۱۳۔ معاویہ شراب پیتا اور ہلاتا تھا۔ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۴۶ معاویہ سود کھاتا تھا (طحاوی ج ۴ ص ۶۲) ناسد میں ایسے پر غضب و لعنت ہے۔

۱۴۔ معاویہ نے بغاوت کے ۹۹ جنگوں میں ایک لاکھ ستر ہزار مسلمان حافظ قرآن و سنت قتل کیے۔

۱۵۔ دین و ایمان سے پہلے باغی معاویہ نے افضل الاصحاب صدیق اکبرؐ کے حافظہ

وسنت فرزند محمد بن ابی بکر والی مصر کو قتل کر کے گڑھے کی کھال میں رکھ کر تیل ڈال کر
جلوایا۔ اور قرآن پاک میں ایک مومن کے قتل کرنے والے کا قطعی حکم ہے۔ جو مومن
کو عداً قتل کرے۔ فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ
عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَآعَدَ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا۔ ﴿۹۱﴾ نساء آیت ۹۰۔ تو
ایسے کی جگہ جہنم ہے۔ ہمیشہ اسے اس میں رہنا ہوگا۔ اور اس پر اللہ کا غضب
ہے۔ اور لعنت اللہ کی۔ اور اللہ نے اس کے لیے عذابِ عظیم تیار کر رکھا ہے
تو عجب ہے کہ ملانے نہ پڑھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں نہ ایمان لاتے ہیں۔

فائدہ:

یہ تو ایک مومن کے عداً قتل کی سزا ہے۔ اور معاویہ نے ایک لاکھ ستر ہزار
مومن انصار و مہاجرین قتل کیے اور کرائے۔ اس پر جو ملانے رضی اللہ عنہ پڑھتے ہیں
صاف معلوم ہوا کہ ایسے باغی قاتل المومنین پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قرآن و سنت کے ساتھ
مخالفت اور کفر و جہالت ہے۔ اور اس کے متعلق جن تلافیوں نے یہ کہہ کر دستخط کر دیئے
ہیں۔ کہ معاویہ کے متعلق ہم قرآن و سنت اللہ و رسول کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتے۔ علماء و
مشائخ کا فیصلہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کے ہم مسلک سب ملانے کا فرم تہذیبی
ہو گئے۔ ایسا کہنے کرنے میں انہوں نے اللہ و رسول کی اشد توہین کی۔ ان ملعونوں پر
حسام الحرمین و صوامع ہندیہ کے تمام فتورے لگ گئے ایسا کر کے انہوں نے اللہ اور
رسول کو گالی دی۔ اور مرتد ہو گئے۔ نہ ان کی امامت جائز رہی نہ درس و تدریس ان
کی عورت کے طلاق ہو گئی۔ درکتب الخروج مذہب سنی حنفی (اور جو ان کا ساتھ دے وہ بھی
انہی کے حکم میں ہے۔ وَمَنْ يَتَّبِعْ لَهْمُ وَمَنْ يَتَّبِعْ لَهْمُ وَمَنْ يَتَّبِعْ لَهْمُ۔ وَلَوْ تَرَكُوا
الَّذِينَ ظَلَمُوا۔ فَلَا فَعْلَ بَعْدَ الذِّكْرِ لَيَمَسَّ النُّومُ الظَّالِمِينَ

(حسام المؤمنین، موارد ہندیہ) جن تلامذوں نے اللہ رسول کا فیصلہ ناقابل تسلیم کیا۔ اور غیر اللہ کا فیصلہ قابل تسلیم کیا۔ ایم حق نواز میا نوالی، ایم اللہ دتہ، ایم ظہور الہی۔

۱۶۔ دین اسلام سے پہلا باغی معاویہ بالا جماع باغی مبتدع ہے۔ اور مبتدع کا حکم شرعی یہ ہے
اَلْبُغْضُ وَالْعَدَاوَةُ وَالْإِعْرَاضُ عَنْهُ وَالْإِهَانَةُ وَالطَّعْنُ
وَاللَّعْنُ۔ (فتاویٰ رضویہ کتاب النکاح ص ۵۴ طبع بریلوی)

۱۷۔ معاویہ اینڈ کو کے حق میں تمام مسلمانوں کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے۔ وہ باغی خارجی ہے۔
خَايِبَةُ أَمْرِ هَرَمِ الْبَغْيِ وَالْخُرُوجِ۔ شرح عقائد النفعی۔ خارجی، ناصبی، ملحد
نے اس پر پردہ ڈالتے ہیں۔ اور چھپاتے ہیں۔

۱۸۔ ایسوں کا حکم از روئے قرآن میں ارشاد ہے وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَبَ شَهَادَةً
عِنْدَهُ مِنْ اللَّهِ الْآيَةَ حُضُورَ نے فرمایا۔ جس سے شرعی علم دریافت طلب ہوا
اور اس نے اُسے نہ بتایا دوزخ کی لگام دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

۱۹۔ حضور نے مبتدع کے حق میں فرمایا۔ مَنْ أَخَذَ ثِقًا فِي أَمْرِ نَاهُذَا مَا
لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ متفق علیہ (مشکوٰۃ)

۲۰۔ اللہ فائق کائنات کا حکم ہے۔ وَلَوْ تَلَوْتُمُ الْقُرْآنَ لَمَنِعَ عَنْكُمْ الْبَأْسَ ۚ بَقَرہ آیت ۲۲
گندے ستھرے بُرے بھلے کی پہچان کریں۔

۲۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اِيْحَافُوا اَيُّكُمْ خِيَانَةٌ كُفْرًا اپنی
منازکے امام ان کو بناؤ جو تم میں بہتر ہوں۔ معاویہ اللہ رسول کا باغی اور منافق
آل اصحاب کو گالیاں دینے والا اور ان پر اور ان سے محبت کرنے والوں پر لعنت
کرنے والا اور ان سے ۹۹ جنگ کرنے والا ہے۔ شراب پینے پلانے
والا سود کا بیوپار کرنے والا ہے۔ جو ملّاں مو فی امام اس پر رضی اللہ عنہ کہنے والے
ہیں۔ وہ دراصل اللہ رسول کو گالیاں دینے والے اور اللہ کی رضا کا کفر کھنے والے

ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے نہ جنازہ نہ ان کو سلام دینا جائز نہ ان سے دعا سلام رشتہ پیار و وابہ۔ ان سے تعاون تو لا مسلمان کو انہی جیسا بنا دینے والا ہے۔

۲۲۔ معاویہ چونکہ اللہ رسول دین اسلام سے علی الاعلان باغی طاعنی کافر منافق منکر مخالفت ہو کر اسی مال پر مر رہے۔ اس دشمن دین و ایمان کو اصحاب پاک میں ملانا اور اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قطعاً ناروا اور کفری کام ہے۔ وہ ان لوگوں سے ہے جن کا قرآن نے بیان فرمایا۔ قَدْ تَحَلَّوْا بِالْكَفْرِ وَ هُمْ قَدْ نَحَرُوا جُحُومًا۔ وہ کفر کے ساتھ فتح مکہ میں آئے۔ اور اسی کفر کے ساتھ باغی خارجی ہو کر دین و ایمان سے نکل گئے۔ ۱۴ ماخذہ۔ اس کے حامی منافقوں نے اس پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ یہ سب اللہ رسول کی اشد توہین و ہتک کرنے والے ہیں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب حنفی میں ایسے ہر شخص کا حکم ہے کہ وہ باغی خارجی کافر مرتد و زندیق ہے۔ اور اس کی عورت اس کے عقد نکاح سے نکل کر طلاق ہو چکی ہے۔ اور ان سے بچنا ہر مومن مسلمان کا دینی ایمانی کام ہے نہ ان کے پیچھے نماز نہ ان کا کوئی کام اسلامی درست ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

مدیث ہے۔ اَيُّهَا كُفْرًا يَٰ هَٰؤُلَاءِ يَضِلُّوْا تَكْفُرًا وَلَا يَفْقَهُوْا نَكْمًا فتاویٰ حسام الحرمین اور فتاویٰ صوامر ہندیہ شریف کے تین سو ایک علماء مشائخ اور مفتیان دین کے تمام فتوے کافر و فاسق مرتد و زندیق ہونے کے معاویہ پرستوں اور اس پر رضی اللہ عنہ کہنے والوں پر بلا کم و کاست لگ گئے ہیں۔ اور یہ سب ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے تو رد کرے یا اس بارویں بحث جمت مزاحمت تکرار کرے یا ان کے ساتھ تعلق تعاون ان کی حمایت تاہید تصدیق دوستی کے رشتہ چاہے آشنائی روارکھے وہ بھی انہی جیسا دشمن دین و

ایمان ہے۔ اللہ کا حکم ہے۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ
فرمان ہے۔ یا اَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَٰؤُلَاءِ فَتَكُونُوا مِمَّنْ غَلَبَتْ عَلَيْهِمُ الْغُلُوبُ ۚ
علیہم السلام آیت ۱۲ اللہ کا حکم ہے کہ نہ تَتَّبِعُوا مَخْبِرِ مِثْلِ ۱۱
مود آیت ۵۲۔ اللہ کا حکم ہے۔ فَلَا تَقْعُدُوا عَنْ صَلَاةِ رَبِّكُمْ تَتَّبِعُوا هَٰؤُلَاءِ فَتَكُونُوا مِمَّنْ غَلَبَتْ عَلَيْهِمُ الْغُلُوبُ ۚ
الظَّالِمِینَ۔ ۱۱ انعام آیت ۶۸۔ اے اہل اسلام اے اہل دین۔ اللہ رسول دین
اسلام کے باغی، ظالم، دشمن آل و اصحاب معاویہ کو ماننے
اور اللہ رسول کو نہ ماننے والوں سے قطع تعلق کر کے دین و ایمان کو بچاؤ و رزق چاہو
انجام سوچ لو۔

۲۳۔ پیارے برادرانِ ملت و دین و ملک ہمیں موجودہ ماحول میں ہر وقت دشمن
ملت و ملک طاقت کے مقابلہ کے لیے طاقت کی ضرورت ہے۔ اور اس کے
لیے اتحاد و جہاد لازم ہے۔ اور اس کا اہتمام صحیح نظام خلافت اور مکمل دستور
اسلام کی بحالی بغیر دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ لہذا علم و غور کا ناقابل انکار اعلان ہے
کہ نظام خلافت و دستور اسلام مرکز ملت ہے۔ جسے فتنہ بغاوت نے تباہ کیا
بس کائنات دین و ایمان میں خلافت راشدہ سے بغاوت چودہ طبع میں
وہ ظلم عظیم ہے۔ جس کی مثال نہیں ملتی۔ اور ظالموں پر کتاب و سنت میں لعنت
کا شمار نہیں۔ فتح القدیر جلد ۷ ص ۲۶۳ طبع بیروت پر بحجور معاویہ یہ تحریر ہے
معاویہ کے ظالم ہونے کی۔ مومن مسلمان بھائی کسی کی ذمہ داری اپنے رب کی سنو۔
لَا يَنْتَظِرُ عَهْدَ الظَّالِمِینَ۔ ۱۵ بقرہ ۱۲۴ میرا کوئی عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا
تفسیر احکام القرآن امام ابو بکر حصص ج ۱ ص ۶۹ طبع بیروت میں خلاصہ۔
کہ ظالم کے لیے اللہ کا کوئی نہ عہد اور نہ عہدہ ہے۔ لہذا معاویہ باغی ظالم

مبتدع کے لیے کوئی رتبہ نہیں۔ مرقاۃ ص ۱۷۱ میں عمار بن یاسر والی حدیث کی شرح میں ہے۔ فَكَانُوا أَطَاعِيْنَ بَاغِيْنَ بِهَذَا الْحَدِيثِ مبارقی الاثر بار شرح مشارقی الانوار ج ۲ ص ۱۷۹ طبع مصر میں ہے۔ وَكَانُوا أَطَاعِيْنَ بَاغِيْنَ بِهَذَا الْحَدِيثِ معاویہ اینڈ کو اس مشہور منواتر حدیث سے طاعنی باغنی ظالم مبتدع ہوئے اور باغنی ظالم مبتدع بد مذہب کا حکم شرح مقاصد جلد دوم ص ۲۷۰ طبع لاہور پراور فتاویٰ رضویہ کتاب النکاح باب المحرمات ص ۵۳ طبع بریلی پر یہ لکھا ہے۔ بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں۔ روگردانی کریں۔ اس کی تذلیل و تحقیر بجالائیں۔ اس سے لعن طعن کے ساتھ پیش آئیں۔

۲۲۔ باغنی کفر و بغاوت و بدعت معاویہ نے علی اور ان کی محبت والوں پر طعن لعن اور غلیظ گالیوں کا بجو اس خطبہ جمعہ میں ۲۱ ص سے جاری کیا۔ اور کرایا۔ اور حدیث میں رسول اللہ نے فرمایا۔

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّخِي وَمَنْ سَبَّخِي فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ جِسْمِي عَلَى كَر
گالی دی بے شک اس نے مجھے گالی دی۔ اور جس نے مجھے گالی دی۔ بے شک
اس نے اللہ کو گالی دی۔ جامع صغیر جلد دوم ص ۱۷۳ طبع بیروت۔ پس فتاویٰ
حسام الحرمین اور فتاویٰ صوامر ہندیہ پر عرب و عجم کے تین سو ایک علماء و مشائخ
حنفی شافعی، حنبلی، مالکی کے قطعی اجماعی فتوے ہر اس مجرم پر لگ گئے جس
نے اللہ رسول کی توہین ہتک گالی، لعن طعن کے ضبیٹ جرم کا ارتکاب کیا چاہے
خیر القرون کا ہو یا بعد کا۔ چاہے عرب کا ہو یا عجم کا چاہے کوئی صحابی چاہے
کوئی مطیع ہو یا باغنی چاہے معاویہ ہو یا ابوسفیان یا ہندہ چاہے حکم ہو یا
مروان چاہے یزید ہو یا اس سے مزید چاہے مجتہد یا نادان چاہے دیوبندی

ہو یا برہوی چاہے مقلد ہو یا غیر مقلد چاہے اہل حدیث ہو یا اہل قرآن چاہے قادری ہو یا
لاہوری چاہے سنی ہو یا شیعہ چاہے سید ہو یا غیر سید چاہے تلمیذ یا پیر چاہے اعلیٰ
ہو یا ادنیٰ چاہے نعت خوان ہو یا تبر باز چاہے اپنا ہو یا بیگانہ چاہے نیا ہو یا پرانا ان پر
یہی فتویٰ ہے۔

یکسی فرقہ یا فرد سے ضد و تعصب کی بنا پر نہیں۔ دین حق اسلام اور اللہ رسول کا
قطعی حکم ہے۔

بِالْجُمْلَةِ قَوْلُهُ لَا تَطَافُ حُكْمُهُمْ كَقَارٍ مَرْتَدٍّ وَنَخَارِجٍ
عَنِ الْإِسْلَامِ بِاجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ قَالَ فِي الْبَرَزَانِيَةِ
وَالدَّرُ وَالْعُرُ وَفَتْوَى الْخَيْرِيَّةِ وَمَجْمَعِ الْأَنْهَارِ وَالْأَنْدَلُسِ
الْمُخْتَارِ وَعَلَيْهِ هَامِنْ مُعْتَمَدَاتِ الْأَسْفَارِ فِي مِثْلِ هَؤُلَاءِ الْكُفَّارِ
مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَعَدَّ إِلَيْهِ فَقَدْ كَفَرَ. جو ان کے کفر و عذاب میں
شک کرے خود کا فر ہے۔ فتاویٰ حسام الحرمین فتاویٰ صوامم ہندیہ منگا کر خود
پڑھو پھر سوچو۔ کیا ایسے مجرم پر صحابی کا اعتقاد کرنا اور خلاف کتاب سنت رضی اللہ عنہ
پڑھنا عین اس فتوے کی زد میں نہیں آتا۔ ضرور آتا ہے۔ پھر ایسوں کی خواہش اعتقادی
کی کتاب کا نام بہار بغاوت کی بجائے بہار شریعت لکھنا اور اس قرآن کو جس میں
اللہ کا فرمان ہے۔ اَلْيَوْمَ اكْتُمِلَتْ لَكُمْ دِينُكُمْ کو تکمیل ایمان نہ ماننا بلکہ
اس کے برعکس کسی کی کتاب یا اپنی کتاب کو ماننا کیا قرآن پاک پر ایمان ہے یا کفر معاذ اللہ
ایک مومن کو عذاب قتل کرنے والے کا حکم ہے۔ فَمَنْ أَرَادَ جَيْمُ غَالِيًا نَبِيًّا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
لَعَنَهُ أَلَا يَهْدِيهِ فَيَقْتُلْهُ أَوْ يَنْصُرْ قَاتِلَهُ فَإِنَّهُ يَكُونُ مِنَ الْكَافِرِينَ۔ تو جس نے ایک لاکھ ستر ہزار مومن مسلمان مہاجرین و انصار قتل کیے کرانے
اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قرآن پاک کا حکم کھلا مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے۔

ناظر کے بے علم و بے تقویٰ اشتہار بازوں کو شرم آنا چاہیے ان تمام لوگوں

نے وہابیہ کی تردید کر دی ہے۔ یہ نام اور فتوے سب جھوٹ اور کھوس ہیں۔ علماءِ مشائخ
فقیہ کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں رکھتے۔ یہ ایک ملعون ناصبی خارجی منافق نے کتابچہ لکھا
ہے۔ اب مفور ہے۔ اس پر ایک لاکھ جرمانہ ہو چکا ہے۔ کوہاٹ، لاہور، کراچی، ایبٹ آباد
سے پتہ لگاؤ۔ سجادہ نشین علی پور شریف نے معاویہ کو باغی لکھا ہے۔ نام نہاد عابی ثمان
کو پیر خانہ سے مردود ہونے پر معافی فقیر نے دلائی۔ فقیر نے اسے ہوا بارات دی وہ
اب اس کے لائق نہیں وہ ہمارے سلسلہ سے خارج ہے۔ ہماری اجازت میں سب اس
سے منسوخ ہیں۔ ان کے ساتھ طلاب، کلام مجلس سب حرام ہے۔ جب تک علانیہ توہید
تجدید اسلام و تجدید نکاح نہ کرے۔

نعرہ تحقیق جاہل بے علموں اور دین دایمان سے ناواقفوں کی ایجاد اور بدعت ہے
اور بدعت نہ قابل قبول ہے نہ لائق اعتناء و منکر معروف نہیں۔ مومن کی شان ہے۔
يَا مُرُوتَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ حدیث میں ہے جنتیوں کی
۱۲۰ صفیں ہوں گی۔ ان میں انٹی میری امت کی اور چالیس باقی سب انبیاء کی امتوں
کی ہوں گی۔ اس سے پتہ چلا کہ حضور کی امت کی اکثریت اہل حق ہے جو جنت میں
اکثر ہو گی۔ یا اس سے مراد آل اصحاب ہیں تو وہ انبیاء کی امتوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار
کے برابر ہیں۔ ان میں سے صرف چار حق ہیں تو ناحق ایک لاکھ بیس ہزار نو سو چھیانوے
ہوئے۔ اب بتاؤ کہ اس بدعتی نعرے میں تو صرف چار یا حق ہیں۔ مگر اللہ رسول کے
نزدیک تو ایک لاکھ بیس ہزار نو سو سے اکثر حق ثابت ہوتے ہیں۔ اور بدعتی منکر نعرہ
اس کے خلاف ہے۔ جو قابل رد ہے۔ حدیث دوم باب فضائل سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشکوٰۃ شریف طبع کراچی ص ۱۱۵ میں خود فرمایا۔

اَنَا اَكْثَرُ النَّبِيَّاتِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ الخ قیامت
کے دن میں سب انبیاء سے زیادہ تعداد امت والا ہوں۔ یہ جاہلوں کا نعرہ تحقیق

ہے۔ اور مردود ہے۔ لہذا قرآن میں ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكِتَابَ۔ یہ جاہلوں کا نعرہ ہے تحقیق منکر بدعت ہے۔ اور اس آیت کے مقصد کے بھی خلاف ہے۔ لہذا مردود ہے۔ مسلمانوں کو ترک کر دینا لازم ہے حضور کے سب یا ر حق ہیں۔ جو ناحق ہیں۔ وہ آپ کے یا ر نہیں بلکہ مطلقاً باغی ہیں

محدث ہزاروی کے مذکورہ چوبیس علی الزامات کے بالترتیب دندان شکن جوابات

الزام نمبر (۱)

ملعون یزید کے باپ بانی بغاوت امیر معاویہ رحمہ

کائنات کو یزید جیسا بیٹا یا دگار دیا۔

جواب ہے: الزام ذکر کرتے وقت محدث ہزاروی اور اس کے ناما قبت اندیش پیروؤں کی بدحواسی اور بغض و حسد ملاحظہ کریں۔ کہ یزید کی پیدائش موجب طعن بنائی جا رہی ہے۔ یعنی امیر معاویہ پر اعتراض و الزام یہ ہے۔ کہ ان کے گھریز پر پیدا ہوا۔ بھلا یزید کی پیدائش اور اس کے کثرت کا بوجھ امیر معاویہ پر کیوں ڈالا جا رہا ہے۔ قرآن کریم میں صاف صاف موجود ہے۔ وَلَا تَبْزُوزُوا رِجَالَهُمْ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَافِرِينَ۔ کوئی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک کے کثرت اُسے ہی اٹھانے پڑیں گے۔ اور یہ ”نام نہاد مسلمان“ اس کے خلاف لکھ رہے

ہیں۔ ہاں اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان اور ان کے حکم سے یزید کی بدعملی وقوع پذیر ہوتی۔ تو پھر کچھ بوجھ اور دھڑلہ ہو سکتا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کا ذکر کیا۔ اور اس کے کرتوتوں کی بنا پر اسے دوزخی کر دیا گیا۔ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا رعبض روایات کے مطابق کافر ہونے کی وجہ سے طوفان میں غرق ہو گیا۔ کیا ان دونوں (قابیل، کنعان) کی بدعملیوں کی بنا پر حضرت آدم و نوح علیہما السلام پر الزام دھرا جائے گا؟ حالانکہ یہ دونوں بیٹے بالاتفاق کافر اور دوزخی ہیں۔ اُدھر یزید کے بارے میں اختلاف ہے کچھ تو اسے دوزخی اللہ عنہ تک کہتے ہیں۔ اور کچھ اسے ملعون کہتے ہیں۔ اور بعض اس پر لعن طعن کے بھی قائل ہیں۔ قارئین کرام آپ خود سوچیں۔ کہ محدث ہزاروی وغیرہ کا امیر معاویہ پر مذکورہ الزام کس قدر رعبض و حسد اور اندھی بصیرت کا شاہکار ہے۔ برائیں عقل و دانش بنیادِ گر لیت۔

الزام نمبر (۲)

بانی بغاوت معاویہ کے باپ جدی دشمنِ اسلام
ابوسفیان نے پیغمبر سے نو جنگ کیئے

الزام نمبر (۳)

معاویہ کے بلے نے بدر واحد کا جنگ کیا جس میں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دامت مبارک شہید ہوا۔

دونوں الزاموں کا

مفصل جواب

یہ دونوں الزامات پہلے الزام کا دوسرا رخ کہہ لیں۔ اس میں بیٹے کے کثرت کو الزام کی بنیاد بنایا گیا تھا۔ اور ان دونوں میں باپ کے رویہ کو قابل الزام کہا گیا۔ اس لیے ان دونوں کا ایک تو جواب وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی جان کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالتا۔ لہذا ابوسفیان نے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگیں لڑیں۔ تو اس کا غمیزہ اسے بھگتنا پڑے گا۔ لیکن باپ یا بیٹے کے کفر و شرک اور زیادتیوں سے دوسرا لوٹ کیونکر کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک مغزوہ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار کا لڑنا اور آپ کا دندان مبارک شہید کر دینا اسے تاریخ کے اوراق میں دیکھا جائے تو اس کی ذمہ داری خالد بن ولید پر ڈالی جائے گی۔ کیونکہ یہ حملہ ان کی سرکردگی میں ہوا تھا۔ اگر ابوسفیان کا لڑائی میں شرکت کرنا امیر معاویہ کے کافر و منافق ہونے کی دلیل بنایا گیا ہے۔ تو پھر خود خالد بن ولید جو بنفس نفیس لڑے ان کے بارے میں ”محمدؐ ہزاروی“ کیا گل فشائی کریں گے؟ اور پھر اسی مغزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ”وحشی“ نامی آدمی کے ہاتھوں ہوئی۔ ”وحشی“ نامی آدمی اتنا بڑا جرم کرنے کے بعد جب میمنعہ تو بہہ کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی تو بہ قبول فرماتا ہے۔ ان کے بارے میں ”محمدؐ ہزاروی“ کیا فرمائیں گے؟ تو بلا واسطہ توٹ ہیں۔ امیر معاویہ تو اس لیے ملزم ٹھہرے کہ ان کا باپ

ابوسفیان حضور کے مقابلہ میں آیا۔ خود امیر معاویہ نہیں لیکن یہاں تو باپ بیٹا نہیں بلکہ خالد بن ولید اور وحشی خود مقابلہ کر رہے ہیں۔ اب فرمائیے۔ آپ کی منطق کہاں لے ڈوبے گی۔ سید الشہداء حضرت حمزہ کے قاتل ”وحشی“ کی تو یہ قبول ہوئے کاشنوت ملاحظہ ہو۔

تفسیر طبری:

﴿قُلْ يٰٓعِبَادِىَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْۤا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝۷۷۰﴾ ثَنَا ابْنُ حُمَیْدٍ قَالَ ثَنَا سَلَمَةُ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ اسْحٰقَ عَنْ بَعْضِ اصْحَابِہٖ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِہٖ الْاٰیٰتُ الثَّلَاثُ بِالْمَدِیْنَةِ فِیْ وَحْشٰی وَاَصْحَابِہٖ یَا عِبَادِىَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْۤا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ اَلَا تَوَلّٰوْۤا مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّآتِیَ کُمُ الْعَذَابُ بِغَتَۃٍ وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

(تفسیر طبری جز ۲ ص ۱۰ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: حضرت عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ یہاں عبادِ اللہ اسرفوا علی انفسہم سے ان یأتیکم العذاب بغتہ تک تین آیات مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ اور ان کا نزول جناب وحشی اور ان کے ساتھیوں کے حق میں ہوا۔

توضیح:

کچھ لوگوں کو جب یہ خیال آیا کہ ہم زندگی بھر کفر و شرک اور بدکاریوں میں مبتلا رہے۔ اب اگر ہم مسلمان ہو بھی جائیں۔ تو اسلام کا ہمیں کیا فائدہ

ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان مذکورہ آیات میں ان کے بارے میں فرمایا کہ اگر کفر و شرک ہو تا رہا۔ لیکن اسلام قبول کر لینا اور گزشتہ گناہوں پر ندامت کے آنسو بہانا قبول نہیں۔ بلکہ اسلام کی برکت سے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں ایک تفسیر یہ بیان ہوئی۔ اور دوسری تفسیر آیت مذکورہ کی جو ہم نے اوپر لمبری کے حوالے سے نقل کی وہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ کے قاتل اور اس کے شکر کا گناہ اللہ تعالیٰ نے (اسلام قبول کرنے کی وجہ سے) معاف کر دیا۔ ذرا سوچنے کی بات ہے۔ کہ خداوند عالم تو معاف کر رہا ہے لیکن ان نام نہاد ”محدثوں“ سے معافی ملنا بہت مشکل ہے۔ انہیں تو یہی کہنا ہے کہ خداوند معاف کر دے تو کرتا رہے ہم نہیں معاف کریں گے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

علاوہ ازیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے کہ کسی کے باپ کے برا ہونے کی وجہ سے اس کے نیک بیٹے پر لعن طعن نہ کیا جائے
حوالہ ملاحظہ ہو۔

الاستیعاب:

كَانَ عَكْرَمَةَ مَشْدِيدَ الْعَدَاوَةِ لِرَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ هُوَ وَأَبُوهُ وَكَانَ
قَارِئًا مَشْهُورًا هَرَبَ حِينَ النِّزْجِ فَلَحِقَ بِالْيَمَنِ
وَلَحِقَتْ بِهِ امْرَأَتُهُ أُمُّ حَكِيمٍ بِنْتُ الْحَرِثِ
بْنِ هَاشِمٍ فَأَتَتْ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَ مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ فَأَسْلَمَ
وَذَلِكَ سَنَةَ ثَمَانٍ بَعْدَ الْفَتْحِ وَحَسُنَ إِسْلَامُهُ

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَعَابَ بِهِ إِنَّ عِزًّا مَعَهُ
يَأْتِيكُمْ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَلَا تَسُبُّوا أَبَاهُ فَإِنَّ
سَبَّ أُمِّيَّتٍ يُؤْذِي الْعَنَى وَلَمَّا أَسْلَمَ عِكْرِمَةُ شَكَى قَوْلَهُمْ عِكْرِمَةُ بْنُ
أَبِي جَهْلٍ فَتَنَاهُمُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ يَقُولُوا عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ وَقَالَ لَا تَقُولُوا
الْأَحْيَاءُ بِسَبَبِ الْأَمْوَاتِ-

(الاستيعاب فی معرفة الاصحاب جلد سوم ص ۱۲۸/۱۲۹)

بر حاشیہ الاصابۃ فی تمیز الصحابة

ترجمہ: دور جاہلیت میں عکرمہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت عداوت
تھی۔ اسی طرح اس کے باپ ابو جہل کی عکرمہ فتح مکہ کے وقت بھاگ کر
میں چلا گیا۔ یہ ایک اچھا گھڑ سوار تھا۔ کچھ دنوں بعد اس کی بیوی بھی مین گئی۔
اور پھر عکرمہ کو ساتھ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے جب
عکرمہ کو دیکھا۔ تو فرمایا۔ اے مہاجر گھوڑے سوار! خوش آمدید۔ پھر عکرمہ
مشرق باسلام ہو گیا۔ یہ فتح مکہ کے آٹھ سال بعد کا واقعہ ہے۔ اور اسلام
بھی بڑا اچھا اور مضبوط قبول کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو فرمایا۔
کہ عکرمہ جب تمہارے پاس آئے۔ تو اس کے باپ کو گالی مت
دینا۔ کیونکہ مرے ہوئے کو گالی دینے سے زندہ کو تکلیف ہوتی
ہے۔ عکرمہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے ساتھی صحابہ کرام
کی شکایت کی۔ کہ یہ لوگ مجھے ابو جہل کا بیٹا کہتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ
نے اُن کو منع فرما دیا۔ کہ اُنہ کے لیے تم عکرمہ کو "ابن ابی جہل" نہیں
کہو گے۔ اور فرمایا۔ زندوں کو مردوں کی وجہ سے تکلیف و اذیت نہ دو

توضیح :

سہ کارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کو سامنے رکھا جائے کہ وہ ابولہب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پکا دشمن تھا۔ اور کفر پر ہی دنیا سے اٹھا۔ آپ نے ایسے قطعی کافر کا نام لے کر تو توں کو سامنے رکھ کر اس کے بیٹے عکرمہ کو بڑا بھلا کہنے اور عار دلانے سے منع فرما دیا۔ اُدھر محدث، ہزاروی وغیرہ کی منطق دیکھئے کہ ابوسفیان کی حالت کفر میں عادات کو لے کر ان کے بیٹے امیر معاویہ کو کوسا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہی ابوسفیان بعد میں نائب ہوئے۔ اور مشرف باسلام بھی۔ اور حالتِ اسلام پر دنیا سے رخصت ہوئے۔ اگر رشتہ داری کی وجہ سے باپ کا جرم اور وہ بھی حالت کفر کا بیٹے کے لیے سببِ ملامت ہے۔ تو پھر ابولہب کی وجہ سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔ ایسے کھٹو محدث، الزام دھرنے سے باز نہ آئیں گے ابوسفیان کا نام لے کر جس طرح امیر معاویہ کو ایذا دہی جا رہی ہے۔ اسی طرح اس طریقہ سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایذا پہنچائی جا رہی ہے۔ کیونکہ جب آپ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ تو پھر اس پر عمل نہ کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھ پہنچایا جا رہا ہے۔ اور آپ کو ایذا پہنچانا نصِ قطعی سے حرام اور باعیشِ لعن ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

حضرت ابوسفیان کا تعارف

کتب تاریخ و حدیث سے

اسد الغابہ:

كَانَ أَبُو سَفْيَانَ حَدِيقَ الْعَبَّاسِ وَأَسْلَمَ لَيْلَةَ
الْفَتْحِ وَقَدْ ذَكَرْنَا إِسْلَامَهُ فِي إِسْمِهِ وَشَهِدَ
حُكْمَنَا وَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ غَنَائِمِهَا مِائَةَ بَعِيرٍ وَأَرْبَعِينَ أَوْ قِيَّةً وَأَعْطَى
أَبْنَيْهِ يَزِيدَ وَمَعَاوِيَةَ كُلَّ وَاحِدٍ مِثْلَهُ وَ
شَهِدَ الطَّائِفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَفَقِئَتْ عَيْنُهُ يَوْمَ مَيْدٍ وَفُقِئَتْ أُخْرَى يَوْمَ الْيَوْمُكِ
وَ شَهِدَ الْيَوْمُوكَ تَحْتَ رَأْيِهِ إِبْرَاهِيمَ يَزِيدَ
يُقَاتِلُ وَيَقُولُ يَا نَصْرَ اللَّهِ أَفْ تَرَبُّ وَكَانَ يَقِفُ
عَلَى الْكِرَادِيسِ يَقْصُصُ وَيَقُولُ اللَّهُ إِلَهُكُمْ
ذَا نَزَلَتِ الْعَرَبُ وَأَنْصَارُ الْإِسْلَامِ وَالْمُهَوَّارَةُ الرُّومِ
وَأَنْصَارُ الْمَشْرِقَيْنِ اللَّهُمَّ هَذَا يَوْمٌ مِنْ أَيَّامِكَ اللَّهُمَّ أَنْزِلْ نَصْرَكَ عَلَى عِبَادِكَ
..... وَكَانَ مِنَ الْمُؤَلَّفَةِ وَحَسَنَ إِسْلَامِهِ -

۱) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ جلد پنجم

ص ۲۱۶ ذکر ابوسفیان مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس کے دوست تھے۔ فتح مکہ کی رات مشرف باسلام ہوئے۔ ہم نے ان کے اسلام لانے کا واقعہ ان کے نام کے ضمن میں ذکر کر دیا ہے۔ غزوہ حنین میں شرکت فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مال غنیمت میں سے ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔ اتنی ہی مقدار مال غنیمت ان کے دونوں بیٹوں یزید اور معاویہ کو بھی عطا ہوا۔ طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسفیان بھی جنگ میں شریک ہوئے جس میں ان کی ایک آنکھ کلام آگئی تھی دوسری آنکھ جنگ یرموک میں کلام آئی جنگ یرموک میں یہ اپنے بیٹے یزید کی ماتحتی میں شریک ہوئے تھے۔

لڑتے تھے اور دعا کرتے تھے اے اللہ کی مدد! جلد آگھڑ سواروں کے پاس کھڑے تھے۔ اور یہ جگے بھی ان کی زبان پر تھے۔ اللہ اللہ! مسلمانو تم اسلام اور عرب مسلمانوں کے معاون و مددگار ہو۔ اور تمہارے مقابل کفار و مشرکین کے مددگار میں۔ اے اللہ! یہ دن تیرے دنوں میں سے ایک دن ہے۔ اے اللہ! آج اپنے بندوں کی نصرت فرما۔ ابوسفیان مؤلف تہ قلب میں سے تھے۔ اور اسلام بہت خوب لگتا تھا

اسد الغابۃ:

وَاسْكُمُ لَيْلَةَ الْفَتْحِ وَشَهِدَ حَنِينًا وَالطَّاهِنَ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَاهُ
مِنْ عَنَائِهِ حَنِينٍ مِائَةَ بَعِيرٍ وَأَنْ يَعْيِي
أَوْ قِيَّةً كَمَا أُعْطِيَ سَائِرَ الْمُؤَلَّفَةِ وَأَعْطَى
إِبْنَيْهِ يَزِيدَ وَمُعَاوِيَةَ فَقَالَ لَهُ أَبُو سَفْيَانَ
وَاللَّهِ إِنَّكَ لَكَيْرُ مُؤَلَّفَةٍ أَهْلِي وَأَهْلِي وَاللَّهُ

لَقَدْ حَارَبْتُكَ فَكُنِعَ الْمُحَارِبُ أَنْتَ وَلَقَدْ
سَأَلَهُ تَكُ فَنِعِمَّ الْمَسَالِمُ أَنْتَ حَبْرُكَ اللَّهُ خَيْرًا
وَفَقِئْتُ عَيْنَ أَبِي سَفْيَانَ يَوْمَ الظَّالِمِ وَلَسْتُ مَعَهُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَجْرَانَ
فَمَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ إِلَى
عَلَيْهَا وَرَجَعَ إِلَى مَكَّةَ وَفَسَكَنَهَا مَدَّةَ ثَمَرَمَادَ
إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَاتَ فِيهَا ---- وَشَهِدَ الْيَوْمُكَ
وَكَانَ هُوَ الْقَاصُّ فِي جَنِينِ الْمُسْلِمِينَ يَحْرِيضُهُمْ
وَيَعْتُلُّهُمْ عَلَى الْقِتَالِ -

(۱- اسد الغابہ جلد سوم ص ۱۲-۱۳ مطبوعہ بیروت تجدید)

(۲- الاستیعاب جلد دوم ص ۱۹۰ بر حاشیہ الاصابہ)

ترجمہ: جناب ابوسفیان فتح مکہ کی رات مشرف باسلام ہوئے۔ آپ غزوہ
حنین اور طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک
ہوئے۔ حضور نے انہیں حنین کے مال غنیمت میں سے ایک سو
اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔ اتنی ہی مقدار میں بقیہ
تمام مؤلفہ قلوب کو بھی عطا فرمایا۔ ابوسفیان کے بیٹے یزید اور
معاویہ کو اسی قدر عطا فرمایا۔ یہ دیکھ کر ابوسفیان بولے۔ خدا کی قسم!
آپ بہت کریم ہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ میں آپ سے
لڑا تو آپ کو بہترین لڑنے والا پایا۔ میں نے آپ سے صلح کی۔ تو اس
میں بھی آپ بہت خوب صلح کرنے والے نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ
آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ابوسفیان کی ایک آنکھ غزوہ طائف

میں کام آگئی۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجزان پر عامل مقرر فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال شریف کے وقت بھی یحجران کے عامل تھے۔

پھر مکہ واپس آکر کچھ مدت وہاں قیام کیا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ آگئے۔ اور یہیں فوت ہوئے۔۔۔۔۔ یہ رمک کی جنگ میں بھی شرکت فرمائی۔ اس جنگ میں مسلم فوج میں ہی خطیبہ دینے والے تھے اپنی تقریر کے ذریعہ مسلمانوں کو جہاد پر ابھارتے اور انہیں جوش و جذبہ دلایا کرتے تھے۔

تبلیغ اسلام کے ابتدائی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیانؓ پر اعتماد تھا

الاصابة:

قال جعفر بن سليمان الضبي عن ثابت البناني
أَنَّكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ
دَارَ الْإِيَّيْ سَفِيَّانَ فَلَهُوَ آمِنٌ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أُوِي بِمَكَّةَ دَخَلَ دَارَ إِيَّيْ
سَفِيَّانَ - (الاصابة جلد دوم ص ۷۹ مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ: ثنابت البنانی سے جعفر بن سلیمان ضبی بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ اعلان فرمایا تھا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا۔ وہ بھی امن پائے گا، یہ آپ نے اس وجہ

سے فرمایا تھا۔ کہ اس سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مکہ تشریف لاتے اور پھرنے کا ارادہ ہوتا۔ تو آپ کا قیام ابوسفیان کے گھر ہی ہوتا تھا۔

ہجرت کے بعد اور ابوسفیان کے اسلام لانے سے پہلے حضور
نے ان سے تجارت کی

الاصابة:

روى ابن سعد ايضا باسناد صحيح عن عكرمة
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْدَى إِلَى أَبِي سَفْيَانَ
بَنِ حَرْبٍ قَمَرًا عَجُوقَةً وَكَتَبَ إِلَيْهِ يَسْتَهْدِيهِ
أُذْمًا مَعَ عَمْرِو بْنِ أُمِيَّةٍ فَزَلَّ عَمْرٌو عَلَى إِحْدَى
إِمْرَأَتَيْ أَبِي سَفْيَانَ فَقَامَتْ دُونَهُ وَقِيلَ أَبُو سَفْيَانَ
الْمَهْدِيَّةَ وَأَهْدَى إِلَيْهِ أُذْمًا.

الاصابة جلد دوم ص ۷۹، ابیروت

ترجمہ: ابن سعد نے بسند صحیح حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی طرف عجوہ کھجور (کچھ مقدار میں) بھیجی۔
اور رقعہ بھی ساتھ دیا۔ کہ ان کھجوروں کے بدلے تم مجھے چھڑا بھیج دو۔ یہ کام
عمر بن امیہ نے سرانجام دیا۔ جب یہ سامان لے کر عمرو بن امیہ مکہ میں
ابوسفیان کی کسی ایک بیوی کے پاس حاضر ہوا۔ تو وہ پیچھے ہٹ کر مہان لڑائی
کی تیاری کرنے لگی۔ ابوسفیان نے کھجوریں لے کر ان کے بدلے میں چھڑا
بھیجا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوسفیان سے

جنت کا وعدہ

الاصحابہ:

روى الزبير بن سريته عن أبي سفيان بن حرب قال
رَأَيْتُ أَبَا سُفْيَانَ يَوْمَ الظَّالِفِ قَا صَبَتْ
عَيْنُهُ قَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ هَذَا وَعَيْنِي أَصِيبَتْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
قَالَ إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ فَرَدَّتْ عَلَيْكَ وَإِنْ
شِئْتَ فَالْجَنَّةُ قَالَ الْجَنَّةُ.

دالامایہ جلد دوم ص ۱۷۹ مطبوعہ بیروت

ترجمہ: سعید بن سعید ثقفی سے زبیر راوی کہ میں نے غزوہ طائف میں ابوسفیان کی طرف تیر پھینکا۔ وہ ان کی آنکھ کو جالگا۔ (اور وہ ضائع ہو گئی۔ پس ابوسفیان نے حاضر بارگاہ رسالت ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ! یہ میری آنکھ اللہ کے راستہ میں کام آگئی ہے۔ فرمایا۔ اگر تپا ہو تو میں دعا کروں اور پھر تمہاری آنکھ تمہیں واپس مل جائے۔ اور اگر چاہو تو صبر کرو اور اس آنکھ کے کام آنے کے بدلہ میں جنت پاؤ۔ عرض کی حضور! جنت چاہیے تو ضیح:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو دو باتوں میں ایک کا اختیار

دیا۔ اگر وہ اُنھ کی واپسی کا مطالبہ کرتے۔ تو بموجب وعدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اُنھ واپس کر دیتے۔ جب ابوسفیان نے اس کے بدلے جنت پسند فرمائی۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ کل قیامت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس وعدہ کو پورا نہ فرمائیں گے۔ جب پورا فرمائیں گے۔ اور یقیناً فرمائیں گے۔ تو ابوسفیان بالیقین جنت میں ہوں گے۔ اب جسے حضور جنت میں لے جانے کا وعدہ فرمائیں۔ اُسے اگر کوئی جنتی زمانے یا سرے سے اس کے اسلام کا ہی انکار کر دے۔ تو اُس سے بڑھ کر بد جنت اور کون ہو گا۔ اور کیا اس کے اس باطل نظریہ سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچے گی۔

حضرت ابوسفیان کی ایک نہیں دو دنوں اُنھیں راہِ خدا میں کام آئی تھیں ایک غزوہ طائف میں اور دوسری جنگِ یرموک میں اس ضمن میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ کرامی ہے۔ کہ جس کی دو دنوں اُنھیں راہِ خدا میں کام آئیں گی۔ بروزِ حشر اللہ تعالیٰ اُسے ان سے کہیں بہتر نوری اُنھیں عطا فرمائے گا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ تو قیامت میں دو نوری اُنھوں کے ساتھ جنت میں تشریف فرما ہوں گے۔ اور اُن کے بخوارہِ نورِ حیران شدہ عذابِ الہی میں گرفتار ہوں گے۔ پھر انہیں اپنی غلطی اور بد عقیدگی کا پتہ چل جائے گا۔

جنگِ یرموک میں ابوسفیان اور ان کی اولاد

کا کردار

تاریخِ طبری:

عن شعیب عن سیف عن ابی عمیس عن القاسم
بن عبد الرحمن عن ابی امامۃ وکان شہداً لیلِ مَوَک

هُوَ وَ عِبَادَةُ بْنِ الصَّامِتِ إِنَّ النَّسَاءَ قَاتَلْنَ يَوْمَ الْيَوْمُوكِ
فِي جَوَلَةٍ فَخَرَجَتْ خُبَيْرِيَّةُ ابْنَةُ أَبِي سُفْيَانَ
فِي جَوَلَةٍ وَكَانَتْ مَعَ زَوْجِهَا بَعْدَ قِتَالٍ شَدِيدٍ
وَاصْطَبَتْ يَوْمَئِذٍ عَيْنُ أَبِي سُفْيَانَ فَخَرَجَ السَّيِّمُ
مِنْ عَيْنِهِ أَبُو حَثْمَةَ - (تاریخ طبری جلد چہارم)

ص ۳۶ مطبوعہ بیروت طبع قدیم

ترجمہ: ابوامامہ جو کہ جنگ یرموک میں عبادہ بن صامت کے ساتھ شریک
تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ اس جنگ میں عورتوں نے بھرپور حصہ لیا۔
ابوسفیان کی بیٹی جویریہ بھی اپنے خاوند کے ساتھ اس جنگ میں شریک
تھی۔ اس نے بڑی بہادری سے لڑائی کی۔ اسی روز ابوسفیان کی آنکھ
میں تیر لگا۔ (جس سے آنکھ جاتی رہی۔ اس تیر کو ابو حثمہ نے نکالا تھا۔

ابوسفیانؓ کے بیٹے یزید کو جنگ یرموک میں صدیق اکبرؓ

نے سپہ سالار مقرر کیا تھا۔

تاریخ طبری:

حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمَةُ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ
أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ حَيْنَ سَارَ الْقَوْمُ
خَرَجَ مَعَ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ يَوْمَ صَيْفٍ وَ
أَبُو بَكْرٍ كَيْمَشِي وَ يَزِيدُ رَاكِبٌ فَلَمَّا فَرَغَ

مِنْ وَصِيَّتِهِ قَالَ أَقْرِئَكَ السَّلَامَ وَأَسْتَوْذِعُكَ
اللَّهَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَمَضَى يَزِيدُ فَاخَذَ الْبَتَوَكِيَّةَ
ثُمَّ تَبِعَهُ شَرَجِيلُ بْنُ حَسَنَةَ ثُمَّ أَبُو عُبَيْدٍ
بْنُ جَرَّاحٍ مَدَدَ الْهَمَامَا -

(تاریخ طبری جلد چہارم ص ۳۹)

ترجمہ: (بمذت اسناد) صالح بن کیسان بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ جنگ یرموک کے وقت جب فوج روانہ ہونے لگی۔ تو
یزید بن ابی سفیان کو وصیت کرنے کے لیے باہر تشریف لائے۔
آپ نے چلتے چلتے یزید کو وصیت فرمائی۔ یزید اس وقت سوار تھا
وصیت سے فراغت پر سلام کیا۔ اور خدا حافظ کہا۔ اور آپ واپس
آگئے۔ جب یزید بن ابی سفیان یرموک کی طرف روانہ ہوا۔ تو اس
کے پیچھے شرجیل بن خستہ اور ان کے پیچھے ابو عبیدہ بن جراح بھی بطور
معاون یرموک کی طرف تشریف لے گئے۔

مقام غور:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے جنتی ہونے کا وعدہ فرمایا۔ کیا آپ کو
ابوسفیان کی اسلام قبول کرنے سے قبل کی جنگیں یاد نہ تھیں۔ آپ نے ان جنگوں
کی بنا پر اسے ٹھکرایا نہیں۔ اسی طرح حضرات صحابہ کرام جن میں بھوارہ طبری تلک کے قریب
بدری صحابہ شریک تھے۔ جنگ یرموک میں ابو بکر صدیق پر کسی نے یہ اعتراض نہ کیا۔ کہ
اے خلیفہ رسول! آپ اس شخص کے بیٹے کو ہمارا سپہ سالار مقرر کر رہے ہیں جس
کے باپ نے ہمارے خلاف نو جنگوں میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اور جب ابو عبیدہ
بن جراح اور شرجیل بن حسنہ کو صدیق اکبر نے جنگ یرموک میں یزید بن ابی سفیان

کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ تو ان حضرات نے بھی یہ نہ کہا کہ ہم ابوسفیان کے بیٹے کی مدد کو ہرگز نہیں جائیں گے۔ کیونکہ اس کے باپ نے ہمارے خلاف بہت سی جنگیں لڑیں۔ جب کہ ابوسفیان کی جنگوں کی یاد ان لوگوں کے ابھی دل میں تھی۔ لیکن صدیاں گزرنے کے بعد محدث ہزاروی کو امیر معاویہ کے باپ کی جنگیں ستار ہی رہیں۔ اور ”محدثی دشمن اسلام“ کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی جا رہی ہے۔ ابوسفیان اپنی آنکھیں فی سبیل اللہ قربان کر دیں۔ لیکن محدث ہزاروی کو پھر بھی ان کے اسلام پر یقین نہ آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس قربانی پر جنت کی بشارت دیں اور محدث کو اس پر اعتبار نہ آئے۔ ابوسفیان کا بیٹا اسلامی فوج کا سپہ سالار مقرر ہوا اور ان کی بیٹی جنگ یرموک میں داؤد شجاعت کے ساتھ ساتھ (بعض روایات کے مطابق) درجہ شہادت بھی پائے۔ لیکن ان تمام کمالات کے پیچھے محدث کو ابوسفیان کا رشتہ نظر آنے کی وجہ سے ایک آنکھ نہ بھائی۔ اس سے قارئین کرام آپ کو خوبی یہ جان لیں گے۔ کہ یہ محض عداوت اور حسد و بغض کا کرشمہ ہے۔ اس سے محدث اپنے کمپنی کا اپنا ہی منہ کالا ہوا ہے۔ ابوسفیان کی گروہ راہ کو بھی ان کی ”ولایت اور مولویت“ نہ پہنچ سکی۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی اور اسے قبول کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آہلین

فاعتبروا یا اولی الابصار

بند فاطمہؓ کو تھپڑ مارنے والے ابو جہل ابوسفیانؓ

نے بدلہ لے لیا

فقوش ماہنامہ:

مکہ میں نیک دل اشرف کی کمی نہ تھی۔ جب کبھی آوارہ لڑکے بڑوں کے ایمان پر جگہوں میں حضور کا تعاقب کرتے ان پر تھپڑ وغیرہ پھینکتے۔ اس وقت رسول خدا اگر ابوسفیان کے گھر کے قریب ہوتے۔ تو حضور اس گھر میں پناہ حاصل کرتے تھے۔ ابوسفیان خود آوارہ چھوڑوں کو مار بیٹھ گاتے تھے۔ جب یہ آوارہ منش لڑکے بھاگ جاتے تو حضور اکرم اپنی راہ لیتے۔ ایک روز بڑوں اور مکینے ابو جہل نے رسول خدا کی بیٹی حضرت فاطمہ الزہرا کو (جو چھوٹی سی تھی) دیکھا۔ اس نے حضرت فاطمہ سے ایسا رویہ اختیار کیا۔ کہ وہ اس ملعون کو کو سے بغیر نہ رکھیں۔ اس پر ابو جہل نے حضرت فاطمہ کے منہ پر تھپڑ مار دئے۔ ابوسفیان ادھر سے گزر رہے تھے۔

انہوں نے بچی سے رونے

کا سبب پوچھا۔ جب حضرت فاطمہ نے انہیں ماجرا بتایا۔ تو ابوسفیان نے بچی کو بازو سے پکڑ لیا وہ سیدھے ابو جہل کے پاس گئے۔ اور اس کے دونوں ہاتھ قابو کر لیے۔ پھر انہوں نے حضرت فاطمہ سے کہا۔ کہ ابو جہل کے منہ پر تھپڑ ماریں۔ اور اپنا بدلہ چمکالیں۔ سیدھے ابو جہل کو تھپڑ لگایا۔ اور مسکراتی ہوئی چلی گئیں۔ فطری بات یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ تو وہ ابوسفیان کے لیے اظہارِ تشکر کے بغیر نہ رہ سکے۔ (فقوش کا رسولِ غیر ص ۱۷)

ملحہ فکریہ:

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے۔ جس کی تفصیل گزشتہ اوراق میں دی جا چکی ہے۔ ایمان لانے سے بموجب عہد باری تعالیٰ پچھلے سب گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں معاف فرما کر رحم دلی کا اظہار فرمایا۔ جس کی بدولت انہیں ایمان نصیب ہوا۔ اور پھر ایمان واسلام بھی ایسا کہ سب اس کی تعریف کرتے ہیں۔ سیدہ خاتونِ جنت پر زیادتی کے بدلہ لینے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شکریہ ادا کیا۔ اب جسے اللہ تعالیٰ معاف کر دیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس سے خوشی کا اظہار فرمائیں۔ ان کے احسانات کو یاد رکھیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر کیے گئے مظالم معاف کر دیں۔ تو پھر کسی اور کو نقطہ چینی کرنے کا موقعہ کہاں رہ جاتا ہے۔ اس لیے محدث ہزاروی اینڈ کمپنی خواہ مخواہ اپنی آخرت برباد کرنے پر تیلے ہوئے ہیں۔ خدا اگر ہدایت کر دے تو مہربانی ہوگی اس کی۔ ورنہ دلوں پر مہر تو پڑی ہوئی ہی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

ۛ

جنگ یرموک میں جناب البوسفیان

کے چند ایمان افروز خطابات

البداية والنهاية:

فَجَاءَ ابْنُ سَفْيَانَ وَقَالَ مَا كُنْتُ أَظُنُّ إِيَّيَ أَغْمِرُ
 حَتَّى أُدْرِكَ قَوْمًا يَجْتَمِعُونَ لِحَرْبٍ وَلَا أَحْضَرُ
 هُمْ ثُمَّ أَشَارَ أَنْ يَتَجَرَّأَ الْجَيْشُ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ
 فَيَسِيرُ ثَلَاثَةَ فَيَكْثُرُ حَوْنٌ وَيَجَاءَ الرُّومُ ثُمَّ
 قَلِيلٌ أَلَا ثَقَالُ وَاللَّذِي رَأَيْتُ فِي الثَّلَاثِ الْآخِرِ
 وَيَتَأَخَّرُ خَالِدٌ بِالثَّلَاثِ الْآخِرَةِ حَتَّى إِذَا وَصَلَتْ
 الْأَثْقَالُ إِلَى أَوَائِكَ سَارَ بَعْدَهُمْ وَنَزَلُوا فِي
 مَكَانٍ تَكُونُ الْبَرِّيَّةُ مِنْ وَرَاءِ ظُهُورِهِمْ لِيَقِيلَ
 إِلَيْهِمُ الْبَرْدُ وَالْمَدَدُ فَاثْمَثَلُوا أَمَا أَشَاءَ رَبِّي
 وَيَعْمَرُ الرَّأْيُ هُوَ - (البداية والنهاية جلد ۷ ص ۶)

ترجمہ: البوسفیان اُسے - اور کہنے لگے - میں یہ گمان نہیں کر سکتا کہ میری
 زندگی میں لوگ لڑنے کے لیے کہیں جمع ہوں۔ اور میں ان میں شریک
 نہ ہوں۔ پھر اشارہ کیا۔ اور مشورہ دیا کہ فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا
 جائے۔ ایک حصہ رومی فوج کے مقابلہ کے لیے روانہ ہو۔ دوسرا
 حصہ اپنے مال و متاع اور اہل و عیال کی حفاظت کرے۔ اور تیسرا حصہ

خالد بن ولید کی سرکردگی میں عقب کی طرف رہے۔ یہاں تک کہ جب پڑاؤ ڈالیں۔ تو ایسی جگہ جہاں جنگل بھٹی میدانِ علاقہ بھی ہو تاکہ رسد و ڈال کا انتظام بھی صحیح رہ سکے۔ آپ کی اس رائے پر عمل کیا گیا۔ اور یہ مشورہ بہترین مشورہ تھا۔

البدایۃ والنہایۃ :

وَقَالَ أَكْبُو سُفْيَانُ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ أَنْتُمْ
الْعَرَبُ وَقَدْ أَصْبَحْتُمْ فِي ذَايَ الْعَجَمِ مِنْ قَطِيعِينَ
عَنِ الْأَهْلِ نَائِيَيْنَ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَارْتِدَادِ
الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ وَابَّ اللَّهُ أَصْبَحْتُمْ يَا زَا عِدُو
كَثِيرٌ عَدُوٌّ شَدِيدٌ عَلَيْكُمْ حَنْقُهُ وَقَدْ وَ
تَرْتُمْوهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ وَبِلَا دِهِمْ وَنِسَاءَهُمْ
وَاللَّهُ لَا يَنْجِيكُمْ مِنْ هَؤُلَاءِ التَّوَمِّ وَلَا يَبْلُغُ
بِكُمْ رِضْوَانُ اللَّهِ عِدًّا إِلَّا بِصِدْقِ اللَّيْقَاءِ وَالصَّبْرِ
فِي الْمَوَاطِنِ الْمَكْرُوهَةِ إِلَّا وَآلِهَاسُئْلَةٍ لَا زَمَةَ
وَأَنَّ الْأَرْضَ وَدَاءَكُمْ بِبَيْنِكُمْ وَبَيْنَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
وَجَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ صَعَارَى وَبَرَارَى لَيْسَ لِأَحَدٍ
فِيهَا مَعْقِلٌ وَلَا مَعْدَلٌ إِلَّا الصَّبْرُ وَرِجَاءُ مَا
وَعَدَ اللَّهُ فَهُوَ خَيْرٌ مَعْوَلٍ فَأَمْتَنِيْعُوا بِسُيُوفِكُمْ
وَتَعَا وَكُوا وَتَكُنْ هِيَ الْحُصُونُ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى
الْيَسَارِ قَوْمًا هُنَّ ثُمَّ عَادَى فَنَادَى يَا مَعْشَرَ
أَهْلِ الْإِسْلَامِ حَضَرَ مَا تَرَوْنَ فَلِهَذَا أَرْسَلَ اللَّهُ

وَالْجَنَّةُ أَمَّا مَكْمَرُ الشَّيْطَانِ وَالْقَارُ خَلْفَكُمْ ثُمَّ سَارَ
إِلَى مَوْقِفِهِ رَحِمَهُ اللَّهُ -

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ ص ۷۹)

ترجمہ: جنابِ ابرہہ نے کہا۔ اے جماعتِ مسلمہ! تم عرب ہو۔ اور اب
تم نے دارِ عجم میں صبح کی ہے۔ جبکہ تم اپنے گھر بار سے بچھڑے ہوئے ہو
امیر المؤمنین سے دور ہو۔ اور مسلمانوں کی مدد بھی تم سے کافی دور ہے۔ خدا
کی قسم! آج تم ایسے دشمن کے مقابل میں ہو جس کی تعداد بہت زیادہ ہے
اس کی گرت مضبوط ہے۔ اور تم ان کے دلوں میں ان کے شہروں میں
اور ان کی عورتوں کے بارے میں کھٹکتے ہو۔ خدا کی قسم! کل بوقتِ مقابلہ ان
دشمنوں سے تمہیں مددِ نیت سے لڑائی کرنے اور مصیبت کے وقت
مہر کرنے کے علاوہ اللہ کی رضامندی کسی اور طریقہ سے نہیں مل سکتی خبردار!
یہی سنتِ الہیہ ہے۔ زمین تمہارے پیچھے ہے۔ تمہارے اور امیر المؤمنین
و مسلمان جماعت کے مابین مہر اور جنگلات ہیں۔ جن میں کسی کو سمجھ بوجھ اور
ادھر ادھر پھرنے کی مہر و امید کے بغیر کوئی حالت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ
بہترین آماجگاہ ہے۔ اپنی تلواروں کو تیز کرو۔ اور ایک دوسرے کی مدد
کرو۔ اور یہ تمہارے لیے قلعے ہو جانے چاہئیں۔ یہ کہہ کر پھر آپ عورتوں
کی طرف گئے۔ اور انہیں بھی اسی طرح جو شہیلہ خطبہ دیا۔ واپس آکر بلند
آواز سے کہا۔ اے جماعتِ مسلمہ! جس کی تم امید کرتے ہو۔ وہ موجود ہے
دیکھو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور سنو جنت تمہارے سامنے ہے
شیطان اور دوزخ تمہارے پیچھے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ اپنے مورچہ کی طرف روانہ
ہو گئے۔

البدایہ والنہایہ:

ثُمَّ تَعَلَّمُوا أَبُو سَفْيَانَ فَأَحْسَنَ نَحْوَهُ عَلَى الْقِتَالِ
فَابْلَغَ فِي كَلَامٍ طَوِيلٍ ثُمَّ قَالَ حِينَ تَوَاجَعَا
النَّاسُ يَا مَعْشَرَ أَهْلِ الْإِسْلَامِ حَضَرَ مَا تَرَوْنَ فَلِهَذَا
رَسُولُ اللَّهِ وَالْجَنَّةُ أَمَّا مَكْمُورُ وَالشَّيْطَانُ وَالنَّارُ
خَلْفَكُمْ وَحَضَرَ أَبُو سَفْيَانَ النِّسَاءُ فَقَالَ مَنْ رَأَيْتَهُ
فَارَأَا فَاضْرِبْنَاهُ بِهَذَا وَالْأَحْجَارِ وَالْعَصَى حَتَّى
يَبْرُجَ (البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۱۱)

ترجمہ: پھر جناب ابوسفیان نے گفتگو کی۔ اور بہت اچھی گفتگو کی۔ طوائف پر ابھارا
ایک طویل طبعانہ خطاب فرمایا۔ پھر جب لوگ لڑنے کے لیے متوجہ
ہوئے۔ تو کہا۔ اے جماعت مسلم! میں کو تم چاہتے ہو وہ حاضر ہے
یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت تمہارے سامنے ہے اور
شیطان و دوزخ تمہارے پیچھے ہے۔ ابوسفیان نے عورتوں کو بھی جوش
دلا دیا۔ اور فرمایا۔ تم جس مرد کو جنگ سے منہ پھیرنا دیکھو۔ تو اس کی پتھروں
اور لالھیوں سے خوب مرمت کرنا۔ یہاں تک کہ وہ واپس آجائے

البدایہ والنہایہ:

وَسَبَّتَ يَوْمَ مَيْدٍ يَزِيدُ بْنُ أَبِي سَفْيَانَ وَقَاتَلَ
قِتَالًا شَدِيدًا وَذَلِكَ أَنَّ أَبَاهُ مَرَّ بِهِ فَقَالَ لَهُ
يَا بُنَيَّ عَلَيْكَ يَتَّقُوا اللَّهَ وَالصَّبْرَ فَإِنَّهُ لَيْسَ
رَجُلٌ بِهَذَا إِلَّا أَدَّى مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا مَحْشُورًا
بِالْقِتَالِ فَكَيْفَ بِكَ وَبِأَنْبَاءِ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ دَلُّوا

أُمُورَ الْمُسْلِمِينَ أَوَّلَ لَيْلَةٍ لِحَقِّ النَّاسِ بِالصَّبْرِ وَالْقَصِيَّةِ
فَإِتَّقِ اللَّهَ يَا سَيِّدِي وَلَا يَكُونَنَّ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ
يَأْتِي عَيْنَ فِي الْأَجْرِ وَالصَّبْرِ فِي الْحَرْبِ وَلَا أَجْرَاءَ
عَلَى عَدُوِّ الْإِسْلَامِ وَمِنْكَ فَقَالَ أَوْ مَلَأَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ
فَقَاتِلْ يَوْمَئِذٍ قِتَالًا شَدِيدًا -

(البداية والنهاية جلد ۱ ص ۱۴)

ترجمہ: یزید بن ابی سفیان نے جنگ یرموک میں ثابت قدمی سے شدید لڑائی
لڑی۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کا باپ جب اس کے پاس گیا
تو کہا۔ اے بیٹے! تمہارے لیے اللہ کا خوف اور صبر بہت ضروری
ہے مسلمانوں میں سے اس وادی میں وہی محفوظ رہے گا۔ جو لڑے گا۔
لہذا تم اور تمہارے وہ ساتھی جو مسلم افواج کے ذمہ دار بنائے گئے ہو۔
ان پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس لیے تم لوگ صبر اور نصیحت
کے زیادہ مستحق ہو۔ لہذا اے بیٹے! اللہ کا خوف رکھو۔ اور دیکھو تمہارے
لشکر میں سے کوئی شخص اجر و ثواب میں اور دشمنوں پر کاری ضرب لگانے
میں تم سے نہ بڑھنے پائے۔ یزید نے کہا۔ ان شاء اللہ آپ ہی امید
رکھیں۔ اس کے بعد اس نے یرموک کے میدان میں غریب لڑائی کی۔

خلاصہ کلام:

حافظ ابن کثیر نے ابوسفیان کے مختلف مواقع پر بہت سے خطبات کا ذکر
کیا۔ اور ان کی سوانح میں یہ بھی لکھا کہ شاید ہی کوئی ایسا موقعہ ہے۔ کہ مسلم افواج میں
ابوسفیان شریک نہ ہوئے ہوں۔ اور اپنے تجربہ سے ان لوگوں کو مستفید نہ کیا ہو
اور مسلمانوں نے ان کی تدبیر پر عمل کر کے کامیابی حاصل نہ کی ہو۔ بلکہ عورتوں

تک کو خطاب کے ذریعہ ایسا جذبہ دلایا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضراتِ صحابہ کرام کو ان کی جنگی مہارت اور فنِ سپہ گیری کی واقعیت پر بھرپور اعتماد تھا۔ اور ایک مجمع اور یکے مسلمان ہونے کی وجہ سے ان سے ہر وقت مشار کرتے تھے۔ پھر ان کے گھروالے (بیٹی اور بیٹا) بھی مختلف جنگوں میں شریک ہوئے اگر محدث ہزاروی کے باطل نظریہ کے مطابق ان کا ایمان محض بناوٹی ہوتا۔ اور کفر و نفاقِ دل میں رچا بسا ہوتا۔ تو پھر کبھی نہ تو ایسے مشورے دیتے۔ جو فتح کا سبب بنتے اور نہ ہی اپنے بیٹے کو دشمنانِ اسلام کے خلاف لڑنے کے لیے ایسی جذباتی تقریر کرتے۔ بلکہ اس کی بجائے ہر وہ تجویز سامنے رکھتے جس سے مسلمانوں کی فتح شکست میں تبدیل ہو جاتی۔ اور بیٹے کو خاک و خون اور موت کے میدان میں سے نکل بھاگنے کا مشورہ دیتے۔ ان شواہد کی موجودگی محدث ہزاروی کی بے پرکی اڑانا اور امیر معاویہ کے باپ پر بوجہ امیر معاویہ کے باپ ہونے کے ناذیبہ الفاظ کہنا خود اپنے منہ پر تھوکنے کے مترادف ہے۔

فأختبروا یا اولى الابصار

للات نامی بت کے ٹکڑے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی

سرکردگی میں کئے گئے

تاریخ ابن ہشام:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فَلَمَّا حَرَّ عُمَاوِينَ أَحَدِهِمْ وَتَوَّ
جَعُوا إِلَى بِلَادِهِمْ رَاجِعِينَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمُ أَبَا سَفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ وَ الْمَخْيِرَةَ بْنَ

شُعْبَةَ فِي مَدَمِ الطَّائِفَةِ - قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَ
يَقُولُ أَبُو سَفْيَانَ وَالْمُخِيزَةُ يَضْرِبُهَا بِالْفَاسِ
وَأَهْلُهَا فَلَمَّا هَدَمَهَا الْمُخِيزَةُ وَآخَذَ مَا لَهَا
وَحَلِيَّتَهَا وَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي سَفْيَانَ وَحَلِيَّتِهَا
مَجْمُوعًا وَمَا لَهَا مِنَ الذَّهَبِ وَالْجَزَعِ وَقَدْ
كَانَ أَبُو مَلِيحَ بْنَ عَدُوَّةَ وَقَارِبُ بْنُ
الْأَسْوَدِ قَدِمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ قَبْلَ وَقَدْ
تَقَيَّفَ حِينَ قَتَلَ عَدُوَّةَ يُرِيدَانِ فِرَاقَ
تَقَيَّفَ وَأَنَّ لَا يُجَاوِزُهُمَا عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا فَأَسْلَمَا
فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ تَوَلَّيَا مِنْ شَيْئَتُمَا فَقَالَ
فَتَوَلَّى اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَا
لَكُمَا أَبَا سَفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ؟ فَقَالَ وَخَالِنَا أَبَا
سَفْيَانَ فَلَمَّا أَسْلَمَ أَهْلُ الطَّائِفِ وَوَحَّيَ رَسُولُ اللَّهِ
أَبَا سَفْيَانَ وَالْمُخِيزَةُ إِلَى هَدَمِ الطَّائِفَةِ سَأَلَ
رَسُولُ اللَّهِ أَبُو مَلِيحَ بْنَ عَدُوَّةَ أَنْ يَقْضِيَ
عَنْ أَبِيهِ عُرْوَةَ دَيْنًا كَانَ عَلَيْهِ مِنْ مَالِ
الطَّائِفَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ
قَارِبُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَعَنْ الْأَسْوَدِ يَا رَسُولَ اللَّهِ
فَاقْضِهُ وَعَدُوَّةَ وَالْأَسْوَدُ أَخَوَانِ لِأَبِي
وَأُمِّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّ الْأَسْوَدَ مَاتَ مُشْرِكًا
فَقَالَ قَارِبُ بْنُ الْأَسْوَدِ لَكَ اللَّهُ الْكِفَ تَصِلُ مَسْلَمًا

ذَاقَرَابَةً يَتَعْنَى نَفْسَهُ إِنَّمَا الدِّينَ عَلَى
وَأِنَّمَا الدِّينُ أَطْلَبُ بِهِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ أَبَا
سُفْيَانَ أَنْ يَقْضِيَ دَيْنَ عُرْوَةَ وَالْأَسْوَدَ مِنْ
مَالِ الطَّاعِيَةِ فَلَمَّا جَمَعَ الْمُتَعِيرَةَ مَا لَهَا قَالَ
لَا فِي سُفْيَانَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَمَرَكَ أَنْ تَقْضِيَ
عَنْ عُرْوَةَ وَالْأَسْوَدَ دَيْنَهُمَا فَقَضَى عَنْهُمَا۔

(ابن ہشام جلد ۱ ص ۱۳۹۴)

ترجمہ: ابن اسحاق نے کہا۔ جب ثقیف اپنے کام سے فارغ ہوئے
اور اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کے ساتھ ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا۔ تاکہ
لات بت کو منہدم کریں۔ ابن اسحاق کہتا ہے۔ کہ ابوسفیان اور مغیرہ
اس بت کو توڑتے وقت دایا لک آہا لک کہتے جاتے تھے۔ جب
مغیرہ نے اُسے منہدم کر دیا۔ اور اس کے زیورات و نقدی وغیرہ
اُتار لی۔ اور ابوسفیان کے پاس بھیج دیا۔ وہ سونے اور کچے سے
بھر پور تھا۔ اُدھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ثقیف کے وفد کے
اُنے سے پہلے ابو لیث بن عروہ اور قارب بن اسود اُچکے تھے۔ عروہ
اس وقت شہید ہو چکے تھے۔ ان دونوں کا مطالبہ تھا۔ کہ ثقیف سے
ہماری جدائی کر دی جائے۔ اور ائمہ ان کے ساتھ کسی معاملہ میں شریک
نہ کیا جائے۔ وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ ان کو فرمایا۔ جس سے تمہاری
مرضی ہو دوستی کر لو۔ کہنے لگے۔ ہمیں اللہ اور اس کی رسول کے ساتھ دوستی
کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو کیا اپنے خالو (ابوسفیان) سے

دوستی نہیں کرو گے؟ کہنے لگے ہم اپنے خالو سے بھی دوستی کریں گے۔ پھر حجب اہل طائف مسلمان ہو گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان اور مغیرہ کو لاتِ بُت کے گرانے کے لیے بھیجا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو بلتع بن عروہ نے عرض کیا کہ میرے باپ عروہ کا قرضہ ادا کر دیجئے۔ اور وہ بھی لاتِ بُت کی رقم سے ادا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ یہ سن کر قارب بن اسود بولا۔ میرے باپ اسود کا قرضہ بھی؟ عروہ اور اسود دونوں بھائی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسود حالتِ شرک میں مر گیا۔ اس پر قارب بولا۔ حضور آپ نے ایک مسلمان (یعنی اپنے متعلق) کی مذکرنا ہے۔ کیونکہ وہ قرضہ اب مجھ پر ہے۔ اس کا مطالبہ مجھ سے ہی ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو حکم دیا۔ کہ عروہ اور اسود دونوں کا قرضِ لاتِ بُت کے مال سے ادا کر دیا جائے۔ پھر حجب مغیرہ نے اس کا مال ابوسفیان کے پاس جمع کرایا۔ تو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ عروہ اور اسود دونوں کا قرض ادا کر دینا۔ انہوں نے ادا کر دیا۔

ملحہ فکریہ:

ابوسفیان پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والے درج بالا واقعہ کو بار بار پڑھیں۔ کیا کوئی اپنے خدا کو بھی اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے کرتا ہے؟ کیا اس پر لگال کوئی اتار کر اللہ کے رسول کے حکم سے قرض کی ادائیگی میں مرنے کو کہتا ہے؟ ہوش ہزاروی اور اس کے پیلوں کی حماقت اور بے بسی کا مظاہرہ دیکھئے۔ کہ نکھا۔ ”کہ یزید کے باپ معاویہ کے باپ نے بدر اور احد کا جنگ کیا؟“ ابوسفیان کیا بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔ وہ تو سمندر کے کنارے کنارے

واپس مکہ آ گئے تھے۔ لیکن عداوت کے ماروں نے بدر میں ابو جہل کے ساتھ ان کی شرکت پر بھی صاد کر دیا۔

فَاَعْتَبِرُوا يَا اُولِيَ الْاَبْصَارِ

الزَّاهِقِ بَر (۴)

یزید کے باپ معاویہ کی ماں کلیجہ کھائی نے،
رسول خدا کے محترم چچا امیر حمزہ کا بعدِ شہادت
کلیجہ چبایا۔

جواب:

دین اسلام کا ایک مسلم قانون ہے۔ کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے۔ تو قبل از اسلام کے اُس کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ قرآن کریم میں اس بارے میں آیات نازل ہوئیں۔ وحشی اور ان کے ساتھی جب حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور اسلام سے قبل اُن سے کئی ایک کبیرہ گناہ ہو چکے تھے۔ تو انہوں نے خیال کیا۔ کہ اسلام قبول کرنے سے ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ کیونکہ ہم نے ایسے جرائم کیے ہوئے ہیں۔ جن کی معافی نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دل جوئی کے لیے فرمایا۔ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذَّنْبَ جَمِيعًا الخ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ بے شک وہ تمام

گنہ معاف کر دے گا۔ یہ وہی وحشی ہے جس نے حضرت حمزہ کو قتل کیا تھا۔ اور کچھ روایات کی بنا پر یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندو نے جناب حمزہ کا کلیجہ چبایا۔ جیسا کہ الزام میں بھی مذکور ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے حبشی اور ان کے ساتھیوں کے پچھلے تمام گنہ معاف کر دینے کا اعلان فرمایا۔ تو ان میں ہندو بھی شامل ہے۔ اب اگر کوئی ہندو وغیرہ کے گناہ معاف ہونے کا اقرار نہیں کرتا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ ذرا کتب تاریخ میں نظر دوڑائی جائے۔ تو واقعات کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔

اسد الغابۃ:

ہند بنت عتبۃ بن ربیعہ ابن بن عبد شمس بن عبد مناف
القرشیۃ الهاشمیۃ اِمْرَاۃُ اَبِی سَفْیَانَ بنِ حَرْبٍ
وہی اُمُّ مَعَاوِیَۃَ اَسْلَمَتْ فِی الْفَتْحِ بَعْدَ اِسْلَامِ
زَوْجِہَا اَبِی سَفْیَانَ وَاَقْرَبَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ عَلٰی نِکَاحِہَا کَانَ بَیْعَتُہُمَا فِی الْاِسْلَامِ
لَیْلَۃً وَّاحِدَۃً وَکَانَتْ اِمْرَاۃً لِّہَا نَفْسٌ وَّاَلِفٌ
وَرَأْفٌ وَحَقْلٌ..... اِنَّ ہِندًا اَسْلَمَتْ یَوْمَ الْفَتْحِ وَھُنَّ
اِسْلَامُہَا فَلَمَّا بَا یَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
النِّسَاءَ وَفِی الْبَیْعَةِ وَلَا تَبْسِرُھُنَّ وَلَا تَزْنِیْنَ قَالَتْ
ہِندٌ وَھَلْ تَزْنِیْ فِی الْجَزَۃِ وَکَسْرِقٌ فَلَمَّا
قَالَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْ لَا ذَھَنَ قَالَتْ رَبِّیْنَا ھُمْ
صِغَارًا وَکُفُّلُھُمْ کِبَارًا وَشَکَّتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَوْجِہَا اَبَا سَفْیَانَ وَقَالَتْ
اِنَّہٗ شَحِیْحٌ لَا یُعْطِیْہَا مِنْ الْمَطْعَامِ مَا یَحْفَیْہَا

وَوَكَّدَ هَكَذَا رَوَى مَشَامُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَتْ
 هِنْدُ لَأَبِي سَفْيَانَ إِنِّي أَرِيدُ أَنْ أَبَايَعَ مُحَمَّدًا أَقَالَ
 قَدْ رَأَيْتُكَ تَكْذِبُ بَيْنَ هَذَا الْحَدِيثِ أَمْسِ
 قَالَتْ وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَقَّ عِبَادَتِهِ
 فِي هَذَا الْمَسْجِدِ قَبْلَ اللَّيْلَةِ وَاللَّهِ أَنْ يَأْتِيَ إِلَّا مُصَلِّينَ
 قَالَ فَإِنَّكَ قَدْ فَعَلْتِ مَا فَعَلْتِ فَأَذْهَبِي بِرَجُلٍ
 مِنْ قَوْمِكَ مَعَكَ فَذْهَبَتْ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ
 وَقِيلَ لَهَا أَخِيهَا إِنِّي حَذِيفَةُ بْنُ عُثْبَةَ فَذْهَبَ
 مَعَهَا فَاسْتَأْذَنَ لَهَا فَدَخَلَتْ وَهِيَ مُنْقَبَةٌ فَقَالَ
 ثُبَايَعِيُّ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكِي بِاللَّهِ شَيْئًا وَذَكَرَ حُومًا
 فَقَدَّمَ مِنْ قَوْلِهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَشَهِدَتْ الْمَيْمُوكَ وَحَرَصَتْ عَلَى قِتَالِ الرُّومِ
 مَعَ زَوْجِهَا أَبِي سَفْيَانَ -

راشد الغابة جلد ۵ ص ۵۶۲ تذکرہ ہند بنت
 عتبہ - مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ:

ہند بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی اور معاویہ کی والدہ ہے۔ فتح مکہ کے
 وقت اپنے خاوند ابوسفیان کے بعد اسلام قبول کیا۔ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اسلام کے بعد ان دونوں کا نکاح برقرار رکھا۔ ان
 کے اسلام لانے میں صرف ایک رات کا فرق تھا۔ ہند ایسی عورت
 تھی۔ جو بہت سخی اور عقل و فہم کی مالک تھی۔ ہند فتح مکہ کے روز

اسلام لائی۔ اور اس کا اسلام بہت اچھا تھا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی۔ جس میں یہ وعدہ بھی تھا۔ کہ عورتیں نہ چوری کریں گی۔ اور نہ ہی بدکاری۔ ہند بولی۔ کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے اور چوری کرتی ہے؟ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیسری شرط یہ کہ عورتیں اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ ہند بولی۔ ہم نے انہیں بچپن میں پالا۔ اور بڑے ہو کر ان کو قتل کریں گی؟ ہند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنے خاندان ابوسفیان کی شکایت کی۔ کہ وہ بخیل اور کجسوس ہیں۔ وہ اتنا خرچہ بھی نہیں دیتے۔ جو میرے اور میری اولاد کے لیے کفالت کرتا ہو۔ ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہند نے ابوسفیان سے کہا۔ کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ ابوسفیان نے کہا۔ بھلی تو تو اس بات کی تکذیب کر رہی تھی۔ بولی۔ خدا کی قسم میں نے اس مسجد میں آج رات اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت ہوتی دیکھی جو کبھی نہ دیکھی۔ خدا کی قسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے ساتھی آئے سب نمازی ہی تھے۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا۔ کہ جو تیری مرضی ہے۔ جا اپنے کسی رشتہ دار کو ساتھ لے۔ یہ اٹھی اور عثمان بن عفان یا اپنے بھائی حذیفہ بن عتبہ کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جب اجازت ملنے پر اندرائی۔ تو سر تھکا ہوا تھا حضور نے فرمایا۔ تمہاری بیعت اس شرط پر دلوں گا۔ کہ تو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرے گی۔ بدکاری نہ کرے گی الخ۔ اس کے بعد وہی باتیں ذکر کیں۔ جو پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ جنگ یرموک

میں ہندہ حاضر ہوئی۔ اور اپنے خاوند ابرہہ کے ساتھ روم کی روانی میں
مجاہدین اسلام کے جوش و جذبہ بھر کا نے میں نمایا کر دار ادا کیا۔

ہند بنت عتبہ کے ایمان لانے کا واقعہ

جب حضور نے مرجا فرمایا۔ اور اس نے اپنے
بُت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

الطبقات الکبریٰ لابن سعد:

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابن ابی سیرہ

عن موسى بن عقبه عن ابی حبیبة مولى الزبیر

عن عبد الله بن الزبیر قال لما كان يوم الفتح

اسلمت هند بنت عتبة ونساء معها و اتين

رسول الله صلى الله عليه وسلم بالابطح فبايعناه

فتكلمت هند فقالت يا رسول الله صلى الله

الحمد لله الذي اظهر الدين الذي اختاره

لنفسه ليتفعلنى رحيمك يا محمد اتي امرأة

مؤمنة بالله مصدقة برسوله ثم كشفت

عن خفافها وقالت انا هند بنت عتبة

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مرحبا بك

فقال والله ما كان على آل رضى اهل خباء

احب الی من ان ینزئوا من
وَمَا عَلَی الْأَرْضِ أَهْلٌ خَبَرًا أَحَبَّ إِلَیَّ مِنْ أَنْ یَعْرِضُوا
وَمِنْ خَبَائِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَزِيَادَةُ وَهَرَاءَ عَلَیْهِنَ الْقُرْآنُ وَبَا يَعُوهُنَّ فَقَالَتْ
هِنْدٌ مِنْ بَيْنِهِنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا سَحَكُ فَقَالَ
إِنِّي لَا أَصَافِحُ النِّسَاءَ إِنْ قَوَّيْتُ لِمَا سَأَلَ امْرَأَةٌ وَمِثْلُ
قَوَّيْتُ لِامْرَأَةٍ وَاجِدَةٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ لَمَّا
أَسْلَمَتْ هِنْدٌ جَعَلَتْ تَضْرِبُ صَنْمًا فِي بَيْتِهَا بِالْقُدُ
حَتَّى فَلَدَتْهُ فَلَدَتْ فَكَذَبَتْ وَهِيَ تَقُولُ كُنَّا وَمَنْكَ فِي غُرُورٍ
ر الصبغات الکبریٰ لابن سعد جلد ثلث ۸ ص ۲۳۶

ذکر ہند بنت عتبہ

ترجمہ:

عبد اللہ بن ربیع کہتے ہیں۔ کہ یوم الفتح کو ہند بنت عتبہ مسلمان ہوئی۔ اور
اس کے ساتھ اور بھی عورتیں مسلمان ہوئیں۔ یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور مقام الطبع میں آئیں۔ اور آپ بیعت
کر لی۔ ہند اس وقت گفتگو کرنے وقت کہا۔ یا رسول اللہ! تمام
تعریفیں اس اللہ پاک کے لیے جس نے اس دین کو غلبہ عطا فرمایا جو اس کا
پسندیدہ ہے۔ تاکہ وہ مجھے اپنی رحمت کے ساتھ مستفید کرے۔ یا محمد!
میں اللہ پر ایمان لانے والی اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والی
عورت ہوں۔ پھر اس نے اپنے چہرہ سے نقاب ہٹایا۔ اور
بولی۔ میں ہند بنت عتبہ ہوں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحبا فرمایا

بولی خدا کی قسم! کل تک مجھے روئے زمین پر سب سے بڑا گھر آپ کا لگتا تھا۔ اور آج جب میں صبح کو اٹھی۔ تو تمام زمین کے گھروں سے صرف آپ کا گھر مجھے محبوب لگا۔ حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ زیادہ فرمائے گا۔ آپ نے اُن عورتوں کو قرآن سنایا۔ اور بیعت کر لی۔ ہند بولی۔ یا رسول اللہ! ہم آپ کے ہاتھوں کو چھونا چاہتی ہیں۔ فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا۔ بے شک میری بات سو عورت سے بھی ویسی ہی ہے جیسا کہ ایک عورت سے محمد بن عمر بیان کرتا ہے۔ کہ جب ہند بنت عتبہ نے اسلام قبول کر لیا۔ تو اپنے گھر میں رکھے ہوئے بُت کو کھٹاڑا مارا کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور کہتی جاتی تھی۔ ہم تیری طرف سے دھوکہ میں تھے۔

تطہیر الجنان:

فَقَضَىٰ عَلَيْهِ فِي غَيْبَتِهِ بِذَلِكَ يَعْلَمُ بِرِضَاهُ
 بِهِ..... وَعَلَى قُوَّةِ إِسْلَامِهَا إِذْ مِنْ جُمْلَةِ الْكَامِلِ
 لَهَا عَلَيْهِ أَنَّ مَكَّةَ لَمَّا فَرَّجَتْ دَخَلَتْ الْمَسْجِدَ
 الْحَرَامَ لِيَكْفُرَاتِ الصَّعَابَةَ قَدْ مَكُوهُ وَإِنَّهُمْ
 عَلَى غَايَةٍ مِنَ الْوُجُهِادِ فِي الصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ
 وَالطَّوَاتِفِ وَالذِّكْرِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْعِبَادَاتِ
 فَقَالَتْ وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ اللَّهَ عُبِدَ حَقَّ عِبَادَتِهِ فِي هَذَا
 الْمَسْجِدِ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَاللَّهِ إِنَّ يَأْكُو الْأَمْصِلِينَ
 قِيَامًا وَرُكُوعًا وَسُجُودًا فَتَظْمَأُ نَتُّ إِلَى الْإِسْلَامِ
 لَكِنَّهَا خَشِيَتْ أَنْ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَنْ يُؤْتِيَهَا عَلَى أَفْعَلَتْهُ مِنَ الْمَثَلَةِ الْقَيْحَةِ بِعَوَامٍ
حَمَزَةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَبَاءَتْ إِلَيْهِ بِعَ رَجُلٍ وَمِنْ
قَوْمِهَا لِبَايَعَهُ فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ مِنَ الرَّجَبِ
وَالْبَيْعَةِ وَالْعَفْوِ وَالصَّفْحِ مَا لَمْ يُحْطِرْ بِهَا لَهَا ثُمَّ
شَرَطَ عَلَيْهَا أَنْ لَا تَزْنِي فَقَالَتْ وَهَلْ تَزْنِي الْحُرَّةُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ تُجَبَّ وَتَوَعَّ النَّبِيُّ إِلَّا مِنَ
الْبُغَايَا الْمُعَدَّاتِ لِيَذَلِكَ ثُمَّ شَرَطَ عَلَيْهَا أَنْ لَا
تَسْرِقَ فَأَمْسَكَتْ وَلَقَا اسْلَمَتْ كَانَتْ
عَلَى غَايَةٍ مِنَ التَّثَبُّتِ وَالْيَقَظَةِ فَأَتَاهَا
أَثَرُ الْبَيْعَةِ ذَهَبَتْ إِلَى صَاحِبِهَا فِي بَيْتِهَا
فَجَعَلَتْ تَضْرِبُهُ بِالْقُدُومِ حَتَّى كَسَرَتْهُ
قِطْعَةً قِطْعَةً وَهِيَ تَقُولُ كُنَّا مِنْكَ فِي
غُرُورٍ -

(تطہیر الجنان ص ۸ تا ۹ تذکرہ فی اسلام معاویہ)

ترجمہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی عدم موجودگی میں ہند کو اس
کے مال سے کچھ لے لینے کا فیصلہ کر دیا۔ کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ
ابوسفیان اس سے راضی ہی ہوگا۔ اور آپ کو ہند کے پختہ اسلام
کا بھی علم تھا۔ کیونکہ اس کے ایمان لانے کے اسباب میں سے
ایک یہ تھا کہ جب مکہ فتح ہوا۔ تو یہ ایک رات مسجد حرام میں گئی اس
نے دیکھا کہ مسجد صحابہ کرام سے بھری پڑی ہے۔ اور وہ انتہائی حضور

قلب اور جوش و جذبہ کے ساتھ نماز پڑھنے، قرآن کی تلاوت کرنے، رکوع و سجود کرنے، طواف و ذکر کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ دیکھ کر بولی کہ خدا کی قسم! آج کی رات سے پہلے کبھی میں نے اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت جو اس کا حق ہے ہوتے نہیں دیکھی۔ خدا کی قسم! ان لوگوں نے نماز قیام، رکوع اور سجود میں ساری رات گزار دی۔ یہ دیکھ کر اسے اسلام پر اطمینان آگیا۔ لیکن اسے یہ خوف تھا۔ کہ اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی۔ تو آپ مجھے سخت ڈانٹ پلائیں گے۔ کیونکہ میں نے آپ کے چچا حمزہ کا بُرا معاملہ کیا تھا۔ بہر حال وہ اپنی قوم کے ایک آدمی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تاکہ بیعت کر لے۔ آپ نے اسے مرجھا کہا۔ اور اس نے دیکھا کہ آپ کی ذات میں درگزر و معافی اور کشادہ دلی اتنی ہے جس کا دل تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی ایک شرط پیش فرمائی کہ تو زنا نہیں کرے گی۔ بولی یا رسول اللہ! کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے؟ وہ سمجھتی تھی کہ بدکاری صرف وہی عورتیں کرتی ہیں۔ جو ہمیشہ درہوتی ہے پھر آپ نے چوری نہ کرنے کی شرط لگائی۔ وہ رگ گئی۔ جب مسلمان ہو گئی۔ کیونکہ اس کا بیعت کرنا حقیقت پر مبنی تھا۔ وہ پھر اپنے گھر کے بت کے پاس کھانا لے کر آئی۔ اور اسے مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور کہتی جاتی تھی۔ اہم تیری وجہ سے دھوکہ میں تھے۔

الناہیہ:

اخرج البخاری فی صحیحہ عن عائشۃ

قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بْنُ عَتَبَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ
مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خَبَاءٍ أَحَبَّ
إِلَى أَنْ يَذُوُوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ ثَمَرًا أَصْبَحَ
الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خَبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ
يَعْرِضُوا مِنْ أَهْلِ خَبَائِكَ قَالَ وَآيُضًا وَالَّذِي لَفْسِي
بِيَدِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سَفْيَانَ رَجُلًا
مَسِيئًا خَمَلٌ عَلَى حَرْجٍ أَنْ أَطْعَمَ مِنَ الذَّمِّ لَهْ
عِيَالَهُ قَالَ بِالْمَعْرُوفِ وَالْحَدِيثِ هَرَقْتُ كَثِيرًا
وَفِي قَوْلِهِ وَآيُضًا وَالَّذِي لَفْسِي بِيَدِهِ تَصْدِيقٌ
لَهَا وَ أَخْبَاءُ بِزِيَادَةِ حُبِّهَا بَعْدَ ذَلِكَ وَمَنْ قَرِىَ
الْعَكْسَ فَقَدْ وَهَمَ -

(الناحية عن طعن المعاوية ص ۴۴)

ترجمہ: امام بخاری نے اپنی مجمع میں یہ حدیث لکھی ہے۔ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ
بیان فرماتی ہیں۔ ہند بنت عتبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
ماضی ہو کر کہا۔ یا رسول اللہ! آج سے پہلے میرے نزدیک آپ کا گھر
روئے زمین کے تمام گھرانوں سے زیادہ حقیر و ذلیل لگتا تھا۔ پھر آج
ایسا ہے۔ کہ زمین پر بسنے والا کوئی گھرانہ آپ کے گھرانے سے مجھے
زیادہ عزت و توقیر والا نہیں لگتا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان
ایک نہایت ہی بخیل شخص ہے۔ تو کیا میں اس کی اجازت کے بغیر
اس کے زیرِ تربیت افراد پر خرچ کر لیا کروں؟ فرمایا ہاں مغروف طریقے
کے ساتھ اس حدیث کی روایت کئی طریقوں کے ساتھ ہے

”والذی خفنی بیدہ“ کے الفاظ ہند بنبت عقبہ کی تصدیق اور اس کی دیاقتی محبت کی خبر دیتے ہیں۔ اور جس نے اس کا عکس سمجھا اس نے وہ ہم کیا۔

مذکورہ عبارات سے درج ذیل امور معلوم ہوئے

- ۱۔ ہند بن عقبہ قتل و رائے والی تھی۔
- ۲۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کو احسن طریقہ سے اپنایا۔
- ۳۔ ایمان کی مضبوطی کی ایک وجہ صحابہ کرام کا دل جمعی سے اللہ کا عبادت کرنا تھا۔
- ۴۔ قبول ایمان کے بعد اپنے گھر میں رکھے بت کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور اس کو فریہی کہا۔
- ۵۔ قبول اسلام سے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔ کہ اللہ نے دین کو عبد اس لیے عطا فرمایا۔ تاکہ ہمیں اپنی رحمت سے نوازے۔
- ۶۔ اسلام قبول کرنے کے بعد جب چہرہ سے نقاب ہٹا کر اپنا تعارف کروایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحبا فرمایا۔
- ۷۔ جب ہند بنبت عقبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانہ کی قبل اسلام ابوہد اسلام اپنے دل میں پائی جانی والی کیفیت بیان کی۔ تو آپ نے اس محبت کی زیادتی کی دعا فرمائی
- ۸۔ ابوسفیان کی غیر موجودگی میں اس کا مال خرچ کرنے کی اجازت دینا اس امر کی نشاندہی کرتا ہے۔ کہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان کے بارے میں اعتماد تھا۔ کہ وہ میرے حکم سے ناراضگی کا اظہار نہیں کرے گا

وہاں یہ بھی اعتماد تھا۔ کہ اس کی بیوی اتنا ہی خریج کرے گی۔ جتنی ضرورت ہوگی۔

۹۔ صحابہ کرام کی نمازیں، تلاوت قرآن، طواف کعبہ اور ذکر و اذکار کو دیکھ کر ہند نے کہا کہ اس گھر میں ایسی عبادت کبھی دیکھنے میں نہ آئی۔ گویا ان لوگوں نے عبادت کا حق ادا کر دیا ہے۔

۱۰۔ ایمان لانے سے قبل یا اظہارِ ایمان سے قبل ہند کو یہ شبہ تھا کہ میں نے چونکہ آپ کے چچا حمزہ کا مشلہ کیا ہوا ہے۔ اس لیے آپ ضرور سزائیں فرمائیں گے۔ لیکن سامنے آنے پر آپ نے ہند کے لیے مرجا فرمایا۔ اور درگزر فرمایا۔ یہ سلوک دیکھ کر وہ فوراً مسلمان ہو گئی۔

۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کے بارے میں ہند کے قبل اسلام اور بعد اسلام متضاد خیالات و کیفیات کتب حدیث میں کئی طریقوں سے مروی ہیں۔ اور یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو آپ نے ہند کے لیے محبت کی زیادتی کی دما مانگی۔ وہ اس کے پختہ اسلام کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے خلاف وہ ہم ہے۔

لمحہ فکریہ :

ہند بنتِ عقبہ کے ایمان لانے اور پھر اس کے ثابت قدم رہنے کی شہادت آپ مختلف حوالہ جات سے ملاحظہ کر چکے ہیں۔ ایسی کامل الایمان عورت کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرجا فرمائیں۔ اس کے حق میں دعاء خیر فرمائیں ایک نام نہاد محدث ”کلیجہ چبائی“ ایسے حقارت آمیز الفاظ کہتا پھرے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسے نہ رسول اللہ کی تعلیمات و ارشادات کا پاں ہے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر یقین۔ جب اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں

کے سابقہ گناہوں کے بارے میں لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔ فرما کر عام معافی و مغفرت کا اعلان فرمائے۔ تو دوسرا گناہ ہے کہ وہ ایسے شخص کے سابقہ گناہوں کو الزام بنا کر پیش کرتا پھرے۔ ہند نے اگر کلیجہ چبایا تھا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا۔ اس کا دکھ بھی آپ کو ہی ہو سکتا تھا۔ تبھی تو ہند نے یہ سمجھا کہ آپ میری تو بیخ فرمائیں گے۔ لیکن جن کا چچا اور جن سے تو بیخ کا خطرہ تھا انہوں نے تو معمولی سے سرزنش بھی نہ فرمائی۔ اور نہ ہی کلیجہ چبانا یاد کرایا۔ بلکہ مر جہا اور دعاؤں سے نوازا۔ لیکن محدث ہزاروی کو کس بنا پر دکھ ہو رہا ہے۔ کہ وہ معاف شدہ غلیبوں کو صدیوں بعد لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ اور اگر یہ دیکھا جائے کہ اللہ اور اس کا رسول دلوں کے حالات پر مطلع ہوتے ہیں۔ تو جب ہند نے کہا۔ کہ اب آپ کا گھر اندھے تمام دینا کے گھرانوں سے پیارا لگتا ہے آپ اگر اس میں بناوٹ یا نفاق پاتے تو فرماتے۔ جھوٹ کہہ رہی ہو۔ یا اللہ تعالیٰ ہی بذریعہ وحی ارشاد فرمادیتا۔ محبوب ایہ جھوٹی ہے۔ جب ان کی طرف سے اس قسم کا کوئی اشارہ تک نہیں۔ بلکہ مرحمت کے ساتھ ایمان قبول کر لینے کی خبریں ہیں۔ تو پھر محدث ہزاروی کو آج یہ کہاں سے علم ہو گیا کہ ہند منتِ عقبہ مسلمان نہیں تھی۔ اور منافقہ تھی۔ آج اگر ہند منتِ عقبہ کہیں سے آجائے۔ اور محدث ہزاروی کی اپنے بارے میں یہ باتیں پڑھے۔ تو ممکن کہ جو شس ایمان میں آکر اسی طرح اس کا کلیجہ چبا ڈالے۔ جس طرح حالتِ کفر میں اس نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزاد فی تہذیب (۵)

یزید کا باپ معاویہ شہنشاہِ شہنشاہِ رسول دشمن
آلِ واصحابِ رسول ہے دقرآن و سنت
گواہ ہے

جواب ۱۔

جس اشتہار کے اقتباسات میں سے یہ ایک اقتباس ہم نے پیش کیا۔
اس کے مزید نے یہ استلزام کیا تھا۔ کہ ہم بانی بغاوت یزید کے باپ معاویہ
کے باحوالہ کارنامے درج کریں گے۔ ان کارناموں میں سے تین کارنامے اس
الزام میں بھی مذکور ہیں۔ اور ان کے حوالہ کے لیے صرف یہ لکھ دیا گیا۔ ذکر قرآن و سنت
گواہ ہیں) الزام کا حوالہ دینے کا یہ طریقہ کونسا طریقہ ہے۔ چاہیے تو یہ تھا۔ کہ قرآن کریم
کی کم از کم ایک ایک آیت تینوں الزامات پر پیش کی جاتی۔ اور کم از کم تین
احادیث بھی اس کی تائید و توثیق میں ذکر جاتیں۔ خود محدث ہزاروی تو شارح
ہے نہیں۔ کہ اس کی بات قرآن و سنت بن جائے۔ جب حوالہ کوئی نہ پیش کیا۔
اور نہ ہی پیش کر سکتے ہیں۔ تو پھر یہی کہا جائے گا۔ کہ حسد و بغض کی آگ نے یہ اگھنے
پر مجبور کیا تھا۔ اور ان کے سینوں میں جو کینہ ہے۔ یہ سب اس کی کرم فرمائی ہے

ورنہ قرآن و سنت میں تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بکثرت موجود ہیں۔ حصار
ہی نہیں، و ان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا کے عمومی حکم میں
یہ بھی داخل ہیں۔ کاتب وحی تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ہادی اور مہدی
کی دعا فرمائی۔ ان تمام مناقب عمومی اور خصوصی سے محدث ہزاروی کی آنکھیں بند
ہیں۔ اور اسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزاد فیہ (۶)

یزید کا باپ معاویہ جدی دشمن دین ایمان فتح
مکہ کے ان کافروں سے ہے جو ذکر کے مارے
مسلمان ہوئے

الزاد فیہ (۷)

معاویہ ابن ابوسفیان اپنے باپ سمیت
ان منافقوں سے ہے جن کا لقب مؤلفہ تھوڑے

ان دونوں الزامات کا جواب

جہاں تک عبارت مذکورہ کی گستاخی کا معاملہ ہے۔ وہ ٹھکی چھپی نہیں
امیر معاویہ کو دشمن دین و ایمان کہنا اور مکہ کے کافروں میں سے کہنا خلاف اصل
بھی ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے وقت اسلام لانے والوں
میں شمار کرنا واقعات سے جہالت کی دلیل ہے۔ کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس سے قبل مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔
تطہیر الجنان:

عَلَى مَا حَكَاهُ الْوَاقِدِيُّ بَعْدَ الْحَدِيثِ
وَكُتِمَ إِسْلَامُهُ عَنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى أَظْهَرَ
يَوْمَ الْفَتْحِ قَلْبُهُ فِي عُمَرَةَ الْقُضَيْيَةِ الْمَتَاخِرَةِ عَنِ
الْحَدِيثِ الْوَاقِعَةِ سَنَةِ سَبْعٍ قَبْلَ
فَتْحِ مَكَّةَ بِسَنَةِ كَانَ مُسْلِمًا وَيُؤَيِّدُهُ مَا
أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ مِنْ طَرِيقِ مَعْمَدِ الْبَاقِرِ بْنِ
عَلِيٍّ زَيْنِ الْعَابِدِينَ ابْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمُرُوءَةِ وَ
أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي الْبُخَارَى مِنْ طَرِيقِ طَاوُسٍ عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ يَنْفُذُ مُشْفِئًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ خِلَافًا لِمَنْ حَصَرَ فِي الْأَوَّلِ
الدَّلَالََةَ عَلَى أَنَّهُ كَانَ فِي عُمَرَةَ الْقُضَيْيَةِ مُسْلِمًا
أَمَّا الْأَوَّلِيُّ فَوَأَضَحَّ لِأَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ ذَلِكَ عِنْدَ الْمُرُوءَةِ
وَهَذَا يُعَيِّنُ أَنَّ ذَلِكَ التَّقْصِيرُ كَانَ فِي الْعُمَرَةِ
لَا قَهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُجَّةِ الْوُدَّاعِ حَقَّقُوا
بِمَعْنَى الْجَمْعِ وَأَمَّا الثَّانِيَةُ فَلَا تَنْهَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَمْ يَقْصُرْ فِي حُجَّةِ الْوُدَّاعِ أَصْلًا لَا بِمَكَّةَ
وَلَا بِمِنَى فَتَعَيَّنَ أَنَّ ذَلِكَ التَّقْصِيرُ

إِنَّمَا كَانَ فِي الْعَصْرِ-

(تظہیر الجنان ص ۷۰ فصل اول)

ترجمہ: واقعہ کے قول کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے واقعہ مدینہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ اور دوسروں کا کہنا ہے کہ مدینہ کے دکن مسلمان ہو گئے تھے۔ اور اپنے والدین سے اسلام چھپائے رکھا۔ یہاں تک کہ فتح مکہ کے روز ظاہر کر دیا۔ ایمان لانے کے وقت امیر معاویہ عمرہ القضاء میں شریک تھے جو صلح مدینہ کے بعد جو سات ہجری میں ہوا تھا۔ سے ایک سال قبل ادا کیا گیا تھا۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جو امام احمد نے امام محمد باقر سے ان کے آباؤ اجداد کے ذریعہ ابن عباس سے روایت کی۔ وہ یہ کہ معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مروہ پہاڑی کے قریب بال شریف کاٹے علاوہ انہیں صاحبانِ حدیث کی روایت جو بخاری میں ہے۔ اس کی تائید کرتی ہے۔ یہ روایت جناب ابن عباس سے طاؤس نے بیان کی ہے۔ وہ یہ کہ معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے قینچی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال چھوٹے کیے۔ اس روایت میں مروہ کا ذکر نہیں ہے۔ تائید اس امر کی ہے کہ امیر معاویہ عمرہ القضاء میں مسلمان ہو چکے تھے۔ پہلی روایت تو اس امر کی واضح تائید کرتی ہے کیونکہ اس میں مروہ کے پاس بال کاٹنے کا ذکر ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بال کاٹنا۔ عمرہ میں واقع ہوا تھا۔ کیونکہ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے بالاجماع سر انور منی میں منڈوا یا۔ دوسری روایت میں تائید اس طرح سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں

بال کو اسے ہی نہیں۔ نہ مکہ میں اور نہ منی میں۔ لہذا یہی متعین ہوا۔ کہ یہ واقعہ
عمرۃ القضا میں ہوا۔

توضیح :

روایت مذکورہ کی توضیح و تشریح حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں
صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”امیر معاویہ“ میں درج ذیل الفاظ سے کی
ہے۔ ملاحظہ ہو۔

امیر معاویہ :

صحیح یہ ہے۔ کہ امیر معاویہ خاص صلح مدینیہ کے دن مکہ میں اسلام لائے
مگر مکہ والوں کے خوف سے اپنا اسلام چھپائے رہے۔ پھر فتح مکہ کے دن اپنا
اسلام ظاہر فرمایا۔ جن لوگوں نے کہا ہے۔ کہ وہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔ وہ
ظہور ایمان کے لحاظ سے ہے۔ جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ بدرہ جنگ بدر
کے دن ہی ایمان لاپکے تھے۔ مگر اقتیاطاً اپنا ایمان چھپائے رہے۔ اور فتح مکہ
میں ظاہر فرمایا۔ تو لوگوں نے انہیں بھی فتح مکہ کے مومنوں میں شمار کر دیا۔ حالانکہ
آپ قدیم الاسلام تھے۔ بلکہ بدر میں بھی کفار مکہ کے ساتھ مجبوراً تشریف لائے تھے
اسی لیے نبی پاک نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ کوئی مسلمان عباس کو قتل نہ کرے۔ وہ مجبوراً
لائے گئے ہیں۔ امیر معاویہ کے مدبلیہ میں ایمان لانے کی دلیل وہ حدیث ہے
جو امام احمد نے امام باقر امام زین العابدین ابن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت
کی۔ کہ امام باقر سے عبد اللہ بن عباس نے فرمایا۔ کہ ان سے امیر معاویہ نے فرمایا
کہ میں نے حضور کے احرام سے فارغ ہوتے وقت حضور کے سر شریف کے بال
کاٹے مروہ پہاڑ کے پاس۔ نیز وہ حدیث بھی دلیل ہے۔ جو بخاری نے
بروایت طاؤس عبد اللہ بن عباس سے روایت فرمائی۔ کہ حضور کی یہ حجامت

کرنے والے امیر معاویہؓ ہیں۔ اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حجامتِ عمرۃ القضا میں واقع ہوئی۔
 جو صلح حدیبیہ سے ایک سال بعد ۸ھ میں ہوا۔ کیونکہ حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے قرآن کیا تھا۔ اور قارنِ مروه پر حجامت نہیں کراتے۔ بلکہ منیٰ میں دسویں
 ذی الحجہ کو کراتے ہیں۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ وداغ میں بالِ نہ کٹوائے تھے۔
 بلکہ سر منڈوایا تھا۔ ابوطلحہ نے حجامت کی تھی۔ تو لامحالہ امیر معاویہؓ کا یہ حضور کے سر
 شریف کے بال تراشنا۔ عمرۃ قضا میں فتح مکہ سے پہلے ہوا۔ معلوم ہوا کہ
 امیر معاویہؓ فتح مکہ سے پہلے ایمان لاپچکے تھے۔ اور عذر و مجبوری ناواقفیت کی حالت
 میں ایمان ظاہر نہ کرنا مجرم نہیں۔ کیونکہ حضرت عباسؓ نے قریباً چھ برس اپنا ایمان ظاہر
 نہ کیا۔ مجبوری کی وجہ سے۔ نیز اس وقت ان کو یہ معلوم نہ تھا۔ کہ اسلام کا اعلان
 ضروری ہے۔ لہذا اس ایمان کے مخفی رکھنے میں نہ امیر معاویہؓ پر اعتراض ہو سکتا ہے
 نہ حضرت عباسؓ پر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ہماری اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہؓ نہ
 فتح مکہ کے مومنین میں سے ہیں۔ نہ مؤلفۃ القلوب میں سے۔ (امیر معاویہؓ تصنیف
 مفتی احمد یار خاں مرحوم ص ۳۸ تا ۳۹)

نوٹ:

”مؤلفۃ القلوب“ کا مقصد یہ ہے کہ غیر مسلموں کے اسلام کی طرف دل مائل کرنے
 کے لیے مالِ ذکوۃ میں سے ان کی مدد کرنا محدث ہزاروی نے ”مؤلفۃ القلوب“ کا
 امیر معاویہؓ کو داغل کر کے ان کا کفر ثابت کیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
 وقت امیر معاویہؓ کو سوا ونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی عطا فرمائی تھی۔ اب اس
 عطا پر مذکورہ سوال آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہؓ
 کو جو مذکورہ مالی امداد دی تھی۔ وہ تالیفِ قلب کے لیے نہ تھی۔ کیونکہ تالیفِ
 قلب اس شخص کی مطلوب ہوتی ہے۔ جو ابھی مسلمان نہ ہوا ہو۔ اور واقعہ یہ

ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس انعام دیئے جانے سے قبل ہی مشرف باسلام ہو چکے تھے اور یہ امداد اسی قسم کی تھی۔ جیسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو عطا فرمائی تھی۔ وہ اس قدر تھی کہ حضرت ابن عباس اسے اٹھا بھی سکے تھے۔

جب حضرت عباس اس امداد کی وجہ سے مؤلفۃ القلوب میں شامل نہیں تو پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان میں شامل کرنا کس طرح درست ہے۔ اگر یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے۔ تو پھر بھی محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کے معومات باطلہ کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کی تالیف قلب فرمائی۔ اور وہ اس کرم سے مشرف باسلام ہو گئے کیا وہ اتنی خطرہ رقم ملنے کے بعد مرتدا و کافر ہو گئے تھے۔ یا راسخ فی الایمان ہو گئے تھے؟ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بعد والی زندگی ان کے راسخ فی الایمان ہونے کی تہی دلیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کاتب وحی مقرر فرمایا۔ ان کے لیے اللہ سے دعائیں مانگیں۔ اور ان کے دور خلافت میں لاکھوں غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے اس لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دین و اسلام کا دشمن اور تالیف قلب کی وجہ سے کافر و منافق ثابت کرنا یہ بتلاتا ہے کہ اس نظریہ کے قائل خود ایمان و اسلام سے بہت ڈور ہیں۔ اور اپنی آخرت برباد کرنے والے ہیں

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام مقبیل (۸)

معاویہؓ لدا بوسفیان منافق فتح مکہ کے ڈر کے مارے

مسلمان ہونے والے کفار سے ہے جن کا ایمان نافع نہیں

قرآن پاک ۲۱ سورہ بحدہ میں ہے قرآن سے ثابت ہوا اور اس گروہ کا ایمان مردود ہے لہذا
جواب:

آیت مذکورہ جو سورہ بحدہ میں ہے۔ محدث ہزاروی اور اس قماش کے دیوبندیوں
مردودیوں اور نام نہاد پیروں نے اس سے مراد فتح مکہ لیا ہے۔ یہ تفسیر کئی وجوہ سے غلط
ہونے کے علاوہ کسی متداول تفسیر سے مطابقت نہیں رکھتی۔ ان لوگوں کا خیال ہے
کہ آیت مذکورہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے
اور ان میں سے صرف انہیں دو نظر آتے ہیں (یعنی ابوسفیان اور ان کے بیٹے امیر معاویہ)
باقی ایک ہزار کے قریب مشرف باسلام ہونے والے یا تو انہیں نظر نہیں آتے (نہ اس
طرح ایک تاریخی حقیقت کو جھٹلایا جا رہا ہے) اور اگر نظر آتے ہیں۔ تو پھر آیت کے
حکم سے خارج کرنے کے لیے شائد ان کے پاس جبرئیل کوئی پیغام لایا ہو۔ اور
اگر یہ دونوں احتمالات نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ امیر معاویہ اور ابوسفیان کو تو اس دن
ایمان لانا قطعاً مفید نہ ہوا۔ دوسروں کو مفید ہو گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اگر آیت سے
مراد فتح مکہ کے روز اسلام لانا ہو۔ تو ایک ہزار صحابہ کرام کے لگ بھگ کو غیر مسلم قرار
دیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ دونوں حضرات فتح مکہ سے

قبل ہی مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ اس لیے از روئے تحقیق اس آیت کے مطلوبہ مفہوم میں یہ داخل ہی نہیں۔

ایک اور حقیقت یہ ہے کہ آیت مذکورہ کا شان نزول باتفاق مفسرین جو بیان کیا گیا۔ وہ یہ کہ صحابہ کرام کہا کرتے تھے کہ اے کافرو! ہمارے اور تمہارے درمیان جلد فیصلہ ہو جائے گا۔ اور وہ فیصلہ ”یوم الفتح“، کو ہو گا۔ اس پر کفار از راہ مذاق کہا کرتے تھے۔ وہ یوم الفتح کب آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں آیت اتاری۔ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا اِيْمَانُهُمْ اِنْ هُمْ لَا يَنْفَعُ الْفِتْحُ كَبَّرَ اَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْ يَكُونَ الْفَتْحُ يَوْمَ الْفَتْحِ۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ یوم الفتح کو کافروں کا ایمان لانا قطعاً نفع نہ دے گا۔ اور نہ ہی انہیں ہمت دی جائے گی۔

آیت مذکورہ میں چونکہ یوم الفتح کو کسی کا ایمان لانا قطعاً ناقابل قبول قرار دیا گیا۔ تو اس بنا پر اس سے مراد یہ لی گئی کہ یوم الفتح یا تو قیامت کے لیے استعمال ہوا یا وہ دن کہ جس دن کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونے کا حکم ہو۔ قیامت کے دن بھی کسی کافر کا ایمان نامقبول اور عذاب الہی کے حکم کے بعد بھی ایمان مردود۔ ہاں کچھ مفسرین کرام نے اس سے دفع محکم، مراد لیا۔ لیکن وہ ایمان کی عدم قبولیت کی شرط کی وجہ سے اس سے مراد یہ لیتے ہیں۔ کہ فتح مکہ کے روز قتل کفار کے وقت کسی کافر کا ایمان لانا سودمند نہ ہو گا۔ ان تینوں احتمالات سے ہٹ کر چوتھا احتمال جو محدث ہزاروی وغیرہ کا ہے۔ یہ احتمال صرف انہی کو سوچا۔ ان کے سوا کسی معسر نے یہ احتمال بیان نہیں کیا۔ اور اہل تشیع کا طریقہ بھی یہی چلا آ رہا ہے۔ کہ وہ آیات جو کفار و منافقین کے بارے میں نازل ہوئیں انہیں حضرات صحابہ کرام خصوصاً خلفائے ثلاثہ پر چسپاں کرتے ہیں۔ ان کی پیروی میں محدث ہزاروی وغیرہ یہ آیت جو کفار کے جواب کے طور پر نازل ہوئی تھی۔ اسے امیر معاویہ اور ابوسفیان پر چسپاں کر دیا۔ اگر بالفرض یہ تفسیر موضوع تسلیم کر لی جائے

تو پھر آیت کے آخری الفاظ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ (انہیں مہلت نہ دی جائے گی) اس کی تردید شدید کرتے ہیں۔ کیونکہ جن لوگوں کے بارے میں یہ نازل ہوئی، انہیں یومِ فتح مکہ کے بعد مہلت نہ مل سکے گی۔ یعنی وہ زندہ نہ چھوڑے جائیں گے۔ تو اس بنا پر امیر معاویہ اور ابرسغیان کو کبھی مہلت نہ ملتی۔ لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے۔

امیر معاویہ

نے حضرت علی المرتضیٰ کا دورِ خلافت دیکھا۔ حتیٰ کہ خود غلیفہ مقرر ہوئے۔ اسی بنا پر محدث ہزاروی انہیں باغی طاعنی مبتدع وغیرہ کہہ رہا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ آیت مذکورہ کا شانِ نزول اور ہے۔

اب ہم چند متداول تفایر سے آیت مذکورہ کے مفہوم پر روشنی ڈالتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر:

(قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ) اَيَّ اِذَا حَلَّ بِكُمْ بَأْسُ اللَّهِ وَ
مُحْطَلَةٌ وَعَضْبَةٌ فِي الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا يَنْفَعُ
الَّذِينَ كَفَرُوا اَيُّمَا نَكَبُوا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ) كَمَا
قَالَ تَعَالَى (فَلَمَّا جَاءَ قَوْمُهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرَجُوا
بِيعًا عِنْدَ قَوْمٍ مِنَ الْعَالَمِ) الْآيَتِينَ. وَمَنْ زَعَمَ
اَنَّ الْمُرَادَ مِنْ هَذَا الْفَتْحِ فَتْحُ مَكَّةَ فَقَدْ
اَتْبَعَ النُّجْبَةَ وَاخْطَا فَافْحَشَ فَاِنَّ يَوْمَ الْفَتْحِ
قَدْ قِيلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسلامُهُ مُطْلَقًا
مُطْلَقًا وَقَدْ كَانُوا قَرِيبًا مِنَ الْفَيْنِ وَكَوْكَانَ
الْمُرَادُ فَتْحَ مَكَّةَ لَمَّا قِيلَ اِسلامُهُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى
(قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا اَيُّمَا نَكَبُوا

وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ) وَإِنَّمَا الْمَرَادُ الْفَتْحُ الَّذِي
هُوَ الْقَضَاءُ وَالْفَضْلُ كَقَوْلِهِ رَفَا فَخَرَجَ بَيْنِي وَ
بَيْنَهُمْ فَخَرَجًا) الخ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص ۴۶۴ سورہ سجدہ آخری آیت)

ترجمہ:

یوم الفتح سے مراد ایسا دن ہے۔ کہ جس دن اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اس
کا غضب اُن پر پڑے۔ وہ دنیا میں ہو یا آخرت میں۔ تو ایسے دن کافروں
کا ایمان لانا ہرگز سودمند نہ ہوگا۔ اور نہ ہی مزید مہلت دی جائے گی۔ جیسا
کہ ایک اور آیت میں ارشاد ہوا۔ ”پھر جب ان کے پاس اُن کے پیغمبر
بینات لے کر آئے۔ تو وہ اپنے علم پر خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ اور جس
نے اس دن تک مراد۔ اور فتح مکہ کا دن“ لیا ہے تو وہ مقصود سے
بہت دور ہے اور اس کی غلطی بڑی فاحش غلطی ہے۔ کیونکہ فتح مکہ کے
دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام لوگوں کا اسلام قبول فرمایا جو اسلام
لائے۔ اور وہ تقریباً دو ہزار تھے۔ اگر مراد فتح مکہ کا دن ہوتا۔ تو اس
آیت کریمہ کے حکم کے مطابق آپ اُن کا ایمان و اسلام ہرگز قبول نہ فرماتے
تو معلوم ہوا۔ کہ ”فتح“ سے مراد قضا و الہی اور فیصلہ کا دن ہے۔ جیسا کہ یہی
لفظ اسی معنی میں فَاخْرَجَ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَخَرَجًا وغیرہ کوئی
آیات میں استعمال ہوا ہے۔

تفسیر طبری :-

حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ
قَالَ ابْنُ زَيْدٍ فِي قَوْلِهِ هَذَا يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ
الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانَهُمْ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ إِذَا

جَاءَ الْعَذَابُ - عَنْ مُجَاهِدٍ يَوْمَ الْفَتْحِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَقَوْلُهُ وَلَا هُمْ يَنْظُرُونَ يَقُولُونَ وَلَا هُمْ يُؤْخَرُونَ
لِلثَّوْبَةِ وَالْمِرْأَةِ جَعَلَتْ -

(تفسیر طبری جز ۲ ص ۳، مطبوعہ بیروت) سرفہرہ آخری آیت
ترجمہ: ابن زبیر نے اس آیت کے متعلق کہا۔ کہ یوم الفتح سے مراد ”عذاب آنے
کا دن“ ہے۔ مجاہد سے ہے۔ کہ یوم الفتح سے مراد ”قیامت کا دن“
ہے۔ اور لَا يَنْظُرُونَ کا معنی یہ ہے کہ انہیں توبہ کرنے کے لیے موصول
نہ دی جائے گی۔ اور نہ ہی کفر سے رجوع کرنے کا وقت۔

تفسیر درمنثور:

عن مجاهد في قوله قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَ أَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَ ابْنُ جَرِيرٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ
وَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ قَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ
قَالَ يَوْمَ الْقَضَاءِ وَ فِي قَوْلِهِ وَ انْتِظِرُوا لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ -

(تفسیر درمنثور جلد پنجم ص ۹، السرفہرہ آخری آیت)
ترجمہ: مجاہد نے کہا ہے۔ کہ یوم الفتح سے مراد ”قیامت کا دن“ ہے۔
جناب قتادہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد ”فیصلہ کا دن“ ہے۔
اور آیت کے اندر انتظار سے مراد ”قیامت کے دن کا انتظار“ ہے

تفسیر مظہری:

يَوْمَ الْفَتْحِ الْخِ الْمُنْتَبَذِ رُفْئَةً أَنَّ الْمُرَادَ بِيَوْمِ الْفَتْحِ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِأَنَّ إِيْمَانَ ذَلِكَ الْيَوْمِ لَا يَنْفَعُ

اَلْبَيْتَةِ وَمَنْ حَمَلَ عَلَى الْفَتْحِ مَكَّةَ اَوْ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ
مَعْنَاهُ لَا يَنْفَعُ الْكَافِرُ كَفَرُوْا وَقَتِلُوْا اَوْ مَاتُوْا
عَلَى الْكُفْرِ اَيُّمَا ذَهَبْتُمْ حَيْثُ رَاٰ الْعَذَابَ يَبْعَثُ
مَوْتَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ اى يَمَهَلُوْنَ - (تفسیر

مظہری جلد ۷ ص ۲۷۹) سورہ سجدہ آخری آیت

ترجمہ: یوم الفتح سے متبادر دو یوم القیامت، ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن
ایمان لانے والے ایماندار مقبول ہوگا۔ اور جس نے اس سے مراد فتح مکہ یا بدر کا
دن لیا ہے۔ اس نے معنی یہ کہا ہے۔ کہ ان لوگوں کو کفار کا ایمان قبول
نہ ہوگا۔ جو کفر کی حالت پر مر گئے۔ یا قتل کر دیئے گئے۔ اور بعد موت جس
وقت انہوں نے عذاب دیکھ لیا۔ اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی

تفسیر کبیر:

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ الْخَآئِ لَا يَشْبَلُ اِيْمَانُهُمْ فِى
تِلْكَ الْحَالِ لِاَنَّ الْاِيْمَانَ الْمَقْبُوْلَ هُوَ الَّذِى
يَكُوْنُ فِى دَارِ الدُّنْيَا وَلَا يُنْظَرُوْنَ اَيُّ لَا يَمَهَلُوْنَ
بِالْعَادَةِ وَاِلَى الدُّنْيَا لِيَسُوْا فَيُقْبَلَ

اِيْمَانُهُمْ - (سورہ سجدہ آخری آیت مطبوعہ مصر)

(تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۱۸۸)

ترجمہ: ان کفار کا ایمان اس حالت (قیامت) میں مقبول نہ ہوگا۔ کیونکہ
ایمان مقبول وہ ہوتا ہے۔ جو دنیا میں لایا جائے۔ اور نہ ہی ان کو
مہلت دی جائے۔ کہ وہ دنیا میں دوبارہ بھیجیں جائیں۔ پھر وہ ایمان
لائیں۔ اور ان کا پھر ایمان قبول کر لیا جائے۔

تفسیر جمل:

قَوْلُهُ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ الْخَ هَذَا ظَاهِرٌ عَلَى تَقْدِيرِ
 أَنْ يُرَادَ بِيَوْمِ الْفَتْحِ يَوْمُ الْقِيَامَةِ
 لِأَنَّ الْإِيمَانَ الْمَقْبُولَ هُوَ الَّذِي يَكُونُ
 فِي دَارِ الدُّنْيَا وَلَا يُقْبَلُ بَعْدَ خُرُوجِهِمْ
 مِنْهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ أَيْ يَمْلِكُونَ بِالْإِعَادَةِ
 إِلَى الدُّنْيَا لِيُؤْمِنُوا وَمَنْ حَمَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ
 عَلَى يَوْمٍ بَدْرٍ أَوْ يَوْمٍ فَتَحَ مَكَّةَ قَالَ مَعْنَاهُ
 لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيْمَانَهُمْ إِذَا جَاءَ
 هُمْ الْعَذَابُ وَقِيلُوا لَا إِيْمَانَهُمْ حَالِ
 الْقَتْلِ إِيْمَانُ إِصْطِرَافٍ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ
 أَيْ يَمْلِكُونَ بِتَأْخِيرِ الْعَذَابِ عَنْهُمْ وَلَمَّا
 فَتَحَتْ مَكَّةَ مَرَبَتْ قَوْمٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ
 فَلَحِقَهُمُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَظَاهَرُوا الْإِسْلَامَ فَلَمْ
 يَقْبَلْهُمْ عَلَيْهِمْ قَتَلَهُمْ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى
 لَا يَنْفَعُ الْخ

د تفسیر جمل الشوم ص ۲۲۰) سورہ سجدہ آخری آیت

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد اگر یوم القیامت لی جائے۔ تو بات واضح ہے
 کیونکہ ایمان مقبول وہی ہوتا ہے۔ جو دنیا میں رہتے ہوئے لایا
 جائے۔ اور دنیا سے اٹھ جانے کے بعد مقبول نہیں ہوتا۔ ایسے
 لوگوں کو دنیا میں دوبارہ آنے کی مہلت نہیں دی جائے گی۔ تاکہ انہیں

ایمان لانے کا موقع دیا جائے۔ اور جس نے یوم الفتح سے مراد بدر کا دن یا فتح مکہ کا دن لیا ہے۔ اس نے اس آیت کا معنی یہ بیان کیا کہ کافروں کا ایمان لانا اس وقت کا آمد نہ ہوگا جب عذاب اُن پر پہنچا اور وہ قتل کر دیئے گئے۔ کیونکہ قتل کی حالت میں ایمان لانا اضطراری ایمان ہے۔ اور ان لوگوں کو عذاب مؤخر کر کے مہلت بھی نہ دی جائے گی۔ جب مکہ فتح ہوا تھا تو بنی کن نہ کی ایک جماعت بھاگ کھڑی ہوئی۔ خالد بن ولید نے انہیں جا پکڑا۔ انہوں نے اپنا اسلام لانا ظاہر کیا۔ لیکن خالد بن ولید نے قبول نہ کیا۔ اور انہیں قتل کر دیا۔ تو یہ ہے تفسیر اللہ تعالیٰ کے قول لا یغنی الخ کی۔

تفسیر صاوی:

(قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ) بِإِثْنٍ إِلَى الْعَذَابِ يَوْمَ
(لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ
يَنْظُرُونَ) كَيْمَ هَلْ تَتُوبُونَ أَوْ مَعْذِرُونَ۔

(تفسیر صاوی جلد سوم ص ۲۲۹)

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد کفار پر عذاب اترنے کا دن ہے اس دن انہیں توبہ اور معذرت کی مہلت نہ دی جائے گی۔ اور نہ ہی اس دن کا ایمان لایا ہوا مفید ثابت ہوگا۔

تفسیر خازن:

(قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ) يَعْصِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْفَعُ
الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ أَوْ لَا يَقْبَلُ مِنَهُمْ
الْإِيمَانُ وَمَنْ حَمَلَ الْفَرْجَ عَلَى فَتْحِ مَكَّةَ

أَوِ الْمُثَلَّىٰ يَوْمَ بَدِّ قَالِ مَعْنَاهُ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ
كَفَرُوا وَإِلَيْمًا نُهُمُ رَادَّ جَاءَهُمُ الْعَذَابُ - (تفسیر
خازن جلد سوم ص ۵۸۲) سورۃ سجدہ آخری آیت

ترجمہ:

یوم الفتح سے مراد یوم القیامت ہے۔ یعنی قیامت کے دن کفار کا
ایمان نامقبول ہو گا۔ اور جس نے یوم الفتح کو فتح مکہ یا بدر کے دن پر
محول کیا ہے۔ اس نے اس آیت کا معنی یوں بیان کیا ہے جب
کافروں پر عذاب آن پہنچا تو اس وقت ان کا ایمان ٹوٹ نہ ہو گا۔

تفسیر مدارک:

رَقْلُ يَوْمِ الْفَتْحِ، أَيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ يَوْمُ الْفَصْلِ
بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَاعْدَاءِ الْكُفَرِ - (تفسیر مدارک
بر حاشیہ خازن جلد سوم ص ۵۸۲)

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اور یہی دن مسلمانوں اور ان
کے دشمنوں کے درمیان فیصلے کا دن ہے۔

تفسیر روح المعانی:

يَوْمِ الْفَتْحِ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ ظَاهِرٌ عَلَى الْقَوْلِ
يَأْنِ الْمُرَادِ بِالسَّحِ الْفَصْلُ لِلْخُصُومَةِ فَقَدْ
قَالَ مُبْنَحَاتُهُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ - (تفسیر روح المعانی جلد ۲۱)

ص ۱۴۱ سورۃ سجدہ آخری آیت

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد قیامت کا دن ہے۔ کیونکہ فتح کا معنی بظاہر

فصل ہے۔ یعنی مسلمانوں اور کفار کے بائین حق و باطل کے بھگڑنے میں فیصلہ
کا دن اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ بے شک آپ کا رب اُن کے درمیان قیامت
کے روز فیصلہ فرمائے گا،

ملحہ فکریہ:

ان دس متداول تفاسیر میں ”یوم الفتح“ کا معنی قیامت کا دن
مذاب کا دن اور فتح مکہ کا دن لیا گیا۔ لیکن آخری معنی کے درست ہونے کے لیے
کہا گیا کہ اس آیت کا مصلوق بنی کنانہ ہیں۔ یا وہ کفار جو لڑائی کے وقت حالت
کفر میں مارے گئے۔ ان تین معانی کے علاوہ چوتھا معنی جو محدث ہزاروی کو
سوجھا ہے۔ کسی مفسر نے نہیں کیا۔ ان بے وقوف اور جاہل نام نہاد مولویوں
پیروں اور محدثوں کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی بھی یاد نہ رہا۔ جو
اپنے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا۔ مَنْ دَخَلَ دَارَ آيَةِ سَفْيَانٍ فَهُوَ آيَتُهُ
ابن ہشام جلد چہارم ص ۱۲۶) مَنْ آتَى مَسْجِدَ آيَةِ دَارِ آيَةِ سَفْيَانٍ أَوْ
أَخْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آيَتُهُ (ابن غدوون جلد دوم ص ۴۰) جو شخص البوسفیان کے گھر
میں داخل ہو جائے گا۔ مسجد میں آجائے گا۔ یا اپنا دروازہ بند کرے گا تو امن میں ہے
ان تصریحات ائمہ مفسرین کے باوجود یہ رٹ لگائی جا رہی ہے۔ کہ یہ آیت فتح مکہ
کے دن مسلمان ہونے والوں کے لیے نازل کی گئی۔ اور بتایا گیا۔ کہ ان کا ایمان
ہرگز نفع بخش نہیں۔ اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔ اور ان دو ہزار اسلام
قبول کرنے والوں میں سے صرف اور صرف دو صحابی ہی اس آیت کے حکم کے تحت
آتے ہیں۔ کیا کوئی ذی ہوش ایسی تفسیر کو قبول کرے گا۔؟ معلوم ہوتا ہے۔ کہ محدث
ہزاروی، مودودی اور دیوبندی و سنی منارِ افضی کے دل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے
صد و نفیض سے بھر رہے ہیں۔ جس کی بنا پر انہیں حق نظر نہیں آتا۔

الزادہ نمبر (۹)

معاویہ ابوسفیان منافق کا بیٹا ان منافقوں
میں سے ہے جن کے حق قرآن کی شہادت
ہے جو کفر سے ڈر کر اسلام میں داخل ہوئے

اور کفر کے ساتھ بغاوت کر کے اسلام سے نکل گئے۔ پڑھو
قرآن پاک پارہ ۷۱ رکوع ۳۱ سورہ مائدہ آیت ۷۱ ثابت ہوا کہ
یہ کافر آئے اور کافر گئے اور اجہل ملا نے ان پر جہالت میں فریاد
پڑھ کر ابوجہل بن رہے ہیں

جواب:

الزام بالایم تین امور کہے گئے ہیں۔

- ۱۔ امیر معاویہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہما دونوں منافق ہیں۔
- ۲۔ امیر معاویہ ڈر کے مارے کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے اور پھر بغاوت کر کے اسلام
چھوڑ کر کفر اختیار کر لیا۔ یعنی وہ سرے سے مسلمان ہوئے ہی نہ تھے۔
- ۳۔ ان کو رضی اللہ عنہ کہنے والے جاہل ملاں میں۔ اور وہ ابوجہل کے ساتھی ہیں۔

تردید امر دوم:

امیر معاویہ اور ان کے والد پر منافق ہونے کا الزام اور اس کا تفصیلی جواب

علامہ حسن تقادری

منتخب دار العلوم حجاز الانجاء لاہور

گزشتہ اوراق میں دیا جا چکا ہے۔ البدایہ والنہایہ، اسد الغابہ اور تلخیص الجنان وغیرہ کی تصریحات ملاحظہ کر چکے ہیں۔ ان میں احسن اسلامہ، الفاظ ان کے بہترین مسلمان ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ جنگ یرموک میں جناب ابوسفیان کے کارنامے، جنگ حنین میں ان کی ثنابت قدمی اور آنکھ کا شہید ہونا اور پھر اس کے صلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت ملنے کی خوشخبری، فتح مکہ کے دن ان کے گھر کو دارالمن قرار دینا کیا یہ تمام حقائق ان کے راسخ العقیدہ مسلمان ہونے پر دلالت نہیں کرتے؟ ادھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کتابت وحی کی ذمہ داری سونپنا، اپنا راز دان بنانا اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے ہادی و ہمہدی کی دعا کرنا کیا ان کے نفاق کو ثنابت کرتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حضرات کے بارے میں محدث ہزاروی سے کہیں بڑھ کر علم تھا۔ نہیں نہیں بلکہ محدث ہزاروی ایڈٹنگنی تو جاہل مرکب ہیں۔ لہذا ان کی واہی تباہی باتوں کو تسلیم کرنا بھی پر لے دجے کی حماقت ہے

ترد امر دوم:

”حضرت امیر معاویہ کفر کے ساتھ اسلام میں داخل ہوئے۔“ اس امر کی تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے۔ اس کی دوسری شق ”بغاوت کر کے اسلام سے ٹکنا“ ہم اس موقع پر محدث ہزاروی سے یہ پوچھنے کی جسارت کرتے ہیں۔ کہ کیا ہر باغی ان کے نزدیک مسلمان نہیں رہتا اور کافر ہو جاتا ہے؟ اگر کوئی دلیل ہو تو اثبات پر پیش کی جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہر باغی، کافر نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ خود قرآن کریم میں بغاوت کرنے والے کو مومن ہی کہا ہے۔ **وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا** الخ اگر مومنوں کی دو جماعتیں باہم لڑ پڑیں۔ تو ان کے درمیان صلح کر دیا کرو۔ اور اگر ان میں ایک جماعت دوسری پر بغاوت کرے۔ تو باغی جماعت کے خلاف لڑو۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف وہ لوٹ آئے۔ اس آیت کے بارے میں امام باقر نے

ایک سائل کے جواب میں فرمایا: کہ ان دو جماعتوں سے مراد جنگِ جمل اور جنگِ صفین (بطور پیش گوئی) ہیں۔ دیکھئے اس میں اللہ تعالیٰ نے باغی کو کافر نہیں کہا۔ تو جب اللہ اس کا رسول اور ائمہ اہل بیت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مومن فرمائیں۔ تو پھر محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کی ڈکٹ لگی بجانا کون سننے گا۔ اب آئیے اس آیت کی طرف کہ جس سے محدث ہزاروی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر منافقت ہونے کا فتویٰ جڑ دیا آیت کے سیاق و سباق کو دیکھ کر قارئین کرام آپ اس کے مضمون اور محدث ہزاروی کی قرآن وانی یقیناً سمجھ جائیں گے۔

سورة المائدہ:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا
بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِن قَبْلُ وَأَنْ أَكْثَرُ
كُفْرٍ فَسِقُونِ ۚ قُلْ هَلْ أَنْتُمْ بِشِرِّ مِّنْ
ذَلِكَ مَثْبُوتَةٌ عِندَ اللَّهِ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَخَضِبَ
عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمْ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَ
عَبَدَ الطَّاغُوتِ أُولَئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ
عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۚ وَإِذَا جَاءُوكُم قَاتِلُوا
مِنَّا وَ قَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا
بِهِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ۝ (سورة المائدہ

آیات ۵۹، ۶۰، ۶۱)

ترجمہ: تم فرماؤ اے کتابیو! تمہیں ہمارا کیا برا لگا۔ یہی ناکہ ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف اترا اور اس پر جو پہلے اترا۔ اور یہ کہ تم میں اکثر بے حکم ہیں۔ تم فرما دو کیا میں بتا دوں جو اللہ کے ہاں اس سے بدتر درجہ میں۔

وہ جس پر اللہ نے لعنت کی۔ اور ان پر غضب فرمایا۔ اور ان میں سے کوئی
بندر اور سورا در شیطان کے پوجاری، ان کا ٹھکانہ زیادہ بُرا ہے۔ یہ
سیدھی راہ سے زیادہ ہلکے۔ اور جب تمہارے پاس اُنیں تو کہتے ہیں۔ ہم
مسلمان ہیں۔ اور وہ اُسے وقت بھی کافر تھے اور جاتے وقت بھی کافر اور
اللہ خوب جانتا ہے جو چھپا رہے ہو۔

مذکورہ تین آیات اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو مخاطب کرتے ہوئے نازل
فرمائیں۔ اور ان آیات میں مسلمانوں کے ساتھ ان کی دیرینہ دشمنی کو ایک اچھوتے
انداز میں بیان کیا گیا۔ پھر اُن کے زعم کو توڑنے کے لیے ان کے پھلوں کی مسخ شدہ
صورتیں یاد دلائیں۔ اسی طرح یہاں متواتر دس آیات میں انہی لوگوں کو خطاب کیا گیا ہے
یہود و منافقین کی ایک روش اس آیت میں بیان فرمائی جسے محدث ہزاروی اینڈ کمپنی
نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر چسپاں کر دیا۔ وہ روش یہ تھی۔ کہ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور آتے۔ تو ایمان کا اظہار کرتے۔ تاکہ دھوکہ دیں۔ جس طرح محدث
ہزاروی اینڈ کمپنی سنی بن کر دھوکہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی حالت بیان فرمادی کہ یہ
لوگ اوپر سے ہی دُرا مٹا، کہتے ہیں۔ درحقیقت جیسے کفریہ ہوئے اُسے ویسے ہی کفر
کے ساتھ آپ کی بارگاہ سے اٹھ کر چلے گئے۔ محدث ہزاروی وغیرہ کو اپنا مطلب بتگانے
کے لیے جہاں کہیں لفظ کفر و نفاق نظر آتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کس کے حق
میں اترا۔ فوراً اُسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں
آیت مذکورہ کے ساتھ بھی انہوں نے یہی سلوک روا رکھا۔ ہم ہی نہیں کہتے۔ بلکہ
مفسرینِ کرام بالاتفاق ان آیات کو یہود و منافقین کے بارے میں نازل ہونا
تحریر کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

تفسیر طبری:

حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَوْلُهُ وَإِذَا جَاءَ وَ
كَمْ قَاتَلُوا أَمْثَلَهُ أُنَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ كَانُوا
يَذْخُلُونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَيُعِيرُونَ أَهْلَهُمْ مُؤْمِنُونَ مِنَ السَّيِّئِ وَإِذَا جَاءَ وَكَرَّ
الْآيَةُ قَالَ هَؤُلَاءِ نَاسٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ كَانُوا يَهُودًا
يَقُولُ دَخَلُوا كَفَّارًا وَخَرَجُوا كَفَّارًا

(تفسیر طبری جلد ششم ص ۱۹۲)

ترجمہ:

سعید بن قتادہ نے واذ جاء وكم قاتلوا امثالہ الخ آیت کے بارے
میں فرمایا۔ کہ یہودیوں کے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو آپ کو یہ خبر
دیتے کہ ہم مومن ہیں۔ سدی سے ہے۔ کہ آیت مذکورہ یہودی منافقین
کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ کافرانہ حالت میں آتے اور اسی حالت
میں پلٹ جاتے۔

امیر معاویہ اور ان کے رفقاء کے بارے میں

حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ

تفسیر قرطبی:

قَالَ الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ سَمِعْتُ عَلِيَّ

ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ و ہُمُ الْقِدْوَةُ عَنْ
قِتَالِ أَهْلِ النَّبِيِّ مِنْ أَهْلِ الْجَمَلِ وَقَسِيرِ
أَمْشِرِكُونَ هُمْ قَالَ لَا مِنْ الشِّرْكِ فَزُرُوا
فَقِيلَ أَمْنَافِقُونَ قَالَ لَا لِأَنَّ الْمُنَافِقِينَ
لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا قِيلَ لَهُ فَمَا
حَالُهُمْ قَالَ إِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا۔

(۱) - تفسیر قرطبی ج ۱۲ (مطبوعہ مصر)

(۲) - مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۵

(ص ۲۵۶) سورۃ حجرات آیت نمبر ۱۰

تجھم، مارٹا عمر کہتے ہیں کہ علی المرتضیٰ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا
گیا۔ جو جنگ جمل اور صفین میں آپ کے مقابل تھے۔ کیا وہ مشرک ہیں؟
فرمایا نہیں۔ وہ تو شرک سے دور بھاگ گئے۔ پوچھا کیا وہ منافق ہیں۔
فرمایا نہیں۔ کیونکہ منافق اللہ تعالیٰ کی یاد بہت کم کرتے ہیں۔ پوچھا کیا۔
پھر ان کا کیا حال ہے؟ فرمایا۔ ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے خلاف
مخالفت و بغاوت پر اتر آئے۔

قرب الاسناد:

جعفر عن ابیہ اَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ
يَقُولُ لَا هُلَ حَرْبِهِ اِنَّا لَمُخْتَفَاتُهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ
وَلَمُخْتَفَاتُهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَنَا وَالْخِتَارُ اَيْنَا اِنَّا
عَلَى حَقِّ وَرَأَوْا اَذْهَبُوا عَلَى حَقِّ۔ (قرب الاسناد ص ۲۵)

(مطبوعہ تھران طبع جدید)

نہجہما: حضرت علی المرتضیٰؑ کہا کرتے تھے۔ کہ جن لوگوں نے ہم سے لڑائی کی۔ اس بنا پر نہیں کہ وہ ہمیں کافر کہتے تھے یا ہم انہیں کافر کہتے تھے۔ بلکہ ہم نے سمجھا کہ ہم حق پر ہیں۔ اور انہوں نے سمجھا کہ وہ حق پر ہیں۔ (کفر و اسلام کی جنگِ دینی)۔

مقامِ غوا:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جن سے جنگ ہوئی۔ اور جن کے خلاف بغاوت کا جرح پایا جاتا ہے۔ وہ یعنی حضرت علی المرتضیٰؑ رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں نہ مشرک ہونے کا فتوے دیں۔ اور نہ انہیں منافق کہیں۔ ہاں کہتے ہیں تو دینی بھائی کہتے ہیں۔ اور دونوں کے اختلاف کا سبب اختلاف رائے فرماتے ہیں۔ تو محدث ہزاروی وغیرہ کو آخر کیوں پیٹ میں بل پڑتے ہیں۔ نہ اس کے باپ دادا سے امیر معاویہ کی لڑائی ہوئی۔ اور نہ اس سے کچھ چھینا۔ علی المرتضیٰؑ رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت عمار یا سر بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھے تاثرات رکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

عن زیاد بن الحارث قال كنت الى جنب عمارة بن ياسر يصليين وركبتي تمس ركبته فقال رجل كثر امل الشام فقال عمارة لا تمزقوا ذالك بيئتكم وبيئهم واحد وقبلكمنا وقبلكمهم واحد والكلهم قوم مفسوقون جادوا عاب الحق فحق علينا ان نقاتكمم حتى يزدجعوا اليك

ترجمہ: زیاد بن الحارث بیان کرتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں عمار بن
یاسر کے پہلو میں تھا۔ یہاں تک کہ میرا گھٹنا اُن کے گھٹنا سے چھو رہا تھا
اتنے میں ایک آدمی نے کہا۔ شامیوں نے کفر کیا ہے۔ یہ سُن کر عمار بولے
یوں مت کہو۔ کیونکہ اُن کا اور ہمارا نبی۔ اور قبیلہ ایک ہے
لیکن یہ لوگ آزمائش میں ڈال دیئے گئے ہیں۔ حق سے تجاوز کر گئے۔
لہذا ہم پر لازم ہے کہ ان سے لڑیں۔ حتیٰ کہ وہ حق کی طرف لوٹ
آئیں۔

لہذا جس شخصیت کو علی المرتضیٰ مومن کہیں۔ امام باقرؑ مسلمان سمجھیں۔ امام جعفرؑ نبی بھائی
بتلائیں۔ اور اہل سنت کی تمام معتبر کتب انہیں صحابی رسولؐ کا تب و حو، خلیفہ
المسلمین، جنتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء مستجاب کا بیج کہیں۔ انہیں محدث
ہزاروی (معاذ اللہ) کافر، منافق اور مرتد کہہ کر رہا ہے۔ اس سے اُن کا کیا بگڑے گا۔
خود اپنا دین و اسلام ہاتھ سے گنوا لیا۔ آخر میں جنگ صفین کے خاتمہ پر علی المرتضیٰ
کا ایک اعلان نقل کر کے ہم اس الزام کی تردید کو ختم کرتے ہیں۔

نیرنگ فصاحت ترجمہ نبی البلاغت

اکثر شہروں کے معز دین کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے۔ جس میں اجرائے
جنگ صفین کا بیان ہے۔ ہماری اس ملاقات (لڑائی) کی ابتداء جو اہل شام کے ساتھ
واقع ہوئی کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے۔ رسول
ایک ہے دعوت اسلام ایک ہے (جیسے وہ اسلام کی طرف لوگوں کو بتلاتے ہیں
ولیسے ہم بھی) ہم خدا پر ایمان لانے، اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی
فضیلت کے خواہاں نہیں نہ وہ ہم پر فضل و زیادتی کے طلب گار ہیں۔ ہماری

حالتیں بالکل یکساں ہیں۔ مگر وہ ابتدائی ہوئی۔ کہ خون عثمان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حالانکہ ہم اس سے بری تھے۔ (نیز نگِ فصاحت ترجمہ بیچ البلاغہ ص ۴۶)

قریبی مرسوم

امیر معاویہ کو رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کہنے والے

الوجہل ہیں

اس جملہ خبیثہ کی زد میں دوچار کیا تمام اکابرین امت آجاتے ہیں۔ صرف محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کے چند نامیاری پیر پچ جائیں۔ ”رضی اللہ عنہ“ کہنے والوں میں سے چند ایک حضرت کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

امیر معاویہ کو رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کہنے والے چند اکابرین امت کے باحوالہ نام

(۱) امام غزالی

شواہد الحق:

وَأَعْتَقَادُ أَهْلِ الشُّنَّةِ تَرْكِیَّةَ جَمِیعِ الصَّحَابَةِ
وَالْتَّنَاسُخُ عَلَيْهِمْ كَمَا أَتَى اللہُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى
وَرَسُولُهُ صَلَّى اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا حَبَرَ بَيْنَ
مَعَاوِیَةَ وَعَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا كَانَ مَبْنِیًّا عَلَى
الْأُجْتِمَاعِ لَا مَنَازَعَةَ مِنْ مَعَاوِیَةَ فِي الْمَامَةِ

الغزالی

دشواہد الحق تصنیف امام یوسف نبیانی ص ۴۴ تا ۴۵

ترجمہ: اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام کو عادل اور گناہ کبیرہ

سے دُور سمجھیں۔ اور ان کی تعریف ہی کیا کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شانہ کی۔ اور جو لوگ انیوں علی المرتضیٰ و امیر معاویہ کے مابین ہوئیں۔ ان کا دار و مدار اجتہاد پر تھا۔ امیر معاویہ کا کوئی امت میں جھگڑا نہ تھا۔

امام غزالی نے علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ دونوں کو اکٹھا و رضی اللہ عنہما، ذکر کر کے اپنا مسلک واضح کر دیا۔ وہ رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں۔ اور ان کا تزکیہ بھی مانتے ہیں۔ اور ان کے اختلافات کو اجتہادی اختلافات قرار دیتے ہیں۔ اور جو شخص امیر معاویہ کو (جو جملہ صحابہ کرام میں سے ہی ہیں) قابل تعریف و ثنا نہیں سمجھتا اور ان کے تزکیہ کا قائل نہیں ہے۔ امام غزالی کے نزدیک وہ اہل سنت میں سے نہیں۔

(۲) سرکار غوث اعظم

شواہد الحق؛

وَتَحْقِيقُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
الْحَسَنِ رَأَى ابْنِي هَذَا سَيِّدًا يَصْلَحُ اللَّهُ تَعَالَى
بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (تَوْجِيهًا
إِمَامَتُهُ بِعَقْدِ الْحَسَنِ لَهُ فَسَوَّى عَامَّةَ عَامِ الْجَمَاعَةِ
لَا رِيفَاحَ الْخِلَافَةِ بَيْنَ الْجَمِيعِ وَارْتِبَاعَ الْكُلِّ
لِمَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - (شواہد الحق ص ۴۰)
ترجمہ: غوث الجبیلانی)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن کے بارے میں فرمایا -
وہ بے شک میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ

دو مسلمان جماعتوں میں صلح کرادے گا لہذا جب امام حسنؑ نے خلافت سے دستبرداری فرمائی تو اس کے بعد امیر معاویہؓ کی امامت لازم ہوگئی اس سال کو وہ عام الجماعتہؓ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ تمام حضرات کے مابین واقع اختلاف اٹھ گیا اور سب نے امیر معاویہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع کر لی۔

(۳) — ابن ابیہام

شواہد الحق:

وَمَا جَرَى بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنَ الْعُرُوبِ بِسَبَبِ طَلَبِ
سَلِيمٍ قَتَلَ عَثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
كَانَ مَبْنِيًّا عَلَى الْإِجْتِهَادِ لَا مَنَازَعَةَ
مِنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
فِي الْإِمَامَةِ۔

(شواہد الحق صفحہ نمبر ۴۷۶۔ اکمال بن ابیہام)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضیٰؑ اور امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہما کے مابین جو لڑائیاں ہوئیں۔ اس کا سبب قاتلانِ عثمانؓ کا سپرد کرنا تھا۔ اور یہ اختلاف اور جنگ اجتہاد پر مبنی تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے امامت کے مسئلہ میں کوئی جھگڑا نہ تھا۔

امام نووی: شواہد الحق:

وَأَمَّا مَعَاوِيَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَهُوَ مِنَ الْعَدُولِ
الْقَضَاءِ وَالصَّحَابَةِ النَّجَبَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

(شواہد الحق ص ۳۷۳ قولہ الامام النووی)

ترجمہ:

بہر حال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل صحابہ کرام اور فاضل و اعلیٰ آدمی
تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

امام شعرانی: شواہد الحق:

وَقَالَ الْإِمَامُ الشَّعْرَانِيُّ أَيْضًا فِي كِتَابِ الْإِثْبَاتِ
وَالْجَوَاهِرِ الْمُبْتَدَأُ الرَّابِعُ وَالْأَرْبَعُونَ فِي
بَيَانِ وَجُوبِ الْكَفِّ عَمَّا شَجَرَبَيْنِ الصَّعَابَةِ
وَوَجُوبِ إِيْتِقَادِ أَكْثَرِ مَا جَوُّوْنَ وَذَلِكَ
لَأَنَّهُمْ كَلِمَةُ عَدُوٍّ يَأْتِفَاقِ أَهْلِ الشُّكِّ سَوَاءٌ
مَنْ لَا بَسَّ الْفِتْنِ أَوْ مَنْ لَمْ يَلِدْ يَسْلَمًا۔

(شواہد الحق ص ۴۷۸ الامام القطب الشعرانی)

ترجمہ: قطب ربانی امام شعرانی نے ایواقیث و الجواہر بحث چوالیس
میں فرمایا۔ کہ حضرات صحابہ کرام کے مابین اختلافات کے بارے میں
خاموش رہنا نہایت ضروری ہے۔ اس بحث میں فرماتے ہیں۔
کہ یہ عقیدہ رکھنا لازم ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک اللہ کے ہاں ثواب
کا حق دار ہے۔ کیونکہ وہ تمام عادل ہیں۔ اور اس پر تمام اہل سنت کا
اتفاق ہے۔ چاہے ان میں سے صحابی ہوں۔ جو باہم لڑائی میں پڑے

یا اس سے بچے رہے۔ (سب عادل ہیں۔)

خلاصہ کلام:-

امام غزالی، غوثِ اعظم، ابنِ الہمام، امام نووی اور امام شرفانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ وہ اکابر امت ہیں۔ کہ جنہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو (رضی اللہ عنہ) کہا ہے۔ بطور اختصار ان حضرات کا ذکر کیا گیا۔ وگرنہ ہر قابل ذکر مسلمان ہی عقیدہ رکھتا ہے۔ محدث ہزاروی کے فتوے کے مطابق یہ سب (معاذ اللہ) ابو جہل ہیں۔ ان تمام نے اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہی بیان کیا ہے۔ کہ امیر معاویہ عادل، بھابی اور مؤمن خالص ہیں۔ اسی بنا پر ان حضرات نے ان کے نام کے ساتھ (رضی اللہ عنہ) کا جملہ دعائیہ لکھا اور کہا ہے۔ کہ معلوم ہوا۔ کہ محدث ہزاروی خود اہل سنت میں سے نہیں۔ کیونکہ اس نے اجماعی عقیدہ اہل سنت کی مخالفت کی ہے۔ پھر اس کے باوجود اسے ہزاروں مریدوں کا پیر کامل ہونے کا دعویٰ عجیب طرفہ مذاق ہے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ سر کا غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی وساطت کے بغیر کسی کو ولایت نہیں مل سکتی۔ اور خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ میری ترقی درجات بھی غوثِ اعظم کے وسیلہ جلیلہ سے ہوئی۔ اب محدث ہزاروی کے فتوے کے مطابق سر کا غوثِ پاک (معاذ اللہ) ابو جہل ہوئے۔ اگر ان سے محدث کو کچھ رومانیت ملی۔ تو اپنے بقول رومانیت نہیں بلکہ ابو جہل کی وراثت ملی۔ اور اگر ان سے نہیں ملی۔ تو پھر ولی اللہ نہیں ولی الشیطان ہوا۔ اور مریدوں کو شیطان بنانے کا ٹھیکیدار ہوا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزاد مخبر (۱۰)

معاویہ ابوسفیان کا بیٹا دین اسلام سے پہلا

باغی ہے

شرح مقاصد جلد دوم
ص ۳۰۶ طبع لاہور

جواب :-

شرح المقاصد علامہ تفتازانی کی تصنیف ہے۔ جو علم الکلام یعنی عقائد پر لکھی گئی ہے۔ جہاں اس میں عقائد سے متعلق مختلف ابحاث ہیں۔ ان میں ایک بحث مذکورہ موضوع کے متعلق بھی ہے۔ اجمالی طور پر یوں کہا جاسکتا ہے۔ کہ علامہ موصوف نے باغی جو کہ کسی دلیل و رائے سے اختلاف کر کے امام برحق سے بغاوت کرتا ہے اور وہ باغی جو بغیر معقول دلیل کے امام برحق کی مخالفت کرتا ہے۔ دونوں کا فرق بیان فرمایا۔ اس سلسلہ میں پہلے باغی کی مثال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پیش کی اور دوسرے قسم کے باغی قاتلان عثمان جتلائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بحث کرتے ہوئے اگرچہ علامہ موصوف نے یہ الفاظ لکھے۔ **إِنَّ أَقْوَلَ مَنْ بَغَى فِي الْإِسْلَامِ مُعَاوِيَةَ** (اسلام میں سب سے پہلے بغاوت کرنے والا معاویہ ہے)۔ لیکن اس کا مفہوم اور مراد وہ نہیں۔ جو محدث ہزاروی نے لی ہے اور جس کی بنا پر اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کفر و نفاق و ارتداد کے فتوے لگا دیئے۔ اگر علامہ تفتازانی کی اس بحث کا خلاصہ بیان کر دیا جاتا۔ تو ان کی مراد خود بخود واضح ہو جاتی۔ لیکن ان کی عبارت میں سے اپنے مطلب کی ایک سطر محدث ہزاروی

نے لے کر پھر اسے اپنا مطلب پہنا کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر الزام تراشی کی ہے۔
اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ شرح مقاصد کی مذکورہ عبارت وہاں تک ذکر کریں۔ جہاں
تک وہ اپنا مطلب واضح کر سکے۔ اگرچہ عبارت طویل ہے لیکن ہم بقدر ضرورت
ذکر کریں گے۔ تاکہ مجمع مراد معلوم ہونے میں آسانی ہو جائے۔

شرح مقاصد:

وَالْمُخَالِفُونَ بَغَاةٌ لِيُخْرَوجَهُمْ عَلَى الْإِمَامِ
الْحَقِّ بِشُبُهَةٍ هِيَ تَرْكُهُ الْقِيَصَاصَ مِنْ قَتْلِهِ
عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِعَقَابٍ تَقْتُلُكَ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ وَقَدْ قُتِلَ
يَوْمَ صَفِّينَ عَلَى يَدِ أَهْلِ الشَّامِ وَلِقَوْلِ عِلِّيٍّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِخْوَانُنَا يَغْتَوِا عَلَيْنَا وَكَيْسُوا كَفَلًا
وَلَا فَسْقَةَ وَلَا ظُلْمَةً لِمَا لَهُمْ مِنَ الثَّأْوِ نِيلٍ
وَإِنْ كَانَ بَاطِلًا فَغَايَةُ الْأَمْرِ أَنَّهُمْ أَخْطَاءُ وَ
فِي الْإِجْتِهَادِ وَذَلِكَ لَا يُؤْجِبُ التَّفْسِيْقَ فَضْلًا
عَنِ التَّكْفِيرِ وَلِهَذَا مَنَعَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَصْحَابَهُ مِنْ لَعْنِ أَهْلِ الشَّامِ وَقَالَ إِخْوَانُنَا
يَغْتَوِا عَلَيْنَا كَيْفَ وَقَدْ صَحَّ نَدَمُ طَلْعِهِ
وَالزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالْضَّرَافِ
الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْحَرَبِ وَاشْتَهَرَ
نَدَمُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَالْمُعْتَقُونَ
مِنْ أَصْحَابِنَا عَلَى أَنْ حَرَبَ الْجَمَلِ كَانَتْ قُلْتَةً

مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ مِنَ الْفَرِيقَيْنِ بَلْ كَانَتْ تَبِيحًا
 مِنْ قَتْلِهِ عَثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَيْثُ صَارُوا
 فَرِيقَيْنِ وَ اخْتَلَطُوا بِالْمُسْكِرِينَ وَ أَقَامُوا
 الْحَرْبَ خَوْفًا مِنَ الْقِصَاصِ وَ قَصْدَ عَالِيَةِ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَمْ يَكُنْ إِلَّا إِصْلَاحُ الظَّالِمِينَ
 وَ تَسْكِينُ الْفِتْنَةِ فَوَقَّعَتْ فِي الْحَرْبِ وَمَا
 ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّيْعَةُ مِنْ أَنْ مَعَارِ فِي

كَفَرَةٍ وَ مُحَالِفُوهُ فَسَقَةٌ تَمَسُّكَ بِمَقُولِهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرْبُكَ يَا عَلِيُّ حَرْبِي
 وَ يَا نَاطِقَ الطَّاعَةِ وَ اجْتِهَادٌ وَ تَرْكُ الْوَاجِبِ فَسُقُ
 فَمِنْ اجْتِهَادٍ لِيُحْمَرَّ وَ جِهًا لَا تَبِيحُ حَيْثُ لَمْ
 يُفَرِّقُوا بَيْنَ مَا يَكُونُ بَتًّا وَ يَلٍ وَ اجْتِهَاد
 وَ بَيْنَ مَا لَا يَكُونُ نَعَمْ نَوَقَلْنَا بِكُفْرِ الْغَوَاحِ
 بِنَاءً عَلَى تَكْفِيرِهِمْ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ
 يَبْعَثْ لِكُنْهُ بَعَثَ اخْرُفَاكِ قِيلَ لَا كَلَامَ
 فِي أَنْ عَلِيًّا أَعْلَمَ وَ أَفْضَلُ وَ فِي بَابِ اجْتِهَادِ الْمَلِ
 الْحِكْمَ مِنْ آتَيْنِ لَكُمْ أَنْ اجْتِهَادُهُ فِي هَذِهِ الْمَسْئَلَةِ
 وَ حُكْمُهُ يَعْذَرُ الْقِصَاصِ عَلَى الْبَاغِي أَوْ بِاشْتِرَاطِ
 زَوَالِ الْمَنْعَةِ صَوَابٌ وَ اجْتِهَادُ الْقَائِلِينَ بِأَكُو
 حُبُّو بِخَطَا ئِلْيَصِيحَّ لَهُ مُقَاتَلَةُ تَلْهَمُ وَ هَلْ
 هَذَا الْأَكْمَارُ إِذَا اخْرَجَ طَائِفَةٌ عَلَى الْإِمَامِ

وَطَبَقُوا مِنْهُ الْإِقْتِصَاصَ وَمَنْ قَتَلَ مُسْلِمًا
بِالسُّكُلِ قُلْنَا لَيْسَ قَطْعُنَا بِخَطَايَاهُمْ فِي
الْجُبْتِ مَا دَعَايِدًا إِلَى حُكْمِ الْمَسْئَلَةِ كَفْسِهِ بَلْ
إِلَى إغْتِقَادِهِمْ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَعْرِفُ
الشَّكْلَةَ بِأَعْيَانِهِمْ وَيَقْدِرُ عَلَى الْقِصَاصِ مِنْهُمْ
كَيْفَ وَقَدْ كَانَتْ عَشْرَةُ الْأَوَّلِينَ مِنَ الرِّجَالِ يَلْبِسُونَ السِّلَاحَ
وَيَتَادُونَ أَتْنَا كُنَّا قَتَلَهُ عَثْمَانُ وَبِهَذَا
يُظْهِرُ فَسَادَ مَا دَعَا إِلَيْهِ سَائِبُ غُصٍّ مِنْ أَنَّ كَلَّتِ
الطَّائِفَتَيْنِ عَلَى الصَّوَابِ بِنَاءً عَلَى تَصْوِيبِ كُلِّ
مُجْتَهِدٍ وَذَلِكَ لِأَنَّ الْخِلَافَ لَمَّا هُوَ فِي مَا إِذَا
كَانَ كُلُّ مِثْلٍ مِثْلًا مُجْتَهِدًا فِي الدِّينِ عَلَى السَّرَاطِ
الْمَذْكُورَةِ وَالْجُبْتِ مَا دَعَا فِي كُلِّ مَنْ يَتَخَيَّلُ
شُبُهَةً وَاهِيَةً وَيَتَأَوَّلُ تَأْوِيلًا فَاسِدًا أَوَّلًا
ذَهَبَ الْأَكْثَرُونَ إِلَى أَنَّ أَوَّلَ مَنْ بَغَى فِي الْإِسْلَامِ
مُعَاوِيَةَ لِأَنَّ قَتْلَهُ عَثْمَانَ لَمْ يَكُنْ نَوْبًا لِبُعَاةٍ
بَلْ ظَلَمَةٍ وَغَتَاةٍ لِعَدَمِ الْإِعْتِدَادِ بِشُبُهَتِهِمْ
وَلَوْ كُنْهُمْ بَعْدَ كَشْفِ الشُّبُهَةِ أَصْرًا وَاصْرًا
وَأَسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا - ر شرح مقاصد

جلد دوم ص ۳۰۵ تا ۳۰۶

ترجمہ: (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حق پر تھے) اور آپ کی جن
لوگوں نے مخالفت کی وہ باغی تھے۔ کیونکہ انہوں نے امام برحق

پر خروج کیا اور یہ خروج ایک شبہ پر مبنی تھا۔ اور شبہ یہ تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ نے عثمان غنی کے قاتلوں سے قصاص لینا چھوڑ دیا ہے۔ ان مخالفان علی المرتضیٰ کو باطنی اس لیے بھی کہا جاتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر کو ایک مرتبہ فرمایا تھا تجھے باطنی گروہ قتل کرے گا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمار بن یاسر جنگ صفین میں شامیوں کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ اور علاوہ انہیں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے مخالفین کے بارے میں فرمایا ہے۔ کہ ہمارے بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔ لیکن مخالفان علی المرتضیٰ کو اس کے باوجود نہ تو کفر و فاسق کہنا چاہیے۔ اور نہ ہی ظالم۔ کیونکہ ان کی بغاوت تاویل پر مبنی تھی۔ اگرچہ ان کی تاویل خلاف حق تھی۔ زیادہ سے زیادہ ان کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ ان سے اجتہادی خطا ہوئی۔ اور اجتہادی خطا سے فسق لازم نہیں آتا۔ چہ جائیکہ اس کے کفر کے زوم کا قول کیا جائے یہی وجہ ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل شام پر لعنت بھیجنے سے منع فرمادیا۔ اور فرمایا۔ وہ ہمارے ہی بھائی ہیں۔ ہمارے خلاف بغاوت پر اتر آئے ہیں۔ اس لیے ان پر کفر کا فتوے کیونکر درست ہو سکتا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت طلحہ اور زبیر نے ندامت کا اظہار کیا اور زبیر میدان جنگ سے چلے گئے۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام ہونا بھی مشہور ہے۔ ہمارے محققین کا یہ فیصلہ بھی ہے۔ کہ جنگ جمل فریقین کے درمیان بلا ارادہ ہو گئی۔ بلکہ یہ لڑائی عثمان غنی کے قاتلوں نے شروع کی۔ وہ اس طرح کہ ان میں سے کچھ حضرت عائشہ

اور کچھ دوسرے علی المرتضیٰ کے ساتھی بن گئے۔ جب انہوں نے ایک دوسرے پر تیر اندازی شروع کر دی۔ تو لڑائی چھڑ گئی۔ انہوں نے یہ حربہ اس لیے استعمال کیا۔ کہ انہیں خطرہ تھا۔ اگر لڑائی نہ ہوئی۔ تو ہم سے قصاص ضرور لیا جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہی ارادہ تھا۔ کہ دونوں گروہوں میں صلح و صفائی ہو جائے۔ اور حالات پر سکون ہو جائیں۔ لیکن تقدیر سے وہ اس فتنہ میں پڑ گئیں۔ اہل تشیع کا نظریہ یہ ہے۔ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لڑائی کرنے والا کافر اور ان کی مخالفت کرنے والا فاسق ہے۔ دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ”اے علی! تیرے ساتھ لڑائی دراصل میرے ساتھ لڑائی ہے“ دوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ طاعت امیر واجب ہے اور واجب کو چھوڑنا فسق ہے۔ تو یہ نظریہ بمعہ دلائل ان کی جہالت اور دین پر جہالت کرنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ انہوں نے کسی کی مخالفت دلیل کے ساتھ یا بغیر دلیل کے ساتھ تاویل و اجتہاد کے ساتھ اور بغیر ان دونوں کے دونوں مخالفتوں کو برا نہ سمجھا۔ ہاں اگر ہم خارجیوں کے کفر کا قول کرتے ہیں۔ اور وہ بھی اس بنا پر کہ وہ علی المرتضیٰ کو کافر کہتے ہیں۔ تو یہ کوئی بعید بات نہیں ہوگی۔ لیکن یہ اور بحث ہے۔ اگر کہا جائے۔ کہ علی المرتضیٰ اپنے مخالفین سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ اور اجتہاد میں ان سے زیادہ کامل تھے۔ تو اس کے بارے میں ہم کہتے ہیں۔ کہ تمہیں یہ کہاں سے پتہ چل گیا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد زیر بحث مسئلہ میں یہ ہے کہ قاتلان عثمان سے جو باغی ہیں قصاص نہیں لینا چاہیے۔ اور

اس کے پیسے یا شرط مقرر کرنا کہ باغیوں کے زور ٹوٹ جانے پر قصاص لیا جانا چاہیئے۔ یہ اجتہاد درست تھا۔ اور آپ کے مقابلہ میں وجوب قصاص کے قائل اپنے اجتہاد میں غلطی پر تھے۔ تاکہ یہ کہا جاسکے کہ ان مخالفین کے ساتھ جنگ جائز تھی۔ اور اس کی کیا یہ مثال نہیں بنتی کہ ایک جماعت نے امام سے اس لیے خروج کیا۔ کہ وہ ایک مسلمان کو بھاری ہتھیار سے قتل کرنے والے کے قصاص کا مطالبہ کرتے تھے۔ (۱) اور امام اُسے پورا کرنے کے لیے آمادہ نہ تھا، ہم کہتے ہیں کہ اگر ان کی اجتہادی غلطی ہے تو یہ کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قاتلانِ عثمان کو مانتے ہیں۔ اور اُن سے قصاص لینے کی قدرت رکھتے ہیں۔ لیکن یہ ان کا اعتقاد صحیح نہ تھا۔ کیونکہ کس ہزار آدمی مسلح ہو کر یہ آوازیں دے رہے تھے۔ کہ ہم سب قاتلانِ عثمان ہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا۔ کہ عمر بن عبید اور واصل بن عطاء وغیرہ جو یہ کہتے ہیں کہ دونوں گروہوں کا یعنی قاتلانِ عثمان اور اہل اسلام) میں سے ایک حق پر تھا۔ لیکن ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔ یہ فاسد ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی فاسد ہے۔ کہ جو لوگ دونوں گروہوں کو حق پر سمجھتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ نظریہ ہے۔ کہ ہر مجتہد صواب پر ہوتا ہے۔ یہ وہاں نظریہ مل سکتا ہے جہاں دونوں میں سے ہر ایک مجتہد ان شرائط پر پورا اترتا ہو۔ جو اس کے لیے مقرر ہیں۔ یہ نہیں کہ ایک نے شیعہ تاویل فاسد کو سامنے رکھا ہو۔ جو محض اس کے خیال کی پیداوار ہو۔ اس لیے اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلے بغاوت کرنے والا امیر معاویہ ہے

کیونکہ عثمان غنی کے قاتل باغی نہیں بلکہ سرکش اور ظالم تھے۔ اس لیے کہ ان باغیوں کا شبہ غیر معتبر تھا۔ اور شبہ دور کیے جانے کے باوجود وہ اس پر ڈٹے رہے۔ اور اسی پر اسرار و بکمر کیا۔

حوالہ مذکورہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

۱۔ علی المرتضیٰ حق پر تھے۔ اور آپ کے مخالفین تیغ و جہالت کی بنا پر باغی تھے اول یہ کہ امام برحق کے خلاف خروج کیا دوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر کے قاتلوں کو باغی کہا۔ اور قاتل علی المرتضیٰ کے مخالف شامی لوگ تھے سوم یہ کہ خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنے باغی بھائی فرمایا۔

۲۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ (جو علی المرتضیٰ کے مخالف ہیں) وہ کافر، فاسق اور ظالم نہیں ہیں۔

۳۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان باغیوں کو اپنا بھائی کہہ کر ان پر لعنت کی اجازت نہ دی۔

۴۔ حضرت امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ کے مابین جنگ قاتلانِ عثمان کی سلاش سے ہوئی۔ انہیں صلح کی صورت میں اپنی جان بطور قصاص چلے جانے کا خطرہ تھا۔

۵۔ حضرت امیر معاویہ کو کفر یا فاسق کہنے والے شیعہ ہیں۔ اور ان کا یہ کہنا اس غلط فہمی پر مبنی ہے۔ کہ انہوں نے مخالفت بالائتادیل اور مخالفت بغیر تاویل میں فرق نہ کیا۔

۶۔ حضرت عثمان غنی کے قاتلوں سے فوری قصاص کو علی المرتضیٰ جائز نہ

سمجھتے تھے۔ اور آپ کے مخالفین اس کی فوری ضرورت پر زور دے رہے تھے دونوں ہی
 صحابہ رضی اللہ عنہما سمجھتے تھے۔ کہ علی المرتضیٰ کو قاتلانِ عثمان کا علم بھی ہے۔ اور ان سے قصاص لینے
 کی قدرت بھی ہے۔ حالانکہ وہ اس میں غلطی پر تھے۔

۴۔ حضرت عثمان غنی کے قاتل ایک کمزور تاویل سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ جس
 کی کمزوری ان کو بتا بھی دی گئی۔ لیکن انہوں نے اس کے باوجود بغاوت ترک نہ کی
 اس لیے انہیں تاویل کے بغیر بغاوت کرنے کی وجہ سے ظالم اور فاسق کہا جائے گا
 اس کے مقابلہ میں امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس دلیل قوی تھی۔ اس بنا پر
 ان کو باغی تو کہا جاسکتا ہے۔ لیکن فاسق و کافر نہیں کہا جائے گا۔

گویا قاتلانِ عثمان باغی نہیں بلکہ فاسق ہیں۔ اور امیر معاویہ فاسق نہیں باغی ہیں۔ اس
 فرق کے پیش نظر اسلام کے سب سے پہلے باغی امیر معاویہ کو کہا گیا ہے۔ جن کی
 بغاوت تاویل پر مبنی تھی۔ اور تاویل کے ہوتے ہوئے وہ فاسق و فاجر نہیں۔
 بلکہ ماجور ہوں گے۔ اور یہی امام شعرانی، امام غزالی اور ابن الہمام وغیرہ کا نظریہ ہے۔

ملحوظ فکریا

”محدث ہزاروی“ نے علامہ تفتازانی کی ایک ادھ سطر سے اپنا مقصد
 پورا کرنے کی کوشش کی۔ اور ان کے حوالہ سے امیر معاویہ کو سب سے پہلا باغی
 قرار دے کر ان پر کفر و نفاق کا فتوے جڑ دیا۔ حالانکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو وہ
 فاسق و عنبرہ بالتاویل کہہ کر ان کے فسق و فجور کی مراحۃ نفی کر رہے ہیں۔ اور یہ فرما
 رہے ہیں۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق و عنبرہ کہنے والے شیعہ ہیں۔ اب وہی
 کام اور وہی نظریہ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کا ہے۔ اس سے ہر قاری یہ سمجھ جائے
 گا کہ یہ لوگ نام نہاد سنی اور مصنوعی پیرو مریداندر سے رافضی ہیں۔ اور ان کے

نظریہ کے مبلغ ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر (۱۱)

حدیث نبوی کے مطابق امیر معاویہ باغی ہیں۔

معاویہ باغی بنے اس عمار بدری کو صفین میں قتل کیا جس کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ تجھے دوزخی باغی گروہ قتل کرے گا۔
فَقَتَلْنَا فِئْسَةً بَاغِيَةً تَوْبُخِي هِيَ۔ وہ دوزخی ہوں گے (بخاری)
رسول اللہ کی شہادت سے معاویہ نہ دوزخی اور باغی ہے۔

نوٹ:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے دوزخی ثابت کیا گیا ہے۔ اور اس کی اصلیت عمار بن یاسر کی شہادت کا واقعہ بخاری شریف سے لیا گیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر سے فرمایا تھا۔
کہ اے عمار تم اپنے مخالفین کو جنت کی طرف بلاؤ گے۔ اور وہ باغی گروہ نہیں دوزخ کی طرف بلائے گا۔ اور تم ان کے ہاتھوں قتل ہو گے۔ اس واقعہ کے الفاظ سے محدث ہزاروی نے عمار بن یاسر کے قتل کرنے والے گروہ کے تمام افراد کو دوزخی قرار دیا ہے۔ تحفہ جعفریہ جلد سوم میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کئے گئے

اس الزام کا جواب ہم تفصیل کے ساتھ پیش کر چکے ہیں۔ وہاں ہم نے اس کی تردید کتب شیعہ سے کی تھی۔ کیونکہ الزام بھی انہی کی طرف سے تھا لیکن اب الزام ایک شنی نما نام نہاد پیر کی طرف سے ہے۔ لہذا اب اس کا جواب دینا بھی ضروری ہے عام کرباب امام بخاری کے حوالہ سے یہ الزام لگایا گیا ہے۔ تو قارئین کرام کی تسلی و تشفی کے لیے ہم انشاء اللہ اس روایت اور اس کے متعلقات کی ضروری بحث کرتے ہیں۔

جواب اول

یہ حدیث ضعیف ہے

جس حدیث سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (اور ان کے ساتھیوں) کو دوزخی ثنابت کیا گیا ہے۔ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ پہلے ہم بخاری شریف سے یہ حدیث مع سند ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اس کے راویوں پر بحث ہوگی۔

بخاری شریف:

حد ثنا مسدد قال حد ثنا عبد العزيز بن هبة
قال حد ثنا خالد الحذاء عن عكرمة.....
فَيَنْفُضُ الشَّرَابَ عَنْهُ وَيَقُولُ وَيَيْحَ عَمَّارِ تَقْتُلُهُ
الْفَيْئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوهُ إِلَى النَّارِ۔ بخاری شریف
جلد اول کتاب الصلوٰۃ۔ باب التعاون فی بناء المسجد

ترجمہ ہم دہکتے ہیں ہمیں عبد العزیز بن مختار نے بتلایا۔ عبد العزیز کہتے ہیں۔
خالد حذاء نے عکرمہ سے روایت کرتے ہوئے بتلایا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم مسجد نبوی کی تعمیر کے دوران حضرت عمار کو زیادہ اینٹیں

اٹھاتے دیکھ کر فرمانے لگے جب کہ آپ اپنے کپڑے بھاڑ رہے تھے
عمار کا بھلا ہوا سے باغی گروہ قتل کرے گا وہ انہیں جنت کی طرف بلائے
گا۔ اور وہ اسے دوزخ کی طرف بلائیں گے۔

تطہیر الجنان:

وَجَوَابُهُ أَنْ ذَاكَ إِكْمَالٌ لِمَا يَتَمَرَّقُ نَوَاحِ الْحَدِيثِ
وَلَمْ يَكُنْ تَأْوِيلُهُ، أَمَّا إِذَا الْمَرِيضُ فَلَا يَسْتَدِلُّ
بِهِ وَالْمُرْكَذُ الْكَفَّانُ فِي سَنَدِهِ ضَعْفًا
يَسْقُطُ الْإِسْتِدْلَالُ بِهِ وَكَوْثُ ثَبَقِ ابْنِ حَبَّانٍ
لَا يُقَاوِمُ تَضْعِيفَ مَنْ عَدَّاهُ لَا سَيِّمًا وَهُوَ
أَعْيَى ابْنِ حَبَّانٍ مَعْرُوفٌ عِنْدَ هَرَبِ التَّسَاهُلِ
فِي التَّوْثِيقِ

(تطہیر الجنان ص ۳۵ پانچویں جواب کا اعتراض)
ترجمہ: اس کا جواب یہ ہے کہ الزام مذکور مکمل اس وقت ہوگا جب حدیث
صحیح ہو۔ اور اس کی تاویل ناممکن ہو۔ لیکن اگر یہ صحیح نہ ہو تو پھر اس سے
استدلال درست نہ ہوگا۔ اور معاذ کچھ ایسا ہی ہے۔ کیونکہ اس کی سند
میں ضعف ہے۔ جس کی وجہ سے اس سے استدلال ساقط ہو گیا۔
رہا ابن حبان کا اس کی توثیق کرنا تو وہ اس کی تضعیف کرنے والوں
کا ہم پد نہیں ہو سکتا۔ خاص کر اس اعتبار سے بھی کہ ابن حبان توثیق میں
بہت سست شمار ہوتا ہے۔

توضیح:

علامہ ابن حجر نے حدیث زیر بحث کو ضعیف کہا۔ اور اس کی وجہ سند میں

صفت قرار دیا۔ اور ابن جہان نے جو اس کے بارے میں پختہ ہونے کا قول کیا تھا۔ اسے کمزور قرار دیا۔ تو ابن حجر کے صرف اس قدر کہہ دینے سے حدیث میں ضعف پیدا ہو گا۔ کیونکہ اصول حدیث میں سے ایک اصل یہ بھی ہے۔ کہ جرح وہی مفید ہوگی۔ جو غیر مبہم ہو۔ ابن حجر کی یہ جرح مبہم ہونے کے اعتبار سے ناقابلِ توہم ہے۔ تو ہم اس بارے میں اس جرح کی وضاحت کر کے ایہام کو ختم کیے دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ حدیث زیر بحث کے رواقہ میں سے مسند، عبد العزیز اور خالد وغیرہ مجروح ہیں۔ ان پر جرح ملاحظہ ہو۔

میزان الاعتدال

علامہ ذہبی نے مسند کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔
 قَالَ الْقَطَّانِي فِيهِ تَسَاهُلٌ - قطانی نے کہا۔ کہ مسند میں روایت حدیث میں تساہل یعنی سستی پائی جاتی ہے۔ (اور تساہل کی صفت محدثین کے نزدیک حدیث کو نامعتبر کر دیتی ہے۔) (میزان الاعتدال جلد سوم ص ۱۶۲)

میزان الاعتدال

سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ زُهَيْرٍ يَقُولُ إِنَّهُ لَيْسَ بِشَيْءٍ -

میزان الاعتدال جلد دوم ص ۱۳۹

ترجمہ: میں نے احمد بن زہیر سے سنا کہ وہ عبد العزیز بن مختار کے بارے میں کہتے تھے۔ کہ وہ کوئی چیز نہیں۔

تہذیب التہذیب

قَالَ ابْنُ أَبِي خَيْشَمَةَ عَنْ ابْنِ مَعِينٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ -

(تہذیب التہذیب جلد ۶ ص ۳۵۶)

ترجمہ: ابن مبین سے ابن خثیمہ بیان کرتا ہے کہ عبد العزیز بن مختار کو فی چیز نہیں۔

تہذیب التہذیب:

قال عبد الله ابن احمد بن حنبل في كتاب العلل
عن أبيه لم يسمع خالد الحذاء عن أبي عثمان
نهدي شيئا وقال أحمد أيضا

لم يسمع من أبي العالقة وذكر ابن خزيمة ما
يوافق ذلك ويشهد له وقال ابن أبي حاتم في المراسيل
عن أبيه عن أحمد ما أراه سمع من الكوفيين
من رجل أقدم من أبي الضحى وقد حدث
عن الشعبي وما أراه سمع منه..... قال
يحيى وقلت لحماذ بن زيد فخالد الحذاء
قال قدم علينا قدمه من الشام فكانا نأكلنا
حنظلة..... وحكى العقيلي من طريق أحمد
بن حنبل قيل لأبي علي في حديث كان خالد
يزر ويه فكر يلفت إليه ابن عليه وضعت امر
خالد..... قلت والظاهر أن كلام هؤلاء
فيه من أجل ما أشار إليه حماد بن زيد من
تغير حنظله بالخير أو من أجل دخول في
عمل السلطان - والله أعلم رتہذیب التہذیب

جلد سوم ص ۱۲۲ حنفی مالک

ترجمہ: عبد الرحمن امام احمد بن حنبل کتاب العلل میں اپنے والد کی طرف سے

ناقل کہ خالد خذافہ نے ان کے باپ عثمان ہندی سے کوئی روایت نہیں
 سنی۔ امام احمد بن حنبل نے یہ بھی فرمایا۔ کہ خالد خذافہ نے ابو العالیہ سے
 بھی سماع حدیث نہیں کیا۔ ابن خزیمہ نے بھی اسی کے موافق لکھا۔ ابن
 ابی عاتم نے مراسیل میں امام احمد سے نقل کیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے
 نہیں دیکھا کہ جو روایات خالد خذافہ نے کوئیوں سے بیان کی ہیں۔ وہ
 اُن سے سنی ہوں شعبی سے بھی عدم سماع منقول ہے۔ یحییٰ نے کہا کہ
 میں نے حماد بن زید سے خالد خذافہ کے بارے میں پوچھا کہنے لگے۔ وہ
 شام کی طرف سے ہمارے پاس آیا تھا۔ تو ہمیں اس کے حفظ پر انکار ہوا
 عقیلی نے احمد بن حنبل کے ذریعہ سے یہ بیان کیا ہے۔ کہ ابن علیہ سے
 کہا گیا کہ جب ان کے سامنے خالد خذافہ حدیث بیان کرتا تو وہ اس کی
 طرف کوئی توجہ نہ کرتے۔ اور اس کو ضعیف کہتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ
 ان حضرات کا کلام بظاہر اس وجہ سے ہے۔ کہ حماد بن زید نے خالد خذافہ
 کے حفظ میں تیدہ ملی کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ اس نے سلطان
 کے عمل میں شرکت کر لی تھی۔

میزان الاعتدال :

أَمَّا أَبُو حَازِمٍ فَقَالَ لَا يَحْتَجُّ بِهِ قَالَ أَحْمَدُ
 قِيلَ لِأَبْنِ عُكَيْتٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ كَانَ خَالِدٌ
 يُرِي وَيُهِ فَلَمْ نَكُنْ نَلْتَفِتْ إِلَيْهِ ضَعُفَتْ ابْنُ
 عُكَيْتٍ أَمْرَ خَالِدٍ - رَمِيزَانِ الْاِعْتِدَالِ جُلْدُ اَوَّلِ

(ص ۳۰۱ تا ۳۰۲)

ترجمہ : ابو حاتم نے کہا۔ کہ خالد خذافہ قابل احتجاج نہیں ہے۔ احمد بن حنبل

کہتے ہیں کہ ابن علیہ کو اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو کہا کہ خالد اس کی روایت کرتا رہا۔ اور ہم نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ ابن علیہ نے خالد حذاء کو ضعیف کہا ہے۔

تہذیب التہذیب؛

و قال ابو خلف الخزاز عن يحيى البكاء سمعت
أَبْنَ عُمَرَ يَقُولُ لِنَافِعِ النَّقِ اللَّهِ وَيَعَكَ يَا نَافِعُ
وَلَا تَكْذِبْ عَلَى كَمَا كَذِبَ عِكْرَمَةُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ ابْرَاهِيمُ بْنُ
سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّكَ كَانَتْ
يَقُولُ لِعَلَّامِهِمْ بَرٍّ يَا بَرٍّ وَلَا تَكْذِبْ عَلَى كَمَا
يَكْذِبُ عِكْرَمَةُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وقال
حريذ بن عبد الحميد عن يزيد بن أبي زياد
دَخَلْتُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعِكْرَمَةُ
مَعَهُ عَلَى بَابِ الْحَشْرِ قَالَ قُلْتُ مَا لِهَذَا قَالَ
إِنَّهُ يَكْذِبُ عَلَى أَبِي وَقَالَ هَشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ
عَطَاءِ الْخُرَّاسَانِيِّ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ إِنَّ
عِكْرَمَةَ يَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحَرَّمٌ فَقَالَ كَذِبٌ
مُخْتَلِثَانُ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ قَالَ
رَجُلٌ ابْنُ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِيهِ مِنَ الْقُرْآنِ فَقَالَ لَا تَسْأَلُنِي
عَنِ الْقُرْآنِ وَسُئِلَ عَنْهُ مَنْ يَزْعُمُ أَنَّكَ لَا يَخْفَى
عَلَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ يَعْنِي عِكْرَمَةَ وَقَالَ فطرب

خليفة قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَنَّ عِكْرَمَةَ يَقُولُ سَبَقَ الْكِتَابُ
 الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَيْنِ فَقَالَ كَذَبَ عِكْرَمَةَ سَمِعْتُ ابْنَ
 عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنْ مَسَحَ عَلَى الْخُفَيْنِ وَإِنْ خَرَجْتَ
 مِنَ الْخَلَاءِ وَقَالَ اسْرَأَيْلُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ
 الْجَزْرِيِّ عَنْ عِكْرَمَةَ إِنَّهُ كَرِهَ كِرَاءَ الْأَرْضِ
 قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِسَعِيدِ بْنِ جَبْرِ فَقَالَ
 كَذَبَ عِكْرَمَةَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ أَمَثَلَ
 مَا أَنْتُمْ مَا نَعُونَ اسْتَيْجَارُ الْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ
 سَنَةً بِسَنَةٍ وَقَالَ وَهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ يَحْيَى
 ابْنِ سَعِيدٍ النَّصَارِيِّ كَانَ كَذَّابًا وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ
 بْنُ الْمُنْذَرِ عَنْ مَعْنِ بْنِ عِيسَى وَغَيْرِهِ كَانَ مَالِكُ
 لَا يَرَى عِكْرَمَةَ ثِقَةً وَيَأْمُرَانِ لَا يُؤْخَذُ عَنْهُ
 وَقَالَ الدَّوْرِيُّ عَنْ ابْنِ مَعِينٍ كَانَ مَالِكُ يَكْرَهُ
 عِكْرَمَةَ قُلْتُ فَقَدْ رَوَى عَنْ رَجُلٍ عَنْهُ قَالَ
 نَعَمْ شَيْءٌ يَسِيرٌ وَقَالَ الرَّبِيعُ عَنْ الشَّافِعِيِّ وَ
 هُوَ يَعْنِي مَالِكُ بْنُ النَّسَّابِ الرَّائِي فِي عِكْرَمَةَ
 قَالَ لَا أَرَى لِأَحَدٍ أَنْ يَقْبَلَ حَدِيثَهُ -

رقم ۲۶۷۰ التمهيد جلد ہفتم ص ۱۲۶

ترجمہ: یحییٰ بن یسیر کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کو اپنے غلام نافع سے یہ کہتے
 سنا۔ اے نافع تجھ پر افسوس! مجھ پر جھوٹ نہ باندھ جیسا کہ عکرمہ نے
 ابن عباس پر باندھا۔ سعید بن مسیب اپنے غلام کو کہا کرتے تھے۔ مجھ

پر جھوٹ نہ باندھ جس طرح عکرمہ ابن عباس پر باندھتا تھا۔ یزید بن ابی
 زیاد کہتا ہے کہ میں علی بن عبداللہ ابن عباس کے ہاں گیا۔ تو دیکھا کہ عکرمہ
 دروازے پر بندھا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا۔ اسے کیا ہوا؟ کہتے
 گئے۔ یہ میرے باپ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ عطاء خراسانی کہتے ہیں
 کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا۔ عکرمہ کا خیال ہے کہ جب حضور نبی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ سے شادی کی تو آپ اس وقت
 حالت احرام میں تھے۔ وہ کہنے لگے۔ وہ غیبتا ہے۔ مہربن مردہ کہتے
 ہیں۔ کہ کسی نے سعید بن مسیب سے کہی قرآنی آیت کے بارے
 میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ مجھ سے نہ پوچھ۔ اس سے پوچھ جس کا دعویٰ
 ہے۔ کہ قرآن کی کوئی چیز اس سے معنی نہیں۔ یعنی عکرمہ سے۔ فطران ابن
 غلیفہ نے عطاء سے کہا۔ کہ عکرمہ کہتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں موزوں پر
 مسح کا ذکر نہیں ہے۔ تو کہنے لگے۔ عکرمہ جھوٹ بولتا ہے۔ میں نے ابن عباس
 سے سنا ہوا ہے۔ کہ موزوں مسح ثابت ہے۔ اگرچہ تو بیت الخلاء سے نکلے عبدالحکیم
 نے عکرمہ سے روایت کی۔ کہ وہ زمین کو کراہ پر دینا مکروہ کہتے تھے
 کہتے ہیں۔ کہ میں نے ہی مسئلہ جناب سعید بن جبیر سے پوچھا۔ کہتے
 گئے۔ عکرمہ جھوٹ بولتا ہے۔ میں نے ابن عباس سے سنا ہے۔ کہ
 بہترین صورت زمین کو کراہ پر دینے کی یہ ہے۔ کہ سال بربال
 روپوں کے بدلہ وہ کراہ پر دی جائے۔ یحییٰ بن سعید انصاری بھی
 عکرمہ کو جھوٹا کہتے تھے۔ امام مالک سے بہت سے لوگوں نے بیان کیا
 کہ وہ بھی عکرمہ کو ثقہ نہیں سمجھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ اس کی کوئی روایت
 نہ لی جائے۔ ابن معین نے بھی امام مالک سے بیان کیا ہے۔ کہ

وہ حکمرانوں سے دیکھتے تھے۔ میں نے پوچھا۔ تو پھر کوئی آدمی سے بڑا کرتا ہے؟ اس نے فرمایا۔ ہاں بالکل معمولی۔ امام شافعی سے بھی ہے۔ کہ مالک بن انس کی عکرمہ کے بارے میں رائے بھی نہ تھی۔ اور کہا کہ میں اس کی حدیث کو قبول کرنے والا کوئی نہیں دیکھتا۔

میزان الاعتدال

عن یزید بن ابی زیاد عن عبد اللہ بن الحارث
قَالَ دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَإِذَا عِزْرَةٌ
فِي وَثَاقٍ عِنْدَ بَابِ الْحَسَنِ فَقُلْتُ لَهَا أَلَا تَتَّقِي اللَّهَ
فَقَالَتْ إِنَّ هَذَا الْخَبِيثَ يَكْذِبُ عَلَيَّ وَأَيُّ رُفَا
عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّكَ كَذِبَ عِزْرَةَ مَةَ وَالْغَضَبِ بْنِ
نَاصِحِ أَنْبَاءِ خَالِدِ بْنِ خَدَّاشٍ شَهِدَتْ حَقًّا
بَنَ زَيْدٍ فِي الْخَيْرِ يَعْمُ مَاتَ فِيهِ

فَقَالَ أَحَدُ شُكْرٍ بِحَدِيثِ مَا
أَخَذْتُ بِهِ قَطْلًا فِي أَكْرَهُ أَنْ اتَّقَى اللَّهَ وَلَمْ أَحَدِثْ
بِهِ سَمِعْتُ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ عِزْرَةَ مَةَ قَالَ إِنَّمَا
أَنْزَلَ اللَّهُ مَتَشَابِهًا الْقُرْآنَ لِيُضِلَّ بِهِ قُلْتُ مَا
أَسْوَأُ لَهَا عِبَادَةً بَلْ أَعْبَدْتُهَا بَلْ أَنْزَلَ لِيَهْدِيَ
بِهِ قُلْتُ لِيُضِلَّ بِهِ الْفَاسِقِينَ..... ابراهيم بن
المنذر حدثنا هشام بن عبد الله المغزوي
سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي ذَرْبٍ يَقُولُ رَأَيْتُ عِزْرَةَ
وَكَانَ غَيْرَ ثِقَةٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ كَانَ

عكرمة كثيرًا لعلمه والحديث بَحْرًا مِنْ الْبَحْرِ
وَلَيْسَ يَحْتَجُّ بِكَدِّ يَتْلُو..... الْفَضْلُ الشَّيْبَانِي
عَنْ رَجُلٍ قَالَ رَأَيْتُ عَكْرَمَةَ قَدْ أَقْنِمَ فِي لَعَبِ
النَّرْدِ..... وَقَالَ مَصْعَبُ الزَّبِيرِي كَانَ
عَكْرَمَةَ يَرَى رَأَى الْخَوَارِجَ..... سَمِعْتُ أَحْمَدَ
بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ كَانَ عَكْرَمَةُ مِنْ أَعْلَمِ النَّاسِ
وَلِكُنْهَ كَانَ يَرَى رَأَى الضَّقْرِيَّةَ وَلَمْ يَدَعْ
مَوْضِعًا إِلَّا خَرَجَ إِلَيْهِ خَرَّاسَانُ وَالشَّامُ
وَالْيَمَنُ وَمِصْرُ وَافْرِيقَهُ كَانَ يَأْتِي الْأُمَرَاءَ
فَيُظْلَبُ جَوًّا يُزْهِمُ حَرْقَ عَيْنٍ

دميزان الاعتدال جلد دوم ص ۲۰۸ - ۲۰۹ تذکرہ

عكرمة

ترجمہ: عبداللہ بن الحارث کہتے ہیں کہ میں عبداللہ کے پاس گیا
تو دیکھا کہ عکرمہ دروازے پر بندھا ہوا ہے۔ میں نے علی بن عبداللہ
سے کہا تجھے خدا کا خوف نہیں؟ انہوں نے کہا۔ یہ غیث میرے والد
پر جھوٹ باندھتا ہے۔ ابن المیثب بھی مروی ہے کہ عکرمہ کو انہوں نے
بھی جھوٹا کہا نصیب بن نامع نے ہمیں خبر دی کہ خالد بن خداش ایک
مرتبہ حماد بن زید کے پاس گئے جب وہ زندگی کے آخری لمحات پر
کر رہے تھے۔ کہنے لگے۔ میں تمہیں ایک ایسی حدیث سنا تا ہوں۔ جس
کو میں نے کبھی بھی قابل اعتبار نہ سمجھا۔ لیکن میں اس بات کو اچھا نہیں
سمجھتا کہ اس کو روایت کیے بغیر میں اللہ سے جا ملوں۔ میں نے ایوب

سے سنا وہ حکمران سے بیان کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تو مشاہدات اس لیے نازل کیے تاکہ ان کے ذریعہ ہدایت دے اور صرف فاسقوں کو گمراہ کرے۔ ابن ابی ذئب کا قول ہے۔ کہ میں نے حکمران کو غیر ثقہ پایا۔ محمد بن سعد کہتے ہیں حکمران بہت علم دار تھا اور حدیث کا ایک دیا تھا۔ اس کی حدیث قابلِ احتجاج نہ تھی فضل شیبانی ایک آدمی سے بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے حکمران کو کبوتر بازی کرتے دیکھا۔ مصعب الزبیری کا قول ہے۔ کہ حکمران خوارج کا نظریہ رکھتا تھا میں نے احمد بن حنبل سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ حکمران بہت بڑا عالم تھا۔ لیکن بازی با سیڑ یا ز تھا۔ جہاں کہیں اس کا اُسے علم ہوتا ادھر ہی محل پڑتا خراسان، شام، یمن، مصر اور افریقہ میں گیا۔ امیروں کے پاس جا کر ان سے انعام و اکرام طلب کرتا۔

خلاصہ:

مذکورہ حوالہ جات سے حدیث زیر بحث چار راویوں پر آپ نے جرح ملاحظہ فرمائی مسند، عبد العزیز ابن مختار، خالد بن مہران اور حکمران مولیٰ ابن عباس۔ حدیث مذکورہ کے کل چھ راوی ہیں۔ ان مجروح چار راویوں میں سے کوئی تو ”لا شئی“ ہے۔ کوئی اپنے شیخ سے سماع ہی نہیں رکھتا، کوئی اپنے شیخ پر جھوٹ باندھنے والا ہے۔ ان حالات میں ان کی روایت کردہ حدیث کہاں قابلِ استدلال ہے گی۔ یہ بھی تفصیلی جرح کہ جس کی بنا پر علامہ ابن حجر نے اسے مجروح قرار دیا تھا۔ ایسی حدیث سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے دیگر ساتھیوں کو دوزخی قرار دینا قطعاً درست نہیں۔ ایک طرف حدیث مذکورہ جو سخت مجروح ہے۔ اور دوسری طرف سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر معاویہ کو کاتب و جی مقرر

فرمانا، ان کے حق میں ہادی اور مہدی کی دعاء مانگنا، کیا مجروح کو لے کر ان ارشادات کو پس پشت ڈالنا عقل مندی ہے۔ معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی وغیرہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و روایات کی مخالفت کر کے آپ کو رنجیدہ کیا۔ اور دنیا و آخرت میں اپنے لیے لعنت کا طوق خرید لیا۔

پوری حدیث:

عن عكرمة قال لما بن عباس وإبراهيم علي
انطلقا إلى أبي سعيد فاسمعا من حديثه
فانطلقنا فإذا هو في حائط يصلح فآخذ
رداءه فاحتبى ثم انشأ يحذو ثنا حتى
أتى على ذكر بناء المسجد فقال كنا نحمل
لبنة لبنة وعمار لبنتين لبنتين فراه
النبي صلى الله عليه وسلم فينفض الشراب
عنه ويقول ويح عمار تقتله الفئة الباغية
يدعوه هم إلى الجنة ويدعونه إلى النار
قال يقرل عمار أعوذ بالله من الفتن

فتح الباری جلد اول باب التعاون فی بناء المسجد (۴۲/۱ ص ۵۴)

ترجمہ: حکمران مجھے اور اپنے بیٹے کو کہا ابرہ سعید کے پاس جاؤ

اور ان سے حدیث سنو ہم گئے تو وہ باغ کو درست کر رہے تھے انہوں نے اپنی چادر کا اقتبا کیا اور پھر ہمیں حدیث بیان کرنی شروع کی یہاں تک کہ مسجد نبوی کے بنانے کا ذکر کیا اور کہا ہم ایک ایک پتھر اٹھاتے اور عمار دو دو پتھر اٹھاتے نبی علیہ السلام نے ان کو دیکھا اور ان سے

مٹی بھاڑی اور فرمانے لگے کہ عمار تجھے بائینوں کا گروہ قتل کرے گا جبکہ تو انہیں جنت کی طرف اور وہ تجھے جہنم کی طرف بلائیں گے عمار کہنے لگے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں سے۔

جواب دوم

اس حدیث کا کچھ حصہ الحاقی ہے

حدیث مذکورہ کے آخری حصہ کے دو مضمون ہیں۔ ایک یہ کہ عمار بن یاسر کو بائینوں نے قتل کیا جس میں امیر معاویہ بھی شامل تھے۔ لہذا بقول حدیث یہ سب لوگ باغی ہیں۔ دوسرا یہ کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اپنے مخالف گروہ کو جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ انہیں دوزخ کی طرف بلائیں گے۔ یہ دونوں باتیں بخاری شریف کے اصل متن و نسخ میں موجود نہیں۔ اور نہ ہی شریف بخاری پر اترتی ہیں۔ بلکہ ان دونوں کو علامہ برکانی وغیرہ نے داخل بخاری کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض شافعیین نے ان دونوں کو متن بخاری سے نکال دیا ہے۔ لہذا امام بخاری کا نام لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مذکورہ الزام دھرنا درست نہ رہا۔ اس سے بناوٹی محدث ہزاروی کی حدیث دانی بھی آپ کے سامنے آگئی ہے۔ ہاں جن لوگوں نے اس زیادتی کو ذکر کیا ان کے ذکر کرنے اور اس زیادتی کی ہم وضاحت کیے دیتے ہیں

العواصم من القواصم؛

وَقَدْ كَانَ مَعَاوِيَةَ يَعْرِفُ مِنْ نَفْسِهِ أَنَّه لَمْ يَكُنْ مِنْهُ الْبَغْيُ فِي حَرْبِ صَفِيِّينَ لِأَنَّهُ لَمْ يَرِدْهَا وَلَمْ يَبْتَدِئْهَا وَلَمْ يَأْتِ لَهَا إِلَّا بَعْدَ أَنْ خَرَجَ

عَلِيٍّ مِنَ الْكُوفَةِ وَضَرَبَ مُعَسَّكَهُ فِي النَّخِيلَةِ
 لِيَسِيرَ إِلَى الشَّامِ كَمَا تَقَدَّمَ فِي ص ١٤٢-١٤٣ وَلِذَا الْكَ
 لَمَّا قَتَلَ عَمَّارًا قَالَ مُعَاوِيَةُ إِنَّمَا قَتَلْتَهُ مِنْ
 أَخْرَجَهُ وَفِي إِحْتِقَادِي الشَّخْصِيَّ أَنَّ كُلَّ مَنْ
 قَتَلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِأَيْدِي الْمُسْلِمِينَ مِنْذُ
 قَتَلَ عُثْمَانَ فَإِنَّمَا أَثْمُهُ عَلَى قَتْلِهِ عُثْمَانَ
 لَا تَهْمُ فَتَحُوا بَابَ الْفِتْنَةِ وَلَا تَهْمُوا صَلَوا
 تَسْعِيرَ نَارِهَا وَلَا تَهْمُوا الَّذِينَ أَوْعَرُوا
 صُدُّوا الْمُسْلِمِينَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ فَكَمَا
 كَانُوا قَتَلُوا عُثْمَانَ فَإِنَّهُمْ كَانُوا الْقَاتِلِينَ
 لِكُلِّ مَنْ قَتَلَ بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ عَمَّارٌ وَمِنْ
 هُمْ أَفْضَلُ مِنْ عَمَّارٍ كَطَلْحَةَ وَالتَّبِيرَ إِلَى
 أَنْ انْتَهَتْ فَيُكْتَلَمُ بِقَتْلِهِمْ عَلَيًّا نَفْسَهُ وَقَدْ
 كَانُوا مِنْ جُنْدِهِ وَفِي الطَّائِفَةِ الَّتِي كَانَتْ قَائِمًا
 عَلَيْهَا فَالْحَدِيثُ مِنْ أَعْلَامِ النُّبُوَّةِ وَالطَّائِفَتَانِ
 الْمُقَاتِلَتَانِ فِي صَفَّيْنِ كَانَتَا طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
 وَعَلَيُّ أَفْضَلُ مِنْ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٌّ وَمُعَاوِيَةُ
 مِنْ صَحَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَمِنْ دَعَائِمِ دَوْلَةِ إِسْلَامٍ وَكُلُّ مَا وَقَعَ
 مِنَ الْفِتَنِ فَإِثْمُهُ عَلَى مُوَرِّثِي نَارِهَا لَا تَهْمُ
 السَّبَبُ إِلَّا وَلَوْ فِيهَا فَهْمُ الْفِتْنَةِ الْبَاغِيَةِ الَّتِي

قَتَلَ بِسَبِيلِهَا كُلَّ مُقْتُولٍ وَفِي وَقْعَتِ الْجَمَلِ
وَصَفَّيْنِ وَمَا قَفَّرَ عَنْهُمَا

در حاشیہ العواصم من القواصم ص ۷۰ - ۷۱ مطبوعہ بیروت

تَبْحَثُ:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے خیال کے مطابق اپنے آپ کو باقی نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ صفین کی لڑائی میں نہ تو ان کا لڑنے کا ارادہ تھا اور نہ ہی لڑائی کی ابتداء انہوں نے کی تھی۔ اور اس وقت تک نہ لڑے جب تک حضرت علی المرتضیٰ فوج کو لے کر خیلہ سے نکل کر شام کی طرف روانہ نہ ہوئے۔ جیسا کہ ص ۱۳۲ تا ۱۴۲ پر گزر چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمار کو قتل کر دیا گیا۔ تو جناب معاویہ نے کہا تھا۔ اس کو مارنے والے دراصل وہی ہیں۔ جو اس کے ساتھ لانے والے ہیں۔ میری ذاتی رائے اور عقیدہ یہ ہے۔ کہ حضرت عثمان کی شہادت سے لے کر اب تک جتنے مسلمان اپنے ہی بھائیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے ان تمام کا گناہ قاتلان عثمان پر ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس فتنہ کا دروازہ کھولا۔ اور انہوں نے ہی اس آگ کو بھڑکا بنے میں ابتداء کی۔ اور یہی وہ لوگ تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کے دل ایک دوسرے کے خلاف کر دیئے۔ لہذا یہ جیسا کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں۔ اسی طرح ان تمام مسلمانوں کے بھی قاتل ہیں۔ جو اس کے بعد قتل ہوئے۔ ان مقتولین میں سے عمار اور طلحہ و زبیر بھی ہیں۔ ان قاتلان عثمان کا شروع کیا ہوا فتنہ حضرت علی کی شہادت پر ختم ہوتا ہے۔ یہی لوگ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ اور انہی

کی سرکردگی حضرت علی کے سپرد تھی۔ لہذا حدیث مذکور ان احادیث میں سے ایک ہے۔ جو اعلام النبوءہ کے ضمن میں آتی ہے۔ جنگ صفین میں دونوں مقابل گروہ مسلمان تھے۔ اور علی المرتضیٰ اگرچہ امیر معاویہ رض سے افضل ہیں۔ لیکن دونوں صحابی رسول ہیں اور اسلام کے دونوں ہی ستون ہیں سو بقتے فتنے ہوئے۔ ان سب کا بوجھ اُن لوگوں پر ہے۔ جنہوں نے ان کی ابتداء میں اُگ بھڑکائی۔ کیونکہ ان تمام کا اول سبب یہی لوگ ہیں پس باغی جماعت یہی ہوئی جس کی وجہ سے تمام مسلمان قتل کیے گئے۔ ان مقتولین کا تعلق جنگ جمل سے ہو یا صفین سے یا ان کی کسی شاخ سے تطہیر الجنان:-

فَقَالَ لَهُ أَسْكُتْ إِنَّكَ قَتَلْتَنَاهُ إِنَّهَا قَتَلَهُ
مَنْ جَاءَ بِهِ فَالْقَرُّهُ بَيْنَ مَا حِينَا فَصَارَ مِنْ
عَسْكَرِ مُعَاوِيَةَ إِنَّمَا قَتَلَ عَمَّارًا مَنِ جَاءَ بِهِ
..... إِنَّمَا قَتَلَهُ عَلِيٌّ وَأَصْعَابُهُ جَاءُوا بِهِ
حِينَ قَتَلُوهُ فَالْقَوَّةُ بَيْنَ مَا حِينَا أَوْ قَالَ
بَيْنَ سَيُوفِنَا۔

تطہیر الجنان ص ۳۳ مطبوعہ بیروت طبع جدید
ترجمہ: د عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جب یہی حدیث پیش کر کے امیر معاویہ سے کہا کہ عمار کا قاتل باغی ہے تو امیر معاویہ رض نے کہا۔ چُپ رہیے۔ کیا ہم نے انہیں قتل کیا؟ اُسے تو ان لوگوں نے قتل کیا جو اُسے لے کر آئے تھے۔ پھر قتل کے بعد ہمارے نیزوں کے درمیان پھینک گئے۔ لہذا وہ معاویہ کی فوج پر قتل ڈال دیا

کا قول بھی ان کے باغی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ وہ یہ کہ فرمایا۔ وہ ہمارے
بھائی ہیں جنہوں نے ہم پر بغاوت کی۔ وہ کافر، فاسق اور ظالم نہیں
کیونکہ ان کے پاس رٹنے کی دلیل تھی۔

ملحوظ فکر کیا:

حدیث زیر بحث کے پہلے مضمون کی بہت سی تاویلات حضرت مخدوم
نے پیش فرمائی ہیں۔ جن میں چند آپ تے پڑھیں۔ علامہ محب الدین الخطیب
نے العواصم فی القواصم کے حاشیہ پر لکھا۔ کہ امیر معاویہ رض باغی نہیں
تھے۔ کیونکہ نہ تو انہوں نے امام برحق کے خلاف رٹنے کا پروگرام بنایا تھا۔ اور
نہ ہی لڑائی کی ابتداء کی۔ کوفہ کے لشکر کی تیاری کے پیش نظر انہوں نے تیاری
کی۔ اس لیے عمار بن یاسر کے قتل کا بوجھ امیر معاویہ پر نہیں بلکہ اس فتنہ کی ابتداء
کرنے والوں پر ہے۔ اور انہی کو ”باغی جماعت“ کہا گیا ہے۔ لہذا حدیث پاک
”اعلام النبوة“ کے طبقہ سے ہے۔ ابن حجر مکی نے اس کی تاویل یہ بیان کی۔
کہ عمار بن یاسر کے قتل کی ذمہ داری امیر معاویہ رض پر نہیں۔ بلکہ ہوائیوں کے کچھ لوگوں نے
شرارت سے عمار بن یاسر کو ان کے فوجیوں کے نیزوں اور تلواروں کے شاخ
لاکھڑا کر دیا۔ اس لیے اصل قاتل وہی ہیں جو انہیں ساتھ لے کر آئے۔ علامہ
تفتازانی نے اگر وہ باغی، کے لفظ کا اطلاق امیر معاویہ اور ان کی جماعت پر درست
قرار دیا۔ لیکن ان کی بغاوت امام برحق کے خلاف بلا وجہ بغاوت نہ تھی۔ بلکہ
ایک تاویل و دلیل پر مبنی تھی۔ اس لیے ان کی تکفیر و تفسیق کرنا ہر گز درست نہیں
ہے۔ حصہ اول کی توضیح کے بعد اب حدیث زیر بحث کے دوسرے حصہ
کی طرف آئیے۔ جس کی بنیاد یہ الفاظ ہیں۔ يَدْعُوهُنَّ إِلَى الْحَبَشَةِ
وَيَدْعُوْنَهُنَّ إِلَى الْكُفْرِ عمار یا سراپہ مقابلہ میں کہنے والوں کو حبش

کی طرف اور یہ انہیں دوزخ کی طرف بلاتے ہیں لیکن توضیح سے قبل کہ یہ جملہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں۔ پہلے ہم یہ کہتے ہیں کہ ثبوت بالفرض کے بعد عمار بن یاسر کے مخالفین میں سے صرف امیر معاویہ کو دوزخی قرار دینا اور دوسروں کا ذکر نہ کرنا یا انہیں جنتی نہ سمجھنا کیا معنی رکھتا ہے جب کہ حدیث کے الفاظ پوری مخالفت جماعت کے لیے ہیں۔ توساری جماعت کو دوزخی سمجھنا چاہیے۔ ان میں حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں (یعنی علی المرتضیٰ کے مخالفین میں)۔ حالانکہ یہ دونوں

مشرہ مشرہ میں سے ہیں۔ اسی طرح علی المرتضیٰ کے مخالفین میں سے سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ بھی ہیں۔ ان حضرات کے بارے میں محدث ہزاروی کا کیا خیال ہے؟ اگر حب علی اتنی سوار ہے کہ ان کو دوزخی کہتا ہے۔ تو پھر اصحابی کا نجوم الخ، قول دارشاد رسول کریمؐ کی واضح مخالفت کر کے خود جہنمی بنا جا رہے اور اگر انہیں جنتی تسلیم کرتا ہے۔ تو پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی یہی سمجھنا پڑے گا بہر حال اب ہم دوسرے حصہ کی وضاحت کی طرف آتے ہیں۔

فتح الباری،

تَمَثَّلَ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ يَدْعُوهُمْ إِلَى سَيِّئَاتِي
الْتِيْدُ عَلَيْهِ فَإِنْ قَتِلَ كَانَ قَتْلُهُ بِصَفِّينَ وَ
هُوَ مَعَ عَلِيٍّ وَالَّذِينَ قَتَلُوهُ مَعَ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ
مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ فَكَيْفَ يَجُوزُ
عَلَيْهِمُ الدُّعَاءُ إِلَى النَّارِ كَالْجَوَابِ أَذْهَمُ كَأَنَّا
ظَالِمِينَ أَذْهَمُ يَدْعُونَ إِلَى الْجَنَّةِ وَهُمْ
مُجْتَهِدُونَ لَا تَوَمَّ عَلَيْهِمْ فِي إِتِّبَاعِ ظَنُونِهِمْ

فَالْمَرَادُ بِالذُّعَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ الدُّعَاءُ إِلَى سَبِيلِهَا
وَهُوَ طَاعَةُ الْإِمَامِ وَكَذَلِكَ كَانَ عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ
إِلَى طَاعَةِ عَلِيٍّ وَهُوَ الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةِ
إِذَا ذَاكَ وَكَانُوا أَهْمُ يَدْعُونَ إِلَى خِلَافِ
ذَلِكَ الْكَيْفَ مَعَهُ دُرُوفُنَ لِلتَّائِيلِ الَّذِي
ظَهَرَ لَهُمْ

رفتح الباری جلد اول باب التعاون فی هذا المسجد ۵۴ ص ۴۴

ترجمہ: عمار بن یاسر کو باطنی گروہ قتل کرے گا۔ وہ انہیں جنت کی طرف بلاتے
ہوں گے الخ اس پر عنقریب تنبیہ آئے گی۔ اگر یہ کہا جائے کہ عمار
بن یاسر کا قتل جنگ صفین میں ہوا۔ اس وقت یہ علی المرتضیٰ کے ساتھیوں
میں تھے۔ اور ان کے قاتل امیر معاویہ کے ساتھ تھے۔ اس جماعت
میں بہت سے صحابہ کرام بھی تھے۔ لہذا ان سے یہ توقع کیونکر کی
جاسکتی ہے کہ وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے
کہ ان لوگوں کا ظن تھا کہ وہ جنت کی طرف بلاتے ہیں۔ اور مجتہد
ہونے کی وجہ سے انہیں اپنے ظن کی اتباع کرنے پر کوئی لامنت
ہیں ہو سکتی۔ لہذا جنت کی طرف بلانے سے مراد جنت کے سبب
کی طرف بلانا ہے۔ اور وہ ہے امام کی طاعت کرنا۔ اسی طرح
جناب عمار بھی انہیں علی المرتضیٰ کی طاعت کی دعوت دیتے تھے
کیونکہ واجب الاطاعت امام وہی تھے۔ اور ان کے مخالف
اس کے خلاف کی دعوت دیتے تھے۔ لیکن وہ اس میں بوجہ
تاویل کے معذور ہیں۔

ارشاد الساری:

(يَدْعُوهُمْ) اَيَّ يَدْعُو عَمَّا اَلْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ
وَهُمْ اَصْحَابُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الَّذِيْنَ
قَتَلُوْهُ فِيْ وَقْعَةِ صَفِيْن (اِلَى سَبَبِ الْجَنَّةِ)
وَهُوَ طَاعَةُ عَلِيِّ بْنِ اَيُّ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
اِلَى مَا مُمَّا اَوْ اَجِبِ الطَّاعَتِ اِذَا ذَاكَ رَوَى يَدْعُوهُ
(اِلَى) سَبَبِ (الْقَارِ) الْيَكْتَلُهُمْ مَعْدُوْرُوْنَ لِلثَّائِلِ
الَّذِيْ ظَلَمَ لَهُمْ لَا تَلْهَمُ كَانُوا مُجْتَهِدِيْنَ ظَالِمِيْنَ
اَللَّهُمَّ يَدْعُوْهُ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ فِيْ
نَفْسِ الْاَمْرِ بِخِلَافِ ذَاكَ فَلَا تَكُوْمُ عَلَيْهِمْ
فِيْ اِتِّبَاعِ ظُنُوْذِهِمْ فَاِنْ اَلْمُجْتَهِدُ اِذَا اَصَابَ
فَلَهُ اَجْرَانِ وَاِذَا اَخْطَا فَلَهُ اَخِيْرٌ۔

ارشاد الساری جلد اول ۴۲۲ باب التعاون
فی بناء المسجد

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر اس باغی جماعت یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے
ساتھیوں کو کہ جنہوں نے جنگ صفین میں انہیں قتل کر دیا تھا کہ جو جنت
کے سبب کی طرف بلا تے تھے۔ اور وہ علی بن ابی طالب کی اطاعت
تھی۔ کیونکہ اس وقت آپ واجب الطاعة تھے۔ اور ان کے
مخالف (امیر معاویہ کے ساتھی) انہیں آگ کے سبب کی طرف
بلا تے تھے۔ لیکن وہ اس دعوت میں ایک تناویل کی وجہ سے

معذور تھے۔ کیونکہ وہ مجتہد تھے۔ اور انہیں یہ ظن تھا کہ وہ جنت کی طرف ہی تبارہے ہیں۔ اگرچہ نفس الامر میں معاملہ اس کے خلاف تھا۔ لہذا ان پر کوئی ملامت نہیں کہ انہوں نے اپنے ظنون کی اتباع کیوں کی۔ کیونکہ مجتہد اگر صواب ہو تو تب بھی اور اگر غلطی ہو تو تب بھی اسے اجر ملتا ہے۔

شارحین بخاری نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہیں بھی امیر معاویہ پر دوزخی ہونے کا قول نہیں کیا۔ بلکہ امام قسطلانی نے تو انہیں اجر و ثواب کا مستحق قرار دیا ہے۔ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کو ہمارا چیلنج ہے۔ کہ بخاری شریف کی کسی شرح سے یہ ثابت کر دکھائیں۔ کہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کسی نے امیر معاویہ یا ان کے ساتھیوں کو دوزخی کہا ہو۔ تو بیس ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

يَذْعُوْنَكَ إِلَى النَّارِ كَمَا فَاطِ
بُخَارِي شَرِيفِ كَمَا صَلِّتُنْ مِّنْ سَعَةٍ

مِنْ بَلَاةٍ الْحَاقَّةِ الْفَاطِ

فَتَحِ الْبَارِي:

وَاعْلَمُوا أَنَّ هَذِهِ الزِّيَادَةُ لَمْ يَذْكُرْهَا الْحَمِيدِي
فِي الْجَمْعِ وَقَالَ إِنَّ الْبُخَارِيَّ لَمْ يَذْكُرْهَا أَصْلًا
وَكَذَلِكَ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ قَالَ الْحَمِيدِي وَ
لَعَلَّهَا لَمْ تَقْعَ لِلْبُخَارِيَّ أَوْ وَقَعَتْ فَحَدَّثَهَا
عَمْدًا قَالَ وَقَدْ أَخْرَجَهَا الْإِسْمَاعِيلِيُّ وَالْبَرْقَانِي
فِي هَذِهِ الْحَدِيثِ قُلْتُ وَيُظْهَرُ لِي أَنَّ الْبُخَارِيَّ
حَدَّثَهَا عَمْدًا أَوْ ذَلِكَ لِتَكْتَفِي خَفِيفَةً وَهِيَ
أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ اعْتَرَفَ أَنَّكَ لَمْ تَسْمَعْ
هَذِهِ الزِّيَادَةَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ لَعَلَّهَا فِي هَذِهِ الزِّيَادَةِ مَدْرَجَةٌ
وَالزِّيَادَةُ الَّتِي بَيْنَكَ ذَلِكَ لَيْسَتْ عَلَى شَرْطِ
الْبُخَارِيَّ وَقَدْ أَخْرَجَهَا الْبِرَّازُ مِنْ طَرِيقِ
دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي قَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
قَدْ كَرَأَ الْحَدِيثَ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَحَصْلُهُ
لُبَّةٌ لُبَّةٌ وَفِيهِ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَحَدَّثَنِي

أَصْحَابِي وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ أَكْثَرَ قَالَ
يَا بَنُ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ۔

(۱) - فتح الباری جلد اول ص ۵۴۲ حدیث ۴۴۴ باب التعاون
فی بناء المسجد)

(۲) - ارشاد الساری جلد اول ص ۴۴۲ مطبوعہ بیروت)

(۳) - عمدة القاری جلد چہارم ص ۲۰۹ باب التعاون
فی بناء المسجد)

ترجمہ: تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مذکورہ الفاظ کی زیادتی حمیدی نے اپنی جمع
میں ذکر نہیں کی۔ اور کہا کہ بخاری نے اسے بالکل ذکر نہیں کیا۔ بوہی ابوہریرہ
نے بھی کہا۔ حمیدی کا کہنا ہے۔ کہ ہو سکتا ہے کہ بخاری کو یہ زیادتی ملی ہی
نہ ہو۔ یا ملی ہو لیکن جان بوجھ کر اسے حذف کر دیا ہو۔ ہاں اسماعیلی اور
برقانی نے اس حدیث میں مذکورہ زیادتی کی ہو۔ میں کہتا ہوں۔
کہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ امام بخاری نے اسے جان بوجھ کر حذف
کیا ہے۔ اور ایسا انہوں نے ایک باریک نکتہ کے لیے کیا ہے۔ وہ
یہ کہ ابو سعید خدریؓ نے اعتراف کیا کہ یہ زیادتی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے نہیں سنی۔ تو یہ اس امر کی دلیل ہے۔ کہ مذکورہ زیادتی اس روایت میں
بعد میں درج کی گئی۔ اور جس روایت میں یہ زیادتی ذکر کی ہے۔ وہ بخاری
کی شرط پر پوری نہیں اترتی۔ اس زیادتی کو بزانہ نے داؤد بن ابی
ہند عن ابی نصرہ عن ابی سعید کی سند سے ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث مسجد کی
تعمیر میں اور ایک ایک اینٹ اٹھاتے وقت ذکر ہوئی۔ اور اس میں
یہ بھی ہے۔ کہ ابو سعید کہتے ہیں مجھے میرے ساتھیوں نے یہ زیادتی

بیان کی۔ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی کہ آپؐ فرمایا ہو۔
اسے ابن سنیہ! تجھے باغی جماعت قتل کرے گی۔

فتح الباری؛

فَاقْتَصَرَ الْبُخَارِيُّ عَلَى الْقَدْرِ الَّذِي سَمِعَهُ
أَبُو سَعِيدٍ مِنَ النَّبِيِّ دُونَ عَنِيهِ وَهَذَا إِذَا كَانَ
عَلَى دَقْلِهِ قَلَمُهُمْ وَتَبَخُّرِهِ فِي الْإِحْطِلَاعِ
عَلَى عِلَالِ الْحَدِيثِ۔

فتح الباری جلد اول ص ۵۴۳ باب التعاون
فی بناء المسجد

ترجمہ:

امام بخاری نے اسی قدر الفاظ حدیث پر اقتصار فرمایا۔ جس قدر ابوسعید
خدریؓ۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے تھے۔ اُن کے علاوہ
الفاظ کو ذکر نہ کیا۔ یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے۔ کہ وہ کس قدر
ذریعہ تھے۔ اور حدیث کی علتوں پر انہیں کتنا عبور تھا۔

ملحس فکر میں:

يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوهُمْ إِلَى النَّارِ بخاری کے
الفاظ کہ جن کی بنا پر محدث ہزاروی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر
باغی اور کافر، دوزخی ہونے کا الزام لگا رہا تھا۔ یہ سرے سے حدیث بخاری
کے الفاظ ہیں ہی نہیں۔ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دو عالم حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ سنے ہی نہیں۔ اسی لیے امام بخاری نے اپنی
شرط کے مشغود ہونے کی وجہ سے ان الفاظ کو حدیث میں ذکر نہ کیا۔ (ان کی شرط یہ

ہے کہ راوی کے لیے مروی عنہ سے سماعت بلا واسطہ ضروری ہے) اسی لیے ابن حجر عسقلانی امام بخاری کی تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے ہزاروی کے حالات پر گہری نظر رکھی ہے۔ لہذا محدث ہزاروی کا الزام میں امام بخاری کا نام لینا سراسر بے کار ہو گیا۔ اور ریت کا گھروندا بن گیا۔

یاد رہے اس زیادتی کو امام بخاری نے تو نقل نہیں کیا البتہ اسماعیلی اور حافظ ابوالنعمان وغیرہ نے بعض صحابہ اس زیادتی کو ذکر کیا ہے لیکن یہ زیادتی تمام شارحین کے نزدیک مؤذکر ہے یعنی عمار بن ابی اسود کو قتل کرنے والے امام حتی حضرت علی سے بغاوت کریں گے اپنے اجتہاد کے اعتبار سے اور وہ اپنے اجتہاد اور گمان میں حتی پر ہوں گے۔ اگرچہ حقیقت میں وہ غلطی پر ہوں گے لیکن وہ اس اجتہادی غلطی کی وجہ سے دوزخی نہیں ہوں گے بلکہ ثواب کے مستحق ہوں گے۔

قابل توجہ:

تحفہ جعفریہ جلد ثالث کی اشاعت سے قبل محدث ہزاروی کی طرف سے میری پہلی دو جلدوں کی ان کی طرف سے تعریف کی گئی۔ اور مجھے تعریفی خط لکھے۔ پھر میری جلد میں یا عمار تقتلک الفئة الباغیة والی طویل حدیث کے بارے میں جب یہ پڑھا کہ امام بیہوشی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ اس پر محدث صاحب کی طرف سے ایک خط موصول ہوا کہ تمہارا یہ لکھنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حدیث تو بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ بخاری میں ضعیف احادیث تو ہو سکتی ہیں۔ لیکن موضوع نہیں۔ اور ساتھ ہی لکھا کہ ہم نے اس پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ اگر تم پڑھ لیتے تو تم یہ نہ لکھتے۔ اور آخر میں لکھا کہ اس کا اگر کوئی جواب ہو۔ تو لکھو۔ میں اس خط کے ملنے کے بعد پارسین کی وجہ سے ایک سال تک کچھ نہ کر سکا۔

مت یاب ہونے پر میں نے رابطہ قائم کیا۔ اور مذکورہ رسالہ بھیجئے کو کہا۔ لیکن آج تک وہ رسالہ مجھے نہ مل سکا۔ پھر ایک خط کے جواب میں محدث ہزاروی نے مجھے بالاستعداد آدمی کہہ کر اپنے ہاں آنے اور ملاقات کی دعوت دی۔

مختصر یہ کہ میں اگرچہ رسالہ کے مندرجات سے تو آگاہ نہ ہو سکا۔ لیکن ان کے پیلوں کے اشتہار سے اس کے مضمون کا اندازہ ہو گیا۔ سرِ دست یہاں مجھے اس بات کا تذکرہ کرنا ہے۔ کہ یہ حدیث امام بخاری نے ذکر کی۔ اور بخاری میں کوئی حدیث موضوع نہیں۔ کیا یہ واقعہ ہے۔ علامہ سیوطی نے ”لَا إِيَّالَهِ الْمَصْنُوعُ“ فی احادیث الموضوع ”میں زیر بحث حدیث کو ذکر کیا۔ ہم اس کی عربی عبارت طوالت کے پیش نظر چھوڑ کر صرف اردو ترجمہ پر اختصار کر رہے ہیں۔ پھر اس کے موضوع ہونے یا نہ ہونے پر گفتگو ہوگی۔

لَا إِيَّالَهِ الْمَصْنُوعُ فِي احَادِيث الموضوع: ترجمہ:

(بکذف اسناد) جناب ابراہیم حضرت علقمہ اور اسود سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم دونوں حضرت ابوالیوب انصاری کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے۔ جب وہ جنگ صفین سے واپس تشریف لائے تھے۔ ہم نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی بہت سی باتیں عطا فرمائیں۔ جو باعثِ تحکیم و تعظیم ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ تلوار اٹھائے ان لوگوں کے قتل کے درپے ہو گئے۔ جو لا الہ الا اللہ الخ پڑھنے والے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ یاد رکھو۔ فوج کا ہر اول دستہ کبھی بھی اپنے لشکر سے غلط بیانی نہیں کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ کی معیت میں ہمیں تین اقسام کے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا ہے اول ناکثین، دوم قاسطین اور تیسرے مارقین۔ جہاں تک ناکثین کے

علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ اتنا واقعہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ سب من گھڑت روایت ہے۔ کیونکہ اس روایت کی سند میں المعلیٰ نامی ایک ایسا راوی ہے۔ جس کی روایت کو متروک کہا گیا ہے۔ کیونکہ یہ اپنی طرف سے حدیثیں گھڑتا تھا۔ اور دوسری بات یہ کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تو سرے سے جنگ صفین میں شریک ہی نہ تھے جو اس روایت کے مرکزی کردار ہیں۔

(۱) المصنوعۃ فی احادیث الموضوعات جلد اول

ص ۲۱۲ تا ۲۱۳

توضیح :

خطیب کی نقل کردہ روایت کو علامہ السیوطی نے دو طرح قابل اعتراض ٹھہرایا۔ اول یہ کہ اس کا ایک راوی المعلیٰ کذاب اور ضاع ہے۔ خود اس نے مرتے وقت اقرار کیا تھا۔ کہ میں نے ستر احادیث حضرت علی المرتضیٰ کی شان میں اپنی طرف سے بنائیں۔ دوسرا اعتراض یہ کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شریک ہی نہ تھے۔ اب محدث ہزاروی کو دعوت ہے کہ المعلیٰ نامی راوی پر جرح کوفہ رجال کی کتب سے غلط ثابت کر کے اس کا ثقف ہونا ثابت کرے۔ اور ابو ایوب انصاری کا بھی جنگ صفین میں شریک ہونا ثابت کرے۔ تب جا کر روایت مذکورہ کی صحت کا پتہ چلے گا۔ را معاملہ یہ کہ بخاری شریف میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ تو پہلی بات یہ ہے کہ بخاری شریف میں مفصل واقعہ کے ساتھ جیسا کہ سیوطی نے (۱) المصنوعۃ الخ میں ذکر کیا کیا یہ حدیث موجود ہے۔ اب انصاف تو یہ تھا۔ کہ یا تو اعتراضات اٹھائے جاتے۔ یا پھر اسی تفصیل کے ساتھ حدیث بخاری میں دکھائی جاتی۔ پھر یہ الفاظ کہ عملاً انہیں جنت کی

طرف بلائے گا۔ اور وہ اسے دوزخ کی طرف، کیا یہ الفاظ واقعی بخاری کے ہیں؟ محدث صاحب کو چاہیئے تھا کہ پہلے اس کی تحقیق اور چھان بین کرتے۔ کیونکہ محدث کہلاتے ہیں کہ کیا واقعی یہ الفاظ بخاری کے ہیں؟ ہم تحقیق پیش کر چکے ہیں کہ شرائط بخاری پر یہ پورے مذاکرے کی وجہ سے امام بخاری کے الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ برتقانی وغیرہ کی طرف سے زیادہ کیے گئے ہیں۔ اس پر تمام شایعین بخاری متفق ہیں۔ ان حقائق کے پیش نظر محدث صاحب کو ازراہ انصاف اپنی مندر پر قائم رہنے کی بجائے حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیئے۔ اگرچہ اس کے باوجود بھی وہ کوئی اس کی صحت کی معقول دلیل رکھتے ہوں۔ تو اس سے ضرور نگاہ کریں۔ تاکہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ہو جائے۔

درایت کے اعتبار سے حدیث مذکورہ سے
امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو دوزخی قرار دینا
باطل اور صحیح ہے

جس عبارت کو محدث ہزاروی نے امیر معاویہ کے باغی ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔ آئیے خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ اپنے مخالفین کے بارے میں یہی نظریہ رکھتے ہیں؟ اس کے جواب میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ اعلانات ملتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ :

یزید بن ہارون عن شریک عن ابی العنبر

عن ابی البختری قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ عَنِ أَهْلِ الْجَمَلِ
قَالَ قِيلَ أَمْشِرِكُونَ هُمْ قَالَ وَمِنَ الشِّرْكِ فَزُودُوا
قِيلَ أَمْنَا فَيَقُولُونَ هُمْ قَالَ إِنَّ أَمْنًا فَتَيْنَ لَا يَذْكُرُونَ
اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا قِيلَ فَمَا هُمْ قَالَ إِخْفَا أَمْنًا بَعُثُوا
عَلَيْنَا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۵ ص ۲۵۶ تا ۲۵۷ کتاب الجمل
حدیث نمبر ۱۹۶۰۹ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: ابوالبختری کہتا ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ جمل کے
شریک لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ مشرک ہیں؟ فرمایا وہ تو
شرک سے دُور بھاگ گئے۔ کہا گیا پھر وہ منافق ہیں؟ فرمایا منافق تو
اللہ تعالیٰ کا بہت کم ذکر کرتے ہیں۔ (اور یہ لوگ تو بکثرت یاد الہی میں
مصروف رہتے ہیں) پوچھا گیا۔ پھر یہ کیا ہیں؟ فرمایا۔ ہمارے بھائی ہیں
ہمارے خلاف محاذ آرائی پر اتر آئے۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

حدثنا عمر بن ایوب الموصلی عن جعفر بن
برقان عن یزید بن الاصم قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ
عَنْ قَتْلَى يَوْمَ صَفِّينَ فَقَالَ قَتَلْنَا وَقَتَلَهُمْ فِي الْجَنَّةِ
وَيَصِيرُ الْأَمْرُ إِلَى وَالِي مَعَاوِيَةَ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۵ ص ۳۰۳ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:

یزید بن الاصم کہتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین

میں قتل ہونے والوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔ ہمارے مقتولین اور امیر معاویہ کے مقتولین دونوں جنتی ہیں۔ مولا علیؑ اور امیر معاویہؓ کی طرف لوٹتا ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

حدثنا يزيد بن هارون عن الحسن بن الحكم بن زيد بن العارث قال كنت إلى جندب عمار بن ياسر بصفيين وركبتي فمست ركبتاه فقال رجل كفر أهل الشام فقال عمار لا تقتلوا ذالك بديننا ونبيهم وأصل قبلكنا وقبلكهم وأجدد وأصل قبلكهم قوم مفئذون حيارؤا عني الحق فحق علينا أن نقاتلهم حتى يرجعوا إلينا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۲۹۰ تا ۲۹۱)

ترجمہ:

زید بن عارث کہتے ہیں۔ کہ جنگ صفین میں میں حضرت عمار بن یاسر کے پہلو میں تھا۔ اس طرح کہ میرا گھٹنا ان کے گھٹنے سے ٹکراتا تھا۔ ایک آدمی بولا شامیوں نے کفر کیا۔ اس پر عمار بن یاسر بولے۔ یوں نہ کہو۔ ہمارا اور ان کا بنی ایک ہمارا اور ان کا قبیلہ ایک ہے۔ لیکن وہ لوگ فتنہ کی نظر ہو گئے اور حق سے ہٹ گئے۔ لہذا جب تک وہ واپس حق کی طرف نہیں آتے۔ ہم ان سے لڑنے کا حق رکھتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی یہ مینوں احادیث اور بخاری کی وہ حدیث جو درج ہے۔ دونوں کا تقابل کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ علامہ السیوطی رحمہ اللہ علیہ

کا سب موضوع کہنا نہایت مضبوط ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے مقابلہ میں لڑنے اور تہل ہونے والوں کو اپنا بھائی اور مسلمان قرار دیں۔ جناب سمار یا سمر اپنے مخالفین کے متعلق نسبت کفر کرنے پر ڈانٹ پلائیں۔ اور محدث ہزاروی انہیں باغی اور دوزخی کہیں۔ اور پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قادم ہونے کا دعویٰ؟ درحقیقت ان دونوں حضرات کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ اس لیے ہر سنی کو وہی مسلک اختیار کرنا چاہیئے۔ جو جمہور کا ہے۔ وہ یہ کہ صحابہ کرام کے باہمی تنازعات اور اختلافات تقدیر پر مبنی تھے۔ کسی طرف سے کوئی خود غرضی اور اسلام دشمنی نہ تھی۔ اپنے اپنے اجتہاد کے اعتبار سے دونوں فریق اپنے آپ کو سچا سمجھ کر مخالفت کرتے رہے۔ اور جب بھی انہیں اپنی خطا کا احساس ہوا۔ تو اس پر شرمندگی کا اظہار کیا۔ کسی نے اپنے مد مقابل کو نہ کافر کہا۔ نہ فاسق و منافق۔ بلکہ ایسا سوچنے والوں کو بھی منع کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو
کافر و منافق نہیں سمجھتے تھے

نوٹ:

یاد رہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں صحیح اسناد کے ساتھ کتب شیعہ میں کافر و منافق ہونے کا فتوے نہیں دیا گیا۔ جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب قرب الاستناد کے یوں الفاظ موجود ہیں۔

قرب الاستناد:

جعفر عن ابیہ ان علیاً علیہ السلام کان یقول

لَا هَلْ حَرِيْبُهُ إِنَّا لَمْ نَقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَهُمْ وَكَمْ
نَقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَنَا وَلِإِخْتَارِائِنَا عَلَى حَقِّ
وَرَأَوْا اللَّهَ عَلَى حَقِّ.

(قرب الاستناد جلد اول ص ۴۵)

ترجمہ: امام جعفر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ
فرمایا کرتے تھے۔ اپنے ساتھ جنگ کرنے والوں کے بارہ میں ہم نے
ان سے جنگ ان کے کافر ہونے کی وجہ سے نہیں کی اور نہ ہی انہوں
ہمارے ساتھ ہمارے کافر ہونے کی وجہ سے کی لیکن ہم اپنے آپ کو حق
پر سمجھتے تھے۔ اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔

قرب الاستناد:

جعفر عن ابیہ اَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكُنْ يُنْسِبُ
اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ حَرِيْبِهِ اِلَى الشَّرْكِ وَلَا اِلَى النِّفَاقِ وَ
لَكِنْ يَقُوْلُ هُمْ اَخَوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا.

(قرب الاستناد جلد اول ص ۴۵)

ترجمہ: امام جعفر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ جنگ کرنے والوں کے بارہ میں مشرک
اور منافق ہونے کی نسبت نہیں فرماتے تھے۔ لیکن فرماتے تھے وہ
ہمارے بھائی ہیں انہوں نے ہم پر بغاوت کی۔

ملحاح فکر یہ:

قارئین کرام غور فرمائیں شیعوں کے ایک نہایت بڑے مجتہد عبداللہ ابن جعفر
قی جو کہ امام حسن عسکری کے اصحاب سے ہے۔ وہ سندائہ اہل بیت کے ساتھ

دو حدیثیں نقل کرتا ہے جن کو آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔ یہ دونوں حدیثیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہیں۔ آپ نے امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں واضح الفاظ ہیں کہہ دیا ہماری اور ان کی لڑائی اس لیے نہیں تھی کہ وہ ہمیں کافر جانتے یا ہم انہیں کافر جانتے بلکہ اس بنا پر ہوئی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے بارہ میں ان کا ہمارے ساتھ بھگڑا ہوا باوجود اس بات کے کہ ہم اس میں بے قصور تھے۔ جیسا کہ نیز گنجِ حُصنۃ ترجمہ پنج البلاغہ ص ۴۴ میں واضح الفاظ موجود ہے۔ کہ ہماری لڑائی صرف خونِ عثمان کی وجہ ہوئی۔ ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔ جس کا واضح معنی یہ ہے کہ انہوں نے ہم سے لڑائی کی ہے وہ خطا اجتہادی کی وجہ سے کی ہے۔ یعنی وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔ اس کے باوجود کہ وہ حقیقت میں حق پر نہیں تھے۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ان کو کافر اور نہ مشرک کہتے ہیں۔ بلکہ وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ لیکن انہیں ہم پر خدشہ ہو گیا۔ کہ عثمان غنی کے قتل میں ہمارا ہاتھ ہے جس کی وجہ سے انہوں نے بغاوت کی۔ اب قارئین کرام ہی فیصلہ کریں کہ شیعہ لوگوں کا ایک بڑا مجتہد عبداللہ ابن جعفر قتی تو امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو اپنے امام حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اتباع کرتے ہوئے نہ انہیں کافر اور منافق سمجھتا ہے اور نہ ہی ان کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہے۔ بلکہ ان کی خطا اجتہادی کا قائل ہے۔ اس کے مقابلہ میں محمود ہزاروی امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو کافر و منافق سمجھتا ہے۔ آپ ہی فیصلہ کریں کیا محمود ہزاروی شیعہ ہے۔ یا شیعوں کا بھی امام ہے۔ آخر میں ہم ایک عمر بن عبدالعزیز کی روایت اور خواب کا ذکر کے اس الزام کے جوابات کو ختم کرتے ہیں۔

امیر معاویہؓ اور علی المرتضیٰؓ کے درمیان اللہ

اور اس کے رسولؐ کی عدالت سے فیصلہ

کتاب الروح؛

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ عُمَرَ ابْنِ
عَبْدِ الْعَزِيزِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَالْبُوَيْرِ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَالِسَيْنِ
عِنْدَهُ فَسَلَّمْتُ وَجَلَسْتُ فَبَيَّنَّا أَنَا جَالِسًا إِذْ أَقْبَى
بِعَلِيِّ وَمُعَاوِيَةَ فَأَدْخِلَا بَيْتًا وَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِمَا
الْبَابُ وَأَنَا أَنْظُرُ فَمَا كَانَ بِأَسْرَعَ مِنْ أَنْ خَرَجَ
عَلِيٌّ وَهُوَ يَقُولُ قُضِيَ لِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَمَا كَانَ
بِأَسْرَعَ مِنْ أَنْ اخْرَجَ مُعَاوِيَةَ عَلَى أَثَرِهِ وَهُوَ يَقُولُ
خُفِرَ لِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔

(کتاب الروح مصنفہ ابن قیم ص ۲۶ مطبوعہ

بیروت جدید)

ترجمہ: عمر بن عبد العزیز کہتے ہیں۔ میں نے خواب میں سرکارِ دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ اور ابو بکر و عمرؓ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے
تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ اور بیٹھ گیا۔ اس دوران حضرت علی المرتضیٰؓ
اور امیر معاویہؓ کو لایا گیا۔ انہیں دروازے سے اندر داخل کیا گیا۔ اور دروازہ

بند کر دیا گیا۔ اور میں دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد علی المرتضیٰ رحمہ باہر تشریف لائے۔ اور کہہ رہے تھے۔ خدا کی قسم! میرے سحر حق میں فیصلہ کیا گیا ہے پھر تھوڑی سی دیر کے بعد امیر معاویہ بھی آگئے۔ اور وہ کہہ رہے تھے۔ رب کعبہ کی قسم! مجھے معاف کیا گیا ہے۔

ملخص فکریہ :

حضرت عمر بن عبدالعزیز کو علماء نے راشد خلیفہ کہا۔ مالک بن انس کا کہنا ہے کہ میں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھنے والا پایا۔ ایسی شخصیت اپنے خواب کے ذریعہ انکشاف کرے۔ کو علی المرتضیٰ اگرچہ حق پر تھے۔ اور فیصلہ اسی لیے اُن کے ارے میں ہوا۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول سے امیر معاویہ کو بھی معافی مل گئی۔ وہاں سے تو معافی مل گئی۔ لیکن محدث ہزاروی سے معافی نہ مل سکی۔ تارمین کرام! آپ بالآخر یہی نتیجہ اخذ کریں گے۔ کہ ان حضرات کی لغزشوں کو غلوں کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول نے معاف کر دیا۔ لیکن محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کی ہرزہ سرائی اور ان حضرات کی بارگاہ میں گستاخی قابلِ گرفت ہے۔ اور انہیں منافع، کافروں کا رشتہ و فاسق قرار دینے والے خود ان القاب کے مستحق ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۱۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدعا، کہ معاویہ کاپیٹ نہ

بھرے

معاویہ باغی کوتین بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو غلط کھنے کو بتلایا۔ یہ باغی روٹی کھاتا رہا نہ آیا۔ سورہ انفال پارہ ۹ رکوع ۱۷ میں ہے۔

ایمان کا دعویٰ کرنے والو! جب اللہ کا رسول تمہیں بلائے تو سب کچھ چھوڑ کر حاضر ہو جاؤ۔ صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۲۵ پر ہے۔ یہ روٹی کھاتا رہا نہ آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا آتَشَبِعَ اللَّهُ بَطْنَكَ۔ اللہ اس کاپیٹ نہ بھرے اسی طرح دنیا سے بھوکا مرا۔

جواب اول:

محدث ہزاروی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں واقعہ جس انداز میں بیان کیا۔ وہ سراسر جھوٹ اور کذب پر مبنی ہے نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کو تین مرتبہ آواز دی۔ اور نہ ہی انہوں نے ہر مرتبہ انکار کیا۔ اور روٹی کھانا نہ چھوڑی۔ بلکہ مسلم شریف کا جو حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کی عبارت اور واقعہ کچھ اس انداز میں مذکور ہے۔

مسلم شریف:

عَنْ ابْنِ حَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصَّبْيَانِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ قَالَ فَجَاءَ فَحَطَّافِي حَطَاءً ذَاً وَقَالَ اذْهَبْ اذْغِ لِي مَعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ قُلْتُ هُوَ يَا كُلُّ قَالَ لَسْتُ

قَالَ لِي اِذْ هَبْ فَادْعَ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ فَصَيَّتُ فَقُلْتُ هُوَ
يَا كُلُّ فَتَّالٍ لَا اَشْبَحَ اللّٰهُ بَطْنَهُ۔

(مسلم شریف جلد دوم صفحہ نمبر ۲۲۵)

ترجمہ کنجی: ابن عباس کہتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ پس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ نے
مجھے باہر کیا۔ اور فرمایا جاؤ معاویہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ میں گیا تو وہ اس وقت
روٹی کھا رہے تھے۔ میں واپس آگیا۔ آپ نے دوبارہ بلانے کو بھیجا۔
میں نے واپس آکر پھر کہا۔ وہ روٹی کھا رہے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔
ابن اس کے پیٹ کو سیر نہ کرے۔

مسلم شریف سے ہی بحوالہ محدث ہزاروی نے دیا تھا۔ اور اس میں لکھا کہ معاویہ
روٹی کھاتا رہا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پرواہ نہ کی۔ آپ قارئین بتائیں کہ کیا
مسلم شریف میں وہ مضمون ہے۔ جو محدث ہزاروی نے پیش کر کے امیر معاویہ رض کو
موردِ اِزام ٹھہرایا۔ معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی کے دل میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ
سے بغض و حسد اس قدر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ کہ وہ اس کی خاطر احادیث کو
تورنے سے بھی باز نہیں آیا۔ اسی حدیث کو بمعہ تشریح ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے
قلم سے مٹینے۔

تطهير الجنان:

رَوَى مُسْلِمٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ
يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَجَاءَ كُهُْلٌ تَبَيَّ ظَهْرُ وَكُوَارِي
مِنْهُ فَجَاءَ لَهُ وَضَرَبَ ضَرْبَةً بَيْنَ كَتِفَيْهِ ثُمَّ
قَالَ اِذْ هَبْ فَادْعَ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ فَصَيَّتُ فَقُلْتُ

هُوَ يَأْكُلُ شَرَفًا اِذْهَبَ قَادُغٌ فِي مَعَاوِيَةَ فَسَالَ
فَجِدْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ قَالَ لَا اَشْبَعُ اللّٰهُ بَطْنُكَ وَلَا
تَقْصُ عَلَى مَعَاوِيَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ اَمْ لَّا اَنَا الْاَوَّلُ
فَلَا تَنْهَ لَيْسَ فَيَسُوْنُ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ لِمَعَاوِيَةَ رَضِ
رَسُوْلُ اللّٰهِ يَدْعُوْكَ فَكَبَّ طَاءً وَرَأَيْتُمَا يَحْتَمِلُ اَنَّ
ابْنَ عَبَّاسٍ لَمَّا رَآهُ يَأْكُلُ اسْتَمَجَى اَنَّ يَدْعُوْهُ فَجَاءَ
وَاشْخَبَ السَّيْفُ بِأَنَّهُ يَأْكُلُ وَكَذَلِكَ فِي الْمَرْوَةِ
الْثَّانِيَّةِ.

رقطہ پیر الجنتان ص ۲۸ / الفصل الثالث

ترجمہ: امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ذکر کی کہ یہ ایک مرتبہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ تو حضور تشریف
لائے۔ آپ کو دیکھ کر ابن عباس بھاگ کھڑے ہوئے اور چھپ گئے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ اور ان کے کندھوں
کے درمیان تھپکی دے کر فرمایا۔ جاؤ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤ۔ چنانچہ ابھی
عباس گئے۔ اور واپس آکر اطلاع دی۔ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے
دو بارہ بلائے کے لیے بھیجا۔ ابن عباس نے اس مرتبہ بھی عرض کیا۔
وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ اس کے پیٹ کو
میر نہ کرے۔ اس حدیث سے معاویہ رضی اللہ عنہ پر کوئی
اعتراض و نقص نہیں آتا۔ کیونکہ اس میں کہیں یہ موجود نہیں کہ ابن عباس رضی
نے جا کر معاویہ سے کہا ہو۔ آپ کو حضور بلا رہے ہیں۔ اس پیغام
کے سننے کے بعد انہوں نے کھانا چھوڑا نہ ہو۔ بلکہ یہ احتمال بے شک

ہے۔ کہ جب ابن عباس انہیں بلانے گئے۔ اور دیکھا کہ وہ کھانا کھانے میں مصروف ہیں۔ تو از روئے شرم انہیں پیغام پہنچائے بغیر واپس آکر حقیقت حال بیان کر دی ہو۔ اسی طرح دوسری مرتبہ بھی ہوا ہو۔

جواب ثانی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو محدث ہزاروی
امیر معاویہ کے حق میں بددعا سمجھ بیٹھا

حدیث مذکورہ میں آپ نے ابن جریج کی تشریح دیکھی۔ انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس حدیث سے الزام و اعتراض کرنا بے سود قرار دیا۔ دراصل حدود بعض نے محدث ہزاروی کی آنکھیں ان حقائق سے اندھ کر دی ہیں۔ اس لیے اسے اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے۔ حدیث مذکورہ سے جب یہ ثابت کیا گیا۔ کہ امیر معاویہ نے حضور کا ارشاد نہ مانا۔ تو پھر اس پر سورہ انفال کی آیت پیش کر کے اس کی مخالفت کا الزام دھرمارا۔ اور یہاں تک لکھ دیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک نہ کہنے کی وجہ سے آپ نے بھوکا مرنے کی بددعا دی۔ اور پھر امیر معاویہ کا انجام ایسا ہی الزام مسلم نے اسی حدیث کو مناقب امیر معاویہ میں ذکر کر کے محدث ہزاروی کے عزائم پر خاک ڈالی۔ محدثین کرام اسے ان کی منقبت کہیں۔ اور محدث ہزاروی لقمی نظر آتا ہے۔ یہ حدیث جس باب میں درج ہوئی۔

امام مسلم نے اس باب کو ان الفاظ سے ذکر کیا ہے۔

بَابُ مَنْ لَعَنَهُ الْبَيْتِيُّ أَوْ ذَعَا عَلَيْهِمْ وَلَيْسَ هُوَ أَهْلًا ذَاكَ الْكَانَ
لَهُ زَكَاةٌ وَأَجْرًا وَرَحْمَةٌ۔

اس باب میں وہ احادیث مذکور ہوں گی۔ جو بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی کے لیے رحمت کی دُوری یا بددعا نظر آتی ہے۔ حالانکہ مذکورہ شخص اس کا اہل نہیں۔ تو اسے کا ایسا فرمان اس شخص کے گناہوں کی معافی، ثواب اور رحمت کا موجب ہو جاتا ہے۔

شرح کامل للنووی علی المسلم:

وَقَدْ فِيهِ مُسْلِمٌ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ مَعَاوِيَةَ
لَمْ يَكُنْ مُسْتَحَقًّا لِلدُّعَاءِ عَلَيْهِ بِوَقْلِهِ هَذَا إِذْ خَلَهُ
فِي هَذَا الْبَابِ وَجَعَلَهُ غَيْرُهُ مِنْ مَنَاقِبِ مَعَاوِيَةَ
لَا نَهَى فِي الْحَقِيقَةِ يُصَيِّرُ دُعَاءَ لَهُ۔

(شرح کامل للنووی علی المسلم ص ۲۲۵)

ترجمہ: امام مسلم نے اس حدیث سے یہ سمجھا کہ امیر معاویہ اس بددعا کے مستحق نہ تھے۔ اس لیے امام مسلم نے اسے اس باب میں ذکر کیا۔ لیکن دوسرے محدثین نے اسے امیر معاویہ کے مناقب میں شمار کیا۔ کیونکہ درحقیقت یہ ان کے لیے دعا بن گئی۔

اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ:

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ هَذَا الْحَدِيثَ بِعَيْنِهِ لِمَعَاوِيَةَ وَ
أَتْبَعَهُ يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَشْكُرُ طُ
عَلَى رَفِيٍّ فَقُلْتُ إِنَّمَا أَنْتَ بَشَرٌ أَنْضَى كَمَا يُرْضَى الْبَشَرُ

وَأَغْضِبُ كَمَا يَغْضِبُ الْبَشَرُ فَإِنَّمَا أَحَدُ دَعْوَتِ عَلَيْهِ مِنْ أُمَّتِي
يَدْعُوهُ أَنْ يَجْعَلَ هَالِكُهُ ظُهُورًا وَرَاوِدًا وَحَرْبَةً يَقْرَبُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، جلد چہارم ص ۲۸۶ مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ: امام مسلم نے اس حدیث کو امیر معاویہ کے بارے میں ذکر کیا اور
اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی ذکر کیا۔ وہ میں نے اپنے رب
پر یہ شرط رکھی ہے۔ کہ میں بھی ایک بشر ہوں۔ اور مجھے بھی عام بشروں کی
طرح خوشی یا کسی پرغصہ آجاتا ہے۔ سو جس کسی امتی پر میں بددعا کروں۔ تو
اللہ تعالیٰ اس کو اس امتی کے حق میں قیامت کے دن پاکیزگی کناد اور اپنے
قرب کا سبب بنا دے گا۔

البدایہ والنهايہ :

عن ابن عباس قَالَ كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الْعُلَمَاءِ فَإِذَا
رَسُولُ اللَّهِ قَدْ جَاءَ فَقُلْتُ مَا جَاءَ إِلَّا إِلَى فَاحِشَاتٍ
عَلَى بَابِ قُبَاءٍ فِي قَفْطَانِي قَفْطَانًا أَوْ خَطَاءَ تَيْنِ ثُمَّ قَالَ أَذْهَبُ
فَارْعُ لِي مَعَاوِيَةَ وَكَانَ يَكْتُبُ الرِّحَى قَالَ فَذَهَبْتُ
فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَقِيلَ إِنَّهُ يَأْكُلُ فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ فَقُلْتُ إِنَّهُ
قَادِعُهُ فَاتَيْتُ الثَّانِيَةَ — فَاحْبِرْتُهُ فَقَالَ
فِي الثَّلَاثَةِ لَا أَشْبِعُ اللَّهَ بَطْنُهُ قَالَ فَمَا شَبِعَ بَعْدَ
هَذَا قَدْ انْتَفَعَ مَعَاوِيَةَ بِهَذِهِ الدُّعْوَةِ فِي دُنْيَاهُ
وَآخِرَاهُ أَمَا فِي دُنْيَاهُ فَإِنَّهُ لَمَّا صَارَ إِلَى الشَّامِ أَمِيرًا
كَانَ يَأْكُلُ فِي الْيَوْمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ يُجَاءُ بِتِرْصَعَةٍ

فِيهِ الْخَيْرُ كَثِيرٌ وَبَصَلَ قِيًّا كُلُّ مِنْهَا وَ يَأْكُلُ فِي الْيَوْمِ
 سَبْعَ أَكْلَاتٍ يَلْعَمُ وَمِنَ الْحُلَى وَالْفَاكِهَةِ
 شَيْئًا كَثِيرًا أَوْ يَتَقُولُ وَاللَّهُ مَا أَشْبَعَ وَإِنَّمَا أَعْيَا
 وَهَذَا مِنْ نِعْمَةٍ وَمَعْدَةٌ يَزْعَبُ فِيهَا كُلُّ الْمُلُوكِ
 وَأَمَّا فِي الْآخِرِ فَقَدْ اتَّبَعَ مُسْلِمٌ هَذَا الْحَدِيثَ
 بِالْحَدِيثِ الَّذِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهُمَا
 مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَأَيُّمَا عَبْدٍ
 سَبَّيْتَهُ أَوْ جَلَدْتَهُ أَوْ دَسَّوْتُ عَلَيْهِ وَلَيْسَ لَكَ
 أَهْلًا فَاجْعَلْ ذَلِكَ كَفَّارَةً وَقُرْبَةً تَقَرَّبَهُ بِهَا
 عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَكَرَ مُسْلِمٌ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ
 وَهَذَا الْحَدِيثُ قِصَّةٌ بِمَعَاوِيَةَ.

اللبد اایة والنہایة جلد ۱ ص ۱۱۹ تا ۱۲۰ مطبعہ ماہیروت

(جدید)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کے ساتھ کھیل میں مشغول
 تھا کہ آپ اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں سمجھا کہ آپ میری
 طرف آئے ہیں۔ لہذا میں ایک دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ میرے
 پاس تشریف لائے۔ اور مجھے ایک یاد دہن کیا دیں۔ پھر فرمایا۔ جاؤ
 جا کر معاویہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ معاویہ وہی لکھا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ
 میں گیا اور آواز دی۔ تو کہا گیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ میں نے جب تیسری
 مرتبہ ہی الفاظ اکر دیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اس کا

پیٹ نہ بھرے۔ کہتے ہیں کہ پھر اس کے بعد معاویہ کا پیٹ نہ بھرا۔
 اس دعاء کا نفع انہوں نے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اٹھایا۔
 دنیا میں اس طرح کہ جب وہ شام کی طرف بحیثیت امیر روانہ ہوئے۔ تو وہ
 روزانہ سات مرتبہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ بہت بڑے پیالہ میں بھرت گشت
 ہوتا۔ اور لہسن و پیاز ہوتا۔ وہ کھاتے تھے۔ اور دن میں سات مختلف
 خوراکیں کھاتے کبھی گشت کبھی حلہ کبھی پھل اور دوسری بہت سی اشیاء اور
 کہتے۔ خدا کی قسم! پیٹ نہیں بھرا۔ لیکن تھک گیا ہوں۔ یہ ایسی نعمت ہے
 کہ بادشاہوں کی مغرب و مطلب ہوتی ہے۔ اور آخرت میں اس کا
 فائدہ یوں کہ امام مسلم نے اس حدیث کے بعد ایک اور حدیث ذکر فرمائی
 جسے امام بخاری وغیرہ نے کئی طریقوں سے ذکر کیا ہے۔ اور صحابہ کرام کی ایک
 جماعت اس کی راوی ہے۔ وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ
 سے عرض کی۔ اے اللہ! میں ایک بشر ہوں۔ لہذا تقاضائے بشریت
 کے مطابق اگر کسی بندے کو برا بھلا کہوں یا اس کو کوڑے سے ماروں
 یا اس کے لیے بد دعاء کروں۔ لیکن وہ اس کا مستحق نہ ہو۔ تو اس کو اس
 بندے کے لیے قیامت کے دن گناہوں کا کفارہ اور اپنی قربت کا ذریعہ
 بنا دینا۔ امام مسلم نے حدیث اول کے ساتھ دوسری حدیث اس لیے
 ذکر کی۔ تاکہ اس کو فضیلت معاویہ سمجھا جائے۔

ملحہ فکریہ:

قارئین کرام! یہی حدیث جس کی تشریح مختلف محدثین کرام سے نقل کی ہے
 حقیقت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی دلیل ہے۔ لیکن محدث
 ہزاروی واحد محدث ہے۔ جسے اس میں امیر معاویہ کی توہین یا بے عزتی نظر

اُن۔ اپنے سرا اگر کوئی اور محدث اس کا ہم نوا ہوتا۔ تو ضرور اس کا نام بھی لیا جاتا۔ محدثین کرام نے چند وجوہ سے اسے منقبت معاویہ کی دلیل بنایا اور اس کے خلاف کی تردید کی۔ پہلی بات یہ کہ امیر معاویہ قابلِ نفرت تب ہو گئے کہ ابن عباس جاکر انہیں یوں عرض کرتے۔ وہ آپ کو باہر اللہ کے رسول کھڑے بلا رہے ہیں۔ پھر اس کے جواب میں وہ نہ اٹھتے اور کھانے میں مشغول رہتے۔ ابن عباس نے روٹی کھاتے دیکھ کر واپسی کا راستہ لیا۔ اور اگر واقعہ حضور کو بیان کر دیا۔ دوسرا یہ کہ ابن عباس نے جب آپ کا ارشاد سن کر امیر معاویہ کے دروازہ پر جا کر آواز دی۔ تو کسی نے جواب دیا وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ بس یہی جواب سن کر واپس لوٹ آئے۔ جواب دینے والے کو یہ نہ کہا۔ کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد رہے ہیں۔ تیسرا یہ کہ امام مسلم نے اس حدیث کے ساتھ ایک اور حدیث ذکر فرمائی۔ جو ایسی احادیث کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی بتاتی ہے۔ یعنی امیر معاویہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ان کے لیے باعثِ نفع ہوا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی آپ کی اس بدعا سے وہ بہرہ ور ہو گئے۔ یہ اس طرح کہ ایک مرتبہ آپ نے ابوذر غفاری سے فرمایا۔ جو آدمی کلمہ پڑھ لیتا ہے۔ وہ جنتی ہو گا۔ ابوذر نے عرض کی۔ اگرچہ وہ زانی اور چور ہو؟ میں مرتبہ اسی کے جواب میں آپ نے فرمایا۔ اگرچہ وہ زانی اور چور ہو۔ اور پھر فرمایا۔ ابوذر کی ناک کاٹ لو۔ ہو۔ یہ ان کے لیے بددعا نہ تھی۔ بلکہ محبوب کی طرف سے ایک پیار بھرا کلام تھا۔ اسی لیے ابوذر جب بھی یہ روایت بیان کرتے ساتھ ہی رُغمِ انتِ ابی ذر بٹے پیار سے بیان کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہایتِ عطا فرمائے۔ اور حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۱۳

معاویہ شراب پیتا اور پلاتا تھا

مسند امام احمد جلد ۵ ص ۳۴ معاویہؓ سوکھاتا تھا طحاوی جلد ۲ ص ۶۲

۱۱ نساء میں ایسے پر غضب و لعنت ہے۔ مذکورہ الزام میں دو وعدہ طعن دیئے گئے ہیں

طَعْنُ اَوَّلُ بِاجَابِ اَوَّلِ

دو چونکہ الزام مذکور میں دو وعدہ الزامات ہیں۔ ایک یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شراب پیتے اور پلاتے تھے۔ بحوالہ مسند امام احمد اور دوسرا یہ کہ وہ سو سو خوارق تھے۔ بحوالہ طحاوی ان دونوں کا ہم بالترتیب جواب دیتے ہیں۔ پہلے الزام کا جواب دینے سے قبل مسند امام احمد کی مذکور عبارت مکمل طور پر درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لیے پہلے وہ ملاحظہ ہو۔

مسند امام احمد بن حنبل:

حد ثنا عبد اللہ حدثني ابي حد ثنا زيد بن الجباب
حد ثنا حسين حدثني عبد الله بن بريده
قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَ اَبِي عَلَى مُعَاوِيَةَ فَاجْلَسْنَا عَلَى الْفُرُشِ
شَرَبْنَا شَرَبًا طَعَامًا فَآكَلْنَا ثُمَّ اتَيْنَا بِالشَّرَابِ

فَشَرِبَ، مَعَاوِيَةَ ثَقَرْنَا وَقَالَ أَفِي ثَقَرًا قَالَ مَا شَرِبْتُ شَيْئًا
مُنْذُ حَزَرْتُمَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مسند امام احمد بن حنبل جلد پنجم ص ۳۲۷

مطبوعہ بیروت جدید

ترجمہ: عبداللہ بن بریدہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے والد ایک مرتبہ
امیر معاویہ کے پاس گئے۔ انہوں نے ہمیں خوشنقین پر بٹھایا۔ پھر کھانا
لایا گیا۔ ہم نے کھایا۔ پھر شراب لائی گئی۔ معاویہؓ نے اسے پیا۔ پھر میرے
والد کو پیالہ پکڑ لیا۔ اس کے بعد امیر معاویہؓ نے کہا جب تک سرکارِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسے حرام کیا۔ میں نے نہیں پیا۔

حدیث کی سند میں تین راوی مجروح ہیں۔ یعنی زید بن حباب، حسین ابن واقد اور عبداللہ
بن بریدہ۔ ان تین راویوں کے مجروح ہونے کی وجہ سے یہ حدیث اس درجہ کی نہیں۔ کہ اس
سے حضرت امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ پر شراب نوشی کا الزام لگایا جاسکے۔ ان تینوں پر بالترتیب
جرح ملاحظہ ہو۔

زید بن حباب

میزان الاعتدال:

وَقَدْ قَالَ ابْنُ مَعِينٍ أَحَادِيثُهُ عَنِ الثَّوْرِيِّ
مَقْلُوبَةٌ وَقَالَ أَحْمَدُ ضَعْفٌ وَفِي كَثِيرٍ

الْخَطَاءِ (میزان الاعتدال جلد اول ص ۳۲۲ مطبوعہ مصر قدیم)

ترجمہ: ابن معین نے کہا کہ زید بن حباب کی امام ثوری سے بیان کردہ احادیث
میں تغذیم و تاخیر ہے۔ اور امام احمد نے اس کے بارے میں کہا۔ آدمی
توسپا ہے۔ لیکن غلطیاں بہت کرتا ہے۔

سان المیزان:

زید بن حباب ذکرہ البَنَانِي فِي الْحَافِلِ وَقَالَ يَرْوِي
عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ يَخَالِفُ فِي حَدِيثِهِمْ قَالَ قَالَ السَّبْتِي
الْبَنَانِي يَعْنِي ابْنَ حَبَابٍ وَفِيهِ نَظَرٌ -

لسان الميزان جلد دوم ص ۵۰۳ حروف الزاء مطبوعہ بیروت
طبع جدید)

جھکھا: زید بن حباب کے بارے میں بنانی نے الحافل میں ذکر کیا۔ اور
کہا کہ وہ ابو معشر سے روایت کرتا ہے۔ اور اس کی حدیث میں مخالفت
کرتا ہے۔ بنانی نے کہا اس میں نظر ہے۔

التهذيب:

وَكَانَ يَضْبُطُ الْأَلْفَاظَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ لَكِنْ
كَانَ كَثِيرَ الْخَطَا وَذَكَرَهُ ابْنُ حَبَابٍ
فِي الثَّقَاتِ وَقَالَ يُخْطِئُ يُعْتَبَرُ حَدِيثُهُ إِذَا رَوَى
عَنِ الْمُشَاهِيرِ يَرَوْنَ أَمْثَارَ وَائْتُهُ عَنِ الْمَجَاهِدِ لِقَفِيهِمَا
الْمُنَاجِيءُ -

رقبہ ذیب التہذیب جلد سوم ص ۴۰۳ - ۴۰۴ مطبوعہ
بیروت جدید)

جھکھا: زید بن حباب الفاظ حدیث معاویہ بن صالح سے ضبط کرتا تھا
لیکن غلطیاں بکثرت کرتا ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقہ راویوں میں
ذکر کیا ہے۔ اور کہا کہ غلطیاں بھی کرتا ہے۔ اس لیے اس کی وہ
روایات کو معتبر ہوں گی جو مشہور حضرات سے روایت کرے گا

لیکن مجبور لوگوں سے اس کی روایت تو ان میں مناکیر میں۔

حسین بن واقد

میزان الاعتدال،

وَأَسْتَنْكَرَ أَحْمَدُ بَعْضَ حَدِيثِهِمْ وَحَرَّكَ
رَأْسَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَرْضَهُ لَمَّا قِيلَ لِيَا أَتَاهُ رَوَى
هَذَا الْحَدِيثَ -

(میزان الاعتدال جلد اول ص ۲۵۷ مطبوعہ مصر)

قدیم)

ترجمہ: امام احمد نے حسین بن واقد کی بعض احادیث کو منکر بتایا اور
اپنا سر ہلا کر یہ بتایا کہ وہ اس سے راضی نہیں یہ اس وقت کیا جب انہیں
کہا گیا کہ حسین بن واقد نے یہ حدیث روایت کی ہے۔

تہذیب التہذیب،

وَقَالَ ابْنُ حَبَّانَ كَانَ عَلَا قَضَاءَ مَرْثُ وَكَانَ
مِنْ خِيَارِ النَّاسِ وَوَبَّاهُ أَخْطَاءَ فِي الرِّوَايَاتِ.....
وَقَالَ الْعَقِيلِيُّ أَنْكَرَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدِيثَهُمْ
وَقَالَ الْأَثَرُ قَالَ أَحْمَدُ كُفِيَ أَحَادِيثُهُمْ زِيَادَةً مَا
أَدْرِي أَهِيَ شَيْءٌ وَتَقْصُرُ يَدُهُ وَقَالَ الشَّاجِي
فِيهِ دَفْطَرٌ -

تہذیب التہذیب جلد دوم ص ۳۷۳-۳۷۴ حروف الحاء

مطبوعہ بیروت جدید)

جہاں : ابن جہان نے کہا کہ حسین بن قاقدم و کاقاضی تھا۔ اور اچھے لوگوں میں سے تھا۔ اور بسا اوقات روایات میں غلطی کرتا تھا عقیل نے کہا۔ کہ امام احمد بن حنبل نے اس کی حدیث کو منکر کہا اور ارشاد میں نے امام احمد کا قول نقل کیا۔ کہ ان کے نزدیک حسین بن قاقدا حدیث میں زیادتی کرتا تھا مجھے اس کی وجہ معلوم نہیں۔ اور اپنا ہاتھ بھاڑ دیا۔ ساجی نے کہا اس میں نظر ہے۔

عبداللہ بن بریدہ

تہذیب التہذیب:

قَالَ أَبُو زُرْعَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ قَالَ الدَّاقُظِيُّ فِي كِتَابِ
النِّكَاحِ مِنَ السُّنَنِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ
احمد بن حنبل سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ مِنْ أَبِيهِ شَيْئًا
قَالَ مَا أَدْرِي عَائِشَةَ مَا يُرْوَى عَنْ بَرِيدٍ عَنْهُ وَضَعْتُ حَدِيثَهُ
وَقَالَ ابْرَاهِيمُ الْحَرَبِيُّ عَبْدُ اللَّهِ أَتَمَّ مِنْ سُلَيْمَانَ وَلَمْ
يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ مَا وَفِيهِمَا رَوَى عَبْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ
أَحَادِيثًا مُتَّكَرَةً۔

(تہذیب التہذیب جلد پنجم ص ۱۸۵ حروف عین)

جہاں : ابوزرعہ کہتا ہے۔ کہ عبداللہ بن بریدہ نے عبداللہ بن عمر سے کچھ نہیں سنا۔ اور داؤقظی نے کتاب النکاح میں (سنن سے) فرمایا کہ اس نے حضرت عائشہ سے کچھ بھی نہ سنا۔ محمد بن علی جوزجانی نے کہا۔ کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا۔ کہ کیا عبداللہ نے اپنے باپ بریدہ سے حدیث کی سماعت کی ہے؟ امام احمد نے جواب دیا۔ کہ وہ جو عام روایتیں اپنے

باپ سے بیان کرتا ہے۔ میں ان کو نہیں جانتا۔ امام احمد بن حنبل نے اس کی حدیث کو ضعیف قرار دیا۔ ابراہیم حربی کا کہنا ہے کہ عبداللہ بن بریدہ اپنے بھائی سلیمان بن بریدہ سے اتم ہے لیکن ان دونوں نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا۔ عبداللہ بن بریدہ جو احادیث اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ وہ منکر ہیں۔

لمحہ فکریہ:

جس حدیث کے زور سے محدث ہزاروی جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شہرہ ملی ثابت کرتا ہے۔ اس کے راویوں میں سے ایک وہ جو کثیر الخطا دوسرے کی احادیث کا امام احمد بن حنبل انکار کرتے ہیں۔ اور تیسرے کی یا تو سماعت ہی ثابت نہیں اور اگر ہے تو ان کی مناکیر کی بھرمار۔ ایسے راویوں کی حدیث سے ایک صحابی رسول پر اتنا بڑا الزام لگانا شرم آنی چاہیے تھی۔ خاص کر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر معاویہ کے بارے میں ہادی اور مہدی ہونے کی دعاء مانگنا احادیث مصمیمہ سے ثابت ہے۔ تو پھر اس سخت مجروح حدیث کی حدیث مصحیح کے مقابلہ میں کیا وقعت تھی۔ اس پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے۔ ایک شخص ”و محدث“ ہوتے ہوئے پھر جان بوجھ کر کاتبِ وحی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس قسم کی گھٹیا حرکت کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حدیث بغض بڑے بڑے دانشوروں کو اندھا کر دیتے ہیں۔

طعن اول کا جواب دوم

حدیث کے الفاظ میں مطابقت نہیں ہے

ہم نے پہلے حدیث ذکر کی تھی کہ اس کے راویوں پر گفتگو کی جا سکے۔ اب نفس روایت پر بحث کرتے ہیں۔ آپ اگر تھوڑا سا بھی تامل فرمائیں گے۔ تو روایت مذکورہ میں غلط مطلق جائے گا۔ اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ جن تین راویوں پر ہم نے جرح ذکر کی ہے۔ ان میں سے ہر ایک سے اس امر کی توقع ہو سکتی ہے۔ ایک کثیر الخطا اور دوسرا بجزئت زیادتی کرنے والا اور تیسرے کی احادیث میں مناکیر کی بھرمار۔ ان سے الفاظ حدیث میں کمی بیشی اور غلطی ہر ایک شئی ممکن ہے۔ اور حدیث زیر بحث میں یہ ہے بھی ترجمہ دیکھئے۔ ”و امیر معاویہ نے شراب پی۔ اور پھر میرے والد کو پیش کرنے کے بعد کہا۔ کہ میں نے اس وقت سے شراب نہیں پی جب سے حضور نے اسے حرام قرار دے دیا۔ یعنی پی بھی رہے ہیں۔ اور انکار بھی کر رہے ہیں۔ یہ تناقض اس حدیث میں بالکل موجود ہے۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ اس میں زیادتی ہوئی ہے۔

دوسری بات یہ کہ احمد بن حنبل نے روایت مذکورہ کو جس باب کے تحت درج کیا اس کا عنوان یہ ہے۔ ”ما جاء في اللبن و شربه و حبلہ۔ یعنی وہ احادیث جو دودھ کے پینے اور دوہنے وغیرہ کے متعلق ہیں۔ چونکہ یہ باتیں حلال و جائز ہیں اس لیے اس باب میں شراب کا پینا پلا نا کہاں آٹھکا۔ اس سے بھی اس امر کی تقویت ہوتی ہے

کہ یہ زیادتی کسی راوی نے داخل کر دی ہے۔ اصل میں نہ تھی۔

تیسری بات یہ کہ اس روایت کو امام احمد بن حنبل نے ہی ذکر کیا۔ ان کے بعد حافظ نور الدین علی بن ابی بکر نے مجمع الزوائد میں اسے ذکر کیا۔ لیکن وہاں اس کی عبارت کچھ پھوڑ دی گئی ہے۔ جس کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ عبارت یہی ہوگی۔ مجمع الزوائد میں مذکور اس روایت کو ملاحظہ فرمائیں۔

مجمع الزوائد:

عن عبد الله بن بريده قال دخلت مع أبي علي معاوية فاجلسنا على الفرائش ثم اتينا بالطعام فاكلنا ثم اتينا بالشراب فشرب معاوية ثم قال لا أرى شراً قال معاوية كنت أجمل بشباب قريش وأجود فثغراً وما من شيء أجده لذّة كما كنت أجده وأنا شاب عذراء اللبن ولا نسان حسن الحدِيث يُعَدُّ ثَمَنِي..... وفي كلام معاوية شيء تركته.

مجمع الزوائد جلد پنجم ص ۴۲ مطبوعہ بیروت

(طبع جدید)

ترجمہ: عبداللہ بن بریدہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ امیر معاویہ کے پاس گیا۔ انہوں نے ہمیں فرش پر بٹھایا۔ پھر کھانا لایا گیا۔ ہم نے کھایا۔ پھر شراب لائی گئی۔ تو امیر معاویہ نے اُسے پیا۔ پھر میرے والد کو دی۔ پھر معاویہ نے کہا۔ میں قریش کا خوبصورت لڑکا تھا۔ اور بہت خوش طبع تھا۔ میں اپنے جوانی کے عالم میں دودھ جیسی لذت کسی اور چیز میں نہ پاتا

اور خوش گفتار آدمی کی مجھ سے باتیں کرنا مجھے بہت اچھا لگتا تھا۔۔۔۔۔
معاویہ کے کلام میں کچھ حصہ میں نے چھوڑ دیا ہے۔

توضیح :

مجمع الزوائد کی مذکورہ عبارت میں ”ما شر بتہ منذ حرمہ رسول اللہ“ کے الفاظ موجود نہیں۔ ساتھ ہی حافظ نور الدین حیشی نے تصریح کر دی ہے کہ اس روایت میں امیر معاویہ کے کلام میں زیادتی تھی جسے میں نے چھوڑ دیا ہے۔ اور وہ زیادتی تقابلی جائزے سے ہی نظر آتی ہے۔ جو امام احمد بن حنبل کی مسند میں تو ہے لیکن یہاں نہیں۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ محدث ہزاروی کا یہ کہنا کہ جس شراب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا امیر معاویہ نے اسی کو پیا۔ بالکل اپنی طرف سے ”حرام شراب“ پینا ثابت کر کے امیر معاویہ پر الزام تراشی کی ہے۔

طعن اول کا جواب

جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ ”ما شر بتہ منذ حرم رسولہ“ کے الفاظ کسی راوی نے زیادہ کیے ہیں۔ تو باقی رہا یہ معاملہ کہ وہ شعراتینا بالشراب“ میں جس شراب کا ذکر ہے۔ پھر وہ کون سی تھی۔ تو لفظ شراب کا لغت میں معنی دیکھنے سے یہ عقیدہ بھی حل ہو جاتا ہے۔ وہ المنجد، نے لکھا ”الشراب“ ہر ایک ایسی شئی جو پی جاتی ہو۔ اس کی جمع اشربہ ہے۔ اس لغوی معنی کے پیش نظر عبارت کا مفہوم یہ ہوا۔ ”پھر ہمیں کوئی پینے کی چیز دی گئی اس کو معاویہ نے بھی پیا“ اس صورت میں امیر معاویہ پر شراب (حرام) پینے کا الزام کس طرح درست ہوا۔ اور اگر شراب

سے مراد معروف شراب بھی ہو۔ تو اس کی کئی اقسام ہیں۔ گندم، جو، انگور، اور کھجور سے تیار کی گئی شراب۔ ان میں سے احناف کے نزدیک انگور سے تیار کی گئی نشہ آور شراب حرام ہے۔ دوسری شرابوں میں اگر سُکر کی حد تک نہ پی جائے۔ تو حجاز کا قول ہے یہ بہیل تنزیل ہم نے اس لیے کہا۔ کہ محدث ہزاروی کو بھی اپنے حنفی ہونے کا اقرار ہے۔ اس لیے وہ اپنا مسلک خوب سمجھتے ہوں گے۔ لہذا اگر جو، گندم یا کھجور سے تیار کردہ شراب منگو اگر امیر معاویہ نے خود بھی پی۔ اور ہمازل کو بھی دی۔ تو حدِ سُکر سے کم کو استعمال کرنے میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ احمد عبدالرحمن شارح مسند امام احمد نے اس سے استدلال کیا ہے۔ کہ انگور کے سوا دوسری اشیاء سے تیار کی گئی شراب تھوڑی مقدار میں کہ جس سے نشہ نہ ہو جائز ہے۔ اس کے حوازی کے قائل ابو بکر صدیق، فاروق اعظم اور ان کی اقتداء میں امام ابو یوسف ہیں۔

الفتاح الربانی شرح مسند امام احمد بن حنبل:

يَحْتَمِلُ أَنَّ هَذَا الشَّرَابَ كَانَ مِنَ اللَّبَنِ الَّذِي ذُكِرَ
 مِنْ غَيْرِ الْعَيْبِ وَأَنَّ مَعَاوِيَةَ شَرِبَ مِنْهُ قَدَرًا
 لَا يَسْكُرُ وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَبِهِ قَالَ
 أَبُو حَنِيفَةَ إِنَّ مَا اسْكُرَ كَثِيرٌ مِنْ غَيْرِ الْعَيْبِ
 يَحِلُّ مَا لَا يَسْكُرُ مِنْهُ۔

(الفتاح الربانی شرح مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱۷)

ص ۱۱۵ مطبوعہ قاہرہ طبع جدید

ترجمہ: یہ احتمال ہے کہ شراب امیر معاویہ نے منگوائی اور خود بھی پی۔ وہ ایسی

شراب ہو جو انگور کے علاوہ کسی اور چیز کی بنائی گئی ہو۔ اور پھر امیر معاویہ

نے اسے اس قدر پیا ہو۔ کہ اس سے نشہ نہ آیا ہو۔ تحقیق ابو بکر و عمر

سے مروی ہے۔ اور یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔ کہ انگور کے علاوہ کسی چیز کی
بنی ہوئی شراب اس قدر پینا جائز ہے۔ جس سے نشہ نہ آئے اور اگر نشہ آئے
تو ممال نہیں ہے۔

ملخص فکریا :

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی پر حرام شراب پینے چلانے کی ہمت
جس روایت سے محدث ہزاروی نے لگائی تھی۔ اس کا تفصیلی رد آپ نے دیکھا اول
تو شراب کے بارے میں جو پی گئی یہ الفاظ ”حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ“، راوی کے اضافہ
کردہ تھے۔ اور جن تین راویوں کا ہم ذکر کر آئے ہیں۔ ان سے اس کی توقع کی جاسکتی ہے
لہذا جب تک اس شراب کے بارے میں یہ امر معلوم نہ ہو کہ وہ واقعی حرام تھی۔
(یعنی انگور سے مخصوص طریقہ سے بنائی گئی تھی)۔ تو ایک صحابی اور کاتب وحی پر بغیر سوچے
سمجھے اتنا بڑا الزام لگانا بے ایمانی سے کم نہیں۔ جب کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان کے بارے میں ہادی ہمدی ہونے کی دعاء بھی فرمائی ہو۔ دوسرا یہ کہ لفظ شراب
اگر عام لغوی معنی میں لیا جائے۔ تو محدث صاحب بھی بارہا بلکہ روزانہ یہ پیتے
پلاتے ہوں گے۔ اور اگر اس سے مراد نشہ آور ہی سہی تو پھر بھی انگور کے سوا دوسری
اشیاء سے تیار کردہ شراب جبکہ نشہ کی حد تک استعمال نہ کی جائے۔ تو اسے پینا
ابو بکر صدیق و عمر فاروق جائز سمجھتے ہیں۔ بہر حال انگوری شراب کا استعمال روایت مذکورہ
سے ثابت کرنا بہت بعید ہے۔ اس لیے اس روایت سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کو مطعون کرنا خود ملعون ہونے کے مترادف ہے۔

طحاوی کی اصل عبارت

طحاوی کے حوالے سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سو و غور ثابت کیا گیا ہے۔
اور پھر سو و غور پر قرآن کریم کی آیات سے لعنت اور غضب کا استحقاق ثابت کر کے انہیں
معاذ اللہ ملعون اور غضوب علیہ کہا گیا۔ طحاوی کی مذکورہ عبارت ملاحظہ ہو۔
طحاوی شریف:

حد ثنا یونس قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرني
ابن لهيعة عن عبد الله بن هبيرة السبائي عن ابي
تميم الجيثالي قال اشكرى معاوية بن ابي سفيان
قلادة ففنيها تبرؤ و تبرجد و توكؤ و ياقوت
بستحياء و دينار فقام عبادة بن الصامت حين
طلع معاوية المنبر اوحين صلى الظهر فقال
الا ان معاوية اشكر الربا و آكله الا ان
في النار الى حلقه طحاوی شریف جلد ۲ ص ۵، مطبوعہ

بیروت جدید باب القلادہ تباع بذهب
ترجمہ: (بمذون اسناد) تميم جيثالي سے روایت ہے کہ معاویہ بن سفيان
نے ایک ہار خرید جس میں سونا، زبرجد، موقی اور یاقوت لگے ہوئے
تھے۔ اس کی چھ سو دینار قیمت ادا کی۔ پھر جب امیر معاویہ منبر پر چڑھے یا
جب نماز ظہر سے فارغ ہوئے۔ تو عبادہ بن الصامت نے اٹھ کر کہا۔
”اگاہ ہو جاؤ، معاویہ نے سو و غور یا اور اسے کھایا۔ خبر ارا وہ طلق تک آگ میں ہے“

طعنِ دوم کا جوابِ اول

روایت مذکورہ مجروح ہے۔ کیونکہ اس کے راویوں میں سے ایک راوی ”ابن لہیعہ“ پر جرح کی گئی ہے۔ (ابن لہیعہ کا نام عبداللہ بن لہیعہ بن عقیل ہے۔)

تہذیب التہذیب:

قال البخاری عن الحمیدی کان یحیی بن سعید لا یراہ شیئاً وقال ابن المدینی عن ابن الہمدی لا أحمل عنہ قلیلاً ولا کثیراً..... وقال محمد بن المنذر ما سمعت عبد الرحمن یحدث عنہ قط وقال نعیم ابن حماد سمعت ابن مہدی یقول لا اعتد بشئی سمعته من حدیث ابن لہیعہ..... وقال ابن قتیبہ کان یقرأ علیہ ما لیس من حدیثہ یعنی فضعت بسبب ذلک وحکی الساجی عن احمد بن صالح کان ابن لہیعہ من الثقات الا انه اذا لقن شیئاً حدث بہ وقال ابن المدینی قال لی بشر بن السری لورایت ابن لہیعہ ثم تحمل عنہ وقال عبد الکریم بن عبد الرحمن النسائی عن ابیہ لیس بثقة وقال ابن معین کان ضعیفاً لا یحتج بحدیثہ کان من شاء یقول له حدثنا وقال ابن خراش کان

يَكْتُبُ حَدِيثَهُ اِخْتَرَقَتْ كُتُبُهُ فَكَانَ مَنْ جَاءَ بِشَيْءٍ
قَرَأَ عَلَيْهِ حَتَّى لَوْ وَضَعَ أَحَدٌ حَدِيثًا وَجَّاهَ بِهِ إِلَيْهِ
قَرَأَهُ عَلَيْهِ قَالَ الْخَلِيفَةُ فَمِنْ ثَمَرِ طِلْمَانَا كَيْفِي رِوَايَتِهِ لِسَائِلِهِ
..... وقال مسعود عن الحاكم لم يقته يد الكذب
وإنما حدثت من حفظه بعد اختراق كتبه
فأخطأ وقال الجوزجاني لا يؤقف على حديثه
ولا ينبغي أن يحتج به ولا يختبر بروايته -

(تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۳۷۷ تا ۳۷۸)

ترجمہ: امام بخاری حمیدی سے نقل کرتے ہیں۔ کہ یحییٰ ابن سعید ابن لہیعہ
کو لاشی سمعتا تھا۔ اور ابن مدینی ابن ہمدی سے ذکر کرتا ہے کہ ابن لہیعہ سے
تھوڑی زیادہ کسی مقدار میں حدیث کو اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہوں۔
محمد ابن ثنی نے کہا کہ میں نے عبدالرحمن سے یہ دہرایا کہ اس نے کوئی حدیث
ابن لہیعہ کو سنائی، ہر نعیم بن حماد کا قول ہے کہ ابن ہمدی نے فرمایا مجھے
اس حدیث پر کوئی اعتبار نہیں جو ابن لہیعہ بیان کرتا ہو۔ ابن قتیبہ نے کہا
کہ ابن لہیعہ کے سامنے کچھ ایسی روایات پڑھی جاتی تھیں جو اس کی روایت
کردہ حدیث سے نہ ہوتیں۔ اسی وجہ سے ابن قتیبہ نے اس کی حدیث
کو ضعیف قرار دیا ہے۔ حاجی ابن صالح سے بیان کرتا ہے کہ ابن لہیعہ
اگرچہ ثقہ تھا۔ لیکن ایک کمزوری یہ تھی کہ جب بھی کوئی روایت اس سے بیان
کرتا تو بلا سوچے سمجھے اگے بیان کر دیتا تھا۔ ابن مدینی نے کہا کہ مجھے
بشر ابن سری نے کہا کہ اگر تو ابن لہیعہ کو دیکھے۔ تو اس کی کسی روایت
کو نہ لے۔ امام نسائی اپنے باپ سے ناقل کہ ابن لہیعہ کو انہوں نے

ثقف نہیں کہا۔ ابن معین نے ضعیف کہا۔ اور اس کی کسی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔ کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کہہ دیتا ہے۔ ابن خراش کا کہنا ہے۔ کہ ابن ہبیدہ عادیث کو لکھ لیا کرتا تھا۔ جب اس کی کتابیں جل گئیں۔ تو پھر جو آیا وہ کہہ دیا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ اپنی طرف سے بنا کر بھی حدیث بتا دیا کرتا تھا غیظ نے کہا کہ اسی وجہ سے اس کی روایات میں بکثرت مناکیر ہیں اس سے جو حدیثیں غلط طویان ہوئیں۔ انہیں قبول نہ کیا جائے۔ مسعودی کا کہنا ہے۔ کہ ابن ہبیدہ نے جھوٹ کا قیغہ تو نہ کیا۔ لیکن اپنی کتابیں جل جانے کے بعد اس نے اپنی یادداشت کے مطابق جو روایت کرنا چاہی کہ وہی۔ اس بناء پر اس میں خطا ہوئی۔

ملحاح فی کرمیہ:

یہ تھی اس روایت کی منزلت کہ جس سے محدث ہزاروی ایک جلیل القدر صحابی پر سو دشواری ہونے کی ہمت لگا رہا ہے۔ اس نے ایک راوی کا یہ حال کہ قول ابن ہبیدہ اس سے قلیل و کثیر کسی طور پر بھی کوئی روایت ذکر کرنا درست نہیں۔ کیونکہ اپنی کتابیں ضائع ہو جانے کے بعد یہ غیر محتاط ہو گیا تھا۔ ایسے راوی کی روایت کس طرح حجت بنتے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اور پھر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی طرف اس قول کی نسبت کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ یہی بات طحاوی شریف کے حاشیہ میں مرقوم ہے۔

حاشیہ طحاوی شریف:

لَا يَتَوَهَّمُ أَنَّ عِبَادَةَ وَهُوَ صَحَابِيٌّ جَلِيلٌ حَسَبَ أَكْثَرِ
الرَّجُلِ وَأَنَّ كِبِيرَهُ مِنَ الْكِبَرِ الْكَبَائِرِ إِلَى مَعَاوِيَةَ
وَهُوَ مِنْ كِبَائِرِ الصَّحَابَةِ وَخِيَارِهِمْ وَفَقَّاهِهِمْ
مَعَ أَنَّ الصَّحَابَةَ كُنْزُ عُدُوِّهِمْ وَمُجْتَنِبُونَ

عَلَى مَا ظَلَمُوا۔ (طحاوی شریف جلد ۵ ص ۷۵)

ترجمہ: یہ وہ ہم ہرگز نہ کیا جائے۔ کہ حضرت عبادہ ایسا جلیل القدر صحابی سود جیسے اکبر الکبار کو اس شخص کی طرف نسبت کرتا ہے۔ جو بزرگ، فقیہ اور بہترین صحابی ہے۔ حالانکہ تمام صحابہ کرام عادل ہیں۔ مجتہد ہیں۔ جیسا کہ علماء کا ارشاد ہے۔

طعن دوم کا جواب دوم

بصورت تسلیم اس حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ ہمارے صرف سونا کے مقابلہ میں دینار نہیں تاکہ ایک جنس ہونے کی صورت میں زیادتی کو سود کہا جائے۔ فقہ حنفی میں ایک اصول اسی بارے میں ہے۔ کہ اگر ہمارے سونا، موتی وغیرہ لگے ہوں۔ تو اس ہمارے کو ایسی چیز کے بدلہ میں خریدنا جائز ہے جس کی قیمت سونا چاندی سے زائد نہ ہو۔ تاکہ سونے کے برابر سونا اور لقیہ اشیاء کے لیے بھی کچھ عوض بن جائے۔ عنایہ میں اس کی وضاحت یوں ہے۔

عناية شرح هداية:

الْأَوَّلُ أَنْ يَكُونَ وَزْنُ الْفِضَّةِ الْمُدَّةِ أَزِيدَ
وَزْنِ الْفِضَّةِ الَّتِي مَعَ غَيْرِهَا وَهُوَ جَائِزٌ
لأنَّ مَقْدَارَ مَا يُقَابَلُهَا وَالزَّائِدُ يُقَابَلُ الْغَيْرِ
فَلَا يَفْضِي إِلَى الْإِثْمِ۔

(عنایہ شرح ہدایہ بر حاشیہ فتح القدیر جلد ۵)

ص ۷۵ مطبوعہ مصر جدید

ترجمہ: اول صورت یہ ہے کہ چاندی اکیلی کا وزن اس چاندی سے زیادہ ہو جس کے ساتھ اور چیزیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ اور یہ جائز ہے۔

کیونکہ چاندی کے مقابلہ میں چاندی ہو جائے گی۔ اور زائد ان دوسری اشیاء کے مقابلہ میں آجائے گا۔ لہذا سود نہ بنے گا۔

مذکورہ حدیث میں چونکہ اس بات کی تصریح نہیں کہ اس میں سونا چھ سو دینار کے وزن کے برابر تھا یا کم و بیش۔ اس لیے ممکن ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے باریں لگے سونے کو چھ سو دینار سے زائد یا کم سمجھ کر اسے ربا قرار دیا ہو۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سوچا ہو کہ ہمارے سونے کے بدلہ میں سونا اور زائد اشیاء کے مقابلہ میں کچھ زائد رقم۔ اسی کی تائید میں طحاوی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

طحاوی شریف:

حدثنا ابن مرزوق قال حدثنا ابو عاصم عن مبارک
عن الحسن أنه كان لا يراى باسأان يباع السيف المفضض
بالدراهم أكثر مما فيه تكون الفضة والسيف
بالفضل۔

(طحاوی شریف جلد چہارم ص ۷۶ تا ۷۷ مطبوعہ بیروت)
ترجمہ: ابن مرزوق نے کہا کہ ہمیں ابو عاصم نے مبارک عن حسن سے یہ روایت سنائی کہ وہ (حسن) اس خرید و فروخت کو برا نہیں سمجھتے تھے کہ کوئی شخص ایسی تلوار بچے جس پر چاندی چڑھی ہوئی ہو اور اس کے بدلہ میں اتنی رقم (درہم) سوا کرے۔ جو وزن میں اس سے زائد ہو۔ یہ جائز اس لیے ہے کہ چاندی کے بدلہ میں چاندی ہو جائے گی۔ اور زائد درہم چاندی کا معاوضہ بن جائیں گے۔ (لہذا سود نہ بنے گا۔)

طعن دوم کا جواب سوم

امام طحاوی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن الصامت کے مابین

اختلاف کا پس منظر توں بیان کیا۔

طحاوی شریف :

حد ثنا اسماعیل ابن یحییٰ المزنی قال حد ثنا محمد
ابن ادريس قال اخبرنا عبد الوهاب بن عبد المجيد
عن ايوب السختياني عن ابي قلابه عن ابي الاشعث
قال كُتِبَ فِي عَزَاةٍ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ فَأَصْبَتَا ذَهَبًا وَفِضَّةً
فَأَمَرَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا أَنْ يَبِيعَ لَهَا النَّاسَ فِي عِطِيَّتَاتِهِمْ
قَالَ فَتَنَّا نَزَعَ النَّاسُ فِيهَا فَقَامَ عِبَادَةُ فَتَهَا مَ قَرَدُوهَا
فَأَقَى الرَّجُلُ مُعَاوِيَةَ فَشَكَى إِلَيْهِ فَقَامَ مُعَاوِيَةُ حَمِيلًا
فَقَالَ مَا بَالُ رَجُلٍ يُحَدِّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ أَحَادِيثَ يَكْذِبُونَ
فِيهَا عَلَيْهِ لَمْ نَسْمَعْهَا فَقَامَ عِبَادَةُ فَقَالَ وَاللَّهِ لَنُحَدِّثَنَّ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ وَإِنْ كَرِهَ مُعَاوِيَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ لَا تَبِيعُوا
الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ وَلَا لَبْرًا بِاللَّبْرِ وَلَا
الشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ وَلَا التَّمَرَ بِالتَّمْرِ وَلَا الْمِلْحَ بِالْمِلْحِ إِلَّا سَوَاءٌ
بِسَوَاءٍ يَدَا بَيْدٍ عَيْنَا بَعَيْنٍ -

طحاوی شریف جلد چہارم ص ۷۷، باب الربوا

تسبیح کا

الاولا شعث کہتے ہیں کہ ہم ایک جنگ میں تھے۔ اور امیر معاویہ ہمارے سردار تھے۔ ہمیں اس جنگ سے بہت ساسونا چاندی ہٹا کر دیا۔ امیر معاویہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں سے عطیات کے بدلے میں ان کے پاس یہ بیچا جائے اس میں لوگوں نے جھگڑا کھڑا کر دیا۔ پس حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اور انہیں اس سے روک دیا۔ لوگوں نے سونا چاندی واپس کر دیا۔ وہی شخص امیر معاویہ کے پاس آیا۔ اور شکایت کی۔ امیر معاویہ نے خطبہ دیتے ہوئے کہا۔ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ اور وہ ان حدیثوں کو رسول اللہ کی کہہ کر آپ پر جھوٹ باندھ رہے ہوتے ہیں۔ ہم نے وہ حدیثیں سنی تک نہیں ہوتیں۔ یہ سنتے ہی حضرت عبادہ بن صامت کھڑے ہو گئے۔ اور بولے خدا کی قسم! ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بیان کریں گے۔ اگرچہ معاویہ کو اچھا نہ لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سونا، سونے کے بدلے، چاندی، چاندی کے بدلے، گندم، گندم کے بدلے، جو، جو کے بدلے۔ کھجوریں، کھجوروں کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے برابر برابر بیچے جائیں۔ اور دست بدست بیچے جائیں۔

توضیح:

اس وضاحت سے پس منظر یہ نظر آیا کہ دونوں صحابیوں کے نزدیک سونا چاندی وغیرہ مذکورہ اشیاء کا لین دین ضرور برابر برابر ہونا چاہیئے۔ ورنہ سود بن جائے گا۔ لیکن ممکن ہے دست بدست کی شرط حضرت عبادہ بن صامت کے نزدیک تو ہو۔ اور امیر معاویہ اس شرط کو نہ مانتے ہوں۔ اس اختلاف کی دو وجوہ ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ

عبادہ بن صامت کے پاس ”دست بدست“ کی شرط حدیث سے ثابت ہوا اور امیر معاویہؓ نے جو حدیث سنی ہو، اس میں ”ویدایید“ کی قید نہ ہو، یا پھر دونوں نے اس صورت میں اپنے اپنے اجتہاد کو سامنے رکھا ہو۔

قابلِ توجہ:

حضرت عبادہ بن الصامت کے ساتھ ابتدا میں امیر معاویہؓ کا اختلاف تو موجود ہے۔ لیکن جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک ”دست بدست“ کی شرط ذکر فرمائی۔ تو اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خاموشی منقول ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید قبل ازیں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک یہ الفاظ ”ویدایید“ شاید نہ سنے ہوں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دونوں کے درمیان اصل اختلاف ہمارا اس کے معاوضہ میں چھ سو دینار دینے پر نہ تھا۔ بلکہ اس شرط کے ہونے اور نہ ہونے پر تھا۔

فاعتبروا یا اولی البصار

الزام نمبر ۱۴

معاویہ رضی اللہ عنہ نے بغاوت کی ۹۹ جنگوں
میں ایک لاکھ ستر ہزار مسلمان حافظِ قرآنِ سنت
شہید کروائے

جواب:

مذکورہ الزام میں دو باتیں بہت اہم ہیں۔ اول ۹۹ جنگیں اور دوم ایک لاکھ ستر ہزار
حفاظ کی شہادت۔ عبارت بالا میں محدث ہزاروی نے زبانی جمع خرچ سے کام لیا
ہے۔ اور دونوں باتوں کا ثبوت کسی مستند حوالہ سے نہیں دیا۔ اسی لیے ایسے لوازمات
کوئی وزن نہیں رکھتے۔ بہر حال حد و بغض کی پٹی چڑھ جانے کی وجہ سے محدث مذکور کو
حقیقت حال ہرگز دکھائی نہ دے گی۔ بیک جنبشِ قلم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو باغی قرار دے کر ان تمام شہداء کا خون ان کے سر تقوٰیٰ کیا۔ جو مختلف لڑائیوں میں
شہید کر دیئے گئے۔ لیکن ان لڑائیوں کی اصل وجہ اور جڑ کی تھی؟ کاش اسے بھی بیان کیا
جاتا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا چالیس دن تک پانی بند رکھا گیا۔ اور پھر پانی بند
کرنے والوں نے جس بے دردی سے انہیں شہید کر دیا۔ اور ان کے کفن و دفن تک
غلل اندازیاں کیں۔ یہ لوگ کون تھے؟ ان کی نشان دہی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ انہی
کارستانیوں کی وجہ سے جنگِ جمل و صفین ہوئیں۔ ایسے عظیم المرتبت خلیفہ رسول کے

خون کے پیاسوں کا ذکر نہ کر کے محدث ہزاروی نے بڑی انتہی کی ہے۔ امیر معاویہ کی ذات پر سب دہشتم سے پہلے ان وجوہات کا ذکر بھی ضروری ہونا چاہیے تھا۔ جن کی وجہ سے معاملہ اس قدر خراب ہوا۔ لیکن سارا زور امیر معاویہ کو کافرو منافقین پر صرف کیا گیا۔ قاتلان عثمان سے چپ سا دم رکھی۔ شاید ان سے رشتہ داری تھی۔ اور ممکن کہ عقیدت میں وہ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کے امام ہوں۔ کیونکہ ان کے نزدیک قاتلان عثمان نہ باغی ہیں۔ اور نہ ہی قتل عثمان میں ان کا کوئی برم قصور ہے۔ افسوس صد افسوس! کہ ان لوگوں نے یہ الزام قاتلان عثمان پر دھرنے کی بجائے حضرت امیر معاویہ پر دھریا۔ محدث ہزاروی کے برعکس ان شہداء کی وجہ شہادت جو جلیل القدر صحابہ کرام نے بیان فرمائی۔ ذرا اسے ملاحظہ کریں۔

ہزار ہا مسلمان شہداء کی شہادت کا سبب جلیل القدر صحابہ کی نہانی سنیں
عبداللہ بن سلام: طبقات ابن سعد:

قال اخيرنا عمرو بن العاصم قال اخبرنا هام
 قال حدثني قتادة عن ابي المليح عن عبد الله
 بن سلام قال ما قُتِلَ نَبِيٌّ قَطُّ اِلَّا قُتِلَ بِهٖ سَبْعُونَ
 اَلْفًا مِنْ اُمَّتِهٖ وَلَا قُتِلَ خَلِيفَةٌ قَطُّ اِلَّا قُتِلَ بِهٖ مِائَةٌ
 وَ ثَلَاثُونَ اَلْفًا۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۲ مطبوعہ بیروت)
 (طبع جدید)

ترجمہ: دیکھنا! جناب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
 کہ جب کبھی کسی پیغمبر کو قتل کیا گیا۔ تو اس کی امت میں سے ستر ہزار لوگ
 قتل کیے گئے۔ اور جب کبھی کسی خلیفہ کو قتل کیا گیا۔ تو اس کے بدلہ میں ۳۵ ہزار
 اشخاص کو جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔

توضیح:

سیدنا عبداللہ بن سلامؓ اُن صحابہ کرامؓ میں سے ہیں جو عظیم المرتبت ہیں۔ آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے قتل میں جو لوگ شریک تھے۔ بعد میں ہشید ہونے والوں کے یہی سر کردہ تھے۔ لیکن ہزاروی کو اتنی جرأت کہاں کہ ان لوگوں کے نام لے۔ جنہوں نے جنگ جمل اور صفین میں شرکت کی۔

حذیفہ بن الیمان: طبقات ابن سعد:

قال اخبرنا كثير بن هشام قال اخبرنا جعفر بن برقان قال حدثني العلاء بن عبيد الله بن رافع عن ميمون بن مهران قال لما قتل عثمان قال حذيفة هَكَذَا وَحَلَقَ يَدَهُ يَعْني عَشْرَةَ فَتَقِي فِي الْإِسْلَامِ فَتَقِي لَا يَرْفَعُ جَبَلٌ

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۰ ذکر ما قال الصحابہ رسول اللہ علیہ السلام)

ترجمہ: (بخلاف اسناد) جب عثمان غنیؓ رضی اللہ عنہ کو ہشید کر دیا۔ ترجمہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپ نے انگلیوں کو ٹکڑے کر کے ساتھ ملا کر دائرہ بنا کر فرمایا کہ اسلام میں اب اس طرح کا سوراخ پڑ گیا ہے کہ جس کو پہاڑ بھی نہیں بند کر سکے گا۔

توضیح:

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ رازدار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے شہادت عثمان کو ایسا رخ قرار دیا۔ جو کسی بڑے سے بڑے پہاڑ کے ڈالنے سے بھی پر نہ ہو سکے گا

مطلب یہ کہ آپ کے بعد میں اسی واقعہ پر لڑے جانے والی جنگوں میں یہی واقعہ کارفرما تھا۔

قاضی ابی بکر بن عربی: العواصر من القواصر:

وفي اعتقادي الشخصي ان كل من قتل من المسلمين
بأيدى المسلمين منذ قتل عثمان فاقمأثمه على قتلة
عثمان لا قهر فتحوا باب الفتنة ولا قهر واصلوا
تسعير نارها ولا قهر الدين او غير واحد والمسلمين
بعضهم على بعض فكما كافوا قتلة عثمان فاقهم
كافوا القاتلين لكل من قتل بعده ومنهم عمارة ومن
هو افضل من عمارة كطلحة والزبير الى ان انتهت
فتنتهم بقتلهم عليا نفسه وقد كافوا من جندهم
وفي الطائفة التي كان قائما عليها.

(العواصر من القواصر ص ۱۰۰ مطبوعه بيروت)

طبع جدید

ترجمہ: میرے ذاتی اعتقاد کے مطابق یہ بات ہے کہ حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد جو مسلمان دوسرے مسلمانوں کے ہاتھوں
(ناحق) قتل کیے گئے ان تمام قاتلوں کا مجموعی گناہ حضرت عثمان کے قاتلوں
پر بھی ہوگا۔ کیونکہ اس فتنہ کے دروازے کو انہوں نے سب سے پہلے
کھولا۔ اور اس فتنہ کی آگ سب سے پہلے انہوں نے جلائی۔ اور انہوں نے
مسلمانوں کے درمیان بغض و حسد کی ابتداء کی۔ تو جب وہ عثمان غنی کے
قاتل ٹھہرے تو پھر ان کے بعد تمام قتل ہونے والوں کے بھی وہ قاتل قرار

پائیں گے۔ ان میں سے حضرت عمار اور ان سے بھی بہتر جیسا کہ طلحہ اور زبیر بھی تھے۔ یہی فتنہ چلتے چلتے حضرت علی المرتضیٰ کے قتل تک ان پہنچا۔ حالانکہ یہ لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ اور ان پر آپ نگران بھی تھے۔

ملحہ فکریہ:

مذکورہ عبارات میں اس امر کی تصریح کی گئی ہے کہ مسلمانوں کے باہم قتل و غارت کے بانی وہ لوگ تھے۔ جو قتل عثمان غنی میں شریک تھے۔ انہی لوگوں کی بنا پر امیر مسلمہ افراق و اختلاف کا شکار ہوئی۔ اور بہت سی لڑائیاں اسی بنیاد پر ہمیشہ حضرت عثمان غنی کے قاتلوں کے بارے میں حضرت عائشہ، طلحہ، زبیر اور عمر و بن العاص وغیرہ صحابہ کرام کا مطالبہ یہ تھا۔ کہ ان سے غلیفہ وقت فوراً قصاص لے لیکن غلیفہ وقت حضرت علی المرتضیٰ نے بطور سیاست کچھ تاخیر بہتر سمجھی۔ دونوں طرف سے اختلاف وسیع ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ جنگ جمل اور صفین اور پھر دوحہ الجندل کے فیصلہ پر عدم اتفاق کی وجہ سے باہم لڑائیاں ہوئیں۔ اگر قتل عثمان غنی نہ ہوتا۔ تو یہ اختلاف بھی رونما نہ ہوتا۔ اور نہ ہی باہم مقاتلہ و مقابلہ کی فضاء قائم ہوتی۔ ان تمام خرابیوں اور نقصانات کی ابتداء قاتلانِ عثمان بنے۔ اس لیے بعد میں اختلاف کی بھینٹ چڑھنے والے صحابہ و تابعین انہیں کے کھاتے پڑیں گے۔ ذکر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے قاتل قرار پائیں گے۔ ان حالات میں محدث ہزاروی وغیرہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو موردِ لازم ٹھہرانا اور قاتلانِ عثمان سے چشم پوشی کر جانا بددیانتی نہیں۔ تو اور کیا ہو سکتا ہے۔ امیر معاویہ سیدہ عائشہ صدیقہ طلحہ اور زبیر وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و کمال جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے انہیں پیش نظر رکھ کر اور محدث ہزاروی، کے ”تبرکات“ کو دیکھیں۔ تو معاملہ الٹ ہی نظر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ تعصب کی پٹی اُٹار کر حق دیکھنے اور سمجھنے کی ہدایت عطا کرے۔ آمین۔

الزام نمبر ۱۵

امیر معاویہؓ نے محمد بن ابی بکر کو کھولتے ہوئے

تیل میں ڈالوا دیا

دین اسلام سے پہلے باغی معاویہ نے افضل الامحاب صدیق اکبر کے حاضر ذراکن و سنت فرزند محمد بن ابی بکر والی مصر کو قتل کر کے گھرے کی کھال میں تیل ڈال کر جلوا دیا۔ اور قرآن پاک میں ایک مومن کے قتل کرنے والے کا قطعی حکم ہے۔ جو مومن کو عمدًا قتل کرے فَجَزَاءُہٗ جَلَدٌ مِّمَّ خَالِدًا اَیْنَمَا وَخَضِبٌ اللّٰهُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہٗ وَاعَدَ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ۝۹۳ فسار ایت ۹۳۔

قرایسے کی جگہ جہنم ہے ہمیشہ اسے اس میں رہنا ہوگا۔ اور اس پر اللہ کا غضب ہے۔ اور لعنت اللہ کی اور اس نے اس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔ تعجب ہے کہ مٹا نے زیر پڑھتے ہیں۔ اور نہ سمجھتے ہیں۔ اور نہ ایمان لاتے ہیں۔

فائدہ:

یہ تو ایک مومن کے عمدًا قتل کی سزا ہے۔ اور معاویہ نے ایک لاکھ ستر ہزار مومن اضاہ و ہماجرین قتل کئے اور کرائے۔ اس پر جو مٹا نے رضی اللہ عنہ پڑھتے ہیں صاف معلوم ہوا کہ ایسے باغی قاتل المومنین پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قرآن کے ساتھ مخالفت اور کفر و جہالت

ہے۔ اور اس کے متعلق جن لوگوں نے یہ کہہ کر دستخط کر دیئے ہیں۔ کہ معاویہ کے متعلق ہم قرآن و سنت اور رسول کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتے۔ علماء و مشائخ کا فیصلہ تسلیم کرتے ہیں اور وہ ان کے ہم مسلک ٹانے کا فرو مرتد و زندیق ہو گئے۔ ایسا کہنے کرنے میں انہوں نے رسول اللہ کو گالی دی۔ اور مرتد ہو گئے۔ نہ ان کی امامت جائز نہ درس و تدریس۔ ان کی عورت کے طلاق ہو گئی۔۔۔

دکتاب الخراج مذہب سنی حنفی اور جو ان کا ساتھ دے وہ بھی انہی کے حکم میں ہے۔

وَمَنْ يَسْتَوْلِهُمْ مِنْكُمْ فَلَدُؤُهُمْ۔ وَلَا تَكُنْ كَوَالِدِ الَّذِينَ ظَلَمُوا

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الْبَرْقِ مَعَ الْقَائِلِينَ (حسام الحرمین صوارم ہندیہ)

ان تلامذوں نے اللہ رسول کا فیصلہ ناقابل تسلیم کیا۔ اور غیر اللہ کا فیصلہ تسلیم کیا۔ (ایم جی نواز میا نوالی۔ ایم اللہ رتہ۔ ایم ظہور الہی)

جواب اول :

الزام بالاکل روح دراصل یہ ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے والی جناب محمد بن ابی بکر کو قتل کروا کر گدھے کی کھال میں ڈلا کر جلوا دیا تھا۔ اس قتل ناحق کی وجہ سے وہ قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق ابدی جہنمی ہو گئے۔ یہ ایک قتل نہیں بلکہ ہزاروں ایسے قتل کرنے پر لوگ امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں شرانے نہیں بچ واقعہ قتل کئی ایک کتابوں میں موجود ہے لیکن محض کسی کتاب میں کسی واقعہ کے درج ہونے سے اس کی صحت نہیں ہو جایا کرتی کیونکہ تاریخی واقعات میں بہت سے ایسے واقعات درج ہیں۔ جو تحقیق کے میدان میں صحیح نہیں ہیں۔ یہی وجہ تھی۔ کہ حافظ ابن کثیر ایسا اعلیٰ پایا کا ناقد واقعات کو بلا لکھنے کے بعد یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ کہ میں نے یہ واقعات صرف اس لیے لکھے۔ کیونکہ طبری میں موجود تھے بحالانکہ مجھے ان سے اتفاق نہیں۔ اب مذکورہ واقعہ قتل کی طرف آئیے۔ مختلف کتابوں میں صرف واقعہ مذکور ہے۔ لیکن سند کا نام و نشان نہیں۔ ہاں صاحب طبری نے اس کی سند ذکر کی ہے سند ہی کسی واقعہ کی صحت و عدم صحت کا فیصلہ کیا کرتی ہے۔ طبری کی سند میں سب پہلا

راوی لوط بن یحییٰ ہے۔ کہ جس کے ذریعہ یہ واقعہ دوسرے لوگوں تک پہنچا۔ اس اولین راوی کے بارے میں درج ذیل کلمات ملاحظہ ہوں۔

میزان الاعتدال:

لوط بن یحییٰ ابو مخنف انخباری تَأْلَفَ لَا يُوثَقُ بِهِ تَرْكُهُ أَبُو حَاتِمٍ وَغَيْرُهُ وَقَالَ صُوفِي وَقَالَ ابْنُ مَعِينٍ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَقَالَ مُرَّةٌ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَقَالَ ابْنُ عَدَى يَتَّبِعُنِي مُحْتَرِقٌ۔

(میزان الاعتدال جلد دوم ص ۳۶ حرف اللام مطبوعہ مصر قدیم)

ترجمہ: ابو مخنف لوط بن یحییٰ قصہ کہانیاں بیان کرنے والا راوی ہے۔ ادھر ادھر کی جوڑ لیتا ہے۔ قابل وثوق نہیں ہے۔ ابو حاتم وغیرہ نے اسے ترک کر دیا۔ اور اسے ضعیف کہا۔ ابن معین اس کے ثقہ ہونے کی نفی کرتا ہے۔ اور مرہ نے بھی "لیس بشی" کہا ابن عدی کے قول کے مطابق یہ جلنے والا شیعی تھا۔

نوٹ:

دوسرا راوی محمد بن ابی یوسف بن ثابت ہے۔ جس کا کتب اسامہ الرطال میں کوئی نام و نشان نہیں۔ تیسرا ابو جعفر طبری کے بقول کوئی اہل مدینہ میں سے ہے۔ جس کا نام مذکور نہیں۔ اسی بنا پر یہ دونوں راوی مجہول ہوئے۔ تو جس روایت کا ایک راوی منہ بجا شیعیہ و مجہول الحال ہوں۔ وہ محدث ہزاروی کے میزان علم پر پوری اترا۔ اور اس کے سہارے ایک جلیل القدر صحابی کو دوزخ کی راہداری عطا کر دی۔ نہ خوف خدا نہ شرم نبی۔

علاوہ ازیں خود صاحبِ تاریخ طبری میں شیعیت پائی جاتی ہے جس کی تائید کتبِ اہلسنت کے علاوہ کتبِ اہل تشیع بھی کرتی ہیں۔ تصنیف کرنے والا شیعہ، اصل راوی منہ کالا رافضی اور دوراوی مجہول الحال تو ان کے ذریعہ ملنے والی روایت کو وجہ الزام بنایا جا رہا ہے۔ واقعی محدث ہزاروی نے ”محدث“ ہونے کا ثبوت فراہم کر دیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جواب دوم:

الزام مذکور ایک تو سند کے اعتبار سے ناقابلِ جہت ہے جس کی وضاحت جوابِ اول میں گزر چکی ہے۔ اب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد بن ابی بکر کے قتل ہونے یا قتل کروانے اور پھر ان کی نعش کو گدھے کی کھال میں ڈال کر جملانے کی طرف ہم آتے ہیں۔ اول تو ہم اس واقعہ کو من وعن تسلیم نہیں کرتے۔ جس کی وجہ جوابِ اول میں گزر چکی ہے۔ مگر بالقرض ایسا ہی ہوا۔ تو آخر بیٹھے بٹھائے یک لخت ایسا نہیں ہوا ہو گا۔ بلکہ اس کا کوئی پس منظر ہو گا۔ ایسی حالت کے کچھ اس باب ہوں گے ذرا پس منظر ملاحظہ ہو جائے۔

محمد بن ابی بکر کو عثمان غنی کے قتل کے بدلہ میں قتل کیا گیا

عثمان غنیؓ کی شہادت کی مختصر خاکہ

روایتیں اول : طبقات ابن سعد
قال أخبرنا محمد بن عمر حدثني
عبد الرحمن بن عبد العزيز عن عبد الرحمن
بن محمد بن عبد الله محمد بن أبي بكر كَسَوْرَ
على عثمان من دار عمرو بن حزم ومعه كنانة
بن بشر بن عتاب وسودان بن حمران وعمر و
بن الحمق فَوَجِدُوا عثمان عَمْدَ امْرَأَتِهِ نَائِلَةً
وَهُمْ يَقْرَأُ فِي الْمَضْحَمَةِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَتَقَدَّ هُمُ
مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَآخَذَ بِلَحْيَتِهِ فَتَقَدَّمَ لَهُمْ عُثْمَانُ فَقَالَ فَقَدْ
أَخْرَأَكَ اللَّهُ يَا عُثْمَانُ فَقَالَ عُثْمَانُ لَسْتُ بِتَعْشَلٍ
وَلَكِنْ عَبْدُ اللَّهِ وَأَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ مُحَمَّدٌ مَا
أَعْنَى عَنْكَ مُعَاوِيَةُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فَقَالَ عُثْمَانُ

يَا ابْنَ اُمِّي دَعْ عَنْكَ لِحْيَتِي فَمَا كَانَ اَبُوكَ لِيَقْبِضَ عَلَيَّ
فَاَقْبَضَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ مُحَمَّدٌ مَا
اَشَدُّ مِنْ قَبْضَتِي عَلَيَّ لِحْيَتِكَ فَقَالَ عُثْمَانُ اَسْتَنْصِرُ اللهَ
عَلَيْكَ وَاسْتَعِيْنُ بِهِ ثُمَّ طَعَنَ جَبِيْنَهُ بِمِشْقَصٍ فِي يَدِهِ
وَرَفَعَ كَنَانَةً ابْنُ بَشِيْرٍ بَنِ عَتَابٍ مَشَا قِصَصًا كَانَتْ فِي
يَدِهِ فَوَجَّأَ بِهَا فِي اَصْلِ اُذُنِ عُثْمَانَ فَمَضَتْ حَتَّى دَخَلَتْ
فِي حَلْقِهِ ثُمَّ عَلَاهُ بِالسَّيْفِ حَتَّى قَتَلَهُ۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۳۷ باب ذکر قتل عثمان)

(مطبوعہ بیروت)

ترجمہ : راوی بیان کرتے ہیں۔ کہ عمرو بن حرم کے گھر سے دیوار پھانڈ کر محمد بن ابی بکر، حضرت عثمان کے گھر داخل ہوئے۔ اور ان کے ساتھ کنانہ بن بشر بن عتاب، سودان بن حمران اور عمرو بن الحق تین آدمی اور بھی تھے۔ جب داخل ہوئے تو حضرت عثمان کو دیکھا۔ کہ وہ اپنے اہلیہ نائلہ کے پاس بیٹھے قرآن کریم سے سورۃ البقرہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ ان حملہ آوروں میں سے محمد بن ابی بکر اگے بڑھا اور جناب عثمان غنی کی داڑھی پکڑ لی۔ اور کہنے لگا۔ اے لعنل ! اللہ تجھے رسوا کرے۔ حضرت عثمان نے فرمایا۔ میں لعنل نہیں ہوں بلکہ اللہ کا بندہ اور مومنوں کا امیر ہوں۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر بولا اے عثمان ! تمہیں معاویہ فلاں فلاں نے کیا فائدہ دیا۔ حضرت عثمان بولے برادر زادے ! میری داڑھی چھوڑ دے۔ یہ جرات تو تیرا باپ ابو بکر بھی دکر سکتا تھا۔ جس کا مظاہرہ آج تو نے کیا۔ محمد بن ابی بکر بولا۔ داڑھی پکڑنے سے تو کہیں بڑھ کر ایک کام کرنے کا ارادہ ہے۔ دینی قتل کر لے گا حضرت عثمان غنی

نے استغفر اللہ کی۔ اور اس سے طلب مدد کی۔ اس کے بعد محمد بن ابی بکر نے ہاتھ میں پکڑی قینچی سے عثمان غنی کی پیشانی زخمی کر دی۔ ادھر کنانہ بن بشیر نے ان قینچوں سے آپ کو زخمی کرنا شروع کر دیا۔ جو اس کے ہاتھ میں تھیں۔ آپ کے کانوں کی جڑ پر زخم لگائے۔ جو ملت تک اتر گئے۔ پھر تلوار لے کر آپ پر حملہ آور ہوا۔ پھر اس وقت چھوڑا جب آپ قتل (شہید) ہو گئے۔

روایت دوم: البدایہ والنہایہ:

وَرَوَى الْحَافِظُ ابْنُ عَسَاكِرٍ أَنَّ عُثْمَانَ لَمَّا عَزَمَ عَلَى أَهْلِ الدَّارِ فِي الْأَفْصَافِ وَلَمْ يَبْقَ عِنْدَهُ سِوَى أَهْلِهِ تَسَوَّرُوا عَلَيْهِ الدَّارَ وَأَخْرَقُوا الْبَابَ وَدَخَلُوا عَلَيْهِ وَلَيْسَ فِيهِمْ أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا ابْنَاُيْهِمَا إِلَّا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَسَبَقَهُ بَعْدُ لَهُمْ فَضَرَبُوهُ حَتَّى عَشِيَ عَلَيْهِ وَصَاحَ الْقِسْوَةُ فَأَنْزَعُوا وَخَرَجُوا وَدَخَلَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّهُ قَدْ قُتِلَ فَلَمَّا رَأَى قَدْ أَفَاقَ قَالَ عَلَى آتِي دِينِ أَنْتَ يَا لَغُشْلُ؟ قَالَ عَلَى دِينِ الْإِسْلَامِ وَلَسْتُ بِلَغُشْلٍ وَالْكِنِّي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ غَيْرَتْ كِتَابُ اللَّهِ فَقَالَ كِتَابُ اللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَتَقَدَّمَ إِلَيْهِوَ أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ وَقَالَ إِنْ أَلَا يُقْبَلُ مِنَّا يَوْمَ الْبَقِيَامَةِ أَنْ نَقُولَ رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُفِّرْنَا نَافَا صَلَوَاتَا السَّيِّلَا وَشَطَحَهُ بِيَدِهِ مِنَ الْبَيْتِ إِلَى بَيْتِ الدَّارِ وَهُوَ يَقُولُ يَا ابْنَ أَخِي مَا كَانَ

أَيُّوْكَ لِيَا خُذْ بِلِحَيَّتِيْ-

(البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۱۸۵) ذکر صفۃ قتله
رضی اللہ عنہ - مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: حافظ ابن مساکر نے روایت بیان کی کہ جب حضرت عثمان
نے اپنے گھر رہنے کا ارادہ کر لیا۔ اور آپ کے ساتھ صرف آپ کی
اہلیہ رہ گئی۔ تو کچھ لوگ دیوار پھاند کر آپ کے گھر داخل ہوئے۔ دروازے
جلا دیئے۔ ان حملہ آوروں میں صحابہ کرام اور ان کی اولاد میں سے ماسوا محمد
بن ابی بکر کے اور کوئی نہ تھا۔ پھر ان حملہ آوروں میں سے بعض نے آپ
کو اتنا زد و کوب کیا کہ آپ پر ششی طاری ہو گئی۔ عورتوں نے شور
مچایا۔ جس پر یہ لوگ چھوڑ کر چلے گئے۔ بعد میں محمد بن ابی بکر آیا۔ اس کا خیال
تھا کہ عثمان غنی فوت ہو چکے ہوں گے۔ لیکن ابھی انہیں اتفاقہ تھا کہ کہنے
لگا۔ اے نعل! تم کس دین پر ہو؟ فرمایا دین اسلام پر ہوں۔ میں نعل
نہیں ہوں۔ بلکہ مومنوں کا امیر ہوں۔ محمد بن ابی بکر بولا۔ تم نے کتاب اللہ
کو تبدیل کر دیا ہے۔ فرمایا۔ اللہ کی کتاب میرے اور تمہارے درمیان
ہے۔ (یعنی اس بات کا فیصلہ اللہ کے سپرد) یہ سن کر محمد بن ابی بکر نے
آگے بڑھ کر عثمان غنی کی داڑھی پکڑ لی۔ اور کہنے لگا۔ کہ اگر کل قیامت
کو ہم یہ کہیں۔ اے اللہ! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت
کی انہوں نے ہمیں مراہ مستقیم سے بہکا دیا۔ تو ہمارا یہ بہانہ مرکز قبول نہ
کیا جائے گا۔ پھر اس نے آپ کو کمرے سے نکال کر حویلی کے دروازے
تک گھسیٹا۔ اس دوران عثمان غنی یہ کہہ رہے تھے۔ بھتیجے! تیرا باپ
بھی میری داڑھی پکڑنے کی جرأت نہ کرنا (اگر زندہ ہوتا)

روایت سوم: ازالۃ الخفاء:

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي ثَلَاثَةِ عَشَرَ حَتَّى
 انْتَهَى إِلَى عُثْمَانَ فَأَخَذَ يَلْحِقِيهِ فَقَالَ بِيَا حَتَّى
 سَمِعْتُ وَفَجَّحَ أَصْرَاسُهُ وَقَالَ مَا أَخْنَى عَنْكَ مَعَاوِيَةُ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا أَخْنَى عَنْكَ ابْنُ عَامِرٍ مَا أَخْنَتْ عَنْكَ
 كُتُبُكَ فَقَالَ أَرْسِلْ لِي لِحْيَتِي يَا ابْنَ أَخِي أَرْسِلْ لِي
 لِحْيَتِي يَا ابْنَ أَخِي كَأَنَّ نَارَ آيَتِهِ اسْتَعْدَى رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ
 بِعَيْنِهِ فَقَامَ إِلَيْهِ بِمَشْقَصٍ حَتَّى وَجَّأَ بِهِ فِي رَأْسِهِ
 فَاسْتَبْتَهُ قَالَ تَمَرْتُمْ وَتَمَرْتُمْ وَخَلُّوا عَلَيْهِ حَتَّى
 قَتَلُوهُ۔

(ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۳۶۱۔ ذکر شہادت عثمان

غنی۔ مطبوعہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ:

محمد بن ابی بکر تیرہ آدمیوں میں سے ایک تھے۔ (جو عثمان غنی پر حملہ آور تھے) یہاں تک کہ جب محمد بن ابی بکر، حضرت عثمان غنی کے پاس پہنچا۔ تو ان کی داڑھی اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ پکڑ کر خوب جھنجھوڑا یا تک کہ حضرت عثمان کے دانت آپس میں جکھنے لگے۔ اور محمد بن ابی بکر نے کہا۔ اے عثمان! نہ معاویہ تمہارے کوئی کام کیا اور نہ ابن عامر اور نہ ہی تمہارے رقعہ جات کچھ کام آ سکے۔ یہ سن کر عثمان غنی نے کہا بھئیے! میری داڑھی پھوٹ دے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ میں نے دیکھا

کہ محمد بن بکر نے ایک مخصوص شخص کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اور اس نے قبیلہ
سے عثمان غنی پر حملہ کر کے زخمی کر دیا۔ اور سر میں بچھا چھوڑا کہ باہر گیا۔ پھر
دوسرے حملہ آور اندر آئے۔ اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کو قتل (شہید) کر دیا۔

روایت چہارم: الاستیعاب:

وَكَانَ مِنْ حَضَرَ قَتَلَ عُثْمَانَ وَقِيلَ إِنَّهُ شَانَكَ
فِي دَمِهِ وَقَدْ نَفَى جَمَاعَةً مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْخَبَرِ
أَنَّهُ شَارِكٌ فِي دَمِهِ وَأَنَّهُ لَقَا قَالَ لَهُ عُثْمَانُ لَوْ رَأَى
أَبُوكَ لَمْ يَرْضَ هَذَا الْمَقَامَ وَمِنْكَ خَرَجَ عَنِّي وَتَرَكَنِي
ثُمَّ دَخَلَ عِلْمِي مِنْ قَتْلِكَ وَقِيلَ إِنَّهُ أَشَارَ عَلَى مَنْ كَانَ
مَعَهُ فَقَتَلُوهُ۔

(الاستیعاب بر حاشیہ الاصابہ فی تمییز الصحابة
جلد ۲ ص ۳۹ بحرف المیم۔ مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ:

محمد بن ابی بکر ان لوگوں میں سے ہے جو قتل عثمان کے وقت موجود تھے۔
اور کہا گیا ہے۔ کہ یہ ان کی خوزیری میں بھی شریک تھا۔ اہل علم و خبر
کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ محمد بن ابی بکر عثمان غنی کے قتل کرنے میں
شریک تھا۔ اور جب حضرت عثمان غنی نے اسے یہ کہا۔ کہ اگر تیرا باپ
(ابوبکر) آج تجھے اس حالت میں دیکھ پاتا تو وہ قطعاً خوش نہ ہوتا
یہ سن کر محمد بن ابی بکر وہاں سے نکل گیا۔ اور عثمان غنی کا پیچھا چھوڑ دیا

پھر وہ لوگ اندرا گئے۔ جنہوں نے عثمان غنیؓ کو شہید کر دیا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ محمد بن ابی بکر کے اشارے پر لوگوں نے عثمان غنیؓ کو قتل کیا۔

ماخذِ فکریہ :

محمد بن ابی بکر کا قتل عثمان کے موقع پر موجود ہونا اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا بلکہ اندر داخل ہونے کے بعد عثمان غنیؓ کی داڑھی پکڑنے والا، انہیں نعلین ہر کر مخالف کرنے والا، انہیں زخمی کرنے والا، اور ان کے قتل میں خوش ہونے والا یہ باتیں ہر تاریخ کی کتاب سے ثابت ہیں۔ اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ اس نے بنفس نفیس قتل کرنے میں حصہ لیا یا نہ لیا۔ لہذا قتل عثمان سے محمد بن ابی بکر کو بالکل بری ثابت کرنے والا کذاب ہے۔ اور ان افعال میں محمد بن ابی بکر کو بے قصور اور غیر مجرم قرار دینا پرلے درجے کی حماقت ہے۔ ایک طرف محمد بن ابی بکر کا تاریخی کردار اور دوسری طرف امیر معاویہ کے متعلق یہ حقیقت کہ انہوں نے محمد بن ابی بکر کو نہ خود شریک ہو کر قتل کیا۔ اور نہ اس کے قتل کا حکم دیا۔ اور نہ ہی توہین آمیز سلوک کیا۔ ان دونوں کرداروں کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر محمد بن ابی بکر کے بارے میں محدث ہزاروی کی زبان گنگ ہے تو پھر امیر معاویہ کے بارے میں زیادہ خاموشی ہونی چاہیے تھی۔ اور اگر ایک اور پہلو دیکھا جائے تو بات اور بھی واضح ہو کر سامنے آئے گی۔ وہ یہ کہ ایک طرف قتل ہونے والے عثمان غنیؓ ہیں۔ اور دوسری طرف محمد بن ابی بکر ہے۔ عثمان غنیؓ کے کردار کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔ تاکہ ایسے عظیم کردار کے حامل شخص کے قتل میں شریک یا معاون اور گستاخ کی جرات کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور

صحابہ کی نظر میں

ریاض النضرہ:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ أَنَّهُ قَالَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ وَ هُوَ
مَحْضُورًا سَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا يَا نَجِيَّ مَرْحَبًا يَا نَجِيَّ
أَفَلَا أُحَدِّثُكَ مَا رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ قُلْتُ بَلَى قَالَ رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ الْحُجَّةِ
وَإِذَا اخْرُجْتَ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ حَصْرُوكَ فَقُلْتُ نَعَمْ
فَقَالَ عَطَشُوكَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَأَدَّى لِي دَلْوًا مِنْ مَاءٍ
فَشَرِبْتُ حَتَّى رَوَيْتُ فَإِنِّي لَا حِدُ بَرْدًا بَيْنَ كَتِفَيَّ
وَبَيْنَ شَدِّي يَقُولُ قَالَ إِنَّ شَيْئًا كَسَرْتُ عَلَيْهِ هَمْرًا
فَنُفْتُ أَفْطَرْتُ عَنْهُ نَأَى قَالَ فَأَخْبَرْتُ أَنَّ
أَفْطَرَ عِنْدَهُمْ قُتِلَ فِي ذَٰلِكَ الْيَوْمِ - خَرَجَ ابْنُ الْخَبَرِ
الْحَاكِمِيُّ الْقُرُونِيُّ (رياض النضره جلد سوم ص ۷۷ ذکر
روایا النبى۔ مطبعہ بیروت طبع جدید)

ترجہ کھا، عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ میں عثمان غنی کے پاس حاضر ہوا۔ جب آپ کا محاصرہ کیا گیا تھا۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرجا یا انخی فرمایا۔ پھر فرمایا۔ کیا میں تجھے آج رات کا خواب نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا ضرور۔ فرمانے لگے۔ رات میں نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کھڑکی میں زیارت کی۔ آپ نے فرمایا کیا انہوں نے تمہیں محصور کیا ہے؟ میں نے کہاں ہاں۔ آپ نے فرمایا پیاس لگی ہے۔ میں نے عرض کیا جی حضور! آپ نے پانی کا ایک ڈول میری طرف بڑھایا میں نے پیا۔ یہاں تک کہ سیراب ہو گیا۔ اس کے پینے کے بعد میں اب تک اپنے کندھوں اور پرستان کے درمیان ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اگر چاہو تو میں تمہاری مدد کروں اور اگر تمہاری خواہش ہو کہ روزہ ہمارے ہاں اگر افطار کرو۔ میں نے عرض کیا حضور! میں یہی پسند کرتا ہوں۔ کہ روزہ آپ کے ہاں اگر افطار کروں۔ اس خواب کے بعد عثمان غنی کو اسی دن شہید کر دیا گیا۔

طبقات ابن سعد:

قَالَ أَخْبَرَ نَاحِقَانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ أَخْبَرَ نَاوْهَيْبُ
بْنُ خَالِدٍ قَالَ أَخْبَرَ نَا مَوْسَى بْنُ عَقِيْبَةَ عَنْ أَبِي
حَلَقْمَةَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ
الصَّلْتِ الْكَنْدِيِّ قَالَ نَامَ عُثْمَانُ فِي الْيَوْمِ الَّذِي
قُتِلَ فِيهِ وَ ذَٰلِكَ الْيَوْمَ الْجُمُعَةُ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ
قَالَ لَوْلَا أَنِّي قَبُولُ النَّاسِ تَمَتُّي عُثْمَانُ الْمَنِيَّةَ
لَعَدَدْتُكُمْ حَرِيثًا قَالَ قُلْنَا وَحَدَّثَنَا

أَصْلَحَكَ اللَّهُ فَاسْتَأْنَى عَلَى مَا يَقُولُ النَّاسُ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِي هَذَا أَقَالَ إِنَّكَ
شَاهِدٌ فِينَا الْجُمُعَةَ۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۷۵، ذکر قتل عثمان
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ کیا: (بعض اسناد کثیر بن الصلت کنہی بیان کرتے ہیں۔
کہ جس دن حضرت عثمان غنی کو شہید کیا گیا۔ وہ جمعہ کا دن تھا۔ اس دن آپ
نے خواب دیکھا۔ بیدار ہونے پر فرمایا۔ اگر لوگوں کی طرف سے اس قول
کا مجھے فخر نہ ہوتا۔ کہ عثمان غنی قتل ہونا چاہتا ہے تو میں تمہیں خواب بیان کر
دیتا۔ ہم نے عرض کیا۔ اللہ آپ کا بھلا کرے۔ بیان کر دیجئے۔ ہم ایسی
باتیں نہیں کرنے والے جو دوسرے لوگ کہتے ہیں۔ اس پر عثمان غنی نے
کہا۔ میں نے خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرما
رہے تھے۔ اے عثمان! تو جمعہ میں ہمارے ساتھ حاضرِ شریک ہوگا
(یعنی جمعہ کے وقت تیری شہادت ہو چکی ہوگی۔)

طبقات ابن سعد:

قال اخبرنا عفان بن مسلم قال اخبرنا وهيب
قال اخبرنا داود عن زياد بن عبد الله عن ام
هلال بنت وكيك عن امرأة عثمان قال و احببها
بنت الفراهصة قالت اخفى عثمان قلما استيقظ
قال ان القوم يقتلونني فقلت كذا يا امير المؤمنين
قال اني رايت رسول الله و ابا بكر وعمر فقال

أَفْطِرُ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ أَوْ فَاتُوا إِيَّاكَ تَفْطِرُ عِنْدَنَا
الَّيْلَةَ۔

طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۵، ذکر فضل عثمان

(مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عثمان غنی کی زوجہ بیان کرتی ہیں کہ عثمان غنی سوکر اُٹھے۔ تو کہنے لگے۔ لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یا امیر المؤمنین! کہنے لگے میں نے خواب میں رسول اللہ، ابو بکر، اور عمر کو دیکھا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ آج رات افطار ہمارے پاس کرنی ہوگی۔ یا فرمایا۔ کہ تم آج افطار ہمارے پاس کرو گے۔

ازالة الخفاء:

عن ابن عمر رضى الله عنه ان عثمان اصبح فحدث
فقال انا رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام
الليلة فقال يا عثمان افطر عينا فاصبح
عثمان صائما فقتل من يومه رضى الله عنه اخرج
الحاكم - وعن ابن عباس قال كنت قاعدا عند النبي
صلى الله عليه وسلم اذ اقبل عثمان بن عفان رضى الله عنه
فلما دنا منه قال يا عثمان تقتل وانت تشرا سورة
البقرة فتتخ فطره من ديك على فسيفسكهم الله
يغبطك اهل المشرق واهل المغرب وتشفع
في عدي ربيعة ومضر وتبعت يوم القيامة

امیر المؤمنین علیؑ کل مغدول۔ ازالۃ الخفاء ص ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ مولانا عبد اللہ بن محمد بن

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی صبح اُٹھے۔ اور بیان فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ اے عثمان! آج ہمارے ہاں افطار کرنا۔ صبح عثمان غنی نے روزہ رکھ لیا۔ اور پھر اسی دن آپ قتل کر دیئے گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا۔ آپ تک عثمان بن عفان اُٹکے۔ جب اور قریب اُگئے۔ تو حضور نے فرمایا۔ اے عثمان! تو تلاوت کرتے ہوئے قتل کیا جائے گا۔ اور تیرے خون کے قطرے سورۃ البقرہ کی آیت کَسَبَیْکُمْ فِیْکُمْ اللہ پر گریں گے۔ اہل مشرق و اہل مغرب تم پر رشک کریں گے۔ ربیعہ اور مضر کے افراد کی تعداد برابر تیری شفاعت سے لوگ جنت میں جائیں گے۔ اور تو قیامت کے دن ہر ذلیل پر امیر المؤمنین بنا کر اٹھایا جائے گا۔

(اخرجه الحاكم)

خلاصہ:

مذکورہ حوالہ بات سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور و محبوب تھی۔ اور ان کی شہادت دراصل بارگاہِ رسالت میں حاضری کے مترادف تھی۔ مغرب و مشرق میں ان کی شہادت اپنی مثال آپ تھی۔ اسی منصب کی وجہ سے بے شمار لوگ ان کی شفاعت کی وجہ سے جنت جائیں گے۔ ایسے فضائل و مناقب کے ہوتے ہوئے ان کا قتل کوئی معمولی بات نہ تھی۔ اور ان کے قاتل کو فی معمولی مجرم نہ تھے یہ تو تھے ان کے قتل ہونے سے پہلے کے کچھ واقعات اب چند ایسے اقوال

بھی پیش خدمت ہیں۔ جو آپ کی شہادت کے متعلق حضرات صحابہ کرام کی زبان حق سے نکلے۔

عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی شہادت پر حبیل القدر صحابہ کے دیکھ بھر سچے اقوال
قول عبد اللہ بن عباس

طبقات ابن سعد؛

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَوْ أَجْمَعَ النَّاسُ عَلَى قَتْلِ
عُثْمَانَ لَرُمُوا بِالْجِبَارَةِ كَمَا رُمِيَ قَوْمٌ لُوطٍ
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ لَمْ يَطْلُبِ النَّاسُ يَدَ عُثْمَانَ
لَرُمُوا بِالْجِبَارَةِ مِنَ السَّمَاءِ - (طبقات ابن سعد
جلد سوم ص ۸۰)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر
تمام لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہو
جاتے۔ تو ان سب پر اس طرح پتھر برستے جس طرح قوم لوط پر
برسائے گئے۔..... ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں
کہ اگر لوگ حضرت عثمان کے خون کا مطالبہ (قصاص) نہ کرتے۔ تو
آسمانوں سے ان پر پتھر برستے۔

۲: قول حمید الساعدی رضی اللہ عنہ

طبقات ابن سعد؛

قَالَ أَبُو حَمِيدٍ السَّاعِدِيُّ لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ
وَكَانَ مِنْ شُهَدَا بَدْءِ - أَلْفَمَرَانٍ لَكَ عَلَيَّ

أَلَا أَفْعَلْ كَذَا وَلَا أَفْعَلْ كَذَا وَلَا أَضَعَكَ حَتَّى
الْفَأْكَ-

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۱ ذکر اقبال اصحاب رسول اللہ علیہ السلام)

ترجمہ: ابو حمید الساعدی نے قتل عثمان غنی کے موقع پر کہا۔ آپ بدری
صحابہ میں سے ہیں۔ اے اللہ! تیری خاطر میں اپنے اوپر فلاں فلاں
کام کرنے کو منع کر رہا ہوں۔ اور یہ بھی عہد کرتا ہوں۔ کہ مرنے تک ہنسنی
نہیں کروں گا۔

(۳) تاریخ طبری:

قَالَ وَرَأَيْتُ إِيَّيْ تَرَكْتُ قَوْمًا لَا يَرْضُونَ إِلَّا بِالْقَوْدِ
قَالَ وَمَنْ قَالَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِكَ وَتَرَكْتُ سِتِّينَ أَلْفَ
شَيْخٍ يَبْكِي تَحْتَ قِمِيصِ عُثْمَانَ وَهُوَ مَذْصُوبٌ
لَهُمْ قَدْ أَلْبَسُوا مِيرَ دِمَشْقٍ فَقَالَ إِنَّمَا يَطْلُبُونَ
دَمَ عُثْمَانَ أَلَسْتُ مَوْثُورًا كَثِيرَةً عُثْمَانَ اللَّهُمَّ
إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ-

(تاریخ طبری جلد سوم جزء ۵ ص ۱۲۲ مطبوعہ

بیروت جدید)

ترجمہ: (جب حضرت علی المرتضیٰ نے ایک شخص ملک شام بھیجا۔ تاکہ
وہاں کے حالات کا پتہ چلے۔ یہ آدمی واپس آیا۔ اور آپ کو حالات
بتاتے ہوئے کہا۔) میں اپنے پیچھے ایک ایسی قوم چھوڑ آیا ہوں۔ جو
عثمان غنی کے خون کا قصاص لینے سے کم کسی بات پر راضی نہیں۔ پوچھا
وہ قصاص کا مطالبہ کس سے کرتے ہیں۔ کہا۔ آپ سے۔ مزید کہا۔ کہ

میں نے شام میں ساڑھ ہزار بزرگ حضرات دیکھے جو عثمان غنی کی قمیص کے پاس بیٹھے رو رہے تھے۔ وہ قمیص و مشق کی جامع مسجد کے منبر پر رکھی ہوئی ہے۔ علی المرتضیٰ نے کہا۔ وہ مجھ سے بھلا یہ مطالبہ قصاص کیوں کرتے ہیں۔ کیا میں ان کے معاملہ میں عثمان کی طرح پریشان نہ ہوا تھا۔ پھر دعا مانگتے ہوئے کہا۔ اے اللہ! میں عثمان غنی کے خون سے تیری بارگاہ میں برکت کرتا ہوں۔

۴: سعید بن زید رضی اللہ عنہ

ریاض النضرہ:

عن سعید بن زید قَالَ لَوَ أَنَّ أَحَدًا
اَنْقَضَ لِذِي صَنْعَتُصَوِّهِ يَعْتَمَانِ
لَكَانَ مَحْقُوقًا اَنْ يُنْقَضَ

ریاض النضرہ جلد سوم ص ۱۸ ذکر استعظامہم قتلہ

مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: سعید بن زید کہتے ہیں۔ کہ اگر ان لوگوں کی بد اعمالی پر اُحد پہاڑ ان کی پیٹھ پر آپڑے۔ تو بجا ہے۔ جنہوں نے عثمان غنی کے قتل میں شرکت کی۔

۵: طاؤس رضی اللہ عنہ

ریاض النضرہ:

عن طاؤس رضی اللہ عنہ قَالَ لَهُ رَجُلٌ مَا رَأَيْتَ

أَحَدًا أَجْرًا عَلَى اللَّهِ مِنْ فُلَانٍ قَالَ إِنَّكَ لَمْ تَرَ قَاتِلَ
عُثْمَانَ - اخْرُجْهُ الْبَغَوِيُّ -

ترجمہ: حضرت طاووس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کہنے لگا۔ میں نے فلاں
اُدی سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ پر جرات کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ فرمایا۔
تو نے حضرت عثمان غنی کے قاتل نہ دیکھے۔ (وہ جرات میں اس
فلاں سے کہیں بڑھے ہوئے تھے)

۴ ————— عبد اللہ بن سلام رضی

ریاض النضرہ:

عن عبد الله بن سلام قَالَ لَقَدْ فَتَحَ النَّاسُ عَلَى
أَنْفُسِهِمْ بِقَتْلِ عُثْمَانَ بَابَ فِتْنَةٍ لَا يُغْلَقُ عَنْهُمْ
إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ -

ریاض النضرہ جلد سوم ص ۸۷ ذکر استعظامِ قتلہ
مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ حضرت عثمان غنی کو
قتل کر کے لوگوں نے قیامت تک کے لیے اپنے اوپر فتنہ کا دروازہ
کھول دیا۔ جو کبھی بند نہ ہو گا۔

۵ ————— حماد بن سلمہ رضی

ازالة الخفاء:

رَوَى عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ كَانَ عُثْمَانُ

أَفْضَلُهُمْ مِنْهُ يَوْمَ وَلَّوْهُ وَكَانَ يَوْمَ قَتَلُوهُ أَفْضَلَ مِنْهُ يَوْمَ وَلَّوْهُ۔

ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۳۴۸ مطبوعہ آرام باغ

(سراجی)

ترجمہ: حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت عثمان غنی اُن لوگوں میں افضل تھے۔ جن میں سے آپ کو وظیفہ بنا لیا گیا۔ اور جس دن انہیں قتل کر دیا۔ اس دن وہ اور بھی زیادہ افضل تھے

اللہ تعالیٰ کی عدالت میں قتل عثمان کا معاملہ

ازالۃ الخفاء،

وَمِنْ أَقْوَالِ السَّيِّدِ الْمُجْتَبَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ مَا أَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى أَنَّهُ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ رَأَيْتُ أَلْبَارِحَةَ فِي مَنْامِي عَجَبًا رَأَيْتُ الرَّبَّ تَعَالَى فَوْقَ عَرْشِهِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَامَ وَبِئْدَ قَائِمَةً مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَنْكَبِ رَسُولِ اللَّهِ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَنْكَبِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَكَانَ بِيَدِهِ رَأْسُهُ فَقَالَ سَلْ عِبَادَكَ فِيمَ قَتَلُونِي فَأَنْشَعَبَ مِنَ السَّمَاءِ مِيزَابَانِ مِنْ دَمٍ فِي الْأَرْضِ قَالَ فَيَقِيلُ

لِعَلِّيْ لَا تَرَى مَا يُحَدِّثُ بِوَالْحَسَنِ قَالَ يُحَدِّثُ بِمَا
رَأَى وَ أَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ رَجُلٍ قَالَ رَأَيْتُ الْعَسْنَ
بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا خَرَجَ مِنْ دَارِ عَثْمَانَ جَرِيحًا
(۱- ازالة الخفاء جلد ۴ ص ۳۵۷ تا ۳۵۸ مطبوعہ آرام باغ کراچی
(۲- ریاض النضرہ جزء ثالث ص ۷۷)

ترجمہ: بزرگ و محترم جناب امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا ایک قول ابوعلی
کی روایت کے مطابق یوں ہے۔ آپ نے ایک دفعہ دورانِ خطبہ
کہا۔ لوگو! میں نے گذشتہ رات ایک عجیب خواب دیکھا۔ وہ یہ کہ
میں نے عرش پر رب کریم کو دیکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے۔ اور عرش کے ستون میں سے ایک کے قریب قیام فرمایا۔ بھراؤ بھری
آنکھوں نے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر اپنے ہاتھ
رکھے۔ بعد میں عمر بن الخطاب نے اگر ابو بکر کے کندھوں پر ہاتھ رکھے۔
اس کے بعد عثمان غنی تشریف لائے۔ اور ان کا سر ان کے ہاتھوں میں تھا
عرض کرنے لگے۔ اے پروردگار! اپنے بندوں سے پوچھئے کہ انہوں
نے مجھے کیوں قتل کیا ہے؟ پھر زمین کی طرف آسمان سے خون کے دو
پرنا لے بہہ نکلے۔ اس قول کے بعد کسی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
سے پوچھا۔ کیا آپ کو اپنے بیٹے حسن کی اس بات کا علم ہے؟ فرمایا
اس نے جو کچھ دیکھا بیان کر دیا ہے۔ حاکم نے بروایت قتادہ ایک شخص
سے بیان کیا۔ کہ میں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو جناب عثمان کے گھر
سے نکلے دیکھا۔ آپ اس وقت زخمی تھے۔

قتل عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حادثہ حضرت

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظر میں

ریاض النضرۃ:

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَوْمَ الْجَمَلِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَلَقَدْ طَاشَ عَقْلِي يَوْمَ قَتَلَ عُثْمَانَ وَانْكَرَتْ لَفْسِي وَجَاؤُنِي لِلْبَيْعَةِ فَقُلْتُ أَلَا أَسْتَحْيِي مِنَ اللَّهِ أَنْ أَبَايَعَ قَوْمًا مَا قَتَلُوا رَجُلًا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ أَلَا أَسْتَحْيِي مَنْ تَسْتَحْيِي مِنْهُ أَمْلِكُكَ وَإِنِّي لَا مَسْتَحْيِي مِنَ اللَّهِ أَنْ أَبَايَعَ وَعُثْمَانُ قَتِيلٌ فِي الْأَرْضِ لَمْ يُدْفَنْ بَعْدُ فَالْصَّرَفُ أَفْكَمًا دَفِنَ رَجَعَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ الْبَيْعَةَ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي مُشْفِقٌ وَمِمَّا أَقْدَمَ عَلَيْهِ ثُمَّ جَاءَتْ عَزِيمَةُ فَبَايَعَتْ قَالَ فَقَالُوا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَكَأَنَّمَا صَدَعَ قَلْبِي وَقُلْتُ اللَّهُمَّ خُذْ مِنِّي حَتَّى تَرْضَى.

خریجہ ابن السنمان فی الموافقة والخجندی
فی الاربعین۔

ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۷۱

توجہ کشا: قیس بن عباد کہتے ہیں کہ میں نے جنگِ جمل میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا۔ اے اللہ! میں تیرے سامنے دمِ عثمان سے بیزار کی کا اظہار کرتا ہوں۔ جس دن عثمان کو قتل کیا گیا۔ میری عقل اڑ گئی تھی اور میری روح بے چین ہو گئی تھی۔ لوگ میرے پاس آئے تاکہ بیعت کریں۔ میں نے انہیں کہا۔ کیا مجھے اللہ سے شرم نہیں آتی کہ ایسی قوم کی بیعت کروں جنہوں نے ایک ایسے شخص کو قتل کروایا۔ کہ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کیا میں اس سے شرم نہ کروں۔ جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ اور میں (علی) اس بات سے شرماتا ہوں کہ ایک طرف عثمان غنی زمین پر قتل ہو کر پڑے ہوئے ہوں۔ اور دوسری طرف میں بیعت لینا شروع کر دوں۔ پھر لوگ واپس چلے گئے۔ جب عثمان غنی کو دفن کر دیا گیا۔ تو لوگوں نے پھر بیعت کا سوال کیا۔ میں نے کہا۔ اے اللہ! جو کچھ میں کرنے والا ہوں۔ اس سے مجھے ڈر لگتا ہے پھر جب تسلی ہو گئی۔ تو میں نے ان لوگوں سے بیعت لے لی۔ پھر لوگوں نے مجھے 'امیر المؤمنین' کہا۔ تو عثمان غنی کی یاد کی وجہ سے یہ لفظ سن کر میرا کلیجہ کانپ اٹھا۔ اور اللہ سے میں نے دعا مانگی۔ اے اللہ! مجھ سے اپنی رضا کے مطابق کام لے۔ یہ واقعہ ابنِ اسمنان نے موافقہ میں اور جندی نے اربعین میں نقل کیا ہے۔

ملحوظ فکریں:

مذکورہ بالا حوالہ جات سے جو امور سامنے آتے ہیں۔ ان کو دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا خواب اور اس کی تائید حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبانی اور خود کو اپنے رب کے حضور قتل عثمان سے

برائت اور اس پر قلبی صدمہ کا اظہار وہ شواہد ہیں۔ کہ شہادت عثمان کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ اب اس واقعہ میں محمد بن ابی بکر کا طوط ہونا کوئی اختلافاً امر نہیں لیکن عورت، ہزاروی، کے ذہن باغی میں اس عظیم واقعہ نے ایک بھی کروٹ نہ لی۔ اور حضرت امیر معاویہؓ پر اعتراض کرنے کے لیے محمد بن ابی بکر کا طرفدار بنا جا رہا ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے ساتھ پیش آنے والے اس واقعہ کی حقیقت اور اصلیت اگر جاننا چاہتے ہو تو پھر کچھ شانِ عثمان غنیؓ ملاحظہ کر لیں۔ تاکہ اس اُمینہ میں شہادت عثمان کی عظمت کا تصور آجائے۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت

شان پر چند احادیث

عثمان غنیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنتی رفیق

ریاض النضرہ :

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ
يَوْمَ حُصَيْرِ وَكُوَ أَلْفَى حَجَرًا لَمْ يَقَعْ إِلَّا عَلَى
رَأْسِ رَجُلٍ فَرَأَيْتُ عُثْمَانَ أَشْرَفَ مِنَ الْخَوْصَةِ
الَّتِي تَلَى مَقَامَ حَبْرَاءِ مَيْلَ عَلَى النَّاسِ وَقَالَ

يَطْلُحَةً أَذْنَيْكَ اللَّهُ أَتَذْكُرُ يَوْمَ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْضِعٍ كَذَا وَكَذَا
لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ غَيْرِي وَغَيْرِكَ
قَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا طْلُحَةُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنِّي نَبِيٌّ إِلَّا وَمَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ
رَفِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ عُثْمَانُ يَعْنِيَنِي رَفِيقِي
فِي الْجَنَّةِ قَالَ طْلُحَةُ اللَّهُمَّ نَعْمَ ثُمَّ انْفَرَفَ
خُرَجَهُ أَحْمَدُ -

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۲۶ مطبوعہ بیروت
طبع جدید)

ترجمہ: زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں جس
دن عثمان غنیؓ کا محاصرہ کیا گیا۔ وہاں گیا۔ اتنے آدمی تھے۔ کہ اگر کوئی
پتھر پھینکتا۔ تو وہ نیچے زمین پر گرنے کی بجائے کسی نہ کسی کے سر پر
پڑتا۔ میں نے دیکھا۔ کہ حضرت عثمان غنیؓ رضی اللہ عنہ نے اس کھڑکی
سے جھانکا۔ جو کہ مقام جبریل سے ملی ہوئی ہے۔ اور کہا۔ اے طلحہ! تجھے
اللہ کی قسم دلاتا ہوں۔ کیا تجھے وہ دن یاد نہیں۔ جب میں اور تو دونوں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے۔ اور فلاں فلاں جگہ پر چارے
دونوں کے سوا کوئی اور آپؐ کا صحابی نہ تھا؟ جناب طلحہ کہتے ہیں۔
میں نے کہاں یہ درست ہے۔ پھر یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہا تھا۔ اے طلحہ! اللہ کے ہر ایک پیغمبر کے ساتھ اس کے صحابہ
میں سے ایک ساتھی ضرور جنت میں رفیق ہوگا۔ اور بے شک عثمان

جنت میں میرا رفیق ہے (کیا حضور نے یہ نہ فرمایا تھا؟) جناب طلحہ کہتے ہیں ۔
بھلا! ہاں ۔ یہ کہہ کر آپؐ واپس تشریف لے آئے ۔

رسول اللہؐ نے فرمایا عثمان غنیؓ کا جنازہ فرشتے

پڑھیں گے

ریاض النضرہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رَيْوَمَ يَمُوتُ
عُثْمَانُ تُصَلَّى عَلَيْهِ مَلِكَةُ السَّمَاءِ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ عِثْمَانُ خَاصَّةٌ أَمْ النَّاسُ عَامَّةٌ
قَالَ عِثْمَانُ خَاصَّةٌ دَخَرَجِهَ الْحَافِظُ الدِّمَشْقِيُّ

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۳۰ تا ۳۱ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ میں نے سرکار
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے یہ سنا ۔ جس دن عثمان غنی
کا انتقال ہوگا ۔ اس پر آسمانی فرشتے نماز پڑھیں گے ۔ میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ! یہ خاص کر عثمان کے لیے ہے یا عام مسلمانوں کے لیے؟ فرمایا
بالخصوص عثمان کے لیے ہے ۔

قیامت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا

حساب و کتاب نہ ہوگا

ریاض النضرۃ:

عَنْ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ يَارَسُولَ اللَّهِ
مَنْ أَقُولُ مَنْ يُحَاسِبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ (البوہی)
قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ قَالَ ثُمَّ مَنْ
قَالَ ثُمَّ أَنْتَ يَا عَلِيُّ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ آيَنَ عُثْمَانُ قَالَ إِنِّي سَأَلْتُ
عُثْمَانَ حَاجَةً سِرًّا فَقَضَاهَا سِرًّا فَسَأَلْتُ
اللَّهَ أَنْ لَا يُحَاسِبَ عُثْمَانَ - خرجہ الحافظ
بن بشران - (ریاض النضرۃ جلد ۱ ص ۱۷۷ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کل قیامت کو سب سے پہلے کس کا حساب و کتاب ہوگا۔؟ فرمایا۔ ابو بکر صدیق کا۔ میں نے پوچھا پھر ان کے بعد کس کا؟ فرمایا۔ عمر بن خطاب کا۔ پوچھا پھر کس کا؟ فرمایا۔ اے علی تیرا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ عثمان کہاں ہوں گے؟ فرمایا۔ میں نے عثمان سے خفیہ ایک کام کہا تھا۔ اس نے خفیہ طور پر وہ کر دیا۔ تو

میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کے بارے میں سوال کیا تھا کہ اے اللہ! عثمان کا حساب و کتاب نہ لینا۔ (لہذا آج عثمان کے حساب و کتاب کی ضرورت نہیں)

عثمان غنی کی شفاعت سے ستر ہزار دوزخی جنتی ہو جائیں گے

ریاض النضرۃ:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ لَيَشْفَعَنَّ عُثْمَانُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا عِنْدَ الْمِيزَانِ
مِنْ أُمَّتِي مِمَّنْ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ - (ریاض النضرۃ)

جلد سوم ص ۴۰ مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شفاعت جر میزان کے قریب ہوگی۔ اس سے ستر ہزار ایسے آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔ جن پر دوزخ واجب ہو چکی تھی۔

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنتی شادی میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت

ریاض النضرۃ:

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَ لَيْكِي حَدًّا أَنَا بِرَسُولِ اللَّهِ
فِي مَنَامِي وَهُوَ عَلَى بَرْدٍ وَنَ أَشْهَبَ يَسْتَعِجِلُ وَعَلَيْهِ
حُلَّةٌ مِنْ نَوْرِ وَبِيَدِهِ قَضِيبٌ مِنْ نَوْرِ وَعَلَيْهِ
ثَعْلَانِ شِرَاكُهُمَا مِنْ نَوْرِ فَخَلَّتْ لَهُ بِأَيِّ أَنْتَ
وَإِنِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ طَلَّ شَرَقِي إِلَيْكَ
فَقَالَ إِنِّي مُبَادِرٌ لِأَنَّ عُثْمَانَ تَصَدَّقَ يَا لَعَنَ
رَاحِلَتِهِ وَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ قَبِلَهَا مِنْهُ وَ
زَوَّجَهَا بِمَا عَرَّوْ سَا فِي الْجَنَّةِ وَ أَكَذَا هِبَ
إِلَى عَمْرِ بْنِ عُثْمَانَ - خَرَجَهُ الْمَلَاءُ فِي سِيرَتِهِ

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۴۲)

ترجمہ: عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات خواب
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ ایک اعلیٰ نسل کے گھوڑے
پر جلدی میں تھے۔ آپ نے اس وقت نوری پوشاک پہن رکھی تھی ہاتھ
بہ نوری لالٹیاں اور پاؤں میں نعلین کہ جن کے تسمے نور کے تھے۔ میں
نے عرض کیا۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان! مجھے آپ کے شوق دیدار

کی بڑی مدت سے طلب تھی۔ فرمانے لگے مجھے جلدی ہے۔ کیونکہ عثمان نے ایک ہزار سواری کا صدقہ کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا ہے۔ اور عثمان کو جنت میں ایک دو لہن عطاء فرمائی ہے۔۔۔ مجھے جلدی سے اُس کی شادی میں شرکت کرنا ہے۔

اہل بیت کی خدمت کرنے پر حضرت عثمان
کے لیے حضور علیہ السلام کا رات بھر دعا فرماتا

ریاض النضرہ:

وَمِمَّا وَرَدَ عَنْ دُعَائِهِ لِعُثْمَانَ عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ مَكَثَ الْاَبْحَمِدِ اَرْبَعَةَ اَيَّامٍ مَا طَعِمُوا
شَيْئًا حَتَّى تَضَاعَفَ اَصْبَابُنَا فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ
فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ اَصْبَبْتُمْ بَعْدِي شَيْئًا فَقُلْتُ
مِنْ اَيْنَ اِنْ لَمْ يَأْتِنَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ عَلَى
يَدَيْكَ فَتَوَضَّاءَ وَخَرَجَ مُتَسَحِّبًا يُصَلِّي هَاهُنَا
مَرَّةً وَهَاهُنَا مَرَّةً يَدُ عُرَا قَالَتْ فَاقْبَلْ عُثْمَانُ
مِنْ اَخِي الطَّهَارِ فَاَسْتَاذَنَ فَهَمَمْتُ اَنْ اَحْجِبَهُ
ثُمَّ قُلْتُ هُوَ رَجُلٌ مِنْ مَكَائِدِ الصَّحَابَةِ لَعَلَّ
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّمَا سَأَلَهُ اِلَيْنَا لِيَجْرِيَ عَلَي
يَدَيْهِ خَيْرًا فَادْنَيْتُ لَهُ فَقَالَ يَا اُمَّتَا اَيْنَ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا بُنَيَّ
مَا طَعِمَ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ شَيْئًا فَدَخَلَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَغِيرًا مَامِرًا
الْبَطْنِ فَاحْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ لَهَا وَبِمَا رَدَّتْ
قَالَتْ فَبَكَى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ وَقَالَ مَقْتًا
لِللَّهِ نِيًّا ثَمَرَ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ مَا كُنْتَ بِحَقِيقَةٍ
أَنْ يَكْرَهَ بِكَ يَعْنِي هَذَا ثَمَرَ لَا تَذْكُرِيَنِي
لِي وَلِجَبَدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَلِنَابِتِ ابْنِ قُمَيْسٍ فِي نَظَائِرِنَا
مِنْ مَكَائِثِ النَّاسِ ثَمَرَ خَرَجَ فَبَعَثَ إِلَيْنَا
بِأَحْمَالٍ مِنَ الدَّقِيقِ وَأَحْمَالٍ مِنَ الْحِنْطَةِ
وَأَحْمَالٍ مِنَ التَّمْرِ وَبِمَسْلُوحٍ وَبِثَلَاثِمِائَةِ
دِرْهَمٍ فِي صُرٍّ وَثَمَرَ قَالَ هَذَا يُبْطِئُ عَلَيْكُمْ
ثَمَرَ بَعَثَ بِخُبْزٍ وَشَوَاءٍ كَثِيرٍ فَقَالَ كُلُوا
أَنْتُمْ وَاصْنَعُوا بَعْدِي شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
ثَمَرَ أَقْسَمَ عَلَيَّ أَنْ لَا يَكُونَنَّ مِثْلَ هَذَا إِلَّا أَعْلَمْتُهُ
قَالَتْ وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ
أَصَبْتُمْ بَعْدِي شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتُ
أَنَّكَ إِنَّمَا خَرَجْتَ تَدْعُو اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَقَدْ
عَلِمْتُ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَنْ يُوَدَّكَ عَنْ سَرَائِدٍ
قَالَ فَمَا أَصَبْتُمْ قُلْتُ كَذَا وَكَذَا أَحْمَلُ بَعِيرٍ
دَقِيقًا وَكَذَا وَكَذَا أَحْمَلُ بَعِيرٍ حِنْطَةً وَكَذَا

وَكَذَا حُمِلَ بِعَيْرٍ تَمْرًا وَكُلَّ شِمَائِلَ دُرٍّ هَمٍّ فِي صُرَّةٍ
وَمَسْلُوكًا وَخُبْرًا وَشَوَاءَ كَثِيرًا خَقَالَ وَمَمَّنْ
خَقَلْتُ مِنْ عَثْمَانَ بْنِ عَقَّانَ قَالَتْ وَبِكَا وَذَكَرَ الدُّنْيَا
بِمَقْتٍ وَآخَسَمَ عَلَى أَنْ لَا يَكُونَنَّ مِثْلَ هَذَا إِلَّا كَلَمْتُهُ
قَالَتْ فَلَمْ يَجْلِسِ النَّبِيُّ حَتَّى خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ
وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ فَقَدْ رَضِيتُ عَنْ
عَثْمَانَ فَأَرْضِ عَنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - خَرَجَ الْحَافِظُ
أَبُو الْقَاسِمِ الدِّمَشْقِيُّ فِي الرَّابِعِينَ -

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۲۸ تا ۲۹)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی کے بارے میں جو دعائیں فرمائیں۔ ان میں ایک کا واقعہ ٹوں ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو چار دن سے کھانے کے لیے کچھ بھی نہ ملا تھا۔ حتیٰ کہ گھر کے بچے بیک رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اے عائشہ! کیا کسی کی طرف سے کچھ انتظام ہوا ہے۔ عرض کرتے لگیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ دے تو پھر کہاں سے آئے گا۔ پھر آپ نے وضو فرمایا۔ اور پریشانی کے عالم میں نکل کھڑے ہوئے کبھی یہاں اور کبھی وہاں نماز ادا فرماتے۔ اور کبھی دعائیں مشغول ہو جاتے فرماتی ہیں۔ کہ دن ڈھلے عثمان غنی تشریف لائے۔ اور اجازت طلب کی۔ مجھے خیال آیا۔ کہ میں اُن سے چھپ جاؤں۔ لیکن پھر دل میں آیا کہ یہ المار صجابی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمارے ہاں اس لیے بھیجا ہو۔ کہ ان کے ہاتھوں سے کوئی بھلائی ظاہر فرماتا ہو۔ پوچھا

اسے والدہ محترمہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں میں؟ میں نے کہا: بیٹے! ہم حضور کے گھر والوں نے چار دن سے کچھ بھی نہیں کھایا۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ کی حالت متغیر تھی۔ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے گفتگو سے اکاہ کیا۔ فرماتی ہیں: کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ اور کہنے لگے۔ اے دنیا! تجھے بربادی ہو۔ پھر عرض کیا۔ اے ادر محترم! آپ جب بھی ایسے حالات سے دوچار ہوں۔ تو ہم الدار صحابہ کو اطلاع کر دینی چاہیے۔ میں ہوں عبدالرحمن بن عوف ہیں۔ ثابت بن قیس ہیں۔ کسی کی طرف پیغام بھیج دیا کریں۔ یہ کہہ کر عثمان غنی وہاں سے گھر آگئے۔ اور آٹا، گندم اور کھجوروں کے کئی اونٹ لاکر ہمارے ہاں بھیجے علاوہ انہی پھلکا اتری بہت سی اشیاء کے ساتھ تین سو درہم بھی بھیجے پھر کہا۔ جلدی میں یہ تمہاری خدمت ہو سکی۔ پھر بٹھنا ہوا گوشت اور روٹیاں کثیر تعداد میں بھیجیں۔ اور عرض کیا۔ خود کھاؤ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے تک ان کے لیے بھی تیار کر چھوڑو۔ پھر پکا وعدہ لیا۔ کہ جب بھی ایسی حالت آن پڑے تو مجھے اطلاع کرنا ہوگی۔ فرماتی ہیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور پوچھا۔ اے عائشہ! کیا میرے جانے کے بعد تمہیں کچھ ملا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ! آپ بخونی جانتے ہیں۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ اور یہ بھی یقینی امر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سوال رد نہیں کرتا۔ پوچھا۔ اچھا تو پھر کیا کچھ ملا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ کہ آٹا، گندم اور کھجوروں کے بھرے اونٹ اور تین سو درہم روٹیاں اور بٹھنا ہوا گوشت وغیرہ پوچھا کس نے دیا ہے؟ میں نے کہا عثمان بن عفان

فرماتی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے۔ اور دنیا کی بربادی اور عسکی کا ذکر کیا۔ اور قسم دلوائی۔ کہ آئندہ ایسی حالت کی اطلاع عثمان غنی کو کیا کریں گے ام المؤمنین فرماتی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہی قدموں واپس مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے دعا مانگی۔ اے اللہ! عثمان سے میں راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو۔ یہ دعائیہ کلمات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔ (اس واقعہ کو حافظ ابوالقاسم دمشقی نے اربعین میں نقل کیا ہے)

ریاض النضرہ:

عن ابی سعید الخدری قال رَمَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ إِلَى أَنْ طَلَعَ النَّجْمُ يَدْعُو لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ يَقُولُ اللَّهُمَّ عَثْمَانُ رَضِيَتْ عَنْهُ فَأَرْضِ عَنْهُ..... قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو لِعُثْمَانَ يَقُولُ يَا رَبِّ رَضِيَتْ عَنْ عَثْمَانَ فَأَرْضِ عَنْهُ فَمَا زِلْتُ رَافِعًا يَدَيْهِ حَتَّى طَلَعَ النَّجْمُ۔ (ریاض النضرہ)

(جلد سوم ص ۲۸)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع رات سے طلوع فجر تک عثمان غنی کے حق میں یہ دعا فرماتے ہوئے دیکھا۔ اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو۔ یہی ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو ہاتھ اٹھا کر عثمان غنی کے لیے یہ دعا مانگتے دیکھا اور صبح تک یہی

کیفیت رہی۔ اسے اللہ ایسے عثمان سے راضی ہوں۔ تو بھی راضی ہو۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

زمین و آسمان کا نور میں

ریاض النضرۃ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُرْمُوا بِنَا
نِعْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ قُلْنَا عَلِيلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ
قَالَ نَعْمُ فَقَامَ فَأَتْبَعْتَاهُ حَتَّى أَتَى مَنْزِلَ عُثْمَانَ
فَأَسَادَنَ فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ وَدَخَلْنَا فَوَجَدَ عُثْمَانَ
مَكْبُورًا عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا عُثْمَانُ لَا تَرْفَعُ
رَأْسَكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْتَعِيذُ بِغَيْبِ اللَّهِ
تَعَالَى قَالَ وَلِمَ ذَاكَ قَالَ أَخَافُ أَنْ يَكُونَ عَلَيَّ
غَضَبَانِ فَقَالَ اللَّهُ الَّذِي أَلَسْتَ حَافِرَ بَيْتِ رُومَةٍ
وَمَجْهَرِ جَيْشِ الْعُسْطَرَةِ وَالزَّائِدِ فِي مَسْجِدِي
وَبَاذِلِ الْمَالِ فِي رِضَايَ اللَّهُ تَعَالَى وَرِضَايَ وَمَنْ تَسْتَعِيذُ
مِنْهُ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ هَذَا جِبْرِيلُ يُخْبِرُكَ فِي عَيْنِ
اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّكَ تَوَرَّأَ أَهْلَ السِّمَاءِ وَهَذَا سَلَامٌ
أَهْلِ الْأَرْضِ وَأَهْلِ الْجَنَّةِ - اخرجہ بالسلاطین

(ریاض النضرۃ جلد سوم صفحہ نمبر ۲۱ مطبوعہ

بیروت طبع جدید)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ہمیں فرمایا۔ اٹھو تاکہ عثمان غنی کی بیماری پُرسی کریں۔ ہم نے عرض کیا۔ کیا وہ بیمار ہیں؟ فرمایا۔ ہاں۔ آپ کے ہمراہ پیچھے پیچھے ہم بھی چل پڑے۔ جب عثمان غنی کے گھر تشریف لائے۔ تو اندر آنے کی آپ نے اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر آپ اور ہم اندر داخل ہوئے۔ تو دیکھا کہ عثمان غنی منہ کے بل اوندھے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا۔ عثمان! تمہیں کیا ہوا؟ سر کیوں نہیں اٹھاتے؟ عرض کی۔ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے۔ فرمایا۔ وہ کیوں؟ کہا اس خوف سے کہ وہ کہیں مجھ پر ناراض نہ ہو۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کیا تو برسرِ رومہ (روم نامی کنوؤں) کا کھودنے والا، جلدی سے تیار ہونے والے لشکرِ اسلام کا سازو سامان ہتیا کرنے والا، میری مسجد کو وصعت دینے والا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور میری رضا میں اپنا مال خرچ کرنے والا نہیں ہے؟ اور کیا تو وہ نہیں ہے کہ جس سے آسمانی فرشتے بھی حیا کرتے ہیں؟ دیکھو ابھی جبریل نے اگر مجھے اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا ہے کہ تو (عثمان) آسمان والوں کا نور اور زمین و جنت والوں کا چراغ ہے۔

برسرِ رومہ کا مختصر واقعہ:

جب مدینہ منورہ میں مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے والے تشریف لائے تو مدینہ میں پانی کی قلت تھی۔ کیونکہ بنی غفار کے ایک آدمی کی ملکیت میں ایک کنوؤں تھا۔ جسے برسرِ رومہ کہا جاتا تھا۔ وہ اس کا پانی قیمتاً فروخت کر کے اپنے گھر کے اخراجات پورے کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا

کہ کنوؤں دے کر جنت لے لو۔ لیکن اس نے معذرت کی۔ بعد میں عثمان غنی نے ۳۵۰۰ ہزار درہم قیمت دے کر وہ خرید لیا اور فی سبیل اللہ وقف کر دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی حضور! جو آپ نے اس کنوؤں کے مالک سے وعدہ فرمایا تھا۔ وہ میرے ساتھ بھی ہونا چاہیے۔ آپ نے فرمایا۔ تیرے لیے بھی وعدہ ہے۔ اور جنت تجھ پر واجب ہو چکی۔

جلسہ عسرت کے لیے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت

غزوہ تبوک کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری کی خاطر صحابہ کرام کو ترغیب دلائی۔ تو عثمان غنی نے اس کے جواب میں ایک سوانٹ سازو سامان سے لے کر ہونٹے پیش کیے۔ دوبارہ ترغیب پر عثمان غنی نے پھرتے ہی اونٹ بعد سازو سامان حاضر کر دیئے۔ آپ یہ دیکھ کر منبر پر سے میچے تشریف فرما ہوئے۔ اور اعلان فرمایا۔ کہ عثمان! آج کے بعد تم کوئی بھی عمل کرو۔ وہ تمہیں نقصان نہ پہنچائے گا۔ ابو عمرو کی روایت کے مطابق عثمان کی طرف سے پیش کیے جانے والے اونٹوں کی تعداد سب اڑھتے نو سو بتائی گئی ہے۔ علاوہ بڑی بچاس گھوڑے بھی ساتھ کر دیئے۔ جناب قتادہ کی روایت کے مطابق عثمان غنی نے ایک ہزار صحابہ کو اونٹوں پر اور ستر گھوڑوں پر جنگ کرنے کے لیے تیار کیا۔

توسیع مسجد نبویؐ

مسجد کی توسیع پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا وعدہ فرمایا۔ عثمان غنی نے پچیس ہزار درہم دے کر یہ سودا کر لیا۔ مسجد بیت اللہ کی توسیع کے لیے جب ایک

مکان کو اس میں شامل کرنے کا وقت آیا۔ تو ایک مکان نے مفت میں دینے سے معذوری کا اظہار کیا۔ اس کے بعد عثمان غنی نے دس ہزار عطا کر کے مکان خرید لیا اور پھر اسے مسجد الحرام میں شامل کر دیا۔

عثمان غنی کی دس خصوصیات ریاض النضرۃ:

عن ابی بشر الفہمی قال سمعت عثمان بن عفان
یَقُولُ لَعَدُوْا خُبَّائَاتُ رِبِّيْ عَشْرًا اِنِّيْ لَرَاسِعٌ
اَرْبَعَةٍ فِي الْاِسْلَامِ وَجَلَّزْتُ حَبِيْثَ الْعُسْرَةِ
وَاجْمَعْتُ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ وَاسْتَمْنَيْتُ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى اَهْلِيْهِ ثُمَّ
تَوَفَّيْتُ قَرَّ وَحَيِّي الْاُخْرٰى وَمَا تَغْنِيْتُ لِمَا تَمْنِيْتُ وَمَا
وَحَصَعْتُ يَدِي الْيُمْنٰى عَلَى فَرْجِيْ مُنْذُ يَاعَيْتُ
رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا مَرَّتْ بِيْ جُمُعَةٌ اِلَّا وَ اَنَا اَعْتِقُ
فِيْهَا رَقَبَةً اِنْ لَا تَكُوْنُ عِنْدِيْ فَاَعْتِقُهَا بَعْدَ
ذٰلِكَ وَلَا زَكَاٰتٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَلَا فِي الْاِسْلَامِ
وَلَا سَرَقْتُ حَرَجًا اِلَّا اَعْتَقْتُهَا

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۳۳)

ترجمہ: ابی بشر الفہمی کہتے ہیں کہ میں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دس خصلتوں سے مخصوص فرمایا ہے (۱) میں چوتھا مسلمان ہوں۔ ۲۔ حبشہ العسرہ کی تیاری کرنے والا ہوں

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ پاک میں قرآن کریم جمع کرنے والا ہوں۔

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی بیٹی کا امین مقرر فرمایا۔ (یعنی میرے نکاح میں دی)۔ جب ان کا انتقال ہوا تو دوسری عطا فرمائی۔

۵۔ میں نے کبھی گانا نہیں گایا۔

۶۔ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

۷۔ کبھی دایاں ہاتھ بیعت کرنے کے بعد شرمگاہ پر نہیں رکھا۔

۸۔ کبھی جمعہ ایسا نہ گزرا کہ غلام آزاد نہ کروں۔ اگر اس دن نہ ہوتا تو پھر دوسرے دن آزاد کر دیتا۔

۹۔ جاہلیت اور اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا۔

۱۰۔ اور کبھی چوری نہیں کی۔

خلاصہ کلام:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا خصوصیات جیسا کہ ظاہر ہے کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوئیں۔ اور ان میں سے ہر ایک خصوصیت ایسی ہے۔ جو پوری دنیا اور مافیہا سے افضل و اعلیٰ ہے۔ ذوالنورین کا خطاب کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ جس خلیفہ راشد کی صفات اس قدر عظیم ہوں۔ اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ اقدس سے ملی ہوں۔ ان پر حملہ کرنے والے کب تعریف کے قابل ہو سکتے ہیں۔ دو محدث ہزاروی، کا انداز تو ملاحظہ ہو۔ کہ جو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل ہے۔ اُسے افضل الاصحاب، حافظ قرآن و سنت وغیرہ کے القاب دیئے جا رہے

ہیں۔ ایک طرف یہ اور دوسری طرف جناب عثمان غنی کے بارے میں ایک تعریفی کلمہ بھی زبان پر نہیں آتا۔ اس سے قارئین کرام آپ اندازہ لگالیں۔ کیا یہی رویہ ایک مسلمان کی شایانِ شان ہے؟

چند حوارجات حضرات صحابہ و ائمہ اہل بیت کے بھی ملاحظہ ہو جائیں کہ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین کے بارے میں کن خیالات کا اظہار فرمایا

✽

قاتلان عثمان غنی رضی اللہ عنہ

صحابہ کرام و ائمہ اہلبیت کی نظر میں

قاتلان عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوزخی ہیں۔

حضرت حذیفہ

ازالة الخفاء،

وَمِنْ أَقْوَالِ صَاحِبِ سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ حَدِيثُهُ بَنَ
الِيْمَانَ مَا أَخْرَجَهُ أَبُو بَكْرٍ عَنْ جُنْدَبِ الْخَثِيرِ
قَالَ أَتَيْتُ حَدِيثَهُ حِينَ سَارَ إِلَى صُرَيْشُونَ
إِلَى عُثْمَانَ فَقُلْنَا إِنَّ هُوَ لَا يَرْقُدُ سَارُوا إِلَى هَذَا
الرَّجُلِ فَمَا تَقُولُ قَالَ يَقْتُلُونَهُ وَاللَّهِ قَالَ
قُلْنَا فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي الْجَنَّةِ وَاللَّهِ قَالَ قُلْنَا
أَيْنَ قَتَلْتُهُ قَالَ فِي النَّارِ وَاللَّهِ -

(۱- ازالة الخفاء جلد چہارم ص ۲۵۸ تا ۲۵۹ مطبوعہ

آرام باغ کراچی)

(۲- ریاض النضرہ جلد سوم ص ۸۰)

نرسجھا : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اقرار میں سے ہے جسے جندب غیر سے ابو بکر نے بیان کیا کہنا ہم حذیفہ بن یمان کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب مصری لوگ عثمان غنی کو قتل کرنے کے لیے جا رہے تھے۔ ہم نے پوچھا۔ یہ لوگ حضرت عثمان کی طرف جا رہے ہیں۔ تو آپ کا کیا خیال ہے ان کا کیا ارادہ ہے۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا بخدا! یہ انہیں قتل کریں گے۔ ہم نے پوچھا۔ قتل کے بعد عثمان غنی کا مقام کیا ہوگا؟ فرمایا خدا کی قسم! جنت میں ہم نے پھر پوچھا۔ ان کے قاتلوں کا ٹھکانہ کونسا ہوگا۔ فرمایا۔ بخدا! وہ جہنم میں ہیں

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر اور عمار بن یاسر کو عثمان غنی کے قتل پر خوش ہونے کی وجہ سے ڈانٹ پلائی۔

ازالة الخفاء:

وَمِنْ طَرِيقِ الْحَاطِطِيِّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَعْمَدٍ عَنْ
أَبِيهِ فِي قِصَّةِ طَوِيلَةٍ قَالَ مَعْمَدُ بْنُ حَاطِبٍ
فَقُمْتُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّا قَادِمُونَ
الْمَدِينَةَ وَالنَّاسُ سَائِلُونَ عَنَّا عَنْ عُثْمَانَ فَمَا
ذَا الْقَوْلُ فِيهِ قَالَ فَاعْلَمُوا عَمَّا رُبَّنَّ يَاسِرَ
وَمَعْمَدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ مَا قَالَا فَقَالَ لَهُمَا

عَلَيْكَ يَا عَمَّارُ يَا مُحَمَّدٌ تَقُولَانِ إِنَّ عَثْمَانَ إِسْتَأْذَرَ
وَأَسَاءَ الْأَمْرَ وَعَاقَبْتُمُ وَاللَّهِ فَإِنَّ سَائِمَ الْعُقُوبَةِ
وَسَلَقِدُمُونِ عَلَى حَاكِمٍ عَدَلٍ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ شَفَرًا
قَالَ يَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاطِبٍ إِذَا قَدِمْتَ الْمَدِينَةَ
وَسُئِلْتَ عَنْ عَثْمَانَ فَقُلْ كَانَ وَاللَّهِ مِنَ الَّذِينَ
الْمُتَوَاضِعُونَ لِقَوْلِ اللَّهِ وَتَقْوَاهُ وَاحْتِسَابُ اللَّهِ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
وَعَلَى اللَّهِ فَلَيتَشَوَّكُمُ الْمُؤْمِنُونَ -

(ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۳۵۶ تا ۳۵۷ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: عبدالرحمن بن محمد اپنے والد سے ایک طویل قصہ بیان کرتے ہوئے
کہتے ہیں۔ کہ میں نے کھڑے ہوتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰ سے
عرض کیا حضور! ہم لوگ مدینہ منورہ جا رہے ہیں۔ اور لوگ ہم سے عثمان
غنی کے بارے میں پوچھیں گے۔ تو انہیں ہم کیا جواب دیں گے۔
یہ سن کر عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر پریشان ہوئے۔ اور جو کہنا
چاہا کہا۔ ان دونوں کو حضرت علی المرتضیٰ نے کہا۔ تم دونوں کہتے ہو کہ
عثمان غنی نے اپنوں کو ترجیح دی اور بری حکومت کی۔ اور اس پر
تم نے انہیں ستایا۔ خدا کی قسم! تم نے ان کے ساتھ بُرا سلوک کیا۔
عنقریب تمہیں ایک حاکم عادل کے سامنے جانا ہوگا۔ جو تمہارے مابین
درست فیصلہ کرے گا۔ پھر فرمایا۔ اے محمد بن حاطب! جب تم مدینہ منورہ
پہنچو اور لوگ تم سے عثمان غنی کے بارے میں پوچھیں۔ تو کہنا۔ خدا کی قسم!
وہ ان لوگوں میں سے تھے۔ جو ایمان لائے۔ پھر تقویٰ کی راہ پر چلے
اور ایمان میں پختہ ہوئے۔ پھر بد مزہ کاری میں کمال پر پہنچے اور احسان

کرتے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ
پر ہی مومنین کو توکل کرنا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں عثمان غنی سے اُن

کے قاتلوں کا نام پوچھیں گے

ریاض النضرۃ:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَوْفٍ حَدِيثُ مَوَ أَخَاتِهِ بَيْنَ
أَصْحَابِهِمْ وَفِيهِ ثَمَرٌ دَعَا عُمُتَانِ وَقَالَ أَدْنُ يَا أَبَا
عُمَيْرٍ وَأَدْنُ يَا أَبَا عُمَيْرٍ وَكَلِمَتَيْنِ يَدُ نَوْمِهِ
حَتَّى الْصَّقِ وَكُنْتُمْ بِرُكْنَيْهِ فَتَنَظَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ ثَلَاثَ
مَرَّاتٍ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى عُمَتَانِ وَكَانَتْ إِزْرَارًا مَعْلُولَةً
فَدَرَّهَا بِيَدِهِمْ ثُمَّ قَالَ أَجْمَعُ عِطْفَى رِدَائِكَ
عَلَى نَحْرِكَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ لَكَ لَشَأْنًا نَافِيًا أَهْلَ السَّمَاءِ
أَبَا عُمَيْرٍ وَتَرَدَّ عَلَى حَوْضِي وَأَوْدَ اجْعَلْكَ تَشَجُّبُ
دَمَا قَاتِلُكَ مَنْ فَعَلَ بِكَ هَذَا؟ فَتَقُولُ فَلَانٌ
وَفُلَانٌ وَذَلِكَ كَلَامُ جَبْرِئِيلَ خَرَجَ هَذَا الْقَدَرُ
أَبُو الْخَيْرِ الْعَاكِمِي -

دریاض النضرۃ جلد سوم ص ۳۸ ذکر ان له لَشَأْنًا نَافِيًا

اهل السماء۔ مطبوعہ بیروت جدید

تَرْجَمَا،

زید بن ابی اوفی کہتے ہیں۔ کہ مواعیات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی سے فرمایا۔ میرے قریب آؤ، میرے قریب آؤ۔ وہ اتنے قریب آگئے۔ کہ اپنے گھٹنے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھ کر تین مرتبہ سبحان اللہ کہا۔ پھر عثمان غنی کی طرف دیکھا۔ اس وقت عثمان غنی کی وہ چادر جو ان کے جسم پر تھی کچھ ڈھیلی ہو چکی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گردن پر پڑی چادر کو ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا۔ عثمان! چادر کی دونوں طرف اپنے سینے پر سے گزارو۔ پھر فرمایا۔ اے عثمان! آسمان والوں میں تیری عظمت و شان کا چرچا ہے۔ تم حوض کوثر پر جب میرے پاس آؤ گے۔ تو تمہاری گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ تو میں تم سے پوچھوں گا۔ تمہارے ساتھ یہ نعل کس نے کیا ہے؟ تو تم فلاں فلاں کا نام لو گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ جبرئیل امین علیہ السلام کا کلام ہے۔ (اس قدر الفاظ ابو الحخیر ماکمی نے ذکر کیے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی کے دشمن کا جتناڑ نہیں پڑھا۔

ریاض النضرۃ:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَازُ

رَجُلٍ يَصِلُ عَلَيْهَا فَلَمْ يَصِلْ عَلَيْهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا
رَأَيْتَكَ تَرَكَتَ الصَّلَاةَ عَلَى أَحَدٍ قَبْلَ هَذَا قَالَ رَأَيْتُهُ
كَانَ يَبْغِضُ عُثْمَانَ فَابْغَضَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
(خرجه الترمذی و خلعی)

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۳۰)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
ایک جنازہ لایا گیا۔ مگر آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ لیکن آپ نے
اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ! اس سے قبل ہم نے
آپ کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا؟ فرمایا یہ شخص عثمان غنی سے
بغض رکھتا ہے۔ جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گیا۔ (اس روایت
کو ترمذی اور خلعی نے ذکر کیا ہے)

امام حسن رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر کے نام کی بجائے اسے

”یا فاسق“ کہتے تھے

طبقات ابن سعد:

قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكَلَابِيُّ قَالَ
أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ قَالَ
لَمَّا أَدْرَكُوا بِالْعُقُوبَةِ يَعْنِي قَتْلَهُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ
قَالَ أَخَذَ الْفَاسِقُ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَبُو الْأَشْهَبِ
وَكَانَ الْحَسَنُ لَا يُسَمِّيهِ بِاسْمِهِ إِنَّمَا كَانَ يُسَمِّيهِ

الْفَاسِقُ قَالَ فَاتَّخِذْ فَجْعِلْ فِي جَوْفِ حِمَارِ دُرٍّ
أَخْرِقْ عَلَيْهِ -

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۲ ذکر ماقال اصحاب

رسول اللہ - مطبوعہ بیروت طبع جدید)

تَرْجَمَہ: امام حسن کہتے ہیں کہ جب قاتلانِ عثمان پکڑے گئے تو آپ نے
محمد بن ابی بکر کے بارے میں کہا۔ فاسق پکڑا گیا۔ ابو الاشبہ کہتے ہیں
کہ امام حسن رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر کا نام نہیں لیا کرتے تھے بلکہ "فاسق"
کہہ کر ان کا ذکر کرتے تھے۔ کہا جب اسے پکڑا گیا۔ تو پھر ایک مردہ
گدھے کے پیٹ میں اسے رکھا گیا۔ اور بالآخر جلا دیا گیا۔

محمد بن ابی بکر کا بیٹا قاسم اپنے باپ کے قتلِ عثمان

کی وجہ سے اس کے لیے مغفرت کی دعا کیا کرتا تھا

ابن خلکان:

قَالَ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ مَا أَدْرَكْنَا أَحَدًا فَضَّلَهُ
عَلَى الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَقَالَ مَالِكٌ كَانَ الْقَاسِمُ
مِنْ فُقَهَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ
جَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَنْتَ أَعْلَمُ
أَمْ سَالِمٌ فَقَالَ ذَاكَ مُبَارَكٌ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ
كَرِهَ أَنْ يَقُولَ هُوَ أَعْلَمُ مِنِّي وَيَكْذِبُ أَوْ يَقُولَ
أَنَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَمِيزَتْهُ نَفْسُهُ وَكَانَ التَّائِبُ سَمِيعًا

وَكَانَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ يَقُولُ فِي سَجُودِهِ اَللّٰهُمَّ
اسْتَغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ ذَنْبِيْ فِيْ عَثْمَانَ

(ابن خلکان جلد چہارم ص ۵۹ ذکر قاسم بن محمد

مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: یحییٰ بن سعید کہتے ہیں۔ ہمیں کوئی شخص ایسا نہیں ملا جسے ہم قاسم بن محمد پر فضیلت دے سکیں۔ امام الک کہتے ہیں۔ کہ قاسم بن محمد اس امت کے فقہاء میں سے تھا۔ محمد بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ ایک شخص نے قاسم بن محمد سے پوچھا۔ آپ بڑے عالم ہیں یا سالم؟ کہنے لگے۔ وہ سالم مبارک ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ کہ جناب قاسم نے یہ کہہ کر وہ (سالم) مجھ سے زیادہ علم والا ہے! جناب کیا تا کہ ان کو جھوٹا نہ کہا جاسکے اور اپنے آپ کو بڑا عالم اس لیے نہ کہا۔ تا کہ کہیں تکبر نہ بن جائے۔ اور پھر اپنے آپ کو اچھا کہنے کی کمزوری رونما نہ ہو جائے۔ حالانکہ ان دونوں بزرگوں میں درحقیقت جناب قاسم بن محمد زیادہ عالم تھے۔ یہی قاسم بن محمد سجدے کی حالت کہا کرتے۔ اے اللہ! میرے باپ کا وہ گناہ معاف کر دے۔ جو عثمان غنی کے بارے میں ہے۔

قاتلان عثمان پر علی المرتضیٰ کی لعنت

ریاض النضرۃ:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْفِيَّةَ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ يَوْمَ الْجَمَلِ
لَعَنَ اللَّهُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ فِي السَّيْلِ وَالْجَبَلِ
وَعَنْهُ أَنْ عَلِيًّا بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ تَلَعَنُ قَتَلَةَ

عُثْمَانَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى بَلَغَ بِهِمَا وَجْهَهُ
فَقَالَ أَنَا لَعْنُ قَتَلْتَهُ عُثْمَانَ لَعْنَهُمُ اللَّهُ فِي السَّهْلِ
وَالْجَبَلِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا خَرَجَهُمَا ابْنُ السَّمَانَ
وخرج الثاني الحاكمي۔

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۷۹ مطبوعہ بیروت طبع
جدید)

ترجمہ: محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل
کے دن حضرت عثمان غنی کے قاتلوں پر لعنت بھیجی۔ اور کہا۔ قاتلانِ عثمان
پر پہاڑوں اور ہموار زمین ہر جگہ لعنت ہو۔ یہی محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا،
قاتلانِ عثمان پر لعنت بھیجتی ہیں۔ تو آپ نے دونوں ہاتھ چہرے
تک بلند کر کے فرمایا۔ میں بھی عثمان کے قاتلوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔
اللہ ان پر اونچی اونچی جگہ (ہر مقام پر) لعنت بھیجے۔ (ان دونوں روایتوں
کو ابن اسحاق نے اور حرف آخری کو حاکمی نے ذکر کیا۔)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کے قاتلوں پر لعنت کی

ریاض النضرۃ:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزَّرَادِ قَالَ حَدَّثَنِي

رَجُلٌ كَانَ مَعَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ فِي الْحَمَامِ قَالَ
فَوَضَعَ الْحَسَنُ يَدَهُ عَلَى الْحَائِطِ وَقَالَ
لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَهُ عُثْمَانَ فَقَالَ الرَّجُلُ
إِذْ لَمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُ قَالَ قَتَلَهُ
الَّذِي قَتَلَهُ لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَهُ عُثْمَانَ أَخْرَجَهُ
ابن السمان-

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۸۰)

ترجمہ:

عبید اللہ بن زرارہ کہتا ہے کہ مجھے اس آدمی نے بیان کیا۔ جو امام حسن
کے ساتھ حمام میں تھا۔ وہ یہ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے دیوار پر ہاتھ رکھ
کہا۔ اللہ قاتلان عثمان پر لعنت بھیجے۔ اس آدمی نے کہا۔ لوگوں کا
خیال ہے کہ عثمان غنی کو حضرت علی المرتضیٰ نے قتل کیا ہے۔ کہا
انہیں جس نے قتل کیا۔ اس نے کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کے قاتلوں پر لعنت ہو۔ (اس کو ابن السمان نے ذکر کیا ہے)

قاتلان عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے
حضرت علی المرتضیٰ اللہ تعالیٰ عنہ کی بددعا

ریاض النضرہ:

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي
أَوْ عَمْرَأِي قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجَمَلِ

نَادَى عَلَى النَّاسِ لَا تَرْمُوا بِسِهْمٍ وَلَا تَطْعَنُوا بِرُمَحٍ
وَلَا تَنْزِرِبُوا بِالسَّيْفِ وَلَا تَبْدُوْهُمْ بِقَتَالٍ يَكْمُوهُمْ
بِاللُّطْفِ وَقَالَ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ مِّنْ أَفْلَحٍ فَيَبْدُ أَفْلَحُ
يَوْمَ الْيَوْمِ قَالَ فَتَوَافَقْنَا عَلَى ذَلِكَ حَتَّى آتَانَا
حَدُّ الْحَدِيدِ ثُمَّ رَأَى الْقَوْمُ نَادَوْا يَا جَمْعِيْعِيْمِيَا
ثَارَتْ عُثْمَانُ قَالَ وَابْنُ الْحَنْفِيَّةِ إِمَامَنَا وَمَعَهُ
الْوَرَاءُ فَنَادَاهُ عَلَى يَا ابْنَ الْحَنْفِيَّةِ مَا يَقُوْلُونَ قَالَ
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَقُوْلُونَ يَا ثَارَتْ عُثْمَانُ قَالَ
فَرَفَعَ عَلَى يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ اكْبَدْ قَتْلَهُ عُثْمَانُ
الْيَوْمَ يَوْجُوْهُ هَاهُنَا..... خَرَجَ الْحُسَيْنُ التَّطَانُ
وَابْنُ السَّمَانِ فِي الْمَوَاقِفَةِ -

(در ریاض النضرۃ جلد سوم صفحہ نمبر ۷۹)

ترجمہ: یحییٰ بن سید کہتے ہیں۔ کہ مجھے میرے چچا یا میرے باپ کے چچا نے
بتایا۔ کہ جنگِ حمل کے دن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بلند آواز
سے اعلان کیا۔ کہ کسی کو نہ تیر مارو، نہ کسی پر نیزہ چلاؤ اور نہ ہی تلوار سے
کسی پر وار کرو۔ اور نہ لڑائی میں پہل کرو۔ اپنے مقابل سے بڑی نرمی
سے بات کرو۔ اور کہا۔ کہ آج کے دن جو کامیاب ہو وہ کل قیامت
کو بھی کامیاب ہوگا۔ آپ کے اس اعلان پر لوگوں نے موافقت
کی۔ یہاں تک کہ ہم بڑائی بند کر چکے تھے۔ کہ کچھ لوگوں کی یکبارگی آواز
آئی۔ ”عثمان کا بدلہ، لاوی کہتے ہیں۔ کہ ابن حنیفہ ہمارے امام تھے
اور ان کے ہاتھ میں مہینڈا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے

پوچھا۔ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ کہا۔ وہ کہتے ہیں، "عثمان کا بدلہ، یزیدؓ کو ملے گا"۔
 نے ہاتھ اٹھا کر یہ کلمات کہے۔ اے اللہ! عثمان غنیؓ کے قاتلوں کو آج منہ
 کے بل اونہا کر دے۔ (اس روایت کو حسین قطان اور ابن السمان نے
 موافقہ میں ذکر کیا۔)

امام حسن کے صاحبزادے جب قتل عثمان کا
 تصور کرتے تو ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر
 ہو جاتی

ریاض النضرہ:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ قَدْ ذَكَرَ عِنْدَهُ
 قَتْلَ عُثْمَانَ فَبَكَى حَتَّى بَدَلَ لِحْيَتَهُ۔ اُخْرَجَ
 ابْنُ السَّمَانَ۔

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۸۰)

ترجمہ: عبد اللہ بن حسن کے سامنے حضرت عثمان غنیؓ کے قتل کا
 واقعہ ذکر کیا گیا۔ تو آپ رو پڑے۔ جس سے آپ کی داڑھی مبارک
 تر ہو گئی۔

ملحہ فکریہ:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اوصاف و فضائل کے بعد آپ کے قتل کرنے
 والوں کے بارے میں اجلہ صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت کے ارشادات آپ نے

لاحظہ کیے۔ حضرت علی المرتضیٰ قاتلان عثمان پر لعنت کر رہے ہیں۔ امام حسن محمد بن ابی بکر کو اس قتل میں شرکت کی وجہ سے نام کی بجائے فاسق کہہ کر بلا تے ہیں۔ محمد بن ابی بکر کے صاحبزادے اپنے باپ کی اس جرأت پر اللہ کے حضور دعا مغفرت کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اُن کا جرم معاف کر دیں۔ تو یہ ان کے لیے بہت بڑی سعادت ہوگی۔ اب ان حقائق کے پیش نظر دو محدث ہزاروی، اسی محمد بن ابی بکر کو افضل الصحابہ وغیرہ القاب دے کر ان کے قتل کا ذمہ دار امیر معاویہ کو کو بنا رہا ہے۔ اور خود ہی اُن پر ذمہ داری ڈال کر اُن پر لعن طعن کر رہے ہیں۔ یکس قدر بد نصیبی اور بد بختی ہے۔ ایک تو اس لیے کہ محمد بن ابی بکر کو پاک صاف کرنے کی جسارت کی جا رہی ہے جو تاریخ اسلام کو جھٹلانے کی کوشش ہے۔ اور دوسرا اس لیے بھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہ بذات خود محمد بن ابی بکر کو قتل کیا۔ اور نہ ہی اُسے قتل کرنے کا کسی کو حکم دیا۔ بلکہ تاریخی حقیقت یہ ہے کہ ان کے گورنر عمرو بن العاص نے بھی معاویہ ابن حدادیج کو اس بات سے منع کیا تھا۔ کہ محمد بن ابی بکر کو قتل نہ کرنا۔ اس کی تفصیل قاتلان عثمان کے حشر کے موضوع میں آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حقائق کو سمجھنے اور ان سے چشم پوشی نہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فاعتدروایا اولی الابصار

حضرت عثمان غنی کے قتل میں شرکت کرنے والوں کا حشر اور انجم

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں مختلف اشخاص نے مختلف کردار ادا کیے۔ اور خدا کا کرنا کہ ان میں سے کوئی بھی دنیا میں بھی اللہ کی گرفت سے نہ بچ سکا۔ کیونکہ خود عثمان غنی کی شہادت ایک درسِ عبرت تھی۔ اور اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہی دکھانا چاہتا تھا۔ کہ یہ قتل ”ناحق قتل“ تھا۔ اور دوسری وجہ یہ بھی کہ اس واقعہ کے رونما ہونے پر حضراتِ صحابہ کرام نے اللہ کے حضور دعائیں مانگی تھیں۔ جو اس نے قبول فرمائیں۔ جلیل القدر صحابی مانگی گئی دعائیں اور ان کی قبولیت پر ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

جلیل القدر صحابہ کرام کی قاتلانِ عثمان پر بددعائیں

اور ان کی قبولیت

البداية والنهاية:

وَلَمَّا بَلَغَ زُبَيْرٌ مَقْتَلَ عُثْمَانَ وَكَانَ قَدْ خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ
قَالَ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ شَرَّ تَرَجَعُوا عَلَى
عُثْمَانَ وَبَلَّغَهُ أَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوهُ نَدِمُوا فَقَالَ

تَبَا لَهُمْ ثُمَّ تَلَا قَوْلَهُ تَعَالَى مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً
وَّاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ
تَوْصِيَةً وَلَا إِلَى أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ وَبَلَغَ عَلِيًّا
قَتْلَهُ وَتَرَحَّمْ عَلَيْهِ وَ سَمِعَ بَنَدَمَ الَّذِينَ قَتَلُوهُ
فَتَلَا قَوْلَهُ تَعَالَى كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ
أَنِ اقْرَأْ فَلَمَّا أَفْرَأَ قَالَ إِنِّي بِرِئِي مُنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ
وَكَمَا بَلَغَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَتْلَ عُثْمَانَ اسْتَغْفَرَ
لَهُ وَتَرَحَّمْ عَلَيْهِ وَتَلَا فِي حَقِّ الَّذِينَ قَتَلُوهُ قُلْ
هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ
سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ
يَحْسِنُونَ صُنْعًا ثُمَّ قَالَ سَعْدُ اللَّهُمَّ أَنْدِمُهُمْ
ثُمَّ خَذَهُمْ وَقَدْ أَقْسَمَ بَعْضُ السَّلَفِ بِاللَّهِ
أَنَّهُ مَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ إِلَّا مَقْتُولًا
رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَهَكَذَا يَتَّبِعُنِي أَن يَكُونَتْ
لَوْحُوه (مِنْهَا) دَعْوَةٌ سَعْدٍ الْمُسْتَجَابَةُ كَمَا
ثَبَّتَ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ
مَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْهُمْ حَتَّى جُنَّ -

(البدایۃ والنتایہ جلد ہفتم ص ۱۸۹ ذکر قتلہ عثمان)

رضی اللہ عنہ . مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ :

جب حضرت زبیرؓ کو عثمان غنیؓ کے قتل کی اطلاع ملی۔ آپ اس وقت

مدینہ میں تھے۔ تو یہ خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ کہا۔ پھر حضرت عثمان کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگی۔ اور جب انہیں یہ خبر ملی کہ قاتلانِ عثمان اپنے کیے پر نادم ہیں۔ تو فرمایا۔ ان کے لیے ہلاکت و بربادی ہو۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی مَا یَنْظُرُونَ الخ۔ وہ صرف ایک چیخ کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں اُکڑ دبوچے۔ اور وہ اس وقت باہم جھگڑ رہے ہوں گے۔ اور جب حضرت علیؑ نے رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان کے قتل کیے جانے کی اطلاع ملی! انہوں نے بھی اُن کے لیے رحمت کی دعا مانگی۔ پھر جب قاتلوں کی مذمت کا پتہ چلا۔ تو آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ ان کی مثل شیطان کی سی ہے جب وہ کسی آدمی کو کہہ کر کفر کو الیتا ہے۔ تو پھر اس سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے اور کہتا ہے۔ میں رب العالمین کا خوف کھاتا ہوں اور جب قاتل عثمان کی خبر حضرت سعد بن وقاص کو ملی۔ تو انہوں نے ان کے لیے استغفار رکھی۔ اور دعائے رحمت کی۔ اور قاتلوں کے لیے میں یہ آیات پڑھیں۔ کہہ دیجئے کیا میں تمہیں اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ نقصان میں رہنے والے لوگ نہ بتاؤں؟ وہ لوگ جنہوں نے دنیوی زندگی میں اپنی کوشش موقوف کر دی۔ اور وہ سمجھتے رہے کہ انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ پھر حضرت سعدؓ نے یوں کہا! اے اللہ! قاتلانِ عثمان کو پشیمان کر، پھر اُن کی گرفت فرما لیں میں سے بعض نے اللہ کی قسم اٹھا کر کہا۔ کہ حضرت عثمان کے قاتلوں میں ہر ایک قاتل ہو کر مرا۔ (یہ روایت ابن جریر نے ذکر کی ہے) اور یہ انجامِ چند وجوہ کی بنا پر ہونا ہی چاہیئے تھا۔ ایک وجہ یہ کہ حضرت

سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا تھی۔ وہ اللہ نے قبول فرمائی۔ کیونکہ حضرت سعدؓ مستجاب الدعوات تھے۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں موجود ہے۔ بعض کا کہنا ہے۔ کہ ان قاتلوں میں سے جو بھی مرا وہ جنوں کی حالت میں مرا۔

عثمان غنی کے قتل میں شریک عمرو بن بدیل خزاعی اور تجیبی کا انجام

ازالة الخفاء؛

قَالَ قَدْ خَلَّ عَلَيْهِ أَكْبُو عَمْرٍو وَبَنُ بَدِيلِ الْخَزَاعِ
وَالْتَجِيبِي قَالَ فَطَعَنَهُ أَحَدُهُمَا بِمِشْقَصٍ فِي
أَوْ دَاحِيَةٍ وَعَلَاهُ الْآخِرُ بِالسَّيْفِ فَتَلَّوْهُ ثُمَّ انْطَلَقُوا
هَرَابًا يَسِيرُونَ بِاللَّيْلِ وَكَتَمُونَ بِالنَّهَارِ
حَتَّى أَتَوْا بَلَدًا بَيْنَ مِصْرَ وَالشَّامِ قَالُوا فَكَيْتَمُوا
فِي غَارٍ قَالَ فَجَاءَ نَبِيطِيٌّ مِنْ تِلْكَ الْبَلَدِ مَعَهُ
حِمَارٌ قَالَ فَهَذَا خَلٌّ زَبَانٌ فِي مَنْخَرِ الْحِمَارِ
قَالَ فَتَفَرَّحْتُ وَخَلَّ عَلَيْهِمُ الْغَارُ وَطَلَبَهُ
صَاحِبُهُ فَرَأَاهُمْ فَأَنْطَلَقَ إِلَى عَامِلٍ مُعَاوِيَةَ قَالَ فَأَخْبِرْهُ
قَالَ فَأَخَذَهُمْ مُعَاوِيَةُ فَضَرَبَ أَعْنَاقَهُمْ۔

(ازالة الخفاء جلد چہارم ص ۳۷۰ حال شہادت عثمان

مطبوعہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ؛ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھرا ابو عمرو بدیل خزاعی

اور تجبیبی داخل ہوئے۔ ان دونوں میں سے ایک نے ایک چوڑی بھال کی برہمی سے عثمان غنی کی گردن کی رگوں پر ضرب لگا دی۔ اور دوسرے نے تلوار سے حملہ کر دیا۔ پھر وہ دونوں قتل کر کے بھاگ نکلے۔ دن کو چھپے رہتے اور رات کو سفر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ مصر و شام کے درمیان واقع ایک شہر میں آ گئے۔ یہاں اک ایک غار میں چھپ گئے۔ ایک نبطی آیا جو اسی علاقہ کا تھا اس کے ساتھ ایک گدھا بھی تھا اتفاق سے اس گدھے کی تمھنوں میں مکھیاں گھس گئیں۔ گھبراہٹ میں بھاگتے ہوئے وہ گدھا اسی غار میں جا گھسا۔ اس کا مالک اس کی تلاش میں تھا۔ جب وہ غار میں پہنچا تو اس نے ان دونوں مجرموں کو وہاں پایا۔ تو ان کی اطلاع امیر معاویہ کے گورنر کو دی۔ اس کے بعد انہیں گرفتار کر کے امیر معاویہ کے گورنر کے پاس لایا گیا۔ اور پھر ان کی گردنیں اڑا دی گئیں۔

توضیح:

ابو عمرو بن بدیل اور تجبیبی کے حالات حوالہ مذکورہ میں درج ہوئے۔ ذرا ان پر غور کیا جائے۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بددعا کے الفاظ پیش نظر رکھے جائیں۔ تو یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا قتال ابنِ عثمان کے بارے میں من وعین قبول فرمائی۔ قاتل تو بہت بھاگے اور جان بچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن بالآخر پکڑے گئے۔ اور قتل کر دیئے گئے۔

کنانہ بن بشیر سودان بن حمران اور عمرو بن حنظل کا کردار

طبقات ابن سعد،

قال عبد الرحمن بن عبد العزيز فسمعت ابن
 ابي عون يقول ضرب كنانة بن بشر جبينه و
 مقدم راسه بعمود حديد فخر لجبينه و
 ضربه سودان بن حمران المراءى بعد ما خر
 لجنبه فقتله واما عمرو بن حنظل فوثب على
 عثمان فجلس على صدره و به رمق فطعنه تسع
 طعنات وقال اما ثلاث منعت فاق طعنتهن
 لله واما سب فاق طعنت اياهن لما كان في
 صدرى عليه قال وانهيرنا محمد بن عمر قال
 حدثني زبير بن عبد الله عن جدته قالت لما
 ضربه بالمشاقص قال عثمان بسم الله فركلت
 على الله واذ لم يكسل على اللحية يقطر والمصعف
 بين يديه فاتكا على شقه الا يسر وهو يقول
 سبحان الله العظيم وضربره جميعا ضربة واحدة
 فضربره والله باي هر يعي الليل في ركعة ويصل
 الزحمر ويطعم الملهوف و يحمل الكل فرحمه الله -
 (طبقات ابن سعد جلد سوم) ذكر قتل عثمان بلبره يديوت طبع جديد

ترجمہ: عبدالرحمن بن عبدالعزیز کا کہنا ہے کہ میں نے ابن ابی عون سے سنا۔ وہ کہہ رہے تھے۔ کہ کنعانہ بن بشر نے عثمان غنی کے ماتھے اور سر کے اگلے حصہ پر ایک لوہے کے ڈنڈے سے ضرب لگائی۔ اس نے آپ پہلو کے بل گر پڑے۔ اور سودان بن حمران نے پہلو کے بل گرنے کے بعد مارا۔ جس سے آپ کی موت واقع ہو گئی۔ عمر بن محقق عثمان غنی پر جھپٹا۔ اور آپ کے سینہ پر جا بیٹھا۔ اس وقت آپ کے کچھ ہی سانس باقی تھے۔ اس نے آپ کو نو نیزے مارے۔ اور کہنے لگا ان میں سے تین تو میں نے اللہ کی رضا کی خاطر مارے ہیں۔ اور بقیہ چھ اس وجہ سے کہ میرے دل میں عثمان غنی کے بارے میں کچھ میل تھا۔

زبیر بن عبد اللہ اپنی جدہ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ جب عثمان غنی کو برتھپیوں سے مارا جا رہا تھا۔ تو آپ نے بسم اللہ اور توکلت علی اللہ کے الفاظ کہے۔ اور خون کے قطرے آپ کی داڑھی میں سے گر رہے تھے۔ اور قرآن کریم آپ کے سامنے تھا۔ آپ نے اپنی بائیں جانب ٹیک لگائی۔ اور ”سبحان اللہ العظیم“ آپ کی زبان پر تھا۔ موجود تمام بواٹیوں نے آپ پر کیا رگی حملہ کر دیا۔ اور قتل کر دیا۔ خدا کی قسم! حضرت عثمان غنی ایک رکعت میں ساری ساری رات گزارنے والے، صلہ رحمی کرنے والے، غریبوں کو کھانا کھلانے والے اور مشکلات برداشت کرنے والے تھے۔

اللہ ان پر رحم کرے۔

سودان ابن حمران کا انجام

البدایۃ والنہایۃ

ثُمَّ تَقَدَّمَ سُودَانُ بْنُ حَمْرَانَ بِالسَّيْفِ فَمَانَعَتْهُ
نَائِلَةٌ فَقَطَعَ أَصَابِعَهَا فَأَوَلَّتْ فَضْرَبَ عَجِيزَتَهَا
بِيَدِهِ وَقَالَ إِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ الْعَجِيزَةُ وَضْرَبَ عُثْمَانَ
فَقَتَلَهُ فَجَاءَ عَلَاءُ عُمَرَ عُمَانَ فَضْرَبَ سُودَانَ فَقَتَلَهُ

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۲ ص ۱۸۸)

ترجمہ: پھر سودان بن حمران تلوار لیے قتل عثمان کے لیے آگے بڑھا۔ تو اس کو عثمان غنی کی زوجہ نائلہ نے روکنا چاہا۔ اس نے اُن کی انگلیاں کاٹ دیں۔ جب وہ پیچھے ہٹیں۔ تو اس نے ہاتھ سے اُن کے چوڑوں پر زور سے ضرب لگائی۔ اور کہنے لگا۔ اس کے چوڑے بڑے ہیں۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس نے قتل کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام آیا۔ اور اس نے سودان بن حمران کو میان سے مار ڈالا۔

عمر بن حلق کا انجاسم

البداية والنهائية؛

وَكَانَ مِنْ جُمْلَةِ مَنْ أَعَانَ حَبْرَ بْنَ عَدِيٍّ فَظَلَبَهُ
 زِيَادٌ فَهَرَبَ إِلَى الْمُرُوصِ فَبَعَثَ مُعَاوِيَةُ إِلَى
 نَائِبِهِ طَوْعَدُوَّةَ قَدْ اخْتَفَى فِي غَارٍ فَمَشَتْهُ
 حَيَّةٌ فَمَاتَ فَتَقَطَعَ رَأْسُهُ فَبَعَثَ بِهِ إِلَى مُعَاوِيَةَ
 فَطَيَّفَ بِهِ فِي الشَّامِ وَخَيْرَ مَا فَكَانَ أَوَّلُ رَأْسٍ طَيَّفَ
 بِهِ ثُمَّ بَعَثَ مُعَاوِيَةُ بِرَأْسِهِ إِلَى زَوْجَتِهِ إِنَّهُ بَدَتْ الشَّرِيدُ
 وَكَانَتْ فِي سَجْنِهِ فَأَلْقَى فِي حُجْرٍ مَا قَوَّصَعَتْ كَلَمًا
 عَلَى جَبِينِهِ وَلَقِمَتْ فَمَهُ وَقَالَتْ غَيَّبْتُ مَوْتَ اعْنِي
 طَوِيلًا ثُمَّ أَهْدَيْتُمُوهُ إِلَى قَتِيلًا

(۱- البدایۃ والنہایۃ جلد ہشتم ص ۲۸۸) (۲- الاستیعاب

جلد دوم صفحہ ۵۲۴)

ترجمہ: عمر بن حلق حجر بن عدی کے معاونین میں سے تھا۔ جب زیاد نے اسے
 طلب کیا۔ تو وہ مرسل کی طرف بھاگ نکلا۔ پھر امیر معاویہ نے اپنا ایک
 نائب اس کی تلاش میں بھیجا۔ ان لوگوں نے دیکھا۔ کہ وہ ایک غار میں
 چھپا ہوا ہے۔ وہاں ایک سانپ نے اسے ڈسا اور وہ مر گیا۔
 پھر اس کا سر کاٹا گیا۔ اور حضرت معاویہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ اپنے

اسے شام و نیزہ میں پھرایا۔ یہ سب سے پہلا سر تھا۔ جو بازاروں میں بکھمایا پھرایا گیا۔ اس کے بعد اس سر کو اس کی بیوی آمنہ بنت شریہ کے پاس بھیج دیا۔ یہ عورت اس وقت قید تھی۔ چنانچہ وہ سر اس کی گود میں ڈالا گیا۔ تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے ماتھے پر رکھا۔ اور اس کے چہرہ کو چومنا اور کہا۔ تم نے اسے بہت عرصہ مجھ سے چھپائے رکھا۔ پھر جب اسے قتل کر دیا تو اس کے سر کو میرے ہاں بطور تحفہ و ہدیہ بھیج دیا؟

توضیح :

جیسا کہ گزشتہ ایک حوالہ میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ عمرو بن حنظلہ نے حضرت عثمان کو نو زخم لگائے تھے۔ اور وہ مختلف ارادوں پر تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت سے عثمان غنی پر نیزہ چلانے ہرگز درست نہیں۔ بہر حال اس کو اپنے کیے ہوئے ظلم کی اللہ تعالیٰ نے کئی گنا سزا دینا میں عطا کر دی۔ گھر سے بے گھر ہوا۔ غار میں پھپھا۔ سانپ کے ڈسنے پر مری گیا۔ اس کا سر کاٹ کر امیر معاویہ کو پیش کیا گیا۔ پھر اسے شام کے شہروں میں سرعام پھرایا گیا۔ اور بالآخر اس کی بیوی کو بھی یہ کے طور پر دیا گیا۔ یہ سترائیں ایک سے ایک بڑھ کر باعثِ عبرت ہیں۔

کنانہ بن لبشر اور محمد بن ابی بکر کا انجام

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مصر کی گورنری قیس بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے سپرد کی مصری لوگ اگرچہ شہادت عثمان کے بعد عام طور پر غیر جانبدار ہو گئے تھے۔ لیکن ان کا ایک قبیلہ ”ذخر بۃ“، دل میں شہادت عثمان غنی کا صدمہ رکھتا تھا۔ یہ قبیلہ دس ہزار جنگجو جوانوں پر مشتمل تھا۔ جناب قیس بن سعد ان کی دلی حالت اور ظاہری

طاقت سے بھڑکی آگاہ تھے۔ اس لیے وہ ان کے ساتھ فی الحال حسن سلوک کا برتاؤ کر رہے تھے۔ اور ان سے زبردستی بیعت لینے کو بہتر نہ سمجھتے تھے۔ جب خزیرہ لینے کا وقت آیا۔ تو انہوں نے اپنا حصہ ادا کر دیا۔ اس کے باوجود حضرت علی المرتضیٰ نے قیس بن سعد کو ان کے متعلق لکھا۔ کہ اہل خربتہ سے میری بیعت لو۔ اور اگر انکار کریں۔ تو ان کے خلاف قوت استعمال کرو۔ اس کے جواب میں قیس بن سعد نے ہی لکھا۔ کہ اس سکیم پر فی الحال عمل کرنا دشوار ہے۔ لہذا وقت کا انتظار کرنا چاہیئے۔ اُدھر دمشق میں مقرر کردہ جاسوسوں نے حضرت علی المرتضیٰ کو قیس بن سعد کے حسن سلوک کو غلط رنگ میں پیش کیا۔ اس کا ان بھرنے پر حضرت علی نے پھر سے قیس بن سعد کو حکم دیا۔ کہ انکار بیعت پر ان کے ساتھ جنگ کی جائے لیکن اس دفعہ بھی قیس بن سعد نے ہی عرض کیا۔ کہ ان لوگوں پر سختی کرنا، بغاوت کا روپ دھارے گی۔ لہذا انہیں ابھی ان کے حال پر چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ شہادت عثمان کا صدمہ ابھی ان کے دل میں ہے۔ ممکن ہے۔ کہ یہی صدمہ مقابلہ پر انہیں تیار کر دے۔ اور پھر سے شہادت عثمان کے مسئلہ پر ایک مصیبت کھڑی ہو جائے۔ اس رقعہ کے پہنچنے پر حضرت علی المرتضیٰ کو اپنے برادر زادہ عبداللہ بن جعفر نے مشورہ دیا۔ کہ آپ قیس کو معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو اس کی جگہ بھیج دیں۔ بالآخر ایسا ہی جب کیا گیا۔ تو قیس بن سعد نے محمد بن ابی بکر کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔ اور خود مدینہ منورہ آگئے۔ لیکن محمد بن ابی بکر نے تاحجرہ کاری کی بنا پر اہل خربتہ کو کہا۔ کہ تم یا تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لو۔ ورنہ اس ملک سے نکل جاؤ۔ اہل خربتہ نے انکار کر دیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ محمد بن ابی بکر کو پریشانی اٹھانی پڑی۔ اور وہ شکست خوردہ واپس آگیا۔ اُدھر اہل خربتہ نے خون عثمان کا بدلہ لینے کا آواز بلند کیا۔ دوسری

طرف سے امیر معاویہ نے محمد بن ابی بکر کے مقابلہ کے لیے عمرو بن العاص کو چھ ہزار فوج دے کر روانہ کر دیا۔ خود محمد بن ابی بکر نے کنانہ بن بشر کو دو ہزار فوج کے ساتھ بھیجا۔ اور پیچھے پیچھے خود بھی دو ہزار کا لشکر لے کر مقابلہ کے لیے نکل پڑا۔ عمرو بن العاص اور کنانہ بن بشر کی افواج میں لڑائی شروع ہو گئی۔ جس میں کنانہ اور اس کی فوج گھیرے میں آنے کی وجہ سے ختم کر دی گئی۔ جب محمد بن ابی بکر کو کنانہ کے مرجانے کا پتہ چلا۔ تو اس وقت اس کے اپنے فوجی بھی ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس پر محمد بن ابی بکر چھپ گیا۔

تاریخ طبری:

فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ مُحَمَّدٌ خَرَجَ يَمْنَةً فِي الطَّرِيقِ حَتَّى
 انْتَهَى إِلَى خَرْبَةٍ فِي تَاحِيَةِ الطَّرِيقِ قَالُوا يَا إِلَيْهَا
 وَجَاءَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتَّى دَخَلَ الْفُسْطَاطَ
 وَخَرَجَ مُعَاوِيَةُ بْنُ خُذَيْجٍ فِي طَلَبِ مُحَمَّدٍ
 حَتَّى انْتَهَى إِلَى عَلُوْجٍ فِي قَارِعَةِ الطَّرِيقِ فَسَأَلَ لِمُحَمَّدٍ
 مَرَّ يَكُنْ أَحَدٌ تَشْكُرُ وَتَدَّ فَقَالَ أَحَدُهُمْ لَا وَاللَّهِ
 إِلَّا أَتَى دَخَلَتْ تِلْكَ الْخَرْبَةُ فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ فِيهَا
 جَالِسٍ فَقَالَ ابْنُ خُذَيْجٍ هُوَ وَرَبُّ الْكُعْبَةِ
 فَأُتِلِقُوا بِرُكُضُونَ حَتَّى دَخَلُوا عَلَيْهِ فَاسْتَعْرِجُوهُ
 وَقَدْ كَادَ يَمُوتُ عَطَشًا فَأَقْبَلُوا بِهِ نَحْوَ
 فُسْطَاطٍ مِصْرِيٍّ قَالَ وَوَتَبَ أَخُوهُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 بْنُ أَبِي بَكْرٍ إِلَى عَمْرُو بْنِ الْعَاصِ وَكَانَ فِي جُنْدِهِ
 فَقَالَ أَتَقْتُلُ أَخِي صَبْرًا لَا بُعْثَ إِلَيَّ مَعَاوِيَةَ
 بْنُ خُذَيْجٍ فَأَنْهَاهُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ

يَا مَرْءُ أَنْ يَأْتِيَهُ بِمُحَمَّدٍ بَنِ ابْنِ بَكْرٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ
 أَذَلِكَ قَتَلْتُمْ كِنَانَةَ بْنَ بَشْرٍ وَأَخْلَى أَنَا عَنْ
 مُحَمَّدٍ بَنِ ابْنِ بَكْرٍ هَيْهَاتَ أَكْفَارُكُمْ خَيْرٌ مِنْ
 أَوْلِيكُمْ أَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ فِي الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهُمُ
 مُحَمَّدٌ اسْتَوْفِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بَنِ
 خَدِيجٍ لَا سَقَاةَ اللَّهُ إِنَّ سَقَاكَ قَطْرَةٌ أَبَدًا الْاَكْثَرُ
 مَتَّعْتُمْ عَثْمَانَ أَنْ يَشْرَبَ الْمَاءَ حَتَّى قَتَلْتُمُوهُ
 صَائِمًا مَعْرُومًا فَتَلَقَّاهُ اللَّهُ بِالزَّحْنِيقِ الْمُخْتَرَمِ وَاللَّهُ
 لَا قُتْلَتَكَ يَا ابْنَ أَبِي بَكْرٍ فَيَسْقِيكَ اللَّهُ الْحَمِيمِ
 وَالْعَسَاقُ قَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ يَا ابْنَ الْيَهُودِيَّةِ
 السَّاجِدُ لَيْسَ ذَاكَ إِلَيْكَ وَإِلَى مَنْ ذَكَرْتَ إِنَّمَا
 ذَاكَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَسْقِي أَوْ لِيَاءَهُ وَيُظْهِرُ
 أَعْدَاءَهُ أَنْتَ وَضَرَبَا وَكَ وَ مِنْ تَوَلَّاهُ أَمَا وَاللَّهِ
 لَوْ كَانَ سَيْفِي فِي يَدِي مَا بَلَغْتُمْ مِنِّي هَذَا قَالَ
 لَهُ مُعَاوِيَةُ أَتَذَرِي مَا أَصْنَعُ بِكَ أَذْخُلُكَ فِي
 جُوفِ حِمَارٍ ثُمَّ أُحْرِقُهُ عَلَيْكَ بِالنَّارِ فَقَالَ لَهُ
 مُحَمَّدٌ إِنْ فَعَلْتُمْ فِي ذَلِكَ فَعَلًا مَا فَعَلَ ذَلِكَ ،
 يَا وَلِيَاءَ اللَّهِ وَإِنِّي لَا رَجْعَ هَذِهِ النَّارُ الَّتِي تُعْرِقُونِي
 بِهَا أَنْ يَجْعَلَهَا اللَّهُ عَلَى بَرْدٍ أَوْ سَلَامًا كَمَا جَعَلَهَا
 عَلَى خَلِيلِهِ إِبْرَاهِيمَ وَأَنْ يَجْعَلَ عَلَيْكَ وَعَلَى
 أَوْلِيائِكَ كَمَا جَعَلَهَا عَلَى قَمْرٍ وَ أَوْ لِيَاءِهِ

إِنَّ اللَّهَ يُخْرِقُكَ وَمَنْ ذَكَرْتَهُ قَبْلُ وَإِمَامُكَ
يَعْنِي مُعَاوِيَةَ وَهَذَا وَآشَارَ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ
يُنَارٍ تَلَطَّى عَلَيْكُمْ كَمَا خَبَتْ زَاذَهَا اللَّهُ سَعِيرًا
قَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ إِنِّي إِنَّمَا أَقْتُلُكَ بِعُثْمَانَ قَالَ
لَهُ مَحَمَّدٌ وَمَا أَنْتَ وَعُثْمَانُ إِنَّ عُثْمَانَ عَمَلٌ
بِالْجَوْرِ وَبَذَحُكُمْ الْقُرْآنَ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ
تَعَالَى وَمَنْ لَمْ يَخُكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ
هُمُ الْفَاسِقُونَ فَتَقَمَّنَا ذَلِكَ عَلَيْكَ فَقَتَلْنَاهُ وَ
حَسَنَتْ أَنْتَ لَهُ ذَلِكَ وَنُظِرَا وَكَ فَقَدِيرًا نَا اللَّهُ
إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ ذَنْبِهِ وَأَنْتَ شَرِيكُهُ فِي إِثْمِهِ
وَعَظِيمُ ذَنْبِهِ وَجَاعِلُكَ عَلَى مِثَالِهِ قَالَ فَغَضِبَ
مُعَاوِيَةُ فَقَدِمَهُ فَقَتَلَهُ ثُمَّ أَلْقَاهُ فِي جِيْنَةِ حِجَارٍ
ثُمَّ اخْرَجَهُ بِالنَّارِ -

(۱- تاریخ طبری جلد ششم ص ۵۹، ۶۰ سنہ ۳۸
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

(۲- البدایۃ والنہایۃ جلد ہفتم ص ۳۱۵-۳۰۳ کامل
ابن اثیر جلد سوم ص ۳۵۴، ۳۵۵)

ترجمہ: جب محمد بن ابی بکر نے دیکھا کہ تمام ساتھی ساتھ چھوڑ چکے ہیں
تو وہ ایک راستہ پر چل پڑا۔ حتیٰ کہ ایک دیران مکان میں داخل ہوا
جو تھوڑا سا راستے سے ہٹ کر تھا۔ اُدھر عمرو بن العاص واپس غیبی
میں آگیا۔ اور معاویہ بن خدیج اس کھوج میں نکلا۔ کہہیں محمد بن ابی بکر

کا پتہ چل جائے۔ چلتے چلتے وہ ایک کھجور کی بنی ہوئی جھگی کے پاس آئے اور اس میں رہنے والوں سے پوچھا۔ کیا تم نے یہاں سے کوئی اجنبی گزرتے دیکھا ہے؟ ان میں سے ایک بولا۔ خدا کی قسم! ایک آدمی کے بارے میں اتنا علم ہے۔ کہ میں جب فلان ویران مکان کی طرف گیا۔ تو مجھے اچانک اس میں ایک اجنبی نظر آیا تھا۔ ابن خدیج نے کہا۔ وہ بخدا محمد بن ابی بکر ہی ہے۔ اب وہ اس ویران مکان کی طرف ٹھوکریں لگاتے چل پڑے۔ جب اس میں داخل ہوئے۔ تو دیکھا کہ محمد بن ابی بکر پیاس کی شدت کے مارے قریب المرگ تھا۔ اسے وہاں سے نکال کر مصر کی طرف واقع غیمہ میں لے آئے۔ اسے دیکھ کر اس کا بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر چھلانگ لگا کر اٹھا۔ اور عمرو بن العاص کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کیا آپ میرے بھائی کو ہاتھ باندھ کر قتل کر دو گے؟ ابن خدیج کی طرف پیغام بھیجو۔ کہ وہ میرے بھائی کے خون سے رُک جائے۔ اس پر عمرو بن العاص نے ایک آدمی ابن خدیج کی طرف بھیجا اور پیغام دیا۔ کہ محمد بن ابی بکر کو میرے پاس بھیجا جائے۔ جب یہ پیغام ابن خدیج کے پاس پہنچا۔ تو اس نے کہا۔ کیا تم نے کنانہ بن بشر کو اس طرح قتل نہیں کیا؟ اور مجھے کہتے ہو۔ کہ محمد بن ابی بکر سے ہاتھ اٹھا لوں۔ بڑا افسوس ہے۔ کیا کفار تمہارے نزدیک ان لوگوں سے بہتر ہیں۔ کیا تمہارے پاس کوئی قرآنی دلیل ہے۔؟ محمد بن ابی بکر نے لوگوں کو پانی پلانے کا کہا۔ اس پر معاویہ بن خدیج نے کہا۔ تجھے اللہ ہمیشہ کے لیے ایک قطرہ بھی نہ دے۔ کیا تم نے عثمان غنی کو پیاس سے قتل نہیں کیا۔؟ وہ حالتِ احرام میں اور روزہ سے تھے۔ پھر وہ قتل کے بعد اللہ رب العزت

کے پاس مہر شدہ جنتی پانی پائیں گے۔ خدا کی قسم! اے ابوبکر کے بیٹے میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ پھر اللہ تجھے روزخ کا گرم پانی اور پیپ پلائے گا۔ محمد بن ابی بکر نے کہا۔ اے یہودن کے بیٹے! اے جو لاہے کے بیٹے! یہ تیرے اختیار میں نہیں اور نہ ہی وہ تیرے اختیار میں ہے جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہ اپنے دوستوں کو پلاتا ہے۔ اور دشمنوں کو پیا سا رلاتا ہے۔ وہ تم اور تمہارے ساتھی ہیں۔ جو اللہ کے دشمن ہیں۔ خدا کی قسم! اگر میری تلوار میرے ہاتھ میں ہوتی تو تم میرے ساتھ یہ معاملہ نہ کر سکتے۔ جو کرنے والے ہو۔ معاویہ نے کہا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ میں تجھے گدھے کے پیٹ میں ڈال کر آگ لگا کر جلانے والا ہوں۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر نے کہا۔ اگر تم ایسا کرنا چاہتے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اللہ کے دوستوں کے ساتھ ایسا ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ تم جس آگ میں مجھے ڈال کر جلانا چاہتے ہو۔ اسے اللہ تعالیٰ ابراہیم خلیل کی طرح میرے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دے گا۔ اور اسے تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لیے ایسا بنا دے گا۔ جیسا کہ نرود اور اس کے ساتھیوں کے لیے بنائی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ تجھے اور جن کا تم نے ذکر کیا سب کو آگ میں جلانے۔ اور تیرے امام یعنی معاویہ کو بھی جلانے۔ اور کہا۔ کہ یہ آگ اے عمرو بن العاص تم پر شعلہ زن ہوگی۔ اور جب کبھی ٹھنڈی ہونے لگے گی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اور بھڑکا دے گا۔ اس کو معاویہ نے کہا۔ کہ میں تجھے حضرت عثمان کے بدلے میں قتل کرنا چاہتا ہوں۔ محمد بن ابی بکر بولا۔ کہاں تم اور کہاں عثمان؟ بے شک عثمان نے ظلم کا راستہ اپنایا

اور احکام قرآن کو پھینک دیا۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے اشارے کے ساتھ فیصلہ نہیں کرتا وہ فاسق ہے۔ ہم نے تو عثمان سے اس وجہ سے انتقام لیا ہے۔ اور اسے قتل کر دیا ہے۔ اور تو اور تیرے ساتھی عثمان کے اس طریقہ کو اچھا سمجھتے ہو۔ اور انشاء اللہ ہمیں خداوند قدوس اس گناہ سے بری کر دے گا۔ اور تو اس کے گناہ میں شریک ہے۔ اور اس کے گناہ کے بڑا کرنے میں اس کا ساتھی ہے۔ اور اپنے آپ کو اسی بیج پر ڈالنے والا ہے۔ یہ سن کر معاویہ غضب ناک ہوا۔ اور اگلے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ پھر ایک مہرے ہوئے گدھے (کی کھال) میں ڈال کر جلا دیا۔

مذکورہ حوالہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

- ۱۔ محمد بن ابی بکر ایک نا تجربہ کار عامل تھا۔
- ۲۔ اس کے مد مقابل وہ لوگ تھے۔ جن کے دلوں میں عثمان غنی کے ناحق قتل کا شدید صدمہ تھا۔
- ۳۔ محمد بن ابی بکر کے مقابل میں لڑنے والی فوج کے اندر عمرو بن العاص کی سرکردگی میں اس کا بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر بھی تھا۔
- ۴۔ محمد بن ابی بکر اپنے آپ کو حق پر اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ظالم اور احکام الہیہ کا منکر سمجھتا تھا۔
- ۵۔ اسے اپنی صداقت پر اطمینان کی وجہ سے یہ خیال تھا۔ کہ اس کی خاطر عدالت جانے والی آگ اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا۔
- ۶۔ معاویہ بن خدیج نے اسے قتل کرنے سے پہلے کہہ دیا تھا۔ کہ تمہارا قتل

عثمان غنی کے قتل کے بدلہ میں کیا جا رہا ہے۔

۷۔ عبدالرحمن بن ابی بکر کی درخواست پر عمرو بن العاص نے معاویہ بن خدیج کو پیغام بھجوایا تھا۔ کہ محمد بن ابی بکر کو میرے پاس بھیج دو۔ لیکن انہوں نے جواب دیا۔ کہ جب تم نے کنانہ بن بشر کو عثمان غنی کے قتل کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ تو محمد بن ابی بکر نے بھی تو وہی جرم کیا ہے۔ اس لیے اس کی خلاصی کیوں؟

لمحہ فکریہ:

گزشتہ حوالہ جات سے ثابت شدہ امور بالا سے محمد بن ابی بکر کا معاملہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ کہ انہیں کیوں قتل کیا گیا۔ جب یہ بات خود محمد بن ابی بکر کے قول سے عیاں ہے۔ کہ وہ حضرت عثمان غنی کے قتل میں ملوث ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور اعلا فیہ کہتا ہے۔ کہ ہم نے عثمان غنی کو اس لیے قتل کیا۔ کہ وہ ظلم کا راستہ اپنائے ہوئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی کر چکے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اُس کے احکام سے روگردانی کرنے والا، کافر، ظالم اور فاسق ہونے کی وجہ سے قتل کیے جانے کا مستحق ہے۔ لہذا اول تو ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان کو قتل کیا ہے۔ اور اگر کچھ قصور ہی سی بے احتیاطی ہو بھی گئی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری نیت کے خلوص کی وجہ سے معاف کر دے گا۔ اب جب اسے خود اعتراف ہے۔ کہ قتل عثمان غنی میں میرا ہاتھ ہے۔ تو پھر اس کی طرف سے درمحدث ہزاروی، کا صفائی پیش کرنا اور افضل الصوابہ کا لقب دے کر امیر معاویہ پر اس کے قتل کی ذمہ داری ڈالتے ہوئے شرم آنی چاہیے تھی۔ کیا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قتل محدث ہزاروی کی نظر میں درست تھا؟ کیا محمد بن ابی بکر کی طرح تم بھی عثمان غنی کو ظالم اور احکامِ الہیہ کا نافرمان سمجھتے اور کہتے ہو۔؟ اگر محمد بن ابی بکر کی طرف داری کا پاس ہو گا۔ تو عثمان غنی

کے بارے میں محدث ہزاروی کے بھی وہی نظریات ہوں گے۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو پھر تین مبارک۔ اور اگر حضرت عثمان غنی کے قتل کو قتلِ ناحق کہتے ہو اور انہیں خلیفہ راشد سمجھتے ہو۔ اور ان کے اوصاف و کمالات کے معترف ہو۔ تو پھر ایسے عظیم صحابی کے قتل میں شریک محمد بن ابی بکر کی برادرت اور وکالت کس لیے کی جا رہی ہے۔ اس مقام پر عدل و انصاف کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ ”محدث ہزاروی“ اتنا کہہ دیتا۔ کہ قتل عثمان میں محمد بن ابی بکر کی شرکت بہت بڑی غلطی تھی۔ اور اسی غلطی کی بنا پر اسے معاویہ بن خدیج نے قتل کر دیا۔ یاد رہے کہ جناب معاویہ بن خدیج کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ اس کا ثبوت عنقریب آ رہا ہے ہاں یہ بھی خیال رہے۔ کہ محمد بن ابی بکر اگرچہ اس نے خود بنفسہ عثمان غنی کے قتل میں حصہ نہ لیا تھا۔ لیکن قاتلین کو اس کی مکمل حمایت حاصل تھی۔ عثمان غنی کی وارثی پکڑنے والا اور ان کی توہین کرنے والا ضرور ہے۔ اگرچہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کی پرورش کی تھی۔ اور سیدہ عائشہ صدیقہ کا بھائی ہونے کی وجہ سے ان کو اس کے قتل کیے جانے پر دکھ ہوا۔ لیکن دونوں باتیں پیش نظر رکھ کر ہمیں یہی کہنا چاہیے۔ کہ عثمان غنی کی شہادت میں محمد بن ابی بکر کا ہاتھ اور پھر محمد بن ابی بکر کا آگ میں جلایا جانا مقدر تھا۔ اس لیے ہم اس کے لیے اور ان تمام حضرات کے لیے جو امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ کے مابین جھگڑوں میں انتقال کر گئے۔ ان سب کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

ایک مشہور اعتراض

قتل عثمان ان کی اپنی غلطی کی بنا پر ہوا تھا

حضرت عثمان غنی کے قتل کو صحیح اور درست ثابت کرنے کے لیے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ آپ نے اپنے دور خلافت میں کتبہ پروری سے کام لیا۔ اور مختلف جگہوں پر اپنے رشتہ دار گورنروں کو مقرر کر دیئے جس کی وجہ سے لوگوں پر مظالم ڈھائے گئے۔ مثلاً مصر کی گورنری آپ نے عبداللہ بن ابی سرح کو دی تھی۔ ان کے مظالم کی مصر میں نے شکایات کیں۔ اور معزولی کا مطالبہ کیا عثمان غنی نے اس مطالبہ پر حضرت علی اور طلحہ کے مشورہ پر ان کی جگہ نیا گورنر محمد بن ابی بکر کو مقرر کر دیا۔ محمد بن ابی بکر کی تقرری مصریوں کی مرضی سے ہوئی تھی جب محمد بن ابی بکر اور مصر سے آئے ہوئے لوگ واپس جا رہے تھے۔ تو راستہ میں ایک اہم بات پیش آئی۔ جسے طبری نے یوں بیان کیا۔

تاریخ طبری:

حَدَّثَنِي جَعْفَرُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو وَعَلِي

قَالَ أَحَدُ شُتَا حَسَيْنَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

السَّائِبِ الْكَلْبِيِّ قَالَ إِنَّمَا رَجَدَ أَهْلُ الْمِصْرِ

إِلَى عُثْمَانَ بَعْدَ انْصِرَافِهِمْ عَنْهُ أَلَا أَدْرَكْتُمُ
 غَلَامَ يُعْثَمَانَ عَلَى جَمَلٍ لَهُ يَصْعِقُ فُلًا إِلَى أَمِيرٍ مُصْرٍ
 أَنْ يَقْتُلَ بَعْضُهُمْ وَأَنْ يَصْلِبَ بَعْضُهُمْ فَلَمَّا
 اتَّوَا عُثْمَانَ قَالُوا هَذَا غَلَامُكَ قَالَ خَلَدِي
 أَنْطَلِقْ بِغَيْرِ عِلْمِي قَالُوا اجْعَلْكَ قَالَ أَخَذَهُ
 مِنَ الدَّارِ بِغَيْرِ أَمْرِي قَالُوا خُذْكَ قَالَ
 خَشَّ عَلَى الْخ.

(تاریخ طبری جلد پنجم ص ۱۱۵ المطبوعہ بیروت)
 ترجمہ: محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں۔ بے شک مصری لوگ عثمان
 غنی کے ہاں سے ملے جانے کے بعد مڑ کر واپس اس لیے آ گئے۔
 کہ راستہ میں انہیں عثمان غنی کا غلام ملا۔ جو ان کے اونٹ پر سوار تھا۔
 اور اس کے پاس امیر مصر کی طرف لکھا ہوا۔ ایک رقعہ تھا۔ رقعہ کا
 مضمون یہ تھا۔ کہ جب یہ لوگ واپس تمہارے پاس مصر میں پہنچ جائیں
 تو ان میں سے بعض کو قتل کر دینا۔ اور دوسروں کو پھانسی پر چڑھا
 دینا۔ ان لوگوں نے غلام اور رقعہ وغیرہ پکڑ کر عثمان غنی کے پاس
 آ کر پوچھا۔ کیا یہ آپ کا غلام ہے؟ کہا ہاں میرا غلام ہے لیکن میری
 اجازت کے بغیر ملا گیا تھا انہوں نے پوچھا کیا جس اونٹ پر سوار تھا۔
 وہ آپ کا اونٹ نہیں فرمایا میری اجازت کے بغیر میرے گھر سے یہ
 لے گیا تھا۔ انہوں نے پوچھا کیا اس رقعہ پر آپ کی مہر لگی ہوئی نہیں؟
 آپ نے کہا۔ ہاں میری ہے۔ اس نے خود لگائی ہے۔ الخ

جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ ساری کاروائی عثمان غنی نے نہیں بلکہ ان کے سارے مروان نے کی ہے۔ تو مطالبہ کیا گیا۔ کہ مروان کو ہمارے سامنے پیش کیا جائے۔ آپ نے اس خوف سے پیش نہ کیا۔ کہ یہ لوگ اسے قتل کر دیں گے۔ باتلات نے یہ رُخ اختیار کیا۔ کہ محمد بن ابی بکر اور مصریوں نے یہ تہیہ کر لیا۔ کہ عثمان غنی کی ایسی کتبہ پروری کا انہیں مزہ چکھا یا چائے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کیا۔ اور بالآخر عثمان غنی قتل کر دیئے گئے۔ ان حالات و واقعات کے پیش نظر نتیجہ یہی نکلتا ہے۔ کہ قتل عثمان غنی خود ان کی زیادتی سے وقوع پذیر ہوا۔ محمد بن ابی بکر اور مصریوں کا اس میں قصور نہ تھا۔ اگر عثمان غنی، مروان کو سامنے لے آتے تو یہ واقعہ رونما نہ ہوتا۔ جب عثمان غنی کو بخوبی علم تھا۔ کہ یہ شرارت یا سازش ان کے سارے مروان کی ہے۔ تو پھر اسے پیش کیوں نہ کیا گیا؟

سُجُوْدُ اَقْلَکَ

اس اعتراض کا دار و مدار سائب کلہی کی عبارت پر ہے جو کذا شیعہ ہے

ہم نے ایک مستقل باب کے تحت ان کتابوں اور ان مصنفین کے بارے میں تفصیل سے بحث کر دی ہے۔ جن کے بارے میں اہل تشیع یہ کہتے ہیں کہ یہ کتابیں اہل سنت کی ہیں۔ اور ان کے مصنفین پکے سنی ہیں۔ یہاں اس کی دوبارہ وضاحت کی ضرورت نہیں۔ صرف اعتراض مذکورہ کے ضمن میں بطور جواب

عرض ہے۔ کہ تاریخ طبری کے مصنف ابو جعفر محمد بن جریر طبری میں تشیع پایا جاتا ہے اس لیے ان کی کتاب کی وہ روایات جو اہل تشیع کے حق میں اور اہل سنت کے خلاف جاتی ہوں۔ وہ ہم اہل سنت پر بطور حجت پیش نہیں کی جاسکتیں۔ علاوہ انہی روایت مذکورہ میں اس کا بنیادی راوی محمد بن السائب الکلبی اتفاق تشیع و سنی، شیعہ ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

میزان الاعتدال:

قَالَ يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا الْكَلْبِيُّ وَكَانَ سَبَائِيًّا قَالَ أَبُو مَعَاوِيَةَ قَالَ الْأَعْمَشُ إِشْقَ هَذَا السَّبَائِيَّةَ فَإِنِّي أَذْرِكُ النَّاسَ إِذَا مَا يُسَمُّوهُمْ الْكَذَّابِينَ. الخ.

(میزان الاعتدال جلد سوم ص ۲۲ حرف المیم)
ترجمہ: یزید بن زریع نے کہا۔ کہ وہ کلبی، سبائی تھا۔ ابو معاویہ نے بحوالہ اعش کہا۔ کہ اس (کلبی) سبائی سے بچو۔ کیونکہ میں نے بہت سے لوگوں کو اسے کذاب کہتے سنا ہے۔۔۔ روایت حدیث میں اس نے مناکیر ذکر کریں۔ بالخصوص جب ابو صالح عن ابن عباس کوئی روایت ذکر کرتا ہے۔ ابن جابر نے کہا۔ کہ کلبی اُن سبائیوں میں سے تھا۔ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ علی المرتضیٰ قوت نہیں ہوئے اور وہ یقیناً دنیا میں آئیں گے۔ اور پھر عدل و انصاف سے اسے بھردیں گے۔ جیسا کہ اب ظلم سے بھری پڑی ہے۔ اگر کوئی بادل کا ٹکڑا نظر آتا ہے۔ تو یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ اس میں امیر المؤمنین علی المرتضیٰ جلوہ فرمایا ہیں۔ ہمام نے کہا۔ کہ میں نے خود کلبی کی زبانی سنا کہ

وہ اپنے آپ کو بانی کہتا تھا۔ اس طرح ابو عوانہ سے مروی ہے کہ کلبی کو انہوں نے یہ کلمات کہتے سنا۔ جبرئیل علیہ السلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی لکھا تھا۔ جب آپ بیت الخلاء جاتے تو پھر جبرئیل یہ حضرت علی المرتضیٰ کو وحی لکھواتا تھا۔

احیان الشیعہ :

وَكَانَ الْكَلْبِيُّ يَقُولُ أَنَا سَبَّائِي أَيْ مِنْ أَصْحَابِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَبَاءٍ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَقُولُونَ إِنَّ
عَلِيًّا لَوَيَمَّتْ وَاقُهُ رَاجِعٌ إِلَى الدُّنْيَا قَبْلَ
قِيَامِ السَّاعَةِ قِيمَلًا هَاعَدَ لَكُمْ مِلَّتُ
جَبْرًا وَإِنْ رَأَوْا سَحَابَهُ قَالُوا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
فِيهَا۔

(احیان الشیعہ جلد ۹ ص ۳۳۹)

ترجمہ : کلبی اپنے آپ کو عبد اللہ بن سباء کے پیروں میں سے
گنا کرتا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ علی المرتضیٰ کا انتقال
نہیں ہوا۔ اور وہ قیامت سے قبل ضرور دنیا میں آئیں گے اور عدل و
انصاف سے دنیا کو اس طرح بھر دیں گے۔ جس طرح اب ظلم سے
اُٹی پڑی ہے۔ یہ لوگ جب کوئی بادل کا ٹکڑا دیکھتے ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں۔
کہ علی المرتضیٰ اس میں ہیں۔

جَوَابُ بَقْدِ

غلام کے ہاتھوں امیر مصر کی طرف رقعہ کا
مروان کی طرف سے لکھا جانا بھی محققین کے
نزدیک غلط سے

مقدمہ ابن خلدون:

وَقَامَ مَعَهُمْ فِي ذَلِكَ عَلِيٌّ وَعَائِشَةُ
وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَغَيْرُهُمْ يَحَاوِلُونَ
تَسْكِينَ الْأُمُورِ وَرَجُوعَ عَثْمَانَ إِلَى أَبِيهِمْ
وَعَزْلَ لَهُمْ عَامِلَ مِصْرٍ فَأَنْصَرَفُوا قَلِيلًا
ثُمَّ رَجَعُوا وَقَدْ لَبَسُوا بَكْتَابٍ مَدَّ لِسِي يَزْعُمُونَ
أَنَّهُمْ لَقَرَهُ فِي يَدِ حَامِلِهِ إِلَى عَامِلِ مِصْرٍ بِأَنَّ
يَقْتُلُهُمْ وَحَلَفَ عَثْمَانُ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ أَمَّا
مِنْ مَرَّوَانَ فَإِنَّهُ كَاتِبُكَ فَحَلَفَ مَرَّوَانَ
فَقَالَ لَيْسَ فِي الْحُكْمِ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا
فَحَاصِرُوهُ بِدَارِهِ ثُمَّ بَيَّتُوهُ عَلَى حِينٍ

غَفَلَةٍ مِنَ النَّاسِ وَقَتَلُوهُ وَانْفَتَحَ يَابُ الْفِتْنَةِ -
 د مقدمہ ابن خلدون جلد اول ص ۲۶۹ مطبوعہ
 بیروت سن طباعت ۱۴۱۵ھ

ترجمہ: (جب کوئی لوگوں نے مصر کے گورنر کی معزولی کا حضرت
 عثمان سے مطالبہ کیا۔ تو آپ نے انکار کر دیا۔) پھر حضرت علیؓ
 سیدہ عائشہ صدیقہ زبیر اور طلحہ وغیرہ حضرات نے ان لوگوں کے
 بات ماننے کا مشورہ دیا۔ جس پر حضرت عثمان نے مصر کے گورنر
 کو معذول کر دیا۔ اب یہ لوگ واپس چل پڑے۔ اور تھوڑی دیر گزرنے
 کے بعد واپس آ گئے۔ اور ان کے ہاتھوں میں ایک رقعہ تھا۔ جس کے
 بارے میں انہوں نے یہ خیال کر لیا تھا۔ کہ یہ رقعہ عثمان غنی کے
 غلام (قاصد) سے پکڑا گیا ہے۔ وہ اس رقعہ کو مصر کے گورنر کی
 طرف لے جا رہا ہے۔ رقعہ میں لکھا تھا۔ کہ جب یہ لوگ وہاں پہنچیں
 تو انہیں قتل کر دیا جائے۔ یہ ماجرا دیکھ کر عثمان غنی نے قسم اٹھائی۔ کہ
 رقعہ میرا لکھا ہوا نہیں۔ میں اس میں کسی طرح بھی طوٹ نہیں ہوں۔
 ان لوگوں نے کہا۔ کہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے۔ آپ اپنے کاتب مروان
 کو ہمارے سپرد کریں۔ مروان نے بھی قسم اٹھائی۔ کہ مجھے بھی اس
 رقعہ کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ اس پر عثمان غنی نے فرمایا
 اب اس سے بڑھ کر اس معاملہ میں تسلی بخش بات اور کیا ہو سکتی ہے؟
 پھر ان لوگوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ پھر رات ڈھلتے وقت
 آپ پر حملہ کر دیا۔ جب کہ دوسرے لوگ ادھر سے بے خبر ہو چکے
 تھے۔ آپ کو قتل کر دیا۔ اور فتنہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے کھل گیا۔

جواب سوم

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر اس فقرہ کو ایک منصوبہ کے تحت لکھ جانے کا اظہار فرمایا

تاریخ طبری؛

فَاتَا هُمُ النَّاسُ فَكَلَّمُوهُمْ وَفِيهِمْ عَلِيٌّ
فَقَالَ مَا رَدَّ كُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ بِكُمْ وَرَجُوعِكُمْ
عَنْ رَأْيِكُمْ قَالُوا أَخَذْنَا مَعَ بَرِّيدٍ كِتَابًا
بِقَتْلِنَا وَآتَاهُمْ طَلْحَةَ فَقَالَ الْبَصَرِيُّونَ
مِثْلَ ذَٰلِكَ وَآتَاهُمْ زُبَيْرٌ فَقَالَ الْكُوفِيُّونَ
مِثْلَ ذَٰلِكَ وَقَالَ الْكُوفِيُّونَ وَالْبَصَرِيُّونَ
فَرَعْنُ نَتَصَرَّرُ إِنِخُوا نَنَا وَنَمْنَعُهُمْ جَمِيعًا كَأَنَّمَا
كَانُوا عَلَى مِيعَادٍ فَقَالَ لَهُمْ عَلِيٌّ كَيْفَ عَلِمْتُمْ
يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ يَا أَهْلَ الْبَصَرَةِ بِمَا لَيْتِي أَهْلُ
بَصْرَةٍ وَقَدْ سِرْتُكُمْ مَرَّاحِلَ ثُمَّ طَعَوْكُمْ تَحُونَا
هَٰذَا وَاللَّهِ أَمْرٌ أَكْبَرٌ بِأَلَمَدٍ نِيَّةٍ -

(تاریخ طبری جلد ۵ ص ۱۰۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: جب مصری اور کوفی لوگ پھر واپس آ گئے۔ تو مختلف لوگوں نے ان سے گفتگو کی۔ حضرت علی المرتضیٰ نے اُن سے پوچھا۔ جب تم لوگ یہاں سے جا چکے تھے۔ اور تم نے اپنی بات منوالی تھی۔ اب واپس کیوں آنا ہوا۔؟ کہنے لگے۔ ہم نے ایک قاصد کے ہاتھوں ایک رقعہ پکڑا ہے جس میں ہمارے قتل کا حکم درج تھا۔ ان لوگوں کے پاس حضرت طلحہ آئے۔ ان کو بھی انہوں نے یہی جواب دیا۔ پھر حضرت زبیر آئے۔ تو کوفیوں نے وہی جواب دیا۔ کوفی اور بصری دونوں بول پڑے کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ اور ایک دوسرے کا دفاع کریں گے۔ یوں لگتا ہے کہ وہ پہلے سے یہ پروگرام بنا چکے ہیں۔ اس پر حضرت علی نے پوچھا۔ کراسے کو فیو اور بصری! تمہیں یہ کیسے معلوم ہو گیا۔ کہ مصریوں کے ساتھ یہ معاملہ پیش آنے والا ہے۔ حالانکہ تم تو یہاں کافی دور جا چکے تھے۔ پھر تم واپس آ گئے۔ خدا کی قسم! یہ تم نے مدینہ میں ہی سازش تیار کر لی تھی۔

البدایة والنہایة:

قَالَ عَلِيٌّ يَا هَلْ مَضَرَ مَا رَدَّ كُمْ بَعْدَ
ذِهِمَا بِكُمْ وَرَجَعُوا عَنْ رَأْيِكُمْ فَقَالُوا
وَجَدْنَا مَعَ بَرِيدٍ كِتَابًا يَقْتُلُنَا وَكَذَلِكَ
قَالَ الْبَصَرِيُّونَ لَطَلْحَةَ وَالْكُوفِيُّونَ لَزُبَيْرٍ
وَقَالَ أَهْلُ كِلَا مَضَرَ إِنَّمَا اجْتَمَعْنَا لِنَصْرَامُعَايَا
فَقَالَ لَهُمُ الصَّعَابَةُ كَيْفَ عَلِمْتُمْ بِذَلِكَ وَمِنْ
أَمْحَا بِكُمْ وَقَدْ افْتَرَقْتُمْ وَصَارَ بَيْنَكُمْ

مَرَّاحِلَ إِنَّمَا هَذَا أَمْرٌ اتَّفَقْتُمْ عَلَيْهِ فَقَالُوا
خُصُّوهُ عَلَى مَا أَرَدْتُمْ لَا حَاجَةَ لَنَا فِي هَذَا
الرَّجُلِ لِيَعْتَزِلَ لَنَا وَنَحْنُ نَعْتَزِلُهُ يَعْشُونَ أَنَّهُ
إِنْ نَزَلَ عَنِ الْخِلَافَةِ تَرَ كُفُوَهُ إِلَيْنَا۔

البدایة والنہایہ جلد ہفتم ص ۷۴ مطبوعہ
بیروت طبع جدید

ترجمہ :

(جب کوئی اور بصری کافی مراحل جا کر واپس آگئے۔) تو ان کے پاس
بہت سے لوگ آئے۔ جن میں علی المرتضیٰ بھی تھے۔ پوچھا کہ تم لوگ
جب جا چکے تھے۔ تو پھر واپس کیوں آنا ہوا۔ اور تم اپنے وعدے
سے پھر کیوں گئے ہو؟ کہنے لگے۔ وجہ یہ بنی ہے۔ کہ ایک فاصدے
ہمیں رقعہ ملا۔ جس میں ہمارے قتل کا حکم تھا۔ پھر حضرت طلحہ بصریوں
کے پاس آئے۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ ادھر حضرت زبیر
کوفیوں کے پاس گئے۔ اُن کا جواب بھی یہی تھا۔ بصری اور کوفی کہنے
لگے۔ ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ لہذا ایک دوسرے کی
مدد کریں گے۔ صحابہ کرام نے ان سے پوچھا کہ تمہیں اپنے ساتھیوں
کے بارے میں یہ خبر کیسے پہنچی حالانکہ تم ایک دوسرے سے کافی
دور جا چکے تھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تمہاری خفیہ چال ہے جو پہلے
سے ہی تم نے طے کر لی ہوئی تھی۔ کہنے لگے۔ جو تمہاری سمجھ میں ہے
وہ تمہیں مبارک ہو۔ بہر حال ہمیں اس شخص (عثمان غنی) کی کوئی ضرورت
نہیں۔ وہ ہمیں چھوڑ دے۔ اور ہم اس کی خلافت سے دستبردار

ہو جائیں۔ اس گفتگو سے اُن کا مقصد یہ تھا کہ اگر عثمان غنی خلافت سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔ تو وہ پھر ہماری طرف سے امن میں ہیں (ورنہ جنگ کا خطرہ ہے)

خلاصہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جس خط کی بنا پر ملزم ٹھہرایا جا رہا ہے۔ اولاً اس کے وقت میں اختلاف ہے۔ یعنی یہ کہ کچھ لوگ مصر کے والی کی شکایت لے کر آئے۔ اور عثمان غنی نے ان کی بات مان کر محمد بن ابی بکر کو مصر کا عامل مقرر کر دیا تو ان لوگوں کو واپسی میں دوران سفر ایک قاصد سے یہ رقعہ ملا۔ دوسرا یہ کہ جب کوفر و مصر کے کچھ لوگ بنیت بناوت آئے۔ لیکن صحابہ کرام نے ان کو سمجھایا یا بجھایا اور وہ دونوں اپنے اپنے راہ پر چل دیئے۔ تو تقریباً تین منازل طے کرنے کے بعد دونوں قافلے واپس مدینہ آئے۔ تو حضرت علی المرتضیٰ و غیرہ نے ان سے والہی کا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے ایک رقعہ کا نام لیا۔ رقعہ ایک تھا۔ لیکن دو مختلف راستوں پر چلنے والے دو قافلے اسی رقعہ کو اپنی والہی کا بہانہ بنا رہے ہیں۔ جس سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہی نتیجہ اخذ کیا۔ کہ یہ من گھڑت ہے۔ اور ایک گھناؤنی سازش کے تحت یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ اس حقیقت حال کے بعد بھی کوئی ذی ہوش یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا سبب یہ رقعہ تھا؟

جوانِ چھان

علامہ محمد احمد جاب المولیٰ کا ایک بیان

حضرت علی المرتضیٰ کو یہ لوگ باوجود جھوٹا ہونے کے مجبور کرتے رہے۔ کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس ہمارے ساتھ چلو۔ پہلے تو آپ نے انکار کیا۔ اس کے بعد آپ ان کے ساتھ چلنے پر راضی ہو گئے۔ تاکہ روبرو باتیں ہو کہ حقیقتِ حال منکشف ہو جائے۔ تو حضرت علی نے جاکر امیر المومنین سے کہا۔ کہ یہ میرے پاس مصری بصری اور کوئی لشکروں کے سرکردہ لوگ ہیں۔ انہوں نے دوسری مرتبہ آنے کے بعد اب یہ چھٹی کیا۔ پیش کی ہے کہ یہ چھٹی آپ کے حکم سے لکھی گئی تھی۔ فرمایا نہیں۔ حضرت علی نے فرمایا۔ کہ ان لوگوں کا بیان ہے۔ کہ اس چھٹی کو آپ کا غلام لے جاتا تھا۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ کون سا غلام تھا۔ اور اس وقت کہاں ہے۔ اس کو پیش کریں۔ تاکہ اس کا بیان لیا جائے۔ اور اصلیت ظاہر ہو جائے۔ مگر کوئی ہوتا تو اس کو پیش کرتے۔ دم بخود رہ گئے۔ اور انہیں بغلیں جھانکنے کے سوا اور کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ اس کے بعد حضرت علی نے فرمایا۔ کہ بعض لوگوں کا گمان ہے۔ کہ یہ چھٹی آپ کے چچا زاد مروان کی لکھی ہوئی ہے۔ فرمایا جس کو دعوائے ہو وہ اس کا ثبوت دے۔ مگر کوئی شخص اس کو پائے ثبوت تک نہ پہنچا سکا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْبَيِّنَةُ عَلَى مَنْ ادَّعَى وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ اَنْكَرَ۔ یعنی مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا اور انکار کرنے

والے یعنی مدعی علیہ پر قسم کھانا لازم ہے۔ کیونکہ حربِ مخالف اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی گواہ پیش نہ کر سکا۔ اس لیے اب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر قسم اٹھانا لازم ٹھہرا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا۔ کہ چونکہ یہ لوگ اپنے دعوے کو ثابت نہیں کر سکے۔ اس لیے اب قسم کھانا لازم ہے۔ چنانچہ میں قسم کھاتا ہوں کہ نہ میں نے چھٹی لکھی اور نہ کھوائی اور نہ مجھے اس کا کوئی علم ہے۔ حضرت علی نے عثمان غنی سے عرض کی۔ کہ یہ مہرجو اس پر لگی ہوئی ہے۔ آپ کی ہے۔ تو فرمایا۔ مہر کی نقل محال نہیں۔ اگر اہل فتنہ کی نیت بخیر ہوتی۔ اور انہیں ہدایت و سعادت اذلی سے کچھ حصہ ملا ہوتا۔ تو امیر المؤمنین کے عطف اٹھانے پر اپنی ضد چھوڑ دیتے۔ مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے رہے۔ اور کمال سیاہ باطنی سے کہنے لگے۔ کہ تم نے چھٹی بھیجی یا نہ بھیجی ہر حالت میں تم فرمانروائی کے اہل نہیں ہو۔ بہتر ہے کہ سند خلافت سے علیحدہ ہو جاؤ۔ ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ میں موت سے نہیں ڈرتا اور خلافت سے دستبردار نہیں ہوتا۔

دکتاب انصاف عثمان غنی ص ۶۶، ۶۷

مذکورہ بالا تحریر بالکل واضح اور دو ٹوک انداز میں یہ بتا رہی ہے۔ کہ وہ خط جس کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا لوگ سبب بنا تے ہیں۔ وہ بالکل جعلی اور من گھڑت تھا۔ عبداللہ بن سبا کی سازش تھی۔ جو شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اگر منتسب ہوئی۔

جواب پنجم

محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان غنی سے

ذاتی رنجش کا بدلہ لیا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب وہ جعلی رقعہ نہیں بلکہ ایک سبب محمد بن ابی بکر کی ان کے ساتھ ذاتی عداوت و رنجش ہے۔ جس کا پس منظر یوں ہے۔ کہ ایک مرتبہ مغربی (۱۵ برس کی عمر) میں محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان غنی سے کسی علاقہ کی حکومت کا مطالبہ کیا۔ جس پر آپ نے فرمایا۔ ابھی تم نا تجربہ کار ہو۔ اس لیے حکومت کے اہل نہیں ہو۔ پس اس کے بعد طین و شیع کا سلسلہ چل نکلا۔ اور یہی بات ایک ثقہ تابعی کے الفاظ میں یوں منقول ہے۔

کامل ابن اثیر:

مُسَيْلَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ
مَا دَعَاهُ إِلَى رَكْبٍ عُثْمَانَ قَالَ الْغَضَبُ وَالْقَطْعُ
كَانَ مِنَ السَّلَامِ بِمَكَانٍ قَعْرَهُ أَقْوَامٌ قَطَمَعَ وَ
كَانَتْ لَهُ الْهَيْكَلُ فَلَزِمَهُ حَقٌّ فَآخَذَهُ عُثْمَانُ
مِنْ ظَهْرِهِ فَاجْتَمَعَ هَذَا إِلَى ذَلِكَ فَصَارَ مَدْمَمًا
بَعْدَ أَنْ كَانَ مُحَقِّدًا۔

رکال ابن اثیر جلد سوم ص ۱۸۱-۱۸۲ ذکر بعض سیرۃ عثمان مطبوعہ بیروت طبع جدید

تجسس: محمد بن ابی بکر کے متعلق کسی نے جناب سالم بن عبد اللہ سے پوچھا کہ اس نے عثمان غنی کا مقابلہ کیوں کیا؟ کہا: غصہ اور لالچ کی وجہ سے اسلام میں محمد بن ابی بکر کا ایک اعلیٰ مقام تھا لوگوں نے اسے دھوکہ دے کر اڑوایا۔ پھر اس نے حکومت کا مطالبہ کیا۔ اور اس کے پاس معقول وجہ تھی۔ یعنی یہ کہ وہ ابو بکر صدیق کا بیٹا ہے اور مقابلہ پڑٹ گیا۔ جس پر عثمان غنی نے اسے اڑے ہاتھوں لیا۔ تو اسی بات نے محمد بن ابی بکر کو قابلِ مذمت بنا دیا۔ حالانکہ وہ اس واقعہ سے قبل قابلِ تعریف تھا۔

جواشیشہ

محمد بن ابی بکر ایک بزرگ صحابی معاویہ بن خدیج کے ہاتھوں قتل ہوا

محمد بن ابی بکر کو جس شخص نے قتل کیا تھا۔ ان کا نام معاویہ بن خدیج ہے۔ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ اور از روئے عقل یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ ان کے ہاتھوں محمد بن ابی بکر کا قتل و قتلِ ناحق، نہ تھا۔ کہ اگر معاویہ بن خدیج کی نظر میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ غلط ہوتے۔ اور محمد بن ابی بکر کا ان کے قتل میں شریک ہونا کوئی وجہ جواز رکھتا۔ تو آپ اسے قتل کرتے وقت یہ نہ کہتے۔ کہ میں تجھے ایسا ہی پیاسا قتل کروں گا۔ جیسا کہ تو نے عثمان غنی کو قتل کیا تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ معاویہ بن خدیج کو عثمان غنی کے ناحق قتل کیے جانے کا شدید صدمہ تھا اور اسے آپ ظالم اور کافروائی سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ در نام نہاد

محدث ہزاروی صاحب، جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک جلیل القدر صحابی حافظ قرآن و حدیث کو معاویہ نے قتل کیا یا کروایا۔ بالکل جہالت اور حقائق سے روگردانی ہے۔ محمد بن ابی بکر کو امیر معاویہ کے حکم سے قتل کیا گیا۔ اور وہ خود انہوں نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا بلکہ یہ کام معاویہ بن خدیج نے اپنی صوابدید کے مطابق کیا۔ اور معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا راجح ہے اگرچہ ان کے تابعی ہونے پر سب متفق ہیں۔ اب ذرا محمد بن کرام سے ان کی سیرت کے متعلق چند الفاظ ملاحظہ ہوں تاکہ محمد بن ابی بکر کے قتل کرنے میں ان کی شخصیت نکھر کر سامنے آجائے۔

البداية والنهاية:

ابن جفنه بن قتيرہ الكندي الخولاء في المصري
صَحَابِيٌّ عَلَى قَوْلِ الْأَكْثَرِينَ وَذَكَرَهُ ابْنُ
حَبَانٍ فِي التَّابِعِينَ مِنَ الثَّقَاتِ وَالصَّحِيحِ الْأَوَّلِ
فَشَهِدَ فَتْحَ مِصْرَ وَهُوَ الَّذِي قَدْ اطَّلَعَ
بِفَتْحِ الْإِسْكَنْدَرِيَّةِ وَشَهِدَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ قِتَالَ الْبُرْبَرِ وَذَهَبَتْ عَيْشُهُ
يَوْمَ مَيْدٍ وَوُلِّيَ حُرُوفًا كَثِيرَةً فِي بِلَادِ الْمَغْرِبِ -

(البداية والنهاية جلد ۱، ص ۶۰، ۶۱)

ترجمہ:

معاویہ بن خدیج اکثر حضرات کے قول کے مطابق صحابی ہیں۔ اور ابن حبان نے انہیں ثقہ تابعین میں سے ذکر کیا ہے۔ اور صحیح پہلی بات ہے۔ یہ مصر کی فتح میں شریک جنگ تھے۔ اور حضرت عمر کے دور خلافت میں اسکندریہ کا قلعہ ہرنا بھی ان کے مقدر میں تھا۔ اور بُرْبَر کے ساتھ لڑائی میں سے یہ

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ساتھ موجود تھے۔ اس لڑائی میں ان کی ایک
 آنکھ ضائع ہو گئی۔ اور بہت سی لڑائیوں میں انہیں والی بنا کر بھیجا گیا۔
الاصابة في تميز الصحابة:

ذَكَرَهُ ابْنُ سَعْدٍ خِيَمَنُ وَابْنُ مَصْرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ
 وَقَالَ ابْنُ يونسَ يَكْفَى أَبَانَعِيمَ وَقَدْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ فَتَحَ مِصْرَ ثُمَّ كَانَ
 أَبْرَافِدَ عَلَى عَمَرَ يَفْتَحُ إِلَّا سَكَنَ رِيَّةَ ذَهَبَتْ عَيْنُهُ
 فِي خَرْقَةٍ النَّوْبَةِ مَعَ ابْنِ سَرَحٍ..... وَأَخْرَجَ لَهُ
 أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ حَدِيثًا فِي السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ
 وَالنَّسَائِيُّ حَدِيثًا فِي التَّحَاوِي بِأَلْحَجَامَةِ وَالْغُسْلِ
 وَابْنُ عُثْمَانَ حَدِيثًا فِيهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ
 خَرَّ وَجْهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةً خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا
 وَمَا فِيهَا... لَكِنَّ ابْنَ حَبَّانَ ذَكَرَهُ فِي الصَّحَابَةِ
 أَيْضًا۔

الاصابة في تميز الصحابة جلد سوم ص ۲۳۱

حرف الميم

ترجمہ: ابن سعد نے معاویہ بن خدیج کو ان لوگوں میں سے ذکر کیا جو مصر
 کے حکمران بنائے گئے۔ ابن یونس نے کہا ہے کہ معاویہ بن خدیج کی
 کنیت ابو نعیم تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور فتح مصر میں
 موجود تھے۔ اسکندریہ کی فتح میں حضرت عمر کے پاس آئے۔ غزوہ
 نوبہ میں ان کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ ابن سرح اس جنگ میں ان کے

ساتھ تھے۔ ابو داؤد اور نسائی نے ان سے دو سہرو فی الصلوٰۃ میں
اہم نسائی نے حجامت اور غزل کے ذریعہ دوا کرنے کی حدیث ان سے
روایت کی۔ اور بغوی نے کہا۔ کہ ان کی ایک حدیث یہ ہے۔ ”میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کی راہ میں ایک
غزوہ یا ایک صبح و شام لڑنا۔ دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے۔ ابن حبان نے
اگرچہ معاویہ بن خدیج کو تابعی لکھا ہے۔ لیکن ایک قول میں انہیں صحابی
بھی کہا ہے۔

ملحہ فکریہ:

محمد بن ابی بکر کے قاتل معاویہ بن خدیج کے متعلق آپ نے سطور بالا میں
ملاحظہ فرمایا۔ وہ اکثر علماء کے نزدیک صحابی رسول ہیں۔ اور ان سے ائمہ حدیث نے
روایت حدیث بھی کی ہے۔ اور مختلف جگہوں میں شرکت بھی فرمائی۔ جب یہ
خود محمد بن ابی بکرؓ کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں۔ تو محدث ہزاروی کو کیا ضرورت
پیش آئی۔ کہ ان کو چھوڑ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو محمد بن ابی بکر کا قاتل اور
پھر اس پر انہیں فاسق و فاجر بلکہ کافر تک کے الفاظ کہنے سے زبان نہ مرکی۔ اس نام نہاد
محدث کو یہ بھی یاد نہ رہا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام صحابہ کو عدول فرمایا۔ اور پھر
اہل سنت کا متفقہ نظریہ بھی قابل قبول نہ سمجھا۔ کہ حضرات صحابہ کرام کے باہم جھگڑے و جھگڑاؤں
اختلاف کے ضمن میں آتے ہیں۔ یہیں ثالث بن کر ان بیگ کسی کو مجرم اور کسی کو صبر کو
بری کرنے کا حق نہیں۔

فاعتبروا یا اولی البصار

جواب ہفتم

فتنہ کے دن عثمان غنی حق پر ہوں گے۔

(الحديث)

البدایۃ والنہایۃ؛

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
 بْنُ بَشَّارٍ ثنا عبد الوهاب الثقفي ثنا اليرب
 عن ابى قلابه عن ابى الاشعث الصنعاني
 انَّ خُطْبًا قَامَتْ بِالشَّامِ وَفِيهِمْ رِجَالٌ مِنْ
 أَصْحَابِ النَّبِيِّ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مُرَّةٌ بْنُ كَعْبٍ
 فَقَالَ لَوْلَا حَدِيثُ سَوَّعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَكَلَّمْتُ وَذَكَرَ الْفِتْنَةَ فَقَرَّبَهَا
 فَمَرَّ رَجُلٌ مُتَقَنَّعٌ فِي ثَوْبٍ فَقَالَ هَذَا الْيَوْمَ يَنْزِلُ
 عَلَى الْهَدْيِ فَقُفْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عَثْمَانُ
 بْنُ عَفَّانٍ فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَقُلْتُ هَذَا
 قَالَ فَعَمَّرْتُ ثُمَّ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۲ ص ۲۱۰ بعض الاحادیث

الواردة في فضائل عثمان - مطبوعه بيروت

(طبع جدید)

ترجمہ: امام ترمذی نے اپنی صحیح میں کہا ہے۔ کہ ہمیں ابوالاشعث ثعلابی کے واسطے سے یہ حدیث پہنچی۔ کہ بہت سے خطیب حضرات شام میں مقرر کیے گئے۔ ان میں سے ایک صحابی مرو بن کعب بھی تھے۔ تو انہوں نے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نہ سنی ہوتی۔ تو میں ہرگز اسے زبان پر نہ لاتا۔ پھر انہوں نے فتنوں کا ذکر کیا۔ اور ان کے قریب وقوع ہونے کا بھی ذکر فرمایا۔ اسی دوران ایک شخص اپنا منہ کپڑے میں چھپائے وہاں سے گزرا۔ تو آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ شخص اس وقت ہدایت پر ہوگا۔ میں جب اس شخص کے پاس گیا۔ تو پتہ چلا کہ یہ عثمان بن عفان ہیں۔ میں نے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنا منہ کر کے عرض کیا۔ حضور یہ؟ فرمایا۔ ہاں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن اور صحیح حدیث کہا ہے۔

ملحہ فکریہ :

عبداللہ بن سبا کی ذریت نے محمد بن ابی بکر کو بری کرنے اور عثمان غنی کے قتل کو جائز قرار دینے کے لیے جس حیلہ کو اختیار کیا تھا۔ ہم نے اس کے چھ عدد جو بات تحریر کر دیئے ہیں۔ وہ خط جسے قتل عثمان کے جواز کی وجہ بنایا جا رہا تھا۔ اس کی اصلیت بھی معلوم ہو گئی۔ کہ وہ سباؤں کی شرارت تھی۔ اس خط سے قسمیہ طور پر عثمان غنی نے برادرت کر دی تھی۔ اور مروان نے بھی انکار کر دیا تھا اور ہونا بھی ایسے ہی چاہیئے تھا۔ کیونکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے حضرت عثمان غنی کے بارے میں حق پر ہونے کے الفاظ نکل چکے تھے۔ اس لیے یہ کب ممکن تھا کہ عثمان غنی اس فتنہ میں حق کی بجائے ناحق جان دیتے۔

بوس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ اور آپ کو سباؤں نے ایک گھناؤنی

سازش کے تحت شہید کر دیا۔ اور ان سبائیوں کی آج وکالت کا بیڑا ایک ایسے شخص نے اٹھایا ہے۔ جو سنی ہونے کے ساتھ ساتھ محدث ہونے کا بھی دعویدار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ حق کو پہچاننے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد بن ابی حنیفہ کا انجام

البدایۃ والنہایۃ:

وَسَأَلَ مِنْ عُثْمَانَ أَنْ يُؤْتِيَهُ عَمَلًا فَقَالَ لَهُ مَتَى
مَا صُرْتَ أَهْلًا لِيذَلِكَ وَكَيْتُكَ فَتَعْتَبَ فِي
نَفْسِهِ عَلَى عُثْمَانَ فَسَأَلَ مِنْ عُثْمَانَ أَنْ يُخْرِجَ إِلَى الْغَزَا فَإِنَّ
لَهُ فُقُصَةَ الدِّيَارِ الْمِصْرِيَّةِ وَحَضَرَ مَعَ أَمِيرِهَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ غَزْوَةَ السَّوَارِ
كَمَا قَدْ مَنَا وَجَعَلْ يَنْتَقِصُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
وَسَاعَدَهُ عَلَى ذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ..... فَسَارَ
مُعَاوِيَةُ وَحَمْرُ بْنُ الْعَاصِ لِيُخْرِجَاهُ مِنْهَا لِأَنَّهُ
مِنْ أَكْبَرِ الْأَعْوَانِ عَلَى قَتْلِ عُثْمَانَ مَعَ أَنَّهُ كَانَ
قَدْ رَبَّاهُ وَكَفَلَهُ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِ فَعَالَجَا دُخُولَ
مِصْرٍ فَلَمْ يَقْدِرَا فَهَلُمَّا إِلَى الْيَمِينِ فَخَرَجَ
إِلَى الْعَرِيشِ فِي أَلْفِ رَجُلٍ فَتَحَصَّنَ بِهَا وَجَاءَ
عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَنَصَبَ عَلَيْهِ الْمُدَجَنِيْقَ حَتَّى

نَزَلَ فِي ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِهِمْ فَخَفَّتْ لَوَا-

۱- البدایہ والنہایۃ جلد ۷ ص ۲۵۱ ۳۶ مطبوعہ
بلیروت طبع جدید

(۲- کامل ابن اثیر جلد سوم ص ۱۸۱)

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گئے ماموں جناب ابو حذیفہ کے لیے محمد بن ابی حذیفہ نے ابو بکر صدیق کے دور خلافت میں جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ تو محمد بن ابی حذیفہ کو عثمان غنی نے اپنی تربیت اور کفالت میں لے لیا۔ جب کچھ بڑا ہوا۔ تو عثمان غنی سے کہنے لگا۔ مجھے کسی جگہ کا عامل مقرر کر دو۔ آپ نے فرمایا۔ جب تو اس قابل ہو جائے گا تو میں تجھے ولایت دے دوں گا۔ اس جواب کی وجہ سے محمد بن ابی حذیفہ کا دل ناراضگی سے بھر گیا۔ اس کے بعد جب اس نے ایک لڑائی میں جانے کی ابادت مانگی۔ تو عثمان غنی نے ہمازت دے دی۔ یہ سیدھا دیار مصریہ میں گیا۔ اور وہاں حکام عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ساتھ غزوہ سواری کی طرف نکلا۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔ اب اس نے حضرت عثمان غنی کی شان میں بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اور محمد بن ابی بکر نے بھی اس کام میں اس کی ہمنوائی کی..... (ان دونوں کے رویے کی امیر مصر جناب عبداللہ بن سعد نے حضرت عثمان غنی سے شکایت کی۔ لیکن آپ نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اُدھر جب مصریوں نے عثمان غنی کے گھر کا محاصرہ کیا۔ تو ان دونوں نے والی مصر عبداللہ بن سعد کو وہاں سے نکال دیا۔ اور زبردستی مصر پر قبضہ کر لیا۔ مصر کے سابق والی عبداللہ بن سعد نے

شام پہنچ کر امیر معاویہ کو ان حالات کی خبر دی۔ اب امیر معاویہ اور عمرو بن العاص دونوں محمد بن ابی بکر کی سرکوبی کے لیے نکلے۔ کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ یہ شخص عثمان غنی کے قتل کی سازش میں سرگرم تھا۔ حالانکہ عثمان غنی نے اس کی تربیت کی اور کفالت کی ذمہ داری اٹھائی تھی۔ اور اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک برتا تھا۔ ان دونوں نے مصر میں داخل ہونے کی ہر ممکنہ کوشش کی۔ لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ اب ان دونوں نے کسی داؤ اور حیلہ بہانہ سے محمد بن ابی بکر کو مصر سے نکلانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ بالآخر محمد بن ابی ہذیل ایک ہزار فوج کی معیت میں عریش مصر کی طرف نکلا۔ اور قلعہ بند ہو گیا۔ عمرو بن العاص نے اگر اس پر حملہ کے لیے مجبیتی گاڑی۔ یہ اپنے تئیں ساتھیوں کے ساتھ جو بھی نیچے اُترا۔ اُن تمام کو قتل کر دیا گیا۔

ملحہ فکریہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا ایک بہت بڑا داعی محمد بن ابی ہذیل وہ شخص ہے جس کی خود عثمان غنی نے تربیت و کفالت فرمائی۔ اور ان تمام احسانات کو صرف اس لیے بالائے طاق رکھ دیا۔ کہ اس کے مطالبہ پر اپنے اسے امارت یا گورنری عطا نہ فرمائی۔ اور وہ بھی اس لیے کہ ابھی اس میں اس چیز کی اہلیت نہ تھی۔ یہ قصور تھا عثمان غنی کا کہ جس کی وجہ سے اس نمک حرام نے اپنے محسن کے قتل میں بھرپور اور مرکزی کردار ادا کیا۔ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ جو جلیل القدر تابعی ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا۔

کامل ابن اشیر:

مَا دَعَا إِلَى الْخُرُوجِ عَلَى عُثْمَانَ فَقَالَ كَانَ يَتِيمًا

فِي حَبْرٍ عَثْمَانَ الْعَمَلَ فَقَالَ يَا بَنِي لَوْ كُنْتَ رِضًا
لَا مُنْتَعَمًا لَكَ۔

(کامل ابن اثیر جلد سوم صفحہ نمبر ۱۸۱)

ترجمہ: اس بات نے محمد بن ابی حذیفہ کو حضرت عثمان کے خلاف بغاوت پر اکسایا۔ تو فرمایا۔ کہ یتیم ہو گیا تھا۔ اور عثمان غنی نے اسے اور اس کے دوسرے بہن بھائیوں کو اپنی گود میں لیا۔ پھر ان کی اچھی طرح دیکھ بھال کی۔ اور جب یہ کچھ بڑا ہوا۔ تو اس نے عثمان غنی سے عامل مقرر کیے جانے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو اس قابل ہوتا۔ تو میں تجھے یہ منصب عطا کر دیتا۔

صرف اسی پر بس نہیں۔ جب اس نے مصر جانا چاہا۔ تو عثمان غنی نے بہت سامان دیا۔ تاکہ بوقت ضرورت پریشانی نہ ہو۔ لیکن ان تمام احسانات کے بدلہ میں اس نے عثمان غنی کی مخالفت شروع کر دی۔ حتیٰ کہ جب آپ کو اس کی خبر پہنچائی گئی۔ تو بھی اپنے بہت سامان روپیہ اسے بھیجا۔ کیونکہ آپ نے سمجھا۔ شاید بھوک کی وجہ سے وہ ایسا کر رہا ہے۔ ایک طرف اس قدر ہمدردی اور دوسری طرف اس نے اپنا سارا سرمایہ ان لوگوں کی تیاری میں لگایا۔ جو عبداللہ بن سبا کی سرکردگی میں عثمان غنی کے خلاف بغاوت کا پروگرام بنا رہے تھے۔ اب ایسے شخص کا ہم دردی کرنا دراصل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں باغیوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ اور یہی کام محدث ہزاروی وغیرہ کر رہے ہیں شرمچایا بار بار ہے۔ کہ امیر معاویہ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ وغیرہ ایک لاکھ ستر ہزار آدمیوں کو قتل کرایا۔ لیکن یہ کیوں نہیں ذکر کیا جاتا۔ کہ یہ لوگ حضرت عثمان غنی کے قاتلین میں سے ہیں۔ تو اس طرح انہوں نے عثمان غنی کو تلوار

کے ذریعہ اس دنیا سے رخصت کیا۔ تقدیر نے ان کے ساتھ بھی دنیا میں ہی وہی سلوک برتا۔
 کہ کسی کو بھی عام حالت میں موت نہ آئی۔ کوئی تلوار کی زوئیں آیا۔ کسی کو آگ میں جلتا پڑا اور کوئی
 سانپ کے ڈسنے سے چل بسا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

عبداللہ بن سبا کا حشر

عبداللہ بن سبا کا تفصیلی تعارف تحفہ جعفریہ جلد اول کے ابتدائی صفحات میں
 مذکور ہو چکا۔ خلاصہ یہ کہ یہ ایک یہودی المذہب عالم تھا۔ اسے اور اس کے ساتھیوں
 کو اس بات کا انتہائی دکھ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عمر بن الخطاب نے انہیں پہلے
 پہل مدینہ منورہ سے خیبر اور پھر وہاں فلسطین نکال دیا تھا۔ اس قماش کے
 لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف چال چلنا چاہی۔ لیکن ابو بکر صدیق اور
 عمر بن الخطاب کے دور خلافت میں ان کی دال نہ گل سکی۔ لیکن عثمان غنی رضی اللہ
 عنہ کے دور خلافت میں کچھ پالیسی کی نرمی کی وجہ سے ان کو موقع مل گیا۔ مختلف شہروں
 میں انہوں نے عثمان غنی کے خلاف مہم آرائی شروع کر دی۔ بالآخر شہادت عثمان
 غنی کا واقعہ پیش آگیا۔ اس یہودی کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

رجال کشی:

وَيْلَكَ قَدْ سَخِرَ مِنْكَ الشَّيْطَانُ فَارْجِعْ عَنْ
 هَذَا اتَّقَلْتُكَ اُمَّتُكَ وَتُبْ فَاَبَى فَحَسَسَهُ وَاسْتَتَابَهُ
 ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَلَمْ يَتُبْ فَاَحْرَقَهُ بِالْمَنَارِ۔

(رجال کشی ص ۹۹ مطبوعہ مکر بلا طبع حیدرید)

توجہ سے: (یہودی ہوتے ہوئے عبداللہ بن سبأ کا عقیدہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ یرشع بن نون تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو اس نے دو عقیدے اختراع کیے۔ ایک یہ کہ علی المرتضیٰ کی امامت بلا فصل ہے۔ اور دوسرا یہ کہ علی المرتضیٰ کے مخالفین پر تیرا بازی کرنا جائز ہے۔ پھر اور اگلے بڑھ کر اس نے اپنے لیے نبوت اور علی المرتضیٰ کے لیے خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اب اسے بلا کہ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: تیرے لیے بربادی ہو! تجھ سے تو شیطان نے مسخرہ کیا ہے۔ اس عقیدہ کفریہ سے رجوع کر۔ اور سچے دل سے توبہ کر۔ اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا جس پر علی المرتضیٰ نے اسے قید کر دیا۔ اور تین دن کی مہلت دی۔ لیکن پھر بھی اس نے جب توبہ نہ کی۔ تو آپ نے اسے آگ میں ڈالوا کر ہلاک کر دیا۔

حضرت عثمان غنی کی میت کے منہ پر تھپڑ

مارنے والے کا حشر

البدایۃ والنہایۃ؛

قَالَ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِخِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ
اسْمَاعِيلَ عَنْ عِيسَى بْنِ مَنْهَالٍ حَدَّثَنَا غَالِبٌ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ سَيْرٍ قَالَ كُنْتُ أَطُوفُ بِالْكُعْبَةِ
وَإِذَا رَجُلٌ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَمَا أَظُنُّ أَنَّ
تَغْفِرَ لِي فَقُلْتُ يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا سَمِعْتَ أَحَدًا

يَقُولُ مَا تَقُولُ قَالَ كُنْتُ اَعْطَيْتُ لَهٗ عَهْدًا اِنْ
 قَدَرْتُ اَنْ اَلْطَمَ وَجْهَ عُثْمَانَ اِلَّا لَطَمْتُهُ فَلَمَّا
 قُتِلَ وَوَضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ فِي الْبَيْتِ وَالنَّاسُ
 يُجِئُونَ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ فَدَخَلْتُ كَا فِيْ اَصْلِيْ
 عَلَيْهِ فَوَجَدْتُ خُلُوَةً فَرَفَعْتُ الثُّوبَ عَنْ
 وَجْهِهِ وَلِحْيَتَيْهِ وَ لَطَمْتُهُ وَقَدْ يَدْبِسْتُ يَمِيْنِيْ
 قَالَ ابْنُ سَيْرِيْنَ فَرَأَيْتَهَا يَابِسَةً كَأَنَّهَا
 عُورَةٌ -

(البداية والنهاية جلد ۷ ص ۱۹۱ ذکر صفت قتلہ
 مطبوعہ بلیر و تاجدید)

ترجمہ کیا: امام بخاری نے تاریخ میں جناب محمد بن سیرین سے نقل فرمایا کہ
 میں ایک مرتبہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ کہ چنانکہ ایک شخص دیکھنے میں آیا۔ جو
 یہ کلمات کہہ رہا تھا۔ وہ اسے اللہ مجھے معاف کر دے۔ اور میرے خیال
 میں تو مجھے معاف نہیں کرے گا، اس کے یہ الفاظ سن کر میں نے کہا۔
 بندہ خدا! یہ کلمات جو میں نے تجھ سے سنے۔ کسی سے بھی نہیں سنے
 (اس کی کیا وجہ ہے؟) وہ کہنے لگا۔ میں نے اس سے عہد کیا تھا۔ (یعنی قسم اٹھائی
 تھی۔ کہ اگر مجھے عثمان غنی کو پھڑکارنے کا موقع ملا۔ تو میں ضرور ایسا کروں گا۔ پھر
 جب انہیں قتل کر دیا گیا۔ اور ان کی میت چارپائی پر رکھی گئی۔ اور لوگوں
 نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی۔ میں بھی گریا اُن کی نماز جنازہ پڑھنے آیا۔ لیکن
 میں نے جب دیکھا۔ کہ یہاں میرے اور عثمان غنی کی میت کے سوا
 اور کوئی آدمی موجود نہیں۔ تو میں نے اُن کے چہرہ اور داڑھی سے کفن

ہٹا کر انہیں تھپڑ مارا تھا۔ اب اس حرکت کی وجہ سے میرا دایاں ہاتھ بے جان ہو گیا ہے
ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے اس بے جان ہاتھ کو دیکھا۔ یوں لگا۔ جیسا کہ بکڑی ہے
ملحد فکریہ :

سیدنا عثمان غنی کی میت کی توہین کرنے والے کا واقعہ امام بخاری سے اس
شخص کی زبانی سنا گیا۔ جو اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہے۔ اور ثقاہت اور ثقاہت
کے ساتھ ساتھ تابعیت کا اُسے شرف حاصل تھا۔ جب صرف میت کو تھپڑ
مارنے والے کی دنیا میں یہ سزا نظر آتی ہے۔ تو ایسے کی قیامت میں کیا سزا ہو
گی؟ اور پھر اس پر قیاس اُن لوگوں کا کیجئے۔ جو حضرت عثمان کے قتل میں شریک
تھے۔ جن کی محدث ہزاروی کو ہمدردی ترپا رہی ہے۔ یہ واقعہ بھی ابن سیرین کی
زبانی اس شخص کا تھا۔ جس نے عثمان غنی کی میت کو تھپڑ مارا۔ اب درج ذیل
واقعہ بھی ملاحظہ ہو جس کا تعلق آپ کی ذات سے بلا واسطہ نہیں۔ بلکہ آپ کی بیوی
کے ساتھ پیش آیا۔ وہ یہ ہے۔

عثمان غنی کی بیوی کے منہ پر تھپڑ مارنے والے کا شر

ازالة الخفاء:

عن ابی قلابۃ قال کُنتُ فِی رَحْقَةٍ بِالشَّامِ سَمِعْتُ
صَوْتَ رَجُلٍ یَقُولُ یَا وَیْلَہُ النَّارُ قَالَ فَتَقَمَّتْ
إِلَیْہِ وَإِذَا رَجُلٌ مَّقْطُوعُ الْیَدَیْنِ وَالرَّجْلَیْنِ مِنْ
خَفَیْنِ ۚ اَمَّا الْعِیْنَیْنِ مُنْکِبَتَا یَوْجِبُہُ فَمَسَّ لَتَہُ عَنْ

حَالِهِ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ وَمَنْ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ الدَّارَ
فَلَمَّا دَخَرْتُ مِنْهُ صَرَخْتُ رَوَيْتُهُ فَلَطَمْتُهَا فَقَالَ
مَا لَكَ قَطَعَ اللَّهُ يَدَيْكَ وَرَجُلَيْكَ وَأَعْمَى عَيْنَيْكَ
وَأَذْخَلَكَ النَّارَ فَاتَّخَذَ ثَنِي رَحْمَةً عَظِيمَةً
فَصَرَخْتُ هَارِبًا مَا بَثْنِي مَا تَرَى وَلَمْ يَبْقَ مِنْ
دُعَائِهِ إِلَّا النَّارُ قَالَ فَخَلَّتْ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ وَسُحْقًا
(مخرجہما الملاء فی سیرتہ)

۱۔ ازالۃ الغفار جلد چہارم ص ۳۵۲ مطبوعہ آرام
باغ کراچی)

۲۔ ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۴۱ مطبوعہ
بیروت جدید)

ترجمہ: ابولہبہ بیان کرتے ہیں کہ میں ملک شام میں اپنے ساتھیوں
کے ساتھ تھا۔ کراچانک ایک شخص کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہا تھا
”ہائے اگ“ میں اس کے پاس گیا۔ تو دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ
کٹے ہوئے ہیں۔ اور جوتی پہننے کی جگہ سے دونوں پاؤں بھی کٹے ہوئے
ہیں۔ اور آنکھوں سے اندھا ہے۔ چہرہ کے بل زمین پر جھکا ہوا ہے
میں نے اس سے اس کا حال پوچھا۔ کہنے لگا۔ میں ان بد قسمت لوگوں
میں سے ہوں جو عثمان غنی کو قتل کرنے کی خاطر ان کے گھر پر حملہ آور
ہوئے تھے۔ جب میں عثمان غنی کے قریب پہنچا۔ تو ان کی بیوی
مجھ پر چلائی۔ میں نے اُسے تھپڑ مار دیا۔ اس پر عثمان غنی نے کہا: تجھے
کیا ہو گیا۔ (کہ تو نے میری بیوی کو تھپڑ مارا ہے) اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ

پاؤں کاٹے اور تیری آنکھوں سے تجھے محروم کر کے آگ میں داخل کرے
عثمان غنی کی ان باتوں سے مجھے سخت خوف لاحق ہوا۔ اور میں وہاں سے
بھاگ کھڑا ہوا۔ پھر جو کچھ میرے مقدر میں تھا تم دیکھ رہے ہو۔ اب
اُن بد دعاؤں میں صرف ایک ہی باقی رہ گئی ہے۔ وہ ”آگ میں جلنا“
ہے۔ اب تو قلابہ کہتے ہیں۔ میں نے اس کی یہ باتیں سن کر اُسے کہا۔ دُوری
ہو تیرے لیے۔ اور خرابی ہو۔

ملحہ فکریہ:

اس واقعہ سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بالواسطہ یا
بلا واسطہ امانت کرنے والا دنیا میں بھی اللہ کی پکڑ سے نریج سکا۔ اسی طرح آج بھی اگر
جو لوگ ان کے متعلق نازیبا الفاظ کہتے ہیں جھانڈ کی گرفت سے نریج سکیں گے۔
عثمان غنی کی مظلومیت جنہیں نظر نہیں آتی۔ اور قاتلان عثمان و باغیان غلیفہ سوم
کی طرفداری میں سرگرداں ہیں۔ انہیں اپنے اس رویہ پر نظر ثانی کرنی چاہیئے کیونکہ
ہو سکتا ہے۔ کہ اس وجہ سے ان کی گرفت ہو۔ فاعتبر وایا اولی الابصار۔

مالک ابن اشتر کی موت

البدایۃ والنہایۃ:

فَلَمَّا سَارَ الْأَشْجَرُ إِلَيْهَا وَانْتَهَى إِلَى التَّلْزَمِ
اسْتَقْبَلَهُ الْخَاضِرُ وَهُوَ مُقَدَّمٌ عَلَى الْخِرَاجِ
فَتَدَمَّ إِلَيْهِ طَعَامًا وَسَقَاهُ شَرَابًا مِنْ عَسَلٍ فَمَاتَ
وَمَنْهُ فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةُ وَعَمَرُ وَآهْلُ
الشَّامِ قَامُوا إِنْ هَذَا جُنْدٌ مِنْ عَسَلٍ وَقَدْ ذَكَرَ

ابْنُ جَرِيرٍ فِي تَارِيخِهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ قَدْ تَقَدَّمَ
إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي أَنْ يَنْحِتَالَ عَلَى الْأَشْتَرِ لِيَقْتُلَهُ وَوَعْدَهُ
عَلَى ذَلِكَ بِأَمْوٍ فَقَعَلَ
ذَلِكَ وَفِي هَذَا النَّظَرِ وَبِتَقْدِيرِ صِغَتِهِ قَمْعًا وَبِئْ
يَسْتَحْيِزُ قَتْلَ الْأَشْتَرِ لِقَتْلِهِ مِنْ قَتْلِهِ عِثْمَانَ
وَالْمَقْصُودُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ وَأَهْلَ الشَّامِ فَرِحُوا أَفْرَحًا
شَدِيدًا أَلَمَوْتَ الْأَشْتَرَ النَّحِييَ -

دالبدایۃ و النہایۃ جلد ۷ ص ۳۱۳ ذکر شود دخلت سن

ثمان و ثلاثین - مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجہ گشت؛ جب اشتر مصر کی طرف چل دیا۔ اور قلم پر پہنچا۔ تو خانہ اس کے
استقبال کے لیے آیا۔ جوان دنوں خراج کی وصولی کے لیے یہاں آیا ہوا
تھا۔ اس نے اشتر کو کھانا بھیجا۔ اور پانی میں بلا شہد پلانے کے لیے ارسال
کیا۔ اشتر اس خورد و نوش کے بعد فوت ہو گیا۔ جب اس کی فوتیگی کی خبر
حضرت معاویہ، عمرو ابن العاص اور دوسرے اہل شام کو ملی۔ تو انہوں نے
کہا۔ اللہ تعالیٰ کی فوج شہد میں بھی ہے۔ ابن جریر نے اپنی تاریخ میں یہ
ذکر کیا ہے۔ کہ امیر معاویہ نے اس آدمی کو پیغام بھیج رکھا تھا۔ کہ حیلہ بہانہ
سے اشتر کو قتل کر دیا جائے۔ اور اس پر تہیں انعامات میں گئے۔ لیکن
اس میں اعتراض ہے۔ اور اگر اسے درست تسلیم کر بھی لیا جائے۔ تو پھر
یوں بات بنے گی۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اشتر ایسے شخص
کا قتل کرنا جائز تھا۔ کیونکہ یہ لوگ قتل عثمان میں شریک تھے۔ مقصد یہ ہے
کہ جب اشتر مرا تو امیر معاویہ اور شامی لوگ انتہائی خوش ہوئے۔

ملحد فکریہ :

اشتر بن غنی وہ شخص ہے جس نے مصر سے اُسے باغیان عثمان کی سرداری کی تھی۔ بعض روایات کے مطابق یہ اُن دشمنوں میں سے ایک ہے جنہوں نے وہ بناوٹی رقعہ کا ڈرامہ رچایا تھا جس کے بہانہ میں عثمان غنی پر حملے ہوئے۔ اور بالآخر شہادت ہو گئی۔ ایک اشتر بن غنی اور دوسرا حکیم بن جبلة تھا۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

العواصم والقواصم :

تَخَلَّفَ فِي الْمَدِينَةِ الْأَشْتَرُ وَحَكِيمُ بْنُ جَبَلَةَ
(الطبري جلد پنجم ص ۱۲۰) وَفِي ذَٰلِكَ شَبَهَةٌ
قَوِيَّةٌ بِأَنَّهُمَا دَخَلَا فِي إِفْتَعَالِ الْكِتَابِ الْمُرُورِ
عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ۔

(العواصم والقواصم صفحہ نمبر ۱۱۶)

ترجمہ : مصری اور کوفی لوگوں کے واپس ہونے پر اشتر بن غنی اور حکیم بن جبلة مدینہ میں ہی ٹھہر گئے۔ ان کے پیچھے رہ جانے میں یہ شبہ بڑا قوی ہے۔ کہ وہ رقعہ (کس کی بنا پر باغی واپس اُسے اور عثمان غنی کے مکان کا محاصرہ کر کے بالآخر انہیں شہید کر دیا) اُن کا خود ساختہ تھا جس میں غلط بیانی سے اس کی نسبت عثمان غنی کی طرف کی گئی تھی۔

یہ دونوں آدمی اگرچہ بہادر بھی تھے۔ اور سمجھدار بھی۔ لیکن عثمان غنی کی شہادت میں لوث ہونے کی وجہ سے اہل شام اُن کو برا سمجھتے تھے۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو انہیں ”قتل عثمان“ کی وجہ سے قتل کر دینا جائز سمجھتے تھے۔ تبھی انہوں نے اس کے قتل پر خوشی کا اظہار کیا یہ الگ بات ہے۔ کہ ان کی موت کس طرح ہوئی کیا اللہ نے غائبانہ کوئی اپنی فوج بھیجی۔ یا کسی کے ہاتھوں قتل عثمان کے بدلہ میں

مروایا۔ بہر حال ان کی موت طبعی نہ ہوئی۔ اور ایسا اسی لیے ہوا کہ حضرت عثمان غنی کے قاتلوں اور شریک قتل لوگوں کے لیے خود اجلہ صحابہ کبار نے اللہ سے دعائیں کیں۔ اب وہ لوگ کس طرح بچ سکتے تھے؟

حکیم بن جبلة اور اس کے دیگر بصری باغیوں

کا حشر

تاریخ طبری:

وَأَصْبَحَ حَكِيمُ بْنُ جَبَلَةَ فِي خَيْلِهِ عَلَى رَجُلٍ فَيَمَنُ
تَبِعَهُ مِنْ عِبْدِ الْقَيْسِ وَمَنْ نَزَعَ إِلَيْهِمْ مِنْ أَقْنَاءِ
رَبِيعَةَ ثُمَّ وَجَّهُوا نَحْوَ دَارِ الرِّزْقِ وَهُمْ يَقُولُ لَسْتُ
بِأَخِيهِ إِنْ لَمْ أَنْصُرْهُ وَجَعَلَ يَشْتِمُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
فَسَمِعَتْ أَمْرًا مِنْ قَوْمِهِ فَقَالَتْ يَا ابْنَ الْخَيْثِثَةِ
أَنْتَ أَوْلَى بِذَلِكَ فَطَعْنَهَا فَتَقَلَّهَا فَغَضِبَتْ عَبْدُ الْقَيْسِ
إِلَّا مَنْ كَانَ اخْتَمَرَ مِنْهُمْ فَقَالُوا فَعَلْتَ يَا لَأَمْسٍ
وَعَدْتِ بِمِثْلِ ذَلِكَ الْيَوْمَ وَاللَّهِ لَنَذْعُكَ حَتَّى
يَقِيدَ لَكَ اللَّهُ قَرْبَعُوا وَتَرْكُوهُ وَكَفَى هُثْمَانُ بْنُ
حَنِيفٍ فَيَمَنُ خَزَامَةً عِثْمَانَ بْنِ عِفَانَ وَحَصَرَ
مِنْ نَزَاعِ الْقَبَائِلِ كُلِّهَا وَحَرَّصُوا أَنْ لَا مَقَامَ
لَهُمْ بِالْبَصْرَةِ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَأَنْتَهُنَّ بِهِمْ
إِلَى الذَّبُوقَةِ عِنْدَ دَارِ الرِّزْقِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ

لَا تَقْتُلُوا إِلَّا مَنْ قَاتَلَكُمْ وَتَاكُفُوا مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ
قَتْلِهِ عَثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَيَكْفُ عَثْمَانًا تَالَا تَرِيدُ
إِلَّا قَتَلَهُ عَثْمَانُ وَلَا نَبْدَ إِحْدًا فَإِذَا كُتِبَ حَكِيمُ
الْقِتَالِ وَلَمْ يَزِرِ الْمُنَادَى لِمُنَادَى فَقَالَ طَلْحَةُ
وَالزُّبَيْرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَمَعَ لَنَا ثَارَنَا مِنْ أَهْلِ
الْبَصْرَةِ اللَّهُمَّ لَا تَبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا وَأَقْدِمْ مِنْهُمْ
الْيَوْمَ فَأَقْتَلَهُمْ فَبَادَرَهُمُ الْقِتَالُ فَأَقْتَتَلُوا الْأَشَدُّ
قِتَالًا وَمَعَهُ أَرْبَعَةٌ قَوَادٍ فَكَانَ حَكِيمٌ بِحِيَالٍ طَلْحَةُ
وَذُرَيْحٌ بِحِيَالٍ الزُّبَيْرُ وَابْنُ الْمَعْدِشِ بِحِيَالٍ
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَتَابٍ وَحَرْقُوصُ بْنُ زَهَيْرٍ
بِحِيَالٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنُ هِشَامٍ
فَذَحَفَ طَلْحَةُ لِحَكِيمٍ وَهُوَ فِي ثَلَاثِيَةِ رَجُلٍ
وَجَعَلَ حَكِيمٌ يَضْرِبُ بِالسَّيْفِ..... فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ
رَجُلٌ وَهُوَ رَشِيذٌ نَاسِيَهُ عَلَى الْخِرَفَةِ فَقَالَ بَاكَ
يَا حَكِيمُ قَالَ قَتَلْتُ قَالَ مَنْ قَتَلْتُ قَالَ وَسَادِقِي
فَاخْتَمَلَهُ فَضَمَّهُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِهِ فَتَكَلَّمَ
بِهِمْ مِائَةَ حَكِيمٍ وَأَنَّهُ لَقَائِمٌ عَلَى رَجُلٍ وَأَنَّ السَّيُوفَ
لَتَأْخُذَهُمْ فَمَا يَتَخَعَّعُ وَيَقُولُ إِنْ أَخْلَفْنَا هَذَيْنِ
وَقَدْ بَايَعَا عَلَيْنَا وَاعْطِيَاهُ الطَّاعَةَ ثُمَّ أَقْبَلَ
مَعَ الْفَيْنِ مَحَارِبِينَ يُطْلِبَانِ يَدَ عَثْمَانَ بْنِ
عَفَانَ فَفَرَّقَا بَيْنَنَا وَنَحْنُ أَهْلُ دَارِ وَجَوَارِ

اللَّهُمَّ إِنَّهُمَا لَمَوْيِدَ اعْتِمَانٍ فَتَنَادَى مُنَادٍ
 يَا خَبِيثٌ جَدَعْتَ حَيْنَ حَضْرَتِكَ نَكَالُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
 إِلَى كَلَامٍ مِّنْ نَّصَبِكَ وَأَصْحَابُكَ يَمَارَ كِبَيْتُمْ
 مِنَ الْإِمَامِ الْمَظْلُومِ وَفَرَّقْتُمُ مِنَ الْجَمَاعَةِ
 وَأَصَبْتُمُ مِنَ الدِّمَاءِ وَنَلَسْتُمُ مِنَ الدُّنْيَا
 فَذَقُوا وَبَالَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَانْتِقَامَهُ وَأَقِيمُوا
 فِيمَنْ أَنْتُمْ وَقَتِلْ ذُرِّيْعَ وَمَنْ مَعَكَ وَأَفْلَتْ
 حَرْقُوصُ بْنُ زُهَيْرٍ فِي نَفْسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَحِقُوا
 إِلَى قَوْمِهِمْ وَنَادَى مُنَادٍ الزُّبَيْرِ وَطَلْحَةَ
 بِالْبَصْرَةِ إِلَّا مَنْ كَانَ فِيهِمْ مِنْ قِبَايِكُمْ أَحَدٌ مِّنْ
 عِزِّ الْمَدِينَةِ فَلْيَا تَبَايَهُمْ فَجِئْتُمْ بِهِمْ كَمَا
 يُجَاؤُ بِالْكَلابِ فَفَتِلُوا (تاریخ طبری جلد ۹ ص ۱۰۶، ۱۰۷ بطور تیسرے وچلے ہیں)
 ترجمہ: یحییٰ کی حکیم ابن جبلة نے اپنے لشکر کے ساتھ ایسے آدمی کے پاس جس کی اتباع میں عبدالقیس
 کے لوگ آرہے تھے۔ اور اس آدمی کے پاس جو ان سے جھگڑا کر رہا تھا قوم ربیعہ
 پھر یہ سب دار رزق کی طرف متوجہ ہوئے۔ حکیم بن جبلة یہ کہتا جاتا
 تھا۔ کہ میں اس کا بھائی نہیں ہوں اگر اس کی مدد نہ کروں۔ اسی دوران
 اس نے سیدہ عائشہؓ مدلیقہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا جب یہ تجاوسات
 اس کے قبیلہ کی ایک عورت نے سنے۔ تو کہنے لگی۔ جو کچھ تو عائشہؓ مدلیقہ
 کے متعلق کہہ رہا ہے۔ اس کا حق دار تو تو ہے۔ اس پر حکیم بن جبلة نے
 اسے تیرا کر ختم کر دیا۔ اس پر عبدالقیس کے لوگ غصہ میں آ گئے۔ مگر چنید
 پیروکار خاموش رہے۔ وہ بولے کہ اسے حکیم! تو نے کل بھی ایسے ہی کیا

تھا۔ اور آج بھی وہی کر رہا ہے۔ خدا کی قسم! ہم تیرا ساتھ چھوڑ دیں گے
 امرائے تعالیٰ تجھے قید کرادے گا۔ اور تجھ سے بدلہ لے گا۔ یہ کہہ کر وہ
 اسے چھوڑ کر چلے گئے ماس کے بعد عثمان بن حنیف ان لوگوں میں
 چلا گیا۔ جنہوں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تھا۔ یہ لوگ سمجھے کہ بعبرہ
 تمہارا رہنما رہا تھا۔ لہذا وہ عثمان بن حنیف کو لے کر زابوہ میں
 دارِ رزق میں پہنچ گئے۔ سیدہ عائشہ نے حکم دیا۔ کہ تم امی سے لڑنا جو
 تم سے لڑے۔ اور یہ اعلان کرادو۔ کہ جو تم میں سے قاتل عثمان نہیں۔
 دہریج جائے۔ کیونکہ ہم صرف قاتلان عثمان کا ارادہ کیے ہوئے ہیں
 ہم کسی پر ابتداء کریں گے۔ حکیم نے لڑائی شروع کر دی۔ اور منادی
 کھڑا کوئی پروانہ نہ کی۔ یہ دیکھ کر جناب طلحہ اور زبیر نے کہا۔ قابلِ تعریف وہ
 اگر رب العزت کہ جس نے ہمارے لیے بصری لوگ خود بخود جمع کر دیے
 تاکہ ہم ان سے قتل عثمان کا بدلہ لے لیں۔ اے اللہ! ان میں سے آج
 کسی کو زندہ نہ چھوڑنا۔ اور ان سے خوب بدلہ لینا۔ لڑائی چھوڑ گئی۔ حکیم کے
 ساتھ چار اور بھی لیڈر تھے۔ اب حکیم کا مقابلہ طلحہ کے ساتھ، ذریح کا زبیر کے
 ساتھ، ابنِ محمد بن عبد الرحمن بن عتبہ کے ساتھ، قوس بن زبیر کا عبد الرحمن
 بن الحارث بن ہشام کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ حضرت طلحہ نے
 حکیم سے مقابلہ کیا تو اس وقت اس کے ساتھ تین سو آدمی تھے
 وہ کھوار کے ساتھ لڑ رہا تھا۔ ایک آدمی آیا اور اس نے اس کی ٹانگ
 کاٹ دی۔ وہ نزدیک ہوا۔ اور اس کی کٹی ہوئی ٹانگ کو پکڑ لیا۔
 امرائے اپنے مقابل کو مارا۔ وہ اس کے بدن کو لگی۔ اور اس کو گرادیا۔ وہ اس
 کے پاس گیا۔ اور اس کو قتل کر دیا۔ پس اس کے پاس ایک آدمی آیا۔

اور وہ زخموں کی حالت میں اپنا سر دوسرے شخص پر رکھے ہوئے تھا۔ اس نے پوچھا اے حکیم تجھے کیا ہوا۔ اس نے کہا۔ مجھے قتل کر دیا گیا ہے۔ پوچھا کس نے قتل کیا ہے۔ اس نے کہا میری ٹانگ نے۔ اُس نے اسے اٹھایا۔ اور اس کے سر آدمیوں کے ساتھ ملا دیا۔ اُس وقت حکیم نے ایک ٹانگ پر کھڑے کھڑے کچھ باتیں کیں۔ وہ یہ کہ تلواریں ان کو قتل کریں گے۔ جھوٹی خبریں نہیں۔ اور یہ بھی کہہ رہا تھا۔ کہ ہم نے طلحہ و زہیر کو خلیفہ بنایا۔ حالانکہ انہوں نے علی المرتضیٰ کی بیعت کی تھی۔ اور ان کی اطاعت بھی قبول کی تھی۔ پھر ہم سے جنگ کرنے اور عثمان غنی کے خون کا مطالبہ کرنے بھی آگئے۔ انہوں نے ہمارے درمیان پھوٹ ڈال دی۔ حالانکہ ہم شہر والے ہیں۔ اے اللہ! یہ خون عثمان کا طلب گار نہیں ہے۔ پھر منادی نے پکارا۔ اے خبیث! جب تجھے اللہ کے عذاب نے آگھیرا۔ تو تجھے اس شخص کی باتیں یاد آگئیں۔ جس نے تجھے اور تیرے ساتھیوں کو بغاوت پر آمادہ کیا۔ تم امام مظلوم عثمان غنی کے خون کے مرتکب ہوئے۔ اور جماعت کو چھوڑ دیا۔ لوگوں کو قتل کیا۔ دنیا سمیٹ۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا انتقام اور عذاب چکھ۔ اور جن میں سے ہوا نہیں میں رہو۔ ذریعہ اور اس کے ساتھی قتل کر دیئے گئے۔ حرقہ اپنے ساتھیوں سمیت بکھ کر قوم میں پناہ لینے پر مجبور ہو گیا۔ اس پر حضرت زبیر اور طلحہ کے منادی نے بصرہ میں یہ اعلان کیا۔ لوگو! تمہارے قبائل میں سے جو شخص مدینہ کی لڑائی میں شریک تھا۔ اُسے ہمارے سامنے پیش کیا جائے۔ چنانچہ ان لوگوں کو کتوں کی طرح گھسیٹ کر لایا گیا۔ اور پھر

قتل کر دیا گیا۔

تاریخ طبری:

حدثنا عمر بن شعبه قال حدثنا ابو الحسن
عن عامر بن حفص عن اشياخه قال
فَضَرَبَ عُنُقَ حَكِيمِ بْنِ جَبَلَةَ رَجُلٍ مِّنَ الْخَلَاءِ
يَقَالُ لَهُ ضَنْعِيمٌ فَمَالَ رَأْسُهُ فَتَعَلَّقَ بِجِلْدِهِ
فَصَارَ وَجْهُهُ فِي قَفَاةٍ..... قَالَ عامر ومسلمة
قُتِلَ مَعَ حَكِيمِ ابْنُهُ الْأَشْرَفُ وَآخُوهُ الرُّعْلُ
بن جبلة۔

(تاریخ طبری جلد پنجم ص ۱۸۲ تا ۱۸۳ مطبوعہ)

بید و ت جدید)

ترجمہ: ابن حفص اپنے شیوخ سے ناقل کہ صدان قبیلہ کے ایک آدمی نے
حکیم بن جبلة کی گردن پروا کر لیا جس کا نام ضنعیم تھا۔ اس سے اس کا سر
بھک گیا۔ اور صرف کھال باقی رہ گئی۔ جس سے اس کا چہرہ کھلی طرف
ہو گیا۔ ظاہر اور مسلمہ کہتے ہیں۔ کہ حکیم کے ساتھ اس کا بیٹا
اشرف اور اس کا بھائی رعل بن جبلة بھی قتل کر دیئے گئے۔

ملحہ فکریہ:

حکیم بن جبلة وہ شخص ہے جس نے باغیان عثمان اور قاتلان عثمان میں
بھرپور حصہ لیا۔ اور اس کے ساتھ مقابلہ کے وقت حضرت طلحہ و زبیر نے
اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔ کہ ہم اب مطمئن ہیں۔ کہ جو مد مقابل ہمارے ہاتھوں
مرے گا۔ وہ ناحق نہیں۔ بلکہ قاتل عثمان ہونے کی وجہ سے اس کا یہ انجام

ہو گا۔ حکیم بن حیدر وہی شخص ہے جس کی بہادری اور شجاعت کا رافضی گن گاتے ہیں کیونکہ اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تبر بازی کی تھی جس سے منع کرنے پر اس نے اپنے ہی قبیلہ کی ایک عورت کو قتل کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قتل عثمان پر شرکت اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تبر بازی کے عوض اس سے جو انتقام لیا۔ آپ سطور بالا میں اس کی جھلک دیکھ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک ذرا بھر ظلم نہیں کرتا۔ لیکن لوگ اپنے اور خود ظلم کرتے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

محکمہ شہزادوں

کا

امیر معاویہ پر مذکورہ الزامات کے آخر میں تین امور پر شتمل ایک فائدہ

الزام نمبر ۱۵ اور اس کا جواب ہم نے بالتفصیل تحریر کر دیا ہے۔ اس الزام کے ذیل میں ”فائدہ“ کے عنوان سے بھی کچھ باتیں ذکر کی گئیں۔ جو بطور خلاصہ تین امور ہیں۔

امراؤں:

ایک لاکھ ستر ہزار مومن ہمارے انصار کے قاتل امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ، کہنا قرآن کی مخالفت اور لاعلمی ہے۔

امرد:

وہ مکالمہ جنہوں نے اس مسئلہ میں یہ کہہ کر دستخط کر دیئے کہ ہم قرآن و حدیث کی بجائے علماء و مشائخ کی بات مانیں گے۔ یہ تمام کتانے حسام الحرمین اور صوامع ہند کے فتاویٰ کے مطابق، کافر، مرتد اور زندقہ ہو گئے۔

امر سوم:

اور جو ان ملاؤں کا ساتھ دے گا۔ وہ قرآنی آیات کے حکم کے مطابق ان ہی کے حکم میں ہو گا۔

جواب امراؤں:

جہاں تک ایک لاکھ اور ستر ہزار مقتولین کی تعداد کا معاملہ ہے۔ اس کا کچھ

قطعی اور تسلی بخش حوالہ موجود نہیں محض ”محدث ہزاروی“ کی مقرر کردہ تعداد ہے بہر صورت اگر اسے بھی تھے۔ تو ان کے قتل کی وجہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ اس کی ذمہ داری قاتلان عثمان اور باغیان خلیفہ ثالث کے سر پر پڑتی ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس سے بری ہیں۔ عبد اللہ بن سلام کا واضح ارشاد گزر چکا ہے۔ کہ اگر کسی قوم نے کسی نبی کے خلیفہ کو قتل کر دیا۔ تو اس کے بدلے ۳۵ ہزار قتل کر دیئے گئے۔ جب عام پیغمبروں کے خلیفہ کا یہ معاملہ ہے۔ تو ختم المسلیں صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے قتل کی وجہ سے اگر ایک لاکھ ستر ہزار قتل ہونے مقدر ہو چکے تھے۔ تو اس میں امیر معاویہ کا قصور کیا تھا؟ رہا یہ معاملہ کہ حضرت امیر معاویہ کو در رضی اللہ عنہ، کہنا قرآن کی مخالفت اور جہالت ہے۔ تو امام غزالی، قاضی عیاض، ابن ہمام، امام عبد الوہاب شعرائی اور حضور عوث الاعظم رضی اللہ عنہ بھی ان حضرات میں سے ہیں۔ جو امیر معاویہ پر ”رضی اللہ عنہ“ بولتے ہیں۔ ”محدث ہزاروی“ کی ان کے مقابلہ میں قرآن دانی اور علمیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لیے اس مقام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد ذکر کرنا کافی ہو گا۔ آپ نے فرمایا۔ جب کوئی کسی دوسرے پر لعن لعن کرتا ہے۔ تو اگر وہ ایسا ہی ہے۔ تو فہما ور نہ خود قاتل پر وہ لعنت لوٹ آتی ہے امام شعرائی اور عوث پاک تو بالاتفاق اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ اب ان پر بالواسطہ لعنت کرنے والا خود ملعون ٹھہرا۔ حضرت عثمان غنی کی درپردہ مخالفت اور ان کے باغیان و قاتلان کی غم خواری کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

جواب مردوم:

جن ملاؤں نے قرآن و سنت کے مقابلہ میں اپنے علماء و مشائخ کی

بات پر دستخط کیے۔ اس سے مراد حق نواز ایم اللہ وتہ اور ایم ظہور الہی ہیں۔ اگرچہ ان کا مالہ و مایہ ہمیں معلوم نہیں۔ اور نہ ہی ان کے دستخطوں کے بارے میں کچھ کہا جاسکتا ہے لیکن اتنی بات ضرور کہیں گے۔ کہ اگر انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔ تو واقعی ان پر فتویٰ لگے گا۔ اس سے ایک بات یہ بھی سامنے آتی ہے۔ کہ حسام الحرمین اور صوام ہندیہ وہ کتا ہیں ہیں۔ جن کی حقانیت اور یہ رعایتی محدث ہزاروی وغیرہ کو بھی مسلم ہے۔ اگر ان کا مذکورہ فتوے ان ملاخوں پر فیٹ آیا۔ تو اس کے ساتھ ہم ایک فتوے کی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں۔ حسام الحرمین امام اہل سنت مولانا احمد رضا بریلوی کی تصنیف ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بدخواہوں کے بارے میں ان کا فتویٰ درج ذیل ہے۔

احکام شریعت: مسئلہ

جمادی الاولیٰ ۳۲ھ علمائے اہل سنت والجماعت کی خدمت میں گزارش ہے۔ آج کل اکثر سنی فرقہ باطلہ کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بدعتیہ و ہوکورہ گئے ہیں۔ اگرچہ حضور کی تصنیف کثیرہ میں بہت سے مسائل موجود ہیں۔ لیکن احقر کی نگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا اس واسطے اس کی زیادہ ضرورت ہوگی۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت زید کہتا ہے۔ کہ وہ لالچی شخص تھے۔ یعنی انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور آل رسول یعنی امام حسن سے لوٹ کر ان کی خلافت لے لی۔ اور ہزار ہا صحابہ کو شہید کیا۔ بکر کہتا ہے۔ کہ میں ان کو خطا پر جانتا ہوں۔ ان کو امیر نہ کہنا چاہیے۔ عمرو کا یہ قول ہے۔ کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں۔ ان کی توہین کرنا مکمل ہی ہے۔ ایک اور چوتھا آدمی جو اپنے آپ کو سنی المذہب کہتا ہے۔ اور کچھ علم بھی رکھتا ہے۔

(حق یہ ہے کہ وہ نرا جاہل ہے)۔ وہ کہتا ہے۔ کہ سب صحابہ اور خصوصاً ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اور حضرت عثمان رضی والنورین نفوذ باللہ لاپچی تھے۔ کیونکہ رسول اللہ کی لعش مبارک رکھی تھی۔ وہ اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔ (ان پاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے۔ اور ان کو اہل سنت و جماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے۔ جواب مدلل عام فہم ارقام فرمائیے۔

بیینوا و تو جروا۔

جواب :

اللہ عز و جل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین کی دو قسمیں فرمائی ہیں۔ ایک وہ جو قبل فتح مکہ مشرف باسلام ہوئے۔ اور راہ خدا میں مال خرچ کیا۔ جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ جو بعد میں (مشرف باسلام ہوئے) پھر فرمایا۔ **وَعَدَ اللَّهُ الْحُسَيْنِ** دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا۔ ان کو فرماتا ہے۔ **أُولَئِكَ عَنَّا مَبْعُدُونَ**۔ وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ **لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا**۔ اس کی ہنک تک نہ سُنیں گے۔ **وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ لَا يَحْزَنُهُمْ تَلَوُّنُ الْأَكْبَرِ**۔ قیامت کی وہ سب سے بڑی گجڑ ہٹ انہیں نلگین نہ کرے گی۔ **وَتَتَلَوُّهُمْ الْمَلَائِكَةُ**۔ فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ **هَذَا يَوْمُكُمْ أَلَذِّ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ**۔ یہ کہتے ہوئے کر رہے تھارے وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ رسول اللہ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عز و جل بتاتا ہے۔ تو جو کسی صحابی پر طعنہ کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کا ذکر ہیں۔ ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔ رب عز و جل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرما دیا۔

اعلیٰ حضرت کے مذکور فتوے سے ذیل امر ثابت ہوئے

- ۱۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسئلہ خلافت میں لالچی کہنے والا جھوٹا ہے۔
- ۲۔ جس کا عقیدہ ہے کہ امیر معاویہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں۔ لہذا ان کی توہین گناہ ہے۔ یہ عقیدہ درست ہے۔
- ۳۔ فتح مکہ سے قبل اور اس کے بعد مشرف باسلام ہونے والے صحابہ کرام جنتی ہیں۔ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے میں حقیقت یہ ہے۔ کہ آپ فتح مکہ سے قبل مسلمان ہو چکے تھے۔ لیکن اس کا اظہار یوم فتح پر کیا تھا)
- ۴۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے جنتی ہونے کا وعدہ اپنے علم کے ہوتے ہوئے فرمایا کہ ان کے اُنندہ اعمال کیا ہوں گے۔
- ۵۔ ان آیات کے مضمون کی شہادت کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنا خود جہنمی ہونا ہے۔
- ۶۔ قاضی عیاض کے ارشاد کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کشتار جہنمی کتا ہے۔
- ۷۔ جھوٹی روایات اور واقعات کا ذبح کو لے کر صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرنا اور ان کے مقابلہ میں فضائل و عظمت کی مرید آیات سے روگردانی۔ کسی سنی اور مسلمان کا کام نہیں ہے۔

ملحد فکریہ:

محدث ہزاروی نے جن ملاؤں کا ذکر کیا۔ نہ ہم نے ان کی تحریرات دیکھیں۔ اور نہ ہی ان کی شکلیں۔ لیکن خود محدث ہزاروی کی تحریرات ہمارے پاس موجود ہیں۔ جن میں اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر، مرتد، زندیق اور منافق ایسے الفاظ سے لکھا ہے لہذا صاحب حسام الحرمین اعلیٰ حضرت کا فتوے اس کے بارے میں ہم نے اس لیے درج کیا۔ کہ ان کے فتاویٰ کا حوالہ دے کر یہ اقرار کیا جا رہا تھا۔ کہ شیخس قابل اعتبار ہے اور اس کے فتاویٰ مبنی پر حقیقت میں۔ اب قارئین کرام آپ اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کی روشنی میں ”محدث ہزاروی“ کی حیثیت اور مقام معلوم کریں۔

مشک آنست کہ خود بگوید نہ آنکہ عطار بگوید

فاعتبروا یا اولی الابصار

امر سوم کا جواب:

جوان ملاؤں سے محبت اور دوستی رکھے گا۔ وہ بھی ان کے حکم میں ہوگا محدث ہزاروی کے اس فتوے سے مراد اگر یہ ہے۔ کہ مذکورہ تین مولوی چونکہ قرآن و سنت کے مقابل میں علماء و مشائخ کے اقوال کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے وہ کافر ہوئے۔ اور کافر کو کافر جان کر دوست بنانے والا بھی کافر ہے۔ تو ہمیں یہ تسلیم۔ اور اگر مذکورہ عبارت کا مطلب یہ ہو۔ کہ چونکہ یہ تین مولوی، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ”رضی اللہ عنہ“ کہتے ہیں۔ انہیں مسلمان جتنی سمجھتے ہیں۔ لہذا اس عقیدہ کی بنا پر وہ تینوں خارج از اسلام ہیں۔ اور جو بھی ان جیسا عقیدہ رکھے یا ان کے ساتھ اس عقیدہ کی بنا پر دوستی کا دم بھرے۔ وہ کافر ہے۔ یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہماری طرح معاذ اللہ کافر منافق وغیرہ نہ کہے۔ وہ خود کافر ہے۔ اور جو امیر کی توہین نہ کرے۔ وہ بھی ملعون ہے۔ تو پھر یہ بات یہیں تک نہ رہے گی۔ بلکہ اس کی زد میں حضرت امام حسن حسین اور بہت سے صحابہ کرام بھی آجائیں گے

امیر معاویہ کی ان حضرات نے بیعت کی۔ حسنین کریمین تو لاکھوں درہم بطور ہدیہ ان سے ہر سال قبول کرتے رہے۔ (جس کے ثبوت پر بہت سے حوالہ جات تحفہ جعفریہ اور عقائد جعفریہ کی مختلف مجلدات میں مذکور ہیں) تو محدث صاحب! بتلائیے۔ کافر و زلیق کی بیعت کرنے والا اور اس سے وظیفہ وصول کرنے والا آپ کے خیال میں کیسا ہے؟ امام حسین میدان کربلا میں یزید جیسے فاسق و فاجر کی بیعت نہ کرنے کی بنا پر شہید ہوئے ایک طرف یہ ہمت و شجاعت اور دوسری طرف ایک کافر و زلیق کی بیعت کر لینا کیونکر ممکن ہو تو معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرات صحابہ کرام جمعہ حسنین کریمین کے جنتی اور مسلمان سمجھتے تھے۔ کاش! محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کو یہ بات سمجھ آ جائے۔ اور اپنی دنیا و آخرت برباد ہونے سے بچا سکیں۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مَنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقِبِيَ الدَّارِ -

واللہ اعلم بالصواب

الزام نمبر (۶)

دین اسلام سے پہلا باغی معاویہ بالاجماع
مبتدع ہے

اور مبتدع کا حکم شرعی یہ ہے۔ اَلْبُغْضُ وَالْعَدَاوَةُ وَالْإِعْرَاضُ
عَنْهُ وَالْإِهْمَانَةُ وَالطَّعْنُ وَاللَّعْنُ (فتاویٰ رضویہ مکہ طبع بریلوی)

جواب:

”محدث ہزاروی“ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دین اسلام کا پہلا
باغی اپنے زعمِ باطل کے مطابق قرار دے کر پھر اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے باغی
مبتدع کا حکم ذکر کیا ہے۔ حوالہ مذکورہ میں ترجمہ گول مول کر دیا گیا۔ اور اپنے قاری کو
یہ باور کرانے کی مکارانہ کوشش کی گئی۔ کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ وہی بات اعلیٰ حضرت
بریلوی بھی کہہ رہے ہیں۔ یہاں ہم یہ ذکر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اعلیٰ حضرت
نے مذکورہ الفاظ علامہ مفتاح سعد اللہ والدین تفتازانی کے ذکر کیے۔ جو انہوں نے مقاصد
اور شرح مقاصد میں لکھے ہیں۔

فتاویٰ رضویہ:

حَكْمُ الْمُبْتَدِعِ الْبُغْضُ وَالْعَدَاوَةُ وَالْإِعْرَاضُ عَنْهُ
وَالْإِهْمَانَةُ وَالطَّعْنُ وَاللَّعْنُ (فتاویٰ رضویہ، جلد پنجم)

حصہ دوم ص ۷۷، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔

ترجمہ: بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں۔ روگردانی کریں اس کی تذلیل و تحقیر بجالائیں۔ اس سے لعن طعن کے ساتھ پیش آئیں۔ لاجرم ثابت ہوا کہ بد مذہب کو سنیہ کا شوہر بنانا گناہ و ناجائز ہے۔

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”بتدرج“ کا حکم ذکر کیا۔ اور اس سے مراد ”بد مذہب“ ہے۔ بیجا کہ ترجمہ سے بھی ظاہر ہے۔ اس سے محدث ہزاروی یہ دعوہ کر دینا چاہتا ہے کہ معاذا اللہ علامہ تفتازانی ایسے جمید علامہ نے بھی جب امیر معاویہ کے متعلق ایسا فتویٰ دیا ہے۔ تو ہمیں بھی تسلیم کرنا چاہیے۔ اور اس کے مطابق امیر معاویہ پر لعن طعن کرنا اور انہیں قابل بغض و عداوت سمجھنا چاہیے۔ لیکن حقیقت حال پر محدث ہزاروی نے جان بوجھ کر ردہ ڈالایا کہ گمراہ کرنے میں آسانی رہے۔ آئیے علامہ تفتازانی سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے نزدیک واقعی ایسے ہیں۔ بیجا کہ محدث ہزاروی نے تاثر دینے کی کوشش کی ہے؟ جواب ملتا ہے۔

علامہ تفتازانی امیر معاویہ کو فاسق نہیں کہتے

بلکہ ان کی خطائے اجتہادی کے ہی قائل ہیں

شرح مقاصد:

وَالْمُتَقَاتِلُونَ بُغَاةً ۖ يَقُولُ كَيْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِخْوَانُنَا بَغَوْا
عَلَيْنَا وَكَيْسُوا كُفَرًا أَوْ لَا فَسَقَةً وَلَا ظُلْمَةً لِمَا
لَهُمْ مِنَ النَّوَائِلِ وَإِنْ كَانَ بَاطِلًا فَغَايَةُ الْأَمْرِ
أَنَّهُمْ أَخْطَاؤُنَا فِي الْإِجْتِهَادِ وَكَأَنَّكَ لَا يُوْجِبُ التَّنْفِيسَ

فَضْلًا عَنِ التَّكْفِيرِ وَلِلْهِدَا مَنَعَ عَلَيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَصْحَابَهُ مِنْ لَعْنِ أَهْلِ الشَّامِ وَقَالَ إِخْفَانُنَا
بَغْوَ عَلَيْنَا۔

در شرح مقاصد جلد دوم ص ۳۰۵ مطبوعہ لاہور

طبع جدید

ترجمہ: اور مخالف باغی ہیں۔ انہیں باغی اس لیے کہا گیا۔ کہ حضرت علی
المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ہمارے ہی بھائیوں نے ہمارے
خلاف بغاوت کی۔ لیکن نہ وہ کافر ہیں۔ اور نہ ہی فاسق و ظالم۔
کیونکہ بغاوت کے جواز پر ان کے پاس دلیل تھی۔ اگر وہ باطل ہی
تھی۔ لہذا زیادہ سے زیادہ یہ ہے۔ کہ ان حضرات نے اجتہادی
غلطی اور خطا کی۔ اور ایسی خطا کا مرتکب اس کا حقدار نہیں۔ کہ اس کو
لا زماً فاسق کہا جائے۔ چہ جائے کہ اسے کافر قرار دے دیا جائے
یہی وجہ تھی۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے ساتھیوں کو منع کر دیا تھا
کہ وہ شایموں پر لعنت نہ بھیجیں۔ اور فرمایا۔ وہ ہمارے بھائی ہیں
بغاوت پر اتر آئے ہیں۔

مذکورہ عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ علامہ تفتازانی کے نزدیک امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ مستحق لعن طعن ہرگز نہیں۔ بلکہ خطائے اجتہادی کی وجہ سے اور دلیل
کے ہونے کی وجہ سے وہ بالکل قابلِ ملامت نہیں۔ ہاں ان کی دلیل چونکہ
باطل تھی۔ اس لیے بمقابلہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کی حیثیت کمزور ہو گئی۔
لیکن اس کے باوجود انہیں ظالم و فاسق نہیں کہا جائے گا۔ اور یہ کیونکر جائز
ہوتا جبکہ حضرت علی المرتضیٰ انہیں اپنا بھائی کہہ رہے ہیں اس کے علاوہ

خود علامہ نے دو لوگ الفاظ میں ذکر فرمایا۔ کہ فاسق و فاجر ایسے الفاظ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو موصوف کرنا یہ رافضیوں کا معمول ہے۔ اور ان کا مذہب ہے۔

شرح مقاصد:-

وَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّيْعَةُ مِنْ أَنْ مُعَارِي فِي عِلِّيِّ كَفَرًا
وَمُخَالَفُوهُ خَسَفَةٌ..... فَمِنْ اجْتِرَاءِ أَهْلِهِمْ وَجْهًا لَا
يَلَهُمْ حَيْثُ لَمْ يَفْرِقُوا بَيْنَ مَا يَكُونُ بَيْنًا وَبَيْنًا
وَاجْتِهَادٍ الْخ

(شرح مقاصد جلد دوم صفحہ نمبر ۵۳۵)
ترجمہ: شیعوں کا یہ مذہب کہ علی المرتضیٰ کے ساتھ لڑنے والے کافر اور ان کے مخالف فاسق ہیں۔ یہ ان شیعہ لوگوں کی دین پر انتہائی جرات ہے۔ اور ان کی بہت بڑی جہالت ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس مقام پر بے فرق نہ کیا۔ (اور نہ سمجھا) کہ اس کے پیچھے تاویل اور اجتہاد کا فرما تھا۔

گویا علامہ تقی زاتی کے مذکورہ الفاظ کے مطابق خود و محدث ہزاروی، ان لوگوں میں سے ہونے کی وجہ سے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ کفر شیعہ ہے اس لیے فتوے مذکورہ کے مطابق اہل سنت کو ایسے نام نہاد و پیر سے کوسوں دور رہنا چاہیے:- اور اگر اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان نزدیک امیر معاویہؓ چونکہ مبتدع باغی ہیں۔ اس لیے فتویٰ مذکورہ کے مستحق ہیں۔ تو یہ تاثر بھی پہلے تاثر کی طرح گمراہ کن اور لاعلمی کا مظہر اتم ہے۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت نے ترجمہ حوالہ مذکورہ میں مبتدع کا معنی ”بد مذہب“ لکھا ہے۔ اور گزشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ حضرت حنقی اور کامل الایمان سمجھتے ہیں

بد مذہب وہ جہاں سنت کے مسلمہ معتقدات کے خلاف ہیں۔ اگر امیر معاویہؓ اسی
 ایسے ہی تھے۔ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو دہاپنا
 بھائی نہ فرماتے۔ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ میں آپؑ نے خود ذکر کیا کہ اس
 کی زد میں آنے والا شخص ہے۔ جو اپنی سنی بیٹی کی شادی بد مذہب کے ساتھ
 کرے۔ کجا شادی کا مسئلہ اور کہاں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بغاوت
 کا واقعہ۔

مختصر یہ کہ امیر معاویہ کو جب علی المرتضیٰ اپنا بھائی فرمائیں۔ تو ایک کافرو
 زندیق کو اپنا بھائی قرار دینے والا بھی بد مذہب ہونے کی وجہ سے ان الفاظ
 کا مستحق قرار پائے گا۔ جو محدث ہزاروی نے ذکر کیے۔ اور دوسری طرف
 اعلیٰ حضرت تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لعن طعن کرنے والے کو کافر لکھتے ہیں اور
 اسے جہنمی کتا سمجھتے ہیں۔ ان شہادتوں کے ضمن میں ”محدث ہزاروی“ کو اپنی
 جگہ تلاش کرنی چاہیے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۱

معاویہ اینڈ کو کے حق میں تمام مسلمان کا
قطعی جماعتی عقیدہ ہے کہ وہ باغی خارجی ہیں۔

غایۃ امر ہر البغی والخرج
شرح عقائد نفسی۔ خارجی نا صبی ملانے اس پر پروہ ڈالتے ہیں
اور چھپاتے ہیں

جواب :

”محدث ہزاروی، پنج عبارت شرح عقائد کے حوالہ سے نقل کی ہے
اسے کمال چالاکی سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ ان الفاظ کا مصداق یعنی باغی اور
خارجی ہونا امیر معاویہ ہیں۔ اور یہ تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔ قبل اس کے کہ ہم
اس دم بریدہ عبارت سے محدث ہزاروی کا استدلال کا جواب دیں۔
ہم چاہتے ہیں کہ ”خارجی“ کی تعریف کر دیں۔ اہل سنت کے ہاں خارجی وہ
لوگ ہیں جنہوں نے حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شرکت کی۔ اور جب
امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ کے درمیان صلح کے لیے عمرو بن العاص اور ابو موسیٰ
اشعری کو بطور ثالث مقرر کیا گیا۔ تو ان لوگوں نے لَا حُکْمَ إِلَّا لِلَّهِ يَا
اِنَّ الْحُكْمَ اِلَّا لِلّٰہ کا نعرہ بلند کیا۔ اور شور مچا دیا۔ کہ ثالث مقرر کرنے کی
بنیاد پر علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ دونوں کافر ہو گئے ہیں یعنی خارجی وہ شخص ہے

جو علی المرتضیٰ کو بھی کافر سمجھتا ہے۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ محدث ہزاروی نے جو امیر معاویہ کے بارے میں خارجی ”کافر“ ذکر کیا۔ یا اس کا سہارا علامہ نسفی کی عبارت غایۃ امروہم النبی والخروج سے لیا۔ اُس کا معنی اور مطلب اصطلاحی خارجی نہیں کیونکہ خارجی تو امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ دونوں کے کفر کے قائل تھے۔ بلکہ یہاں خروج سے مراد یہ ہے کہ امیر معاویہ نے خون عثمان کا مطالبہ کیا۔ اور حضرت علی المرتضیٰ کی بیعت نہ کی۔ اور دونوں کے درمیان اس مسئلہ پر لڑائی ہو گئی اس ردا کی کو بغاوت اور اسی بیعت نہ کرنے کو خروج کہا گیا ہے۔ اسی معاملہ پر پچھلے الزام کے جواب میں ہم نے علامہ تفتازانی کی عبارت پیش کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ چونکہ امیر معاویہ کا بیعت نہ کرنا اور جنگ پر آمادہ ہو جانا دلائل پر مبنی تھا۔ اگر وہ دلائل باطل تھے اس بنا پر ان کی یہ اجتہاد ہی غلطی کہلائے گی۔ جس کی بنا پر ان کو فاسق و ظالم کہنا بھی جائز نہیں۔ بلکہ انہیں ایسے الفاظ سے یاد کرنا شیعوں کا مذہب ہے۔ امام موصوف نے شرح عقائد میں دیئے گئے۔ الفاظ ایک بحث کے ضمن میں لکھے ہیں۔ بحث یہ ہے۔ کہ حضرات صحابہ کرام کے باہمی جھگڑے اور خصومات کے بارے میں ہم اہل سنت کو کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں خصوصاً امیر معاویہ کا نام لے کر فرماتے ہیں۔

شرح عقائد:

وَبِالْجُمْلَةِ لَمْ يَنْقُلْ عَنِ السَّلَفِ الْمَجْتَهِدِينَ
وَالْعُلَمَاءِ الصَّالِحِينَ جَوَانُ اللَّعْنِ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَ
أَحْزَابِهِ لِأَنَّ غَايَةَ أَمْرِ هِمَّ الْبَغْيِ وَالْخُرُوجِ عَلَى الْإِمَامِ
وَهُوَ لَا يُوجِبُ اللَّعْنَ۔

صحت ذکر الصحاح

(شرح عقائد نسفی ص ۱۱۲ مطبوعہ کراچی جدید) و بیف

ترکیباً:

خلاصہ کلام یہ کہ سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی سے بھی امتیاز نہ
اور آپ کے ساتھیوں پر لعنت کرنے کا جواز منقول نہیں ان حضرات
کے بارے میں انتہائی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ انہوں نے امام
کے خلاف بغاوت کی اور اس کی اطاعت سے خروج کیا۔ لیکن یہ بات
ان پر لعنت کرنے کا سبب نہیں بن سکتی۔

خلاصہ کلام:

شرح مقاصد میں لفظ "یعنی اور خروج" کس پس منظر میں کہا گیا۔ اور پھر اس
کے بعد ان دونوں کے حامل پر کیا حکم لگایا گیا؟ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی نے یہ
دونوں باتیں گول کر دیں۔ تاکہ قارئین کو فریب اور چکر بازی سے یہ باور کرایا جا
سکے کہ تمام مسلمان اجماعی طور پر امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو "باطنی اور خارجی"
کہتے ہیں۔ حالانکہ علامہ تفتازانی اسی عبارت سے ان حضرات کا اجماعی عقیدہ
یہ بیان کر رہے ہیں۔ کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں میں سے کسی پر لعنت کا
جواز اجماع امت سے ثابت نہیں۔ کیونکہ وہ احادیث مبارکہ جو فضائل صحابہ
میں بالعموم مذکور ہیں۔ مثلاً جس نے کسی میرے صحابی کو ایذا دی اس نے مجھے
ایذا دی! آپس میں مجھے ایذا دی۔ اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اور اللہ تعالیٰ کو
ایذا دینے والا عنقریب اسکی پکڑ میں آئے گا۔ یہ اور ایسی دیگر احادیث جس طرح
علی المرتضیٰ سلیمان فارسی اور دیگر صحابہ کرام کو شامل ہیں۔ اسی طرح حضرت امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ بوجہ صحابی رسول ہونے کے اس میں شامل ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ
عمر بن العاص بھی شامل ہیں۔ ان میں سے کسی پر لعن طعن کرنے والا بدعتی اور
فاسق ہے۔

چیلنج

”سب سے پہلا باغی اور مبتدع امیر معاویہ ہیں“ محدث ہزاروی کے پاس اس موضوع اور اپنے اس باطل عقیدہ کو ثابت کرنے کے لیے صرف اور صرف علامہ تفتازانی کی کتاب شرح عقائد اور شرح مقاصد کے سوا کوئی حوالہ نہیں۔ اور جو اس حوالہ میں ہے۔ وہ آپ کے سامنے آگیا۔ اب ہم محدث ہزاروی کو کھلے بندوں چیلنج کرتے ہیں۔ کہ علامہ تفتازانی کی کسی کتاب سے کوئی ایک ایسی عبارت دکھادیں۔ جس میں انہوں نے امیر معاویہ کو کافر زندقہ اور مرتد وغیرہ کہا ہو۔ تو بیس ہزار روپے انعام ملے گا۔ **فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي عَلَيْكُمْ**۔ اس کے برعکس ہم کچھ چکے ہیں۔ کہ علامہ موصوف نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق و فاجر کہنے والے کو بدعتی اور فاسق کہا ہے۔
(فاعتبروا یا اولی الابصار)

الزام نمبر ۱۸

رسول خدا کا حکم از روئے قرآنِ مسندت یہ ہے۔ کہ
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةَ عِنْدَهُ مِنْ اللَّهِ الْيَمِينِ
حضور نے فرمایا۔ جس سے شرعی علم دریافت طلب ہوا اور اس
نے اسے نہ بتایا۔ دوزخ کی لگام دیا جائے گا۔

جواب؛

”الیوں کا حکم“، الیوں سے مراد محدث ہزاروی کی یہ ہے۔ جو علماء

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خارجی اور باغی نہیں کہتے۔ حالانکہ (محدث ہزاروی کے نزدیک امیر معاویہ کا باغی خارجی ہونا علامہ تقی زانی نے بالاجماع لکھا ہے۔ تو یہ نہ کہنے والے دراصل ایک مسئلہ کو جان بوجھ کر چھپا رہے ہیں۔ چونکہ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے۔ لہذا اس کے چھپانے والے یعنی امیر معاویہ کو باغی خارجی کی بجائے پکامومن اور صنتی کہنے والے (دوزخ کی لگام دیئے جائیں گے۔

آئیے ذرا حقیقت حال بیان کریں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جو جھگڑے ہوئے۔ ہم اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ ان میں علی المرتضیٰ صمیم تھے۔ اور امیر معاویہ غلطی پر لیکن ان کی غلطی اجتہادی تھی۔ یہ شہادت یا مسئلہ تھا۔ جو ہم نے ہرگز نہیں چھپایا۔ بلکہ اب بھی اور ہر وقت اسے سرعام بتانے کے لیے تیار ہیں۔ رہا یہ معاملہ کہ امیر معاویہ چونکہ (معاذ اللہ) خارجی ناصبی اور کافر و زندیق ہیں۔ اور یہ بات اہل سنت کے کچھ تلانے جانتے ہوئے نہیں کہتے۔ اس لیے وہ حق کو چھپانے والے بنتے ہیں۔ تو ہم محدث ہزاروی وغیرہ سے دریافت کریں گے۔ کہ ذرا ان اکابر امت کی نشاندہی کر دی جائے جنہوں نے حضرت امیر معاویہ کو ان الفاظ سے یاد کیا ہو۔ جو تم استعمال کرتے ہو۔ اگر یہی کتمان شہادت اور دوزخ کی لگام کا سبب ہے۔ تو پھر ساری امت کے اکابر اس میں شامل ہو جائیں گے۔ اگر کوئی بچے گا۔ تو محدث ہزاروی اینڈ کمپنی مثلاً امام شعرانی شیخ عبدالقادر جیلانی۔ مجدد الف ثانی وغیرہ اکابر نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پکامومن صحابی رسول اور صنتی سمجھا ہے۔ تو محدث ہزاروی کے فتویٰ کے مطابق یہ حضرات ظالم اور کتمان شہادت کے مرتکب ہوئے۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے دوست اور محبوب کون ہوں گے؟ دامن کو ذرا دیکھو ذرا دیکھو۔ دیکھ سبے جیہا باش ہر چہ خواہی کن کا مصراق کیوں بنتے ہو۔

روحانی تجربہ:

قبلہ پیر و مرثدی سید باقر علی شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت
 یکتا نوالہ شریف فرماتے ہیں۔ کہ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں۔ کہ جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
 کا گستاخ ہو گا۔ اسے ولایت ہرگز نہیں مل سکتی۔ کیونکہ یہ واقعہ میرے ساتھ
 بیت چکا ہے۔ کہ میں نے سید ہونے کے ناطے سے حضرت امیر معاویہ
 رضی اللہ عنہ کی شان میں تھوڑی سی بے احتیاطی برقی۔ تو اس کی وجہ سے میرے
 فیوض و برکات سبھی منقطع ہو گئے۔ دوسری طرف مجدد الف ثانی کا فیصلہ ہے
 کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد تاقیامت کسی ولی کو ان کے توسل کے بغیر
 ولایت نہیں مل سکتی۔ اب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو دو محدث ہزاروی
 کی منطق پر دیکھیں۔ تو کچھ یوں دلیل بنے گی۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ
 رضی اللہ عنہ کو پکا مومن اور جنتی سمجھا۔ اس بنا پر آپ نے انہیں خارجی باغی نہ کہہ کر ظلم کیا۔
 اور اس سے بڑھ کر۔ کہ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اور امام حسن
 رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی بیعت کر لی تو اس واقعہ کے پیش نظر سرکار غوث
 پاک تو امیر معاویہ کو فاسق کہنے پر بھی آمادہ نہیں۔ لہذا محدث ہزاروی کے نزدیک
 سرکار غوث پاک جب ظالم ٹھہرے۔ تو پھر ان سے ولایت کی مہر لگوانا کون
 تسلیم کرے گا۔ یعنی جسے محدث ہزاروی ظالم کہہ رہا ہو۔ اور پھر اپنے آپ کو
 ولایت سے موصوف بھی مانتا ہو۔ تو اس سے کوئی پوچھے۔ کہ مجدد الف ثانی
 کے عقیدہ کے مطابق آج کسی کو ولایت نہیں مل سکتی۔ جب تک اسے غوث
 پاک سے عقیدت نہ ہو۔ اور تم تو اپنے زعم باطل کے مطابق انہیں ظالم کہتے
 یا سمجھتے ہو۔ بھلا تم کو ولایت کس توسل سے ملے گی۔؟ تو معلوم ہوا کہ حنفی ولایت

تو محدث ہزاروی کے پاس ہے نہیں بل شیطانی ولایت حد کمال تک ہو تو اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ اس لیے اعلیٰ حضرت کے فتوے کے مطابق ”اس کے بعد جو کوئی بچے اپنا سر کھائے۔ اور جہنم جائے“ صاحب نسیم الریاض علامہ خفاجی کے بقول ”وَمَنْ يَكُونُ يَطْعَنُ فِي الْمَعَاوِيَةِ ذَاكَ مِنْ كَلَابِ الْهَوَايَةِ۔ اگر شیطان اپنے دوست کو جہنم میں ساگر رکھے تو کوئی عجیب بات نہ ہوگی۔“

نوٹ: شرح عقائد کی ایک اوصوری اور دوم بریدہ عبارت محدث ہزاروی نے لکھ کر یہ ثابت کر دیا تھا۔ کہ علامہ تفتازانی کے نزدیک تمام امت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے۔ کہ امیر معاویہ باغی اور فارجی ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ امت کے کسی مجتہد اور صالح شخص نے آپ پر لعن طعن کو جائز قرار نہیں دیا۔ شرح عقائد کی مذکورہ عبارت پر یعنی لَوْ يَنْقُلُ عَنْ السَّلَفِ الْمُجْتَهِدِينَ وَالْعَامِلَةِ الصَّالِحِينَ جَوَازُ اللَّعْنِ عَلَى مَعَاوِيَةَ کے حاشیہ پر وضاحت کی گئی ہے

شرح عقائد: کے حاشیہ پر

وَلِهَذَا قُلْنَا لَا يَجُوزُ اللَّعْنُ عَلَى مَعَاوِيَةَ لِأَنَّهُ
حَلِيلًا صَالِحًا مَعَهُ وَكَوْكَانَ مُسْتَحَقًّا لِلْعَيْنِ لَكَانَ
لَا يَجُوزُ الصَّلَاحُ مَعَهُ۔

(شرح عقائد ص ۱۱۲ و یکف عن ذکر الصحابة المایخیر)

ترجمہ: اسی لیے ہم کہتے ہیں۔ کہ امیر معاویہ پر لعنت کرنا جائز نہیں کیونکہ
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ صلح کر لی تھی۔ اس لیے اگر وہ
لعنت کے مستحق ہوتے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ
صلح کرنا باہرگز جائز نہ ہوتا۔

الزام نمبر ۱۹

حضور نے بتدع کے حق میں فرمایا:-

مَنْ أَخَذَتْ فِي أَمْرِ نَاهَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

(مشکوٰۃ)

متفق علیہ

جواب:

”محدث ہزاروی نے، چونکہ بزمِ خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد بالا کا مصداق بنایا۔ اور پھر ان پر مردود ہونے کا حکم بھی لگا دیا۔ حالانکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج بالا ارشاد اُن پر منطبق نہیں ہوتا۔ بلکہ احتمال قوی نہیں بلکہ بوجہ یہ ارشاد خود محدث ہزاروی اینڈ کمپنی پر منطبق ہوتا ہے۔ انہیں دراصل علامہ تفتازانی کی ایک عبارت سے غلط فہمی ہوئی۔ عبارت یہ ہے۔

شرح مقاصد:

إِنَّ أَوَّلَ مَنْ بَغَى فِي الْإِسْلَامِ مَعَاوِيَةَ لِأَنَّهُ قَتَلَ
عُثْمَانَ لَمْ يَكُنْ كَوَافِئًا بَلْ ظَلَمَةً وَأَنَّهُ
لَعَدِمَ الْوَعْدَ إِذِ بَشَّرَ بِهِ

جلد دوم ص ۲۰۶

ترجمہ کا: اسلام میں سب سے پہلا بغاوت کرنے والا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہے۔ کیونکہ حضرت عثمان غنی کے قاتل باغی نہ تھے بلکہ ظالم تھے۔ اس لیے کہ ان کے شبہات اور دلائل کسی کام کے نہ تھے علامہ موصوف

کہنا یہ چاہتے ہیں کہ خلیفہ وقت کے خلاف جس شخص نے با دلائل اور قوی شبہات کی بنا پر بغاوت کی وہ امیر معاویہ ہیں۔ وہ دلائل و شبہات کیا تھے؟ یہی کہ حضرت عثمان غنی کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ ورنہ ہم اہل شام علی المرتضیٰ کی بیعت نہ کریں گے۔

اب دلیل کے ساتھ بغاوت کی ابتداء کرنا اور عام اصطلاح میں مبتدع یا بدعتی دونوں کو محدث ہزاروی ایک سمجھ بیٹھا۔ اور عام مبتدع کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے دلیل کے ساتھ پہلے اختلاف کرنے والے پر چسپاں کر دیا۔ اس غلط طریقہ استدلال سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ (امعاذ اللہ) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی مبتدع اور مردود کہتے ہیں۔ گویا بارگاہ رسالت سے امیر معاویہ کا مبتدع ہونے کی وجہ سے مردود ہونا ثابت ہو گیا۔ تو پھر اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟

حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک میں جس ”محدث“ کا ذکر ہے اور جسے مردود کہا گیا ہے۔ وہ اور ہے اور جسے علامہ تفتازانی نے ”اول باغی“ کہا۔ وہ اور ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مذکورہ خود ”محدث ہزاروی ایٹھ کمپنی“ کے لیے تازیانہ نہیں بن سکتا؟ وہ اس طرح کہ آج تک کسی دور میں امت مسلمہ کے اکابر نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یمن طعن کیا ہے۔ اس کی ابتداء یہ لوگ کر کے مبتدع ہونے کی وجہ سے مردود نہ ٹھہریں گے؟

فاعتدوا یا اولی الابصار

الزام منبر

اللہ فائق کائنات کا حکم ہے۔ وَلَوْ تَلَوْتُمُ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ
ہے بقدر آیت ۱۲۱ خلافت راشدہ ہے۔ معاویہ کی بغاوت باطل
ہے۔ مسلمان گندے ستھرے برے پھلے کی پہچان کریں۔

جواب اول:

مذکورہ بالا آیت کریمہ اہل کتاب کی ایک کڑوت پر نازل ہوئی۔ ان کا دھیرہ تھا۔
حق و باطل کو گھول میل کر بیان کرتے تھے۔ تاکہ امتیاز نہ رہنے کی وجہ سے لوگ کسی سے
نہ نہ چڑھیں۔ لیکن محدث ہزاروی ایت کریمہ کا شان نزول کچھ یوں بیان کرتا
ہے۔ کڑا آیت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ گویا اللہ تعالیٰ
کا ارشاد ہے۔ مسلمانو! حق (یعنی خلافت راشدہ) کو باطل (یعنی بغاوت امیر معاویہ)
کے ساتھ غلط غلط نہ کرو۔ بلکہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حق پر سمجھو۔ اور امیر معاویہ کو باطل پر
ی طرح علی المرتضیٰ کو ستھرا اور بھلا سمجھو۔ اور ان کے مقابلہ میں آنے والے امیر معاویہ
گنڈا اور بُرا سمجھو۔ دونوں کو حق نہ سمجھو۔ اور نہ ہی دونوں کو ستھرا بھلا کہو۔ بات ٹھیک
ہے۔ لیکن محدث ہزاروی کا انداز دھوکہ دہی بتاتا ہے۔ کہ اس کی نیت کیا ہے۔
مبارک کہہ چکے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اجتہادی غلطی پر تھے اور ان کے
قابل علی المرتضیٰ صیح تھے۔ لیکن اجتہادی غلطی کو دشمنی اور عناد ہی غلطی قرار دے لینا
ی حماقت ہے۔ یہی فرق محدث ہزاروی نے پیش نظر نہ رکھا۔ جس کی بنا پر خود
سناخ اور دوسروں کو گستاخی کی ترغیب دی۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے
اوت باطل اور عناد ہی ہوتی تو پھر اکابرین امت ان پر وہی فتویٰ دیتے جو

محدث ہزاروی کو سوجھا ہے۔ اگر علی المرتضیٰ کے مقابلہ میں انا بطلانِ عنادی کی دلیل ہے اور پھر اس پر کفر و نفاق کا فتوے چسپاں کرنا ہے۔ تو پھر سیدہ عائشہ صدیقہؓ، طلحہ اور زبیر وغیرہ حضرات کے بارے میں کہا کہو گے؟ یہ وہ حضرات ہیں۔ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دے دی ہے۔ جنتی شخص اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مستحق ہوتا ہے۔ ذکر اس پر لعنت ہوتی ہے۔ اس لیے ان حضرات پر لعن طعن کرنا بارشادِ رسول اللہ خود اپنے اوپر لعن طعن کرنا ہے۔ ان تمام حضرات کی اجتہاد کی خطا کی وجہ سے یہ ایک گنا ثواب کے پھر بھی مستحق ٹھہرے۔ اگر اجتہادِ صحیح کا ثواب علی المرتضیٰ نے لوٹ لیا۔ کجا استحقاقِ ثواب اور کجا ان پر لعنت کا جواز؟ کیا محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وہ قول بھی یاد نہ آیا۔ جو مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے۔ کسی نے پوچھا۔ یا علی! صفین میں مقتولین کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا۔ سب جنتی ہیں۔ علی المرتضیٰ جنہیں جنتی کہیں۔ یہ انہی کو باطل کے پجاری کہہ کر کبھی مبتدع کا خطاب تھوپے اور کبھی کافرو زندقہ کی گولی مارنے کی کوشش کرے۔ شرم تم کو ملے گا نہیں۔

رہا گندے ستمگرے اور بُرے بھلے کا اختیار و پہچان تو اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ بھی فرما دیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی سے کسی نے پوچھا۔ کہ امیر معاویہ اور عمر بن عبدالعزیز دونوں میں سے زیادہ مرتبہ کس کا ہے؟ فرمایا۔ جس روز امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جبار سے تھے۔ تو ان کے گھوڑے کے سُم سے لگ کر اُڑنے والا غبار عمر بن عبدالعزیز سے بہتر ہے۔

صاحبِ نسیم الریاض نے اسی موضوع پر کیا خوب تحریر فرمایا۔

نسیم الریاض:-

مَنْ شَتَّمَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أبا بكر أو عمر أو عثمان أو عليًا أو معاوية أو عمرو
 بن العاص أو ابن وائل السهمي فإن قال كانوا على
 ضلالٍ كفرٍ قتلٍ ولم يؤذوا بل قال أَرَأَيْتَ
 قُبِلَ إِسْلَامُهُمْ فَإِنْ فِيهِ تَكْذِيبٌ لِرَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَمِيعِ الْأُمَّةِ وَهَذَا مَذْهَبُ
 مَالِكٍ وَلَمْ يَذْكُرْ اسْتِثْنَائِيَهُ هَذَا وَإِنْ شَتَّمَهُمْ
 أَيْ شَتَّمَ الصَّحَابَةَ بِغَيْرِ هَذَا الْمَذْكَورِ مِنَ
 الضَّلَالَةِ وَالْكَفْرِ بَلْ شَتَّمَ بِمَا هُوَ مِنْ جِلْسِ
 مُشَاتَمَةِ النَّاسِ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ فِيمَا يَجْرِي
 بَيْنَهُمْ لِكُلِّ آتَى عَوْقِبٍ كَلَّا لَا شَدِيدُ إِيمَانٍ يُوجَعُهُ
 مِنْ ضَرْبٍ مُثْلِهِمْ وَنَحْوِهِ - (نسیم الریاض جلد ۱
 ص ۵۴۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: جواب ثانی

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی مثلاً ابو بکر صدیق ،
 عمر، عثمان، علی، معاویہ اور عمرو بن العاص کو کہا۔ کہ یہ حضرات گمراہ اور
 کافر تھے۔ تو اس کو قتل کیا جائے۔ اور اس کی کوئی تاویل قبول
 نہ کی جائے۔ بلکہ اگر وہ کہتا ہے۔ کہ میری مراد ان کے اسلام لانے سے
 پہلے کی حالت تھی۔ تو بھی نہ تسلیم کی جائے۔ کیونکہ اس کے ایسا کہنے میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام امت کی تکذیب لازم آتی ہے

یہ ہے امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب۔ اس جگہ آپ سے کوئی استثنائی صورت ذکر نہ کی ہوگی۔ اور اگر کسی نے حضرات صحابہ کرام میں سے کسی کو مذکورہ الفاظ کی بجائے یعنی گمراہ اور کفر کے علاوہ کلمہ اور گالی دی جیسا کہ عام لوگ ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں۔ تو اسے سخت ترین تعزیر لگائی جائے۔ جس سے اس کو شدید درد ہو۔

لمحمد فکرمیما:

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب نوکر کیا۔ جو دراصل حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ ہے۔ بحوالہ نسیم الریاض جلد چہارم ص ۵۶۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي خَاضِرِ بَهْمٍ... فَلَجِلْدٌ جو میرے کسی صحابی کو گالی بے اسے کوڑے مارو۔ اُسے سزا دو۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد خود فیصلہ دیتا ہے کہ کون گندہ؟ اور کون ستھرا کون برا ہے۔ اور کون بھلا ہمیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہی کافی ہے۔ اب محدث ہزاروی اینڈ کمپنی اگر جان بوجھ کر گستاخانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وعزیرہ بننا چاہتے ہیں۔ تو ان کی مرضی۔ اسے صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ارشاد ہے۔ ”میرے تمام صحابہ مادل ہیں، اس فیصلے کے بعد کسی اور کے فیصلہ کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہوگی۔“

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۲

سات امور پر مشتمل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اَجْعَلُوا اَیْمَتَکُمْ مَوْحِیَاتِکُمْ اپنی نماز کے امام ان کو بناؤ جو تم میں بہترین ہوں۔ معاویہ، اللہ رسول کا باغی اور منافق آل اصحاب کو گالیاں دینے والا اور ان پر اور ان سے محبت کرنے والوں پر لعنت کرنے والا اور ان سے ۹۹ جنگ کرنے والا ہے۔ شراب پینے پلانے والا، سود کے بیو پار کرنے والا ہے۔ جو تلا صوفی امام اس پر رضی اللہ عنہ کہنے والے ہیں وہ دراصل اللہ رسول کو گالیاں دینے والے پر اللہ کی رضا کا کفر کہنے والے ہیں۔ ان کے پیچھے نہ نماز جائز ہے۔ نہ جنازہ نہ ان کو سلام دینا جائز نہ ان سے دعا سلام رشتہ پیار روا ہے۔ ان سے تعاون تو لا مسلمان کو انہی جیسا بنا دینے والا ہے۔

محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں ست امور پائے جاتے ہیں جن میں دو ہیں

امرا اول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے بارے میں فرمایا۔ اچھے شخص کو امام بناؤ۔

امرد دوم:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی اور منافق ہے۔

امر سوم:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور آپ کے صحابہ کو گالیاں دینے والا ہے۔

امر چہارم: اس نے صحابہ کرام اور آلِ بیت سے ۹۹ جنگیں لڑیں۔

امر پنجم: شراب پینے پلانے والا اور سونو کار و بار کرنے والا ہے۔

امر ششم:

امیر معاویہ کو دورِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے والا کفر بگتا ہے۔

امر ہفتم:

امیر معاویہ سے دوستی رکھنے والے کو امام نہ بنایا جائے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ اور اس سے رشتہ نامہ بالکل ختم کر دیا جائے۔

”مذکورہ سات عدواموں کے بالترتیب جوابات“

جواب امراول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حق ہے۔ کہ امام اچھا ہی ہونا چاہیے۔ اس سے مراد امامتِ مفریٰ یعنی کسی مسجد کا امام بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن بہتر اور اولیٰ یہ کہ اس سے مراد امام المسلمین (خلیفہ) لیا جائے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دونوں امامتیں نصب ہوئیں۔ اور اسے عملی طور پر تسلیم کرنے والوں میں امامِ حسن حسین جیسے بزرگ بھی شامل ہیں۔ کتبِ حدیث و تاریخ میں یہ بات درجہ شہرت رکھتی ہے۔ کہ حسین کریمین نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کر گئے ان کی امامت کبھی و خلافت کو تسلیم کیا۔ اور ان کی اقتداء میں نمازیں بھی ادا کیں۔ اب اس جگہ محدث ہزاروی وغیرہ سے کوئی یہ دریافت کرے۔ کہ حسین کریمین نے امیر معاویہ کی بیعت

انہیں اچھا سمجھ کر کی جتنی یا براہ علاوہ ازیں امیر معاویہ کی طرف سے ہر سال بیش بہا جو تحائف یہ حضرات قبول فرماتے رہے۔ وہ اچھا امام سمجھ کر یا برا؟

جواب امر دوم:

(معاذ اللہ) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فرستے اور کافر ہی رہے صرف منافقانہ طور پر مسلمان ہوئے؟ یہ نظریہ اور عقیدہ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم اس کے ایک پسندیدہ بزرگ کا حوالہ پیش کیے دیتے ہیں۔ اس سے آپ خود فیصلہ کرنے میں مطمئن ہو جائیں گے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ:

(اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مُهْدِيًا وَاهْدِيهِ) قَوْلُهُ
وَاهْدِيهِ تَتِمُّمًا لِأَنَّ الَّذِي كَانَ يَمْدُ لِقَوْلِهِ قَوْلًا
يَتَّبَعُهُ كُلُّ أَحَدٍ فَكَمُلَ ثَمَرُ تَمَمِّهِ وَإِذَا ذَهَبَ
إِلَى الْمَعْنَى الثَّانِي كَانَ مُهْدِيًا تَأْكِيدًا وَقَوْلُهُ إِمْدِيهِ
تَكْمِيلًا يَعْنِي أَنَّهُ كَامِلٌ مُكَمَّلٌ وَلَا إِزْتِيَابَ أَنَّ
دُعَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجَابٌ فَمَنْ
كَانَ هَذَا أَحَالَهُ كَيْفَ يُزْتَابُ فِي حَقِّهِ وَمَنْ
أَرَادَ زِيَادَةً بَيَانٍ فِي مَعْنَى الْهَدَايَةِ فَاعْلَيْهِ
يَفْتَوُحُ الْغَيْبُ - (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱ ص ۲۸۸)

مطبوعہ ملتان طبع جدید) باب جامع المناقب فضل ثانی)

ترجمہ: (اے اللہ معاویہ کو ہادی مہدی بنا دے۔ اور اس کے ساتھ

ہدایت عطا فرما۔) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر معاویہ کے بارے میں
”واہد بہ“، فرمایا پچھلے کلام کی تہمید ہوگی۔ کیونکہ جو شخص (یعنی امیر معاویہ)

ہادی اور ہمدی کا مصداق بن کر عظیم کامیابی حاصل کر چکا۔ اس کی ہر شخص اتباع کرے گا۔ سو وہ کامل ہو جائے گا۔ اور اگر دوسرا معنی کیا جائے۔ تو وہ مہمدیا، تاکید بنے گا۔ اور وہ اھد بہ، اس کی تکمیل ہوگی۔ یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کامل اور مکمل تھے۔ اور یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء قبول ہی ہوتی ہے۔ لہذا جس کی حالت یہ ہو یعنی وہ ہادی، ہمدی ہو۔ اور دوسرے کے لیے سبب ہدایت بھی بنا ہو۔ اس کے بارے میں کس طرح شک کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر ہدایت کے معنی میں کسی کو زیادہ تحقیق قوی درکار ہو۔ تو اسے فتوح الغیب کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

محہ فکریہ :

واعلیٰ قاری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں۔ کہ جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہادی ہمدی اور کامل مکمل فی الایمان ہونے میں شک کرتا ہے۔ ہمیں اس کے اسلام میں شک ہے۔ کیونکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء مجسم ہیں۔ جو مستجاب تھی۔ لہذا ہادی ہمدی اور کامل و مکمل کے شک کے بارے میں جب یہ حکم تو محدث ہزاروی اینڈ کمپنی حجاز امیر معاویہ کو کافر، منافق کہہ رہے ہیں۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہو سکتا ہے۔ یہی کہ ان ناہنجاروں اور عاقبت بربادوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ لوگ پرے درجے کے منکار، حیلہ باز اور کذاب ہیں۔

جواب امس سوم :

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آل پاک و صحابہ کرام کو گالیاں دیتے تھے۔ محدث ہزاروی کا یہ الزام ان روایات کے بل بوتے پر ہے۔ جو ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں درج کیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے برسر منبر اپنے تمام گورنوں کو حکم دیا تھا۔ کہ علی المرتضیٰ کو گالی دیں۔ اس قسم کی روایات دراصل

الزام مذکورہ کی بنیاد ہیں۔ لیکن ذرا اس پہلو سے دیکھیں۔ کہ محمد بن جریر طبری خود اہل تشیع میں سے اور روایت مذکورہ کا راوی ہشام بن محمد کلبی اور لوط بن یحییٰ دونوں کفر شیعہ ہونے کے ساتھ کذاب اور وضاع بھی ہیں۔ ان کی روایات کی نصوص قرآنیہ اور تصریحات حدیثیہ کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (جن کے فتاویٰ پر محدث ہزاروی کو بھی یقین ہے) ایسی روایات کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

احکام شریعت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کسی صحابی پر طعن کرے۔ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر روایات کاذب ہیں ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں رب عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمایا۔ کہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمادیا۔ **وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ** اور اللہ کو خوب خبر ہے۔ جو کچھ تم کو کر گے۔ بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ کر چکا ہوں۔ اس کے بعد جو کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

وَمَنْ يَكُونُ يَنْطَعِنُ فِي مُعَاوِيَةَ فَذَاكَ مِنْ كَلَابِ
الْمُؤَاوِيَةِ

(احکام شریعت حصہ اول ص ۵۴)

لمحہ فکریہ:

چونکہ محدث ہزاروی بار بار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لعن طعن کرتا ہے۔ اس لیے ہمیں بھی متعدد دفعہ اعلیٰ حضرت کی مذکورہ تحریر پیش کرنا پڑی۔ بہر حال اعلیٰ حضرت نے ایسے تمام لوگوں کے ایسے منہ بند کر دیئے۔ کہ اب حتیٰ قبول

کرنے کے سوا اور کوئی چارہ ان کے پاس نہ رہا۔ ورنہ ازلی بد بختی تو ان کے ساتھ ہے ہی وہ احادیث کو جن کے مہارے کچھ لوگ حضرات صحابہ کرام کے مابین اچھے بُرے کا فیصلہ کرنے بیٹھ جاتے ہیں، ان کی حیثیت ایک طرف اور دوسری طرف آیات قرآنیہ ہیں۔ بھلا کلام الہی سے بڑھ کر سچ کس کلام میں ہوگا۔ اسی نے تمام صحابہ کے بارے میں یہ اعلان فرمایا۔ کہ وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں۔ جنت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بروز قیامت فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ یہ سب کچھ اس کے باوجود فرمایا جا رہا ہے۔ کہ ان حضرات کے اعمال انتقال تک اُس اللہ واحد علام الغیوب کے سامنے تھے اس نے اپنے ذاتی علم کی بنا پر ان جھگڑوں اور تنازعات کو جانتے ہوئے اس کے بعد جو کچھ ان صحابہ کرام کے ساتھ سلوک ہونے والا تھا۔ اُس کا پہلے سے ہی اعلان فرمادیا۔ اب محدث ہزاروی اینڈ کمپنی اللہ کے فیصلہ سے ناغوش ہو کر یا اس کی تکذیب کی سعی کرنے میں مصروف ہیں۔ تو پھر اعلیٰ حضرت کے بقول اپنا سر کھائیں جہنم جائیں۔ یا علامہ خفاجی کے ارشاد کے مطابق ہادیہ کے کتے کہلائیں گے۔ یہیں کیا اعتراض۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

جواب امر چہارم و پنجم:

۹۹ جنگیں کرنا، اور شراب پینا پلانا اور سودی کاروبار کرنا ان کے متعلق ہم الزام نمبر ۱۲، ۱۴ میں بالتفصیل گفتگو کر چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ شراب پینے کی روایت مجمع الزوائد کے حوالہ سے ”حرام شراب“ کے لفظوں سے مذکور نہیں۔ اسی طرح سود کھانے کی روایت مجتہد فیہ اور مؤثر روایت ہے۔ ایک مجتہد ہونے کی وجہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے اسے جائز قرار دیا۔ اس پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جواب امر ششم: امیر معاویہؓ کو ”رضی اللہ عنہ“ کہنے والا کفر بکتاہ ہے

محدث ہزاروی نے اس کی تقریر کچھ یوں ہے۔ کہ چونکہ امیر معاویہؓ نے علیؑ پر لعن طعن کروایا۔ اس طرح اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا۔ تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت و رضا کی دعا مانگنا گویا کفر بکتا ہے۔ جہاں تک حضرت علیؑ المرتضیٰؑ پر لعن طعن والی روایت کا معاملہ ہے۔ اس کی تحقیق ہم نے تمغہ جعفریہ جلد پنجم ص ۱۸۸ تا ۱۸۹ پر کر دی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایسی روایات قطعاً قابلِ حجت و استدلال نہیں۔ پھر ان کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لعن طعن کا اثر کیوں کر پہنچ گیا۔ لہذا جو شخص ویسا نہ ہو جیسا مخالف اسے قرار دے رہا ہے۔ تو پھر مخالف کا الزام صرف مخالف کے دل کی بھڑاس ہی ہوگی۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہو سکتی۔ در رضی اللہ عنہ، کہنے والوں میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مجدد الف ثانی، عنوث اعظم، شہاب الدین ہروردی وغیرہ اکابر ہیں۔ اگر بقول محدث ہزاروی یہ حضرات کفر بکنے والے ہیں۔ تو پھر خدا حافظ۔

جواب امر ہفتم،

امیر معاویہؓ کو در رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہنے والے کے پیچھے کوئی نماز جائز نہیں۔ اور اس سے رشتہ نامطہ درست۔

ذرا دل تقام کرتا ہے۔ کہ سنین کریمین کی نمازوں کا کیا بنا جو انہوں نے خود امیر معاویہؓ کے پیچھے ادا فرمائیں۔ یہاں تو امیر معاویہؓ کو در رضی اللہ عنہ، کہنے والے کی امامت کا حکم بتایا جا رہا ہے۔ وہاں تو خود امیر معاویہؓ امام اور ان کی اقتداء کرنے والے نوجوانانِ جنت کے سردار۔ اسی طرح رضی اللہ عنہ کہنے والے امت کے اکابر کے پیچھے نمازیں پڑھنے والوں کی نمازوں کا حشر بھی اس فتوے کی زد میں ہے امام حسن کا جنازہ اور ان کی بھین ام کلثوم بنت علیؑ کا جنازہ سعید بن العاصؓ اموی نے پڑھایا۔ جو مکہ کا گورنر تھا۔ یہ گورنر بھی بنی امیہ سے تعلق کی بنا پر امیر معاویہؓ کو

رضی اللہ عنہ کہنے والوں میں سے تھا۔ اسی طرح مروان بن حکم نے حضرت علی المرتضیٰ کی صاحبزادی کا جنازہ پڑھا۔ کیا یہ نمازیں درست تھیں؟ اگر نہیں تو یہ حضرات نماز جنازہ کے بغیر مدفون ہوئے اور اگر درست تھیں۔ تو محدث ہزاروی کے فتوے کا جنازہ مکمل کیا۔ رہا رشتہ ناطہ زوجہ رشتہ ملاحظہ ہوں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل سے چھ رشتے ناطہ

- ۱۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی ہمیشیہ ام حبیبہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد کیا۔
- ۲۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور بہن ہند بنت ابی سفیان سے علی المرتضیٰ کے بھتیجے عبداللہ بن عمارت نے شادی کی۔

- ۳۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بھانجی لیلیٰ کا نکاح امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جس سے علی اکبر پیدا ہوئے۔

- ۴۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی لبابہ بنت عبید اللہ بن عباس کا عقد ولید بن عقبہ بن ابی سفیان یعنی امیر معاویہ کے بھتیجے کے ساتھ ہوا۔

- ۵۔ رطبہ بنت محمد بن جعفر یعنی علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی پوتی کی شادی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی عقبہ کے پوتے سے ہوئی۔

- ۶۔ احسن کی پوتی نفیسہ کا عقد امام معاویہ رضی اللہ عنہ کے پوتے ولید بن عبدالملک بن مروان سے ہوا۔

ان رشتے ناطوں کے بارے میں محدث ہزاروی کی کلفشانی دیدنی ہوگی۔ اور پھر اگر کوئی یہ پوچھ بیٹھے۔ کہ ایسے رشتوں سے جو تمہارے نزدیک ناجائز تھے۔ ان سے پیدا ہونے والی اولاد کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یہ تمام مفاسد اور بُرے نتائج دراصل حسد و بغض کی پیداوار ہیں۔ جسے محدث ہزاروی دل سے لٹکائے اور امیر معاویہ پر لعن طعن کا ادھار کھائے بیٹھا ہے اللہ تعالیٰ

عقل سلیم اور قلب مطمئنہ عطا فرمائے۔

نوٹ :

اوپر ذکر کیے گئے رشتے کوئی فرضی نہیں۔ بلکہ ان کی پوری تحقیق و حوالہ جات ہم نے تحفہ جعفریہ جلد دوم ص ۳۰۴ تا ۳۱۳ پر رقم کر دیئے ہیں۔ وہاں ان کی تسلی کی جا سکتی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۲۲

حضرت امیر معاویہ کی صحابی یا رضی اللہ عنہ کہنا
کفری کام ہے

معاویہ چونکہ اللہ رسول دین اسلام سے علی الاملان باغی طاعی کافر منافق منکر مخالفت ہو کر اسی حال پر رہا ہے۔ اس دشمن اسلام و ایمان کو اصحاب پاک میں ملانا اور اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قطعاً ناروا اور کفری کام ہے۔ وہ ان لوگوں سے ہے جن کا قرآن نے بیان فرمایا۔ قَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَوَّوْا بِالْاِثْمِ وہ کفر کے ساتھ فتنے مکہ میں آئے اور اسی کفر کے ساتھ باغی فارچی ہو کر دین اسلام سے نکل گئے۔ ۶/۱۱۰ مائدہ۔ اس کے حامی منافقوں نے اس پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ یہ سب اللہ رسول کی اشد توہین و مہتک کرنے والے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب حنفی میں ایسے ہر شخص کا حکم ہے۔ کہ وہ باغی فارچی کافر مرتد زندیق ہے

اس کی عورت اس کے عقد نکاح سے مکمل کر طلاق ہو گئی ہے۔ اور اس سے بچنا ہر مومن مسلمان کا دینی ایمانی کام ہے۔ اور ان کے پیچھے نماز زنان کا کوئی کام اسلامی درست ہے۔ (واللہ ورسولہ اعلم)

حدیث ہے۔ **إِيَّا هُمْ وَإِيَّاكُمْ لَا يَصْلُوَنَّكُمْ وَلَا يَفْتَنُواكُمْ** فتاویٰ حسام الحرمین اور فتویٰ صوام ہندیہ کے تین سوا یک مشائخ علماء اور مفتیان دین کے تمام فتوے کافر فاسق مرتد زندیق ہونے کے معاویہ پرستوں اور اس پر رنجی اللہ عنہ کہنے والوں پر بلا کم و کاست لگ گئے ہیں۔ اور یہ سب ایسے کافر و مرتد ہیں۔ کج حواری کے کفر و غضب میں شک کرے تو رد کرے یا اس بارہ بحث و جہت مزاحمت تکرار کرے ان کے ساتھ تعلق تعاون ان کی حمایت تائید و دوستی کرے رشتہ چاہے آشناً روارکھے۔ وہ بھی انہیں جیسا دشمن دین و ایمان ہے۔ اللہ کا حکم ہے۔ **وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ** ۱۱ مائدہ آیت ۵۱ اللہ کافران ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ سَاءَ مِمَّا تَعْمَلُونَ** ۱۲ اللہ کا حکم ہے۔ **لَا تَتَوَلَّوْا مُعْجِرِينَ** ۱۳ ہود آیت ۵۲ اللہ کا حکم ہے۔ **فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ** ۱۴ النور الطل بلین ۱۵ انعام آیت ۱۶۸ اے اہل اسلام اے اہل دین اسلام کے باغی ظالم دشمن آل و اصحاب معاویہ کو ماننے اور اللہ رسول کو نہ ماننے والوں سے قطع تعلق کر کے دین و ایمان کو بچاؤ ورنہ جہر چاہو انجام سوچ لو۔

جواب:

مذکورہ الزام و راصل سات امور کا مجموعہ ہے۔

امرا اول: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی کافر منافق تھے اور انہی اوصاف پر ان کا انتقال ہوا۔

امردوم: امیر معاویہ کو صحابی شمار کرنا کفر ہے۔

امرسوم: قَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ الخ امیر معاویہ نے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں اُتری۔

امرچہارم: امام اعظمؒ کے نزدیک ایسا شخص کافر مرتد ہے جس کا کوئی کام اسلامی نہ ہو۔

امر پنجم: معاویہ پرستوں پر حسام الحرمین اور صوامر ہندیہ کے تمام فتوے لاکو ہوتے ہیں۔

امرفششم: معاویہ پرستوں سے دوستی کرنے والا بھی کافر اور جس کے کفر میں شک لائے وہ بھی کافر۔

امرفہفتم: معاویہ کو ماننے اور خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے والوں سے بچنا ضروری ہے۔

جواب امر اول:

جہاں تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بغاوت کا معاملہ تھا (کہ جس کی بنا پر انہیں کافر و منافق و مرتد قرار دیا جا رہا ہے) ہم بار بار عرض کر چکے ہیں کہ یہ اجتہادی غلطی کی بنا پر سب کچھ ہوا۔ اور اجتہادی غلطی پر بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک گنا ثواب و اجر کا مشرودہ ہے۔ حضرت عثمان کے قاتلوں سے دم عثمان کے بدلہ کا مطالبہ تھا۔ جو امیر معاویہ نے پیش کیا تھا۔ یہ کوئی شرعاً ناجائز مطالبہ نہ تھا۔ بات بڑھی اور معاملہ لڑائی تک پہنچ گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مذاکرائی ہوئی۔ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انتقال فرمایا۔ تو یہی امیر معاویہؓ ہیں۔ کہ امام حسن و حسین ان کی بیعت کرتے۔ اور ان کی امامت و خلافت کو علناً بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اگر محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کی منطق دیکھی جائے۔ کہ امیر معاویہ باغی تھے۔

کافر و مرتد تھے۔ اسی پر مرے۔ تو یہ سوال خود بخود ذہن میں اُبھرے گا کہ جس کے باپ سے بغاوت کی گئی وہی اپنے باپ کے باغی اور کافر و مرتد کی بیعت کر رہے ہیں۔ اب کافر و مرتد کی بیعت کرنے پر حسین کو یمن کے بارے میں کیا کہو گے؟ معلوم ہوا کہ جو اجتہادی غلطی ہوئی تھی۔ وہ حسین کو یمن کے علم میں تھی۔ اور یہ دونوں شاہزادگان انہیں مومن سمجھتے تھے۔ ان حضرات نے جس سال امیر معاویہ رض سے بیعت کی۔ اور جس سے بہت بڑے فتنہ کا دروازہ بند ہو گیا۔ اُسے ”عام الجملۃ“ کہا گیا ہے۔ اس لیے پہلے تو امیر معاویہ رض کے اختلاف کو بغاوت کا نام دینا ہی زیادتی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ حسین کا بیعت کر لینا رہے سبے شکوک و شبہات کو دور کر دیتا ہے۔ اور امیر معاویہ رض کی خلافت کی صحت کی دلیل بنتا ہے۔ اسی سُنَد پر سرکارِ غوثِ اعظم رض نے گفتگو فرمائی۔ ملاحظہ ہو۔

شواہد الحق :

وَأَمَّا خِلَافَةُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سَفْيَانَ فَثَابِتَةٌ صَحِيحَةٌ
بَعْدَ مَوْتِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبَعْدَ خَلْعِ الْحَسَنِ
بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَخَسَنَهُ عَنِ الْخِلَافَةِ
وَكَسَلِيْمَهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ كَرَاهِي رَأْيِهِ الْعَسَنُ وَمُضْلِعُهُ
عَامَةً تَحَقَّقَتْ لَهُ وَهِيَ حَقٌّ وَمَا الْمُسْلِمِينَ وَ
تَحْقِيقُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَسَنِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ يَصْلَحُ اللَّهُ
تَعَالَى بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
هُوَ جَبَّتْ إِمَامَتُهُ بَعْدَ الْحَسَنِ لَهُ فَسُمِّيَ عَامَةً
عَامَ الْجَمَاعَةِ لِأَنَّ قِفَاعَ الْخِلَافِ بَيْنَ الْجَمِيعِ وَاتِّبَاعِ

الْكَلِّ لِمَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا تَنْهَ لَمْ يَكُنْ هُنَاكَ
مُنَازَعَةً فِي الْخِلَافَةِ -

دشوا هذا الحق صفحہ نمبر ۴۰، ۴۱ طبع عمر الفتوح الجیلانی -
ترجمہ :- بہر حال علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے انتقال اور امام حسن
کی دستبرداری کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیح
اور ثابت ہے۔ امام حسن نے امیر معاویہ کے حق میں دستبرداری اس
رائے کی بنا پر کی تھی کہ اسی میں صلحت عامہ تھی۔ عجیبہ کہ مسلمانوں کی
خونریزی کی حفاظت ہو گئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول
کی تحقیق ہو گئی: ”بے شک میرا یہ بیٹا (امام حسن) سید ہے۔ اللہ تعالیٰ
اس کے سبب مسلمانوں کے دو بہت بڑے گروہوں میں صلح کر دے گا“
لہذا امام حسن کے دستبردار ہونے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت
واجب ہو گئی۔ اسی بنا پر اس سال کا نام ”عام الجماعة“ پڑا۔ کیونکہ تمام
لوگوں کے مابین اختلاف ختم ہو گیا۔ اور امیر معاویہ کی خلافت پر بنے
اتفاق کر لیا۔ کیونکہ یہاں کوئی تمیز آدمی ایسا نہ تھا۔ جو مسئلہ خلافت
میں جھگڑنے والا ہو۔

محکم فکریہ :

سرکارِ غوث پاک رضی اللہ عنہ کو امام حسن و حسین سے جو نسب تعلق ہے۔ اس کی
حدیث ہزاروں کو ہوا بھی نہیں لگی۔ خود اپنے گھر کی بات بیان فرماتے ہوئے کہا
کہ حسن کی دستبرداری کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے حق ہونے میں کوئی عذر
باقی نہ رہا۔ اس لیے تمام موجود امت مسلمہ نے اسے تسلیم کر لیا۔ سرکارِ غوث پاک
پنی وسعتِ نظر کا تحدیثِ نعمت کے طور پر یوں ذکر فرماتے ہیں۔ حَقَرْتُ

إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا - كَخَرْدَلَةٍ عَلَى حُمْرٍ اقْتَصَالٍ - میں اللہ کے شہروں کو لگاتار اس طرح دیکھتا ہوں۔ کہ جس طرح ہاتھ پر رکھا رانی کا دانا۔ تو جن کی وسعت نظر کا یہ عالم انہیں تو امیر معاویہ کی خلافت، واجب اور صحیح نظر آ رہی ہے۔ اور محدث ہزاروی جسے دن کے وقت چوٹی نظر نہ آئے۔ وہ ان کی شان میں اندھوں کی طرح بکتا جاتا ہے۔ حق وہی ہے۔ جو ستیدنا عنوث اعظم کے ارشادات میں موجود ہے۔

جوابِ امردوم:

”امیر معاویہ کو صحابی کہنا کفریہ کام ہے۔“ اس بارے میں ہم محدث ہزاروی سے دریافت کرتے ہیں کہ ”صحابی“ کی تعریف جو کتب میں موجود ہے۔ اسے تسلیم کرتے ہو یا نہیں؟ اگر تسلیم ہے۔ تو اہل سنت کی کتب معتبرہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو۔ ”صحابی“ کہا گیا ہے۔ اور اگر وہ تعریف تسلیم نہیں بلکہ تمہارے نزدیک اپنی بنائی ہوئی تعریف ہے۔ تو اسے اپنے پاس ہی رکھو۔ جماعت کو چھوڑنے کی وجہ سے ”شَدَّ فِي النَّارِ“ کا مصداق بنو۔ جہاں تک امیر معاویہ کے صحابی ہونے کا معاملہ ہے۔ تو خود عبداللہ بن عباس ایسے مجتہد صحابی اس کا اظہار فرماتے ہیں۔

تطہیر الجنان:

وَمِنْهَا شَتَاءُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَلَى مَعَاوِيَةَ وَهُوَ مِنْ أَجْلِ آلِ بَيْتٍ وَالتَّابِعِينَ لِعَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَ الْكَرِيمِ - فَفِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ قُلْتُ لَأَبْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ مَعَاوِيَةَ أَوْ تَرَبُّعَةً فَقَالَ إِنَّهُ فَقِيهٌ وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّكَ صَحَبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مِنْ أَجْلِ مَنَاقِبِ مَعَاوِيَةَ

أَمَّا أَذْ لَا فَلَانَ الْيَقْنَهَ أَحْبَلُ الْمَرَاتِبِ عَلَى الْإِطْلَاقِ
وَمِنْ تَمَرَدَعَا نَبِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ
عَبَّاسٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ قَوِّهِ فِي الدِّينِ وَأَمَّا ثَانِيًا
فَصَدُورُهُ هَذَا الْكَوْصُفِ الْجَلِيلِ لِمُعَاوِيَةَ مِنْ
عَظَمَةِ مَنَاقِبِهِ كَيْفَ وَقَدْ صَدَّرَ لَهُ مِنْ
حَبْرِ الْأُمَمَةِ وَتَرْجُمَانِ الْقُرْآنِ وَابْنِ عَمْرِو
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ عَمْرِو عِلِّيٍّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالْقَائِمِ بِنُصْرَةِ عَلِيٍّ فِي حَيَاتِهِ وَ
بَعْدَ وَفَاتِهِ وَصَحَّ ذَلِكَ عَنْهُ فِي الْبُخَارِيِّ الَّذِي هُوَ
أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ الْقُرْآنِ وَإِذَا تَبَيَّنَتْ مَعَ هَذِهِ الْكَلَامَاتِ
فِي الرُّوَاةِ وَالْمَرْوِيِّ عَنْهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ فُقِيهٌ فَقَدْ
اجْتَمَعَتْ الْأُمَمَةُ أَهْلُ الْأُصُولِ وَالنُّرُوعِ عَلَى أَنَّ
الْفُقِيهَ فِي عُرْفِ الصَّحَابَةِ وَالسَّلَفِ الصَّالِحِ
وَقُرُونِ آخِرِينَ بَعْدَهُ هُوَ الْمُحِبُّ
الْمُطْلَقُ -

(تطہیر الجنان و اللسان ص ۲۰-۲۱ مطبوعہ)

مصر طبع جدید)

ترجمہ کیا: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں سے ایک یہ بھی ہے
کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی تعریف کی۔ ابن عباس
رضی اللہ عنہ اہل بیت کے جلیل القدر افراد اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پیروں
میں سے ہیں۔ صحیح البخاری میں جناب عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہیں نے ابن عباس سے کہا کہ امیر معاویہ ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھتے ہیں۔ فرمایا۔ وہ فقیہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا ہے۔ ابن عباس کا یہ جواب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب کے سلسلہ میں ایک مینار ہے۔ اول یوں کہ خود فقہ اعلیٰ مرتبہ علی الاطلاق رکھتی ہے۔ اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ابن عباس کے لیے ان الفاظ سے دعا مانگی۔ اے اللہ! اسے دین کی (سمجھ) عطا فرما۔ دوسری وجہ سے یوں کہ وہ فقیہہ۔ کا لفظ امیر معاویہ کے حق میں اس شخصیت کی زبان سے نکلا۔ جن کے خود مناقب عظیم ہیں۔ جو بحر الامۃ اور ترجمان القرآن ایسے عظیم لقب رکھتے ہیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور علی المرتضیٰ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ جو علی المرتضیٰ کے ان کے زندگی اور ان کے انتقال کے بعد بھی ان کے معاون رہے اور پھر یہ روایت صحیح بخاری میں ہے جو کتاب اللہ کے بعد اصح الکتب کا درجہ رکھتی ہے۔ جب ان خبریوں اور کمالات جو کہ رواۃ اور مروی عنہ میں ہیں۔ یہ ثابت ہوا۔ کہ امیر معاویہ فقیہہ ہیں۔ تو یہاں پر اصول و فروع کے تمام علماء اس بات پر متفق ہوئے۔ کہ صحابہ کرام اور سلف صالحین اور ان کے بعد کے اجلہ علماء کرام کے ہاں فقیہہ کا لفظ مجتہد مطلق کے لیے بولا جاتا ہے۔

توضیح:

مذکورہ بالا روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کے بارے میں دو باتیں فرمائیں۔ ایک یہ کہ وہ فقیہہ ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت (صحابی ہوئے) کا شرف حاصل ہے۔ جب ایسی شخصیت جو بارگاہ سالات

سے ”فقہ فی الدین“ کی مستجاب دُعا پائیں جنہیں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فارسیوں کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے ان پر اعتماد کریں۔ اس کے بعد امیر معاویہ کے صحابی ہونے میں اور کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور اسی روایت سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ امیر معاویہ کو باغی کہنا خود بغاوت ہے۔ کیونکہ لفظ قبول ابن عباس آپ فقیہ (مجتہد مطلق) تھے اور مجتہد مطلق کو کسی کی تقلید کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دم عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنی اجتہادی رائے علیحدہ قائم کی۔ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے کو تسلیم نہ کیا۔ تو اس سے ان کا باغی ہونا ثابت نہ ہوگا۔ یہی بات تطہیر الجنان نے ملاحظہ ذکر کی ہے۔

تطہیر الجنان:

هُوَ الْمُجْتَبَهُ الْمُطْلَقُ وَآتَهُ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَعْمَلَ
بِاجْتِهَادٍ فَهِيَ لَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَقْلِدَ غَيْرَهُ فِي
حُكْمٍ مِنَ الْأَحْكَامِ بِوَجْهِ كَمَا مَرَّ وَحِينَئِذٍ يَنْتَجِ
مِنْ ذَلِكَ عُدُوٌّ مَعَاوِيَةَ فِي مَحَارَبَتِهِ لِعَلِّيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ
وَجْهَهُ وَإِنْ كَانَ الْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ - (تطہیر الجنان ص ۲۱)

ترجمہ:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد مطلق تھے۔ اور یقیناً ان پر واجب تھا۔ کہ وہ اپنے اجتہاد پر عمل کریں۔ اور یہ جائز نہ تھا۔ کہ کسی دوسرے مجتہد کی کسی حکم میں کسی وجہ پر تقلید کرتے۔ اس مقام پر پہنچ کر یہ نتیجہ اخذ کیا جائے گا۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ساتھ جھگڑے کئے۔ ان میں وہ معذور تھے۔ اگرچہ حق علی المرتضیٰ کے حق میں تھا۔

جواب امر سوم: ”قَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ“

اس آیت کریمہ سے ثابت کیا گیا۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سچے دل سے خدا اسلام لائے اور پھر جیسے آئے ویسے ہی نکل گئے۔ ہم محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ آیت مذکورہ کا شان نزول یہ دکھا دیں۔ کہ یہ آیت امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ تو منہ مانگا انعام پائیں۔ گویا محدث علیہ ما علیہ کہنا یہ چاہتے ہیں۔ کہ آیت مذکورہ فتح مکہ کے وقت اُن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے اب اسلام قبول کیا تھا۔ ان میں سے ایک امیر معاویہ بھی تھے۔ تو دراصل صرف امیر معاویہؓ کے ایمان و اسلام پر اعتراض نہیں بلکہ ان تمام صحابہ کرام پر اعتراض ہے۔ جو فتح مکہ کے وقت مشرف باسلام ہوئے۔ اور ان میں ایک شخصیت حضرت عباس کی بھی ہے اب یہی کفر و ارتداد کا فتویٰ ان کی طرف بھی رخ کرے گا۔ اور یوں اُدھر سے اپس لوٹ کر محدث ہزاروی کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ تفاسیر و اُمادیث کی کتب میں آیت مذکورہ کا شان نزول اہل کتاب کے ایک گروہ کو بتایا گیا۔ جو تھوڑی دیر کے لیے اسلام لایا۔ اور پھر چھوڑ گیا۔ لیکن فتح مکہ کے روز ایمان لانے والے صحابہ اور اس سے قبل و بعد سب کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ **وَكَلَّا وَعَدَا اللَّهُ الْحُسْنٰی**۔ سب سے ہمارا اچھا وعدہ ہے۔ یہ نص مریخ ان کے قطع منبتی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس کے خلاف محدث ہزاروی انہیں کافر و زندیق اور مرتد کے خطاب دے رہا ہے۔ ہر ذی عقل مسلمان یہی کہے گا۔ کہ اس محدث کا دماغ چل گیا ہے۔ اللہ کی چھٹکار کا نشانہ بنا ہوا ہے۔

نوٹ:

اگر حضرت عباس کے بارے میں اس مقام پر کوئی یہ کہے۔ کہ انہوں نے فتح مکہ قبل اسلام قبول کر لیا تھا۔ لہذا ان پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسی طرح تحقیق سے ثابت ہے۔ کہ امیر معاویہ بھی اس سے پہلے مسلمان ہو

چکے تھے۔ فتح مکہ کے واقعہ سے ایک سال پہلے عمرہ القضاء کے موقع پر امیر معاویہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کھونے کی خاطر آپ کی حجامت بنائی تھی۔ آپ اس سفر میں انہیں ساتھ لائے تھے۔ لہذا دونوں حضرات کا معاملہ یکساں ہے۔

جواب امر چہارم:

”ایسے آدمی کا حکم امام اعظم کے نزدیک کافر اور زندق اور مرتد ہے الخ“، محدث ہزاروی کا (ایسے آدمی) سے مراد (سیاق و سباق کے حوالے سے) وہ شخص ہے جو امام و غلیظہ حق کے خلاف بنیاد کرے۔ تو ہم پرچھتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ نے کس کتاب میں اس کے بارے میں مذکورہ الفاظ فرمائے ہیں۔ اگر کسی کتاب میں دکھا دو۔ تو منہ مانگا انعام دیں گے۔ امام اعظم کی احتیاط تو یہاں تک ہے کہ یزید تک پر صراحت کفر کا فتوے نہ دیا۔ اگرچہ امام احمد بن حنبل وغیرہ نے اس پر کفر کا حکم لگایا ہے۔ عقائد جعفریہ جلد دوم میں یزید کے متعلق تفصیلی بحث موجود ہے۔ بہر حال امام اعظم کی طرف ایسے من گھڑت فتوے کی نسبت ایک عینا رائے ہی نہیں۔ بلکہ اسلام دشمنی کی چال ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب اجد صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی کا تب وحی کہتے ہوں۔ تو امام اعظم سے یہ فتویٰ کیونکر متوقع کہ وہ انہیں معاذ اللہ کافر، زندق اور مرتد کہیں۔

جواب امر پنجم:

حسام الحرمین میں تین سو ایک مشائخ کا فتوے معاویہ پرستوں پر لگتا ہے۔ ان کی بیویوں کو طلاق ہو گئی الا یہ محدث ہزاروی سے ہم پرچھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے حسام الحرمین میں مذکورہ فتوے کیا امیر معاویہ کے ماننے والوں پر لگایا ہے؟ آپ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دشمن اور بدعخواہ دائرہ اسلام سے خارج اور جہنمی کتاب ہے۔ جب امیر معاویہ کے خلاف پر یہ فتوے تو ان کے

عامی اور نام لیاوے کے بارے میں تو یہ فتوے ہرگز نہ ہوگا۔ اس لیے اعلیٰ حضرت نے مذکورہ باتیں دراصل ان لوگوں کے بارے میں کہیں۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دشمن ہیں۔ گویا محدث ہزاروی کا فتوے خود اعلیٰ حضرات پر بھی چسپاں ہوگا۔ اور یہی نہیں بلکہ حضرت صحابہ کرام ائمہ مجتہدین، ادویا دامت ان میں سے کسی کی بیوی کا نکاح قائم نہ رہے۔ اور پھر اس کے مفاسد جو ہیں۔ وہ سب کے سامنے ہیں۔ اس لیے معاملہ کچھ الٹ معلوم ہوتا ہے۔ وہ یوں کہ ان تمام حضرات کو معاویہ پرست کہہ کر محدث ہزاروی نے اسلام سے خارج کر دیا۔ اور ان کی ازواج کا نکاح ختم کر دیا۔ لیکن اس کثیر تعداد میں رابع العقیقہ مسلمانوں کو کا فر کہہ کر محدث ہزاروی کا اسلام و ایمان جاتا رہا۔ اب اپنے نکاح کی خیر منائے۔ یکاش کوئی اس کی بیوی اور بچوں کو آگاہ کرتا۔ کہ تمہارے ابا جان نے کیا کیا ظلم ڈھائے ہیں۔ اور اپنے کرتوتوں سے تمہاری حالت ناگفتہ بہ کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق ہدایت مرحمت فرمائے۔

جواب امر شش عشر:

”معاویہ پرستوں کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ معاویہ پرست تو وہ لوگ ہیں۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مومن صحابی رسول اور جنتی مانتے ہیں ان لوگوں کو کا فر کہنا یا سمجھنا بعد کی بات ہے۔ اس سے زیادہ اہم خود امیر معاویہ کی ذات کا مسئلہ ہے۔ اگر کوئی شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کا فر کہے۔ تو اس کے بارے میں محدث ہزاروی ایذا کینی کا فتوے اس سے بھی سخت ہونا چاہیے۔ کیونکہ معاویہ پرستوں کو کا فر اسی لیے کہا گیا۔ کہ انہوں نے امیر معاویہ کو کافر نہیں سمجھا۔ یعنی کسی کے کفر کو تسلیم نہیں کیا۔ لیکن خود کا فر نہیں ہیں۔ ان لوگوں کے کفر میں شک کرنے والا بھی اگر کا فر ہے۔ تو پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کفر کا منکر ان سے بھی بدتر ہوگا۔ ہم اس سے قبل امت کے چند اکابر حضرات کی اس بارے میں تحریرات پیش کر چکے ہیں جن

میں امام شہرانی، سرکارِ عزتِ پاک مجددِ الف ثانی وغیرہ بھی ہیں۔ ان حضرات نے حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان، صحابی اور رضی فرمایا۔ لہذا ان کا کفر بہت شدید ہو لہذا اولا پھر کافر کے لیے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب نص قرآنی سے منع ہے۔ اب محافل گیارہویں شریف بھی ناجائز ہو گئیں۔ ایسے ہی ”محدثوں“ کے بارے جرمِ مرت اپنے آپ اور اپنے چیلے چانٹوں کو مسلمان سمجھتا۔ اور امتِ مسلمہ کو بعدِ اکابر کے دائرہ اسلام سے خارج کہتا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ۔ جو جماعت سے نکل گیا۔ وہ جہنمی ہوا۔ امتِ مسلمہ کے اکابر کو محدث نے کافر بنایا۔ لیکن خود محدث کو حدیثِ رسول نے جہنمی کر دیا۔ اور آپ ہی کے ارشادات نے امتِ مسلمہ کو گمراہی سے بچا لیا۔ فرمایا۔ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ عقائدِ باطلہ سے توبہ کی توفیق دے۔ (امین)

جواب امرِ ہفتم:

”معاویہ کو ماننے والے اور خدا و رسول کو نہ ماننے والے سے بچنا ضروری ہے، گویا جو شخص حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان مانتا ہے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کا منکر ہے۔ اور جو اللہ و رسول کو مانے اس کے لیے لازم ہے۔ کہ وہ امیرِ معاویہ کو مسلمان نہ سمجھے۔ محدث ہزاروی نے اس منطق کے ذریعہ بھی اپنے سوا تمام امتِ مسلمہ کو خدا و رسول کا منکر بنا ڈالا۔ اس کا جواب ہو چکا ہے۔ لہذا مزید کی ضرورت نہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۲۳

فقہاء احناف کے ہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
ظالم و جابر حکمران تھے۔

پیارے برادرانِ امت و دین و ملک ہمیں موجودہ ماحول میں ہر وقت دشمنِ امت و ملک کی طاقت کے مقابلہ میں طاقت کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لیے اتحاد و جہاد لازم ہے۔ اور اس کا اہتمام صحیح نظامِ خلافت اور مکمل دستورِ اسلام کی بحالی بغیر دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ لہذا علم و فکر کا ناقابلِ انکار اعلان ہے کہ نظامِ خلافت و دستورِ اسلام کی بحالی بغیر دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ جسے فقہ بنیاد نے تباہ کیا۔ بس کائناتِ دین و ایمان میں خلافت راشدہ سے بغاوت چودہ طبقہ میں وہ ظلمِ عظیم ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ اور ظالموں پر کتاب و سنت میں لعنت کا شمار نہیں۔ فتح القدیر جلد ۷ ص ۲۶۳ طبع بیروت پر ہے۔ دو یہ جتویر معاویہ، تصریح ہے معاویہ کے ظالم ہونے کی۔ مسلمان مومن بھائیو! کسی کی نہ بگڑا اپنے رب کی سنو۔ لَا يَتَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ﴿۱۴﴾ بقرہ ص ۱۲۴ امیر کوئی عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ تفسیر احکام القرآن ابو بکر حصص حنفی جلد ۷ ص ۶۹ طبع بیروت میں خلاصہ کہ ظالم کے لیے اللہ کا کوئی نہ عہد نہ کوئی عہد ہے۔ لہذا معاویہ باغی ظالم مبتدع کے لیے کوئی رتبہ نہیں۔ مرقاۃ ص ۱۷۱ میں علامہ ابن

والی حدیث کی شرح میں ہے۔ **حَكَاهُ الْطَائِفَةُ بِأَعْيُنٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ** مبارزق الاربار شرح مشارق الانوار جلد ۱ ص ۷۹ طبع مصر میں ہے۔ **وَكَاوُا طَائِفَتَانِ بِأَعْيُنٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ** معاویہ اینڈ کو اس مشہور متواتر حدیث سے طاعنی باعنی ظالم مبتدع ہو گئے۔ اور باعنی ظالم مبتدع بد مذہب کا حکم شرح مقاصد جلد ۱ ص ۲۷۰ طبع لاہور پراور فتاویٰ رضویہ کتاب الزکاح باب المحرمات ص ۵۳ طبع بریلوی پر لکھا ہے۔ بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں۔

روگردانی کریں۔ اس کی تزییل و تحقیق بجالائیں۔ اس سے لمن طعن کے ساتھ پیش آئیں۔

محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ امور پائے جاتے ہیں
جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں

امراؤل، اول یہ کہ ملک و ملت کے دشمنوں کے خلاف اتفاق و اتحاد وقت کی ضرورت ہے۔

امر دوم، ظالم پر بے شمار لعنتیں ہیں۔

امر سوم، فتح القدری میں امیر معاویہ کے لیے جو بمعنی ظلم کا لفظ استعمال ہوا۔ لہذا انہیں ظالم کہنا پڑے گا۔

امر چہارم، ظالم کو اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد و عہدہ نہیں پہنچتا۔

امر پنجم، مرقات میں امیر معاویہ رضہ کے متعلق طاعنی باعنی اور ظالم کا لفظ امیر معاویہ کے بارے میں موجود ہے۔

جواب اول:-

دشمن کے خلاف اتحاد و اتفاق بہت مبارک لیکن دشمن کون؟ اگر محدث ہزاروی کے نظریہ کے مطابق دشمن ملک و ملت وہ لوگ ہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور انہیں کافر و زندیق نہیں کہتے۔ ان کے خلاف اتحاد و اتفاق

ہونا چاہیے۔ تو پھر محدث ہزاروی نے اپنے چیلے چانٹوں سمیت ایک مخالف گروپ تشکیل دے دیا ہے۔ اب وہ اس اپیل کے ذریعہ چاہتے ہیں کہ کچھ اور لوگ بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھ کر ان کے ساتھ آئیں لیکن ایسا ناممکن نظر آتا ہے۔ اور اگر دشمن سے مراد دیوبندی و بابی وغیرہ مخالفان اہل سنت ہیں تو جب قہارے فتوای کے مطابق امت کے تمام اولیاء اصفیاء علماء بوجہ عدم تکفیر معاویہ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ تو انہیں اپنے ساتھ ملا کر ان دیوبندیوں و بابیوں کے خلاف اتحاد و اتفاق کی اپیل کا کیا معنی۔ پھر بہت سے دیوبندی اور و بابی بھی امیر معاویہ کو مومن و مسلمان سمجھتے ہیں اس لیے اتحاد و توفیق کی یہ اپیل سمجھ سے اسی طرح بالاتر ہے۔ جس طرح محدث ہزاروی کی دوسری تحریرات وامیات ہیں۔

جواب امر دوم؛

”ظالم پر کتاب و سنت میں بے شمار لعنتیں ہیں،“ لفظ ظالم سے مراد محدث ہزاروی کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس لیے ظالم پر لعنت والی آیات و احادیث امیر معاویہ پر منطبق ہوتی ہیں۔ ہم دریافت کرتے ہیں کہ قرآن کریم کا علم تمہیں زیادہ ہے۔ یا باب العلم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو۔ یہی علی المرتضیٰ ہیں۔ کہ جنہوں نے امیر معاویہ اور ان کے رفقاء پر لعنت بھیجنے سے منع فرما دیا ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ کی ایک حدیث ہم نقل کر چکے ہیں۔ اسی طرح شرح مقاصد کی عبارت بھی ذکر ہو چکی۔ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل شام (یعنی امیر معاویہ اور ان کے ساتھی) ہمارے دینی بھائی ہیں۔ انہوں نے ہم پر بغاوت کی۔ لیکن اس بغاوت کی بنا پر وہ نہ کافر ہیں نہ فاسق۔ اس لیے کوئی شخص ان پر لعنت نہ کرے۔ مصنف ابن شیبہ جلد ۵ کا حوالہ بھی گزر چکا ہے۔ کہ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے مقتولین کے بارے

میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ سب جنتی ہیں۔ ان حوارجات کو سامنے رکھا جائے اور ادھر محدث ہزاروی کے انوکھے اجتہاد کو دیکھا جائے۔ ایک طرف علی المرتضیٰ کے جن کے ساتھ امیر معاویہ کی جنگ ہوئی۔ اور دوسری طرف چاچا عراہ مخواہ (محدث ہزاروی) جو باہم جنگ کرتے ہیں۔ وہ ان سے کہیں زیادہ قرآن و سنت کے عالم تھے۔ وہ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنتی اور دینی بھائی فرمائیں۔ اور یہ کنوئیں کا میٹھک ان کی فات پر ناروا حملہ کرے۔ سورج پر تھوکنے والے پر تھوک واپس آیا کرتا ہے۔

جواب امر سوم:

فتح القدیر میں امیر معاویہ کے لیے ”جَوْر“ کا لفظ استعمال ہوا۔ یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صاحبِ جَوْرِ ظالم تھے۔ ان کا ظالم ہونا ایک معتمد مسلمان کے حوالے سے ہے اس لیے جب یہ ظالم ہوئے۔ تو وہ تمام لعنتیں جو قرآن و سنت میں ظالم کے لیے ہیں۔ وہ امیر معاویہ پر پڑیں۔ بات دراصل یہ ہے۔ کہ محدث ہزاروی کو اپنے باطل مسلک کی خاطر کہیں سے اُٹھ پٹا بگ مل جائے وہ دلیل بن جاتا ہے۔ اور بڑے مکرو فریب سے اُسے کبھی اجماع امت کے عنوان سے اور کبھی کسی اور مسکور کُن انداز سے پیش کیا جاتا ہے۔ اور بڑے مکرو فریب سے ایک لفظ لے کر قارئین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ اہل سنت حنفی مسلک کا ایک بہت بڑا علامہ جب امیر معاویہ کو جائز (ظالم) کہہ رہا ہے۔ تو پھر ایسے حیرے کو اس پر کیوں اعتراض؟ ہم کہیں گے کہ اگر واقعی تمہیں صاحبِ فتح القدیر کی تحقیق و تصانیف پر یقین ہے۔ تو فیصلہ جلد ہو جائے گا۔ جس طرح ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں۔ کہ اعلیٰ حضرت کی تصنیف حمامِ الحرمین اور ایک اور عاصمِ تصنیف سوارمِ ہندیہ کے بہت سے فتوے محدث صاحب نے جڑ سے نچے۔ ہم نے انہی حضرات کے وہ فتاویٰ پیش کئے جو انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنے والوں کے متعلق پیش کئے۔ اب اگر اعلیٰ حضرت

کی شخصیت تمہارے نزدیک مستم ہے۔ (کیونکہ تم نے ان کے فتویٰ کو پیش کر کے تسلیم کر لیا) تو پھر ان کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ امیر معاویہ کو کافر و ظالم کہنے والا جہنمی ہے۔ اور ہادیہ کا مستحق ہے۔ اور اگر آپ کی شخصیت مستم نہیں۔ تو پھر لوگوں کو دھوکہ دینے کی خاطر ان کا نام استعمال کیوں کر رہے ہو۔ اسی طرح صاحبِ فتح القدر کا معاملہ بھی ہے قبل اس کے کہ ہم حوالہ مذکورہ کے بارے میں کچھ لکھیں۔ پھر یہ بات دہراتے ہیں۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مابین لڑائی ہوئی۔ اور یہ لڑائی اجتہادی خطا کی بنا پر تھی۔ ہمیں تسلیم ہے۔ کہ حق حضرت علی المرتضیٰ کی جانب تھا۔ لیکن اس کے باوجود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کافر اور مرتد قرار نہیں پاتے۔ دوسری بات یہ کہ باعنی کا لفظ جہاں امام برحق کے خلاف بلا وجہ اور بلا دلیل خروج اور بغاوت کرنے والے پر بولا جاتا ہے اسی طرح اس کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس نے کسی دلیل کا سہارا لے کر امام کی مخالفت کی ہو۔ اسی طرح لفظ دغّال، بمعنی زیادتی کرنے والا اور معنی فاسق و ناجرا اور کافر بھی ہے۔ ان چند باتوں کے بعد ہم اصل الزام کی طرف آتے ہیں۔

فتح القدر کی مذکورہ عبارت ایک مسئلہ کی تحقیق میں ہے مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح ایک عادل حاکم اگر کسی کو قضاۃ کا عہدہ پیش کرے۔ تو اس کی طرف سے اس کو قبول کر لینا کوئی جرم نہیں کیا اگر اس عادل حاکم کے خلاف بغاوت کرنے والا کسی کو یہی پیش کش کرے۔ تو اسے قبول کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اس مسئلہ کے متعلق صاحبِ ہادیہ نے فرمایا۔ کہ سلطان جائز (ظالم) سے عہدہ قضاہ قبول کرنا درست ہے۔ اور اس کی دلیل کے طور پر یہ بات پیش کی۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کے عہدے حضرات صحابہ کرام نے قبول کیے تھے۔ باوجود اس کے کہ حق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔

صاحبِ فتح القدر نے ہادیہ کی اس عبارت کو لیا۔ اور چونکہ اس سے ایک

وہم پڑتا تھا۔ کہ مسئلہ اپنے مقام پر درست لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بطور مثال پیش کر کے صاحبِ ہدایہ نے اُن کے جائزِ ظالم ہونے کی تصریح کر دی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تا دمِ آخر جائز اور ظالم خلیفہ تھے۔ لہذا آپ کو اب انہی الفاظ سے یاد کرنا درست قرار پایا۔ اس وہم کو دور کرنے کے لیے صاحبِ فتحِ القدر لکھتے ہیں۔

فتح القدر ۱۔

هَذَا قَصْرٌ بِحَيْثُ يَجُوزُ مَعَاوِيَةَ وَالْمُرَادُ فِي خُرُوجِهِ
لَا فِي أَقْضِيَّتِهِ ثُمَّ إِنَّمَا يَسْتَمُرُّ إِذَا شَبَتَ أَقْهٌ وَ لِي
الْقَضَاءِ قَبْلَ تَسْلِيمِ الْحَسَنِ لَهُ وَأَمَّا بَعْدَ تَسْلِيمِهِ
فَلَا وَيُسَمَّى ذَٰلِكَ الْعَامَ عَامَ الْمُحَاجَّةِ رَفَعَ الْقَدِيرُ
جلد ۲ ص ۴۶۱ مطبوعہ مصر

ترجمہ کیا یہ تصریح اس امر کی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو علی المرتضیٰؑ کے خلاف خروج کیا۔ اس میں امیر معاویہ جائز تھے۔ نہ یہ کہ آپ اپنے فیصلوں میں ظالم تھے۔ پھر یہ بات کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ صحابہ نے عہدہٴ قضا قبول کیا اور یہ قبول کرنا جائز و ظالمِ حاکم سے قبول کرنا ہے اس وقت ثابت ہو سکتی ہے۔ جب یہ ثابت کیا جائے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی کو کچھ قضا کا عہدہ پیش کیا تھا۔ اس وقت امام حسنؑ نے خلافت سے دستبرداری نہیں فرمائی تھی۔ اور اگر اس پیش کش کے وقت سے پہلے امام حسنؑ دستبردار ہو چکے تھے۔ تو پھر جائزِ حاکم سے عہدہ قبول کرنے کی یہ مثال درست نہ بنے گی۔ کیونکہ اب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیحہ ہو گئی۔ اس سال کو

عام الحماۃ کا نام دیا گیا۔

گویا وہ وہم جو صاحب ہدایہ کی عبارت سے پڑتا تھا۔ کہ امیر معاویہ کو دم آخر تک جائز کہنا جائز ہو گیا۔ اور اسی ظلم و جور پر ان کا انتقال ہوا۔ لہذا اب اگر انہیں کوئی شخص ظالم کہتا ہے۔ تو صاحب ہدایہ کے قول کے مطابق درست ہے۔ اس وہم کو صاحب فتح القدیر نے صاف فرما دیا۔ فرمایا۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ امیر معاویہ کو جائز کہنا اس وقت تک درست تھا۔ جب تک امام حسن نے ان کے حق میں دستبرداری نہ فرمائی تھی۔ جب وہ دستبردار ہو گئے۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی۔ اب امیر معاویہ پر جائز کا اطلاق قطعاً غلط ہے۔ اس لیے بقیہ دورِ خلافت ان کا ظالمانہ نہیں بلکہ عادلانہ گزرا۔ اور اسی پر ان کا انتقال ہوا۔ لہذا اب کوئی شخص ان کو جائز و ظالم نہیں کہہ سکتا۔ امام حسن کی دستبرداری کے بعد جن صحابہ کرام نے امیر معاویہ سے عہدہ قضاء قبول کیا۔ وہ اس مسئلہ کے تحت داخل ہی نہیں ہو کہ کسی ظالم حاکم سے عہدہ قضاء قبول کرنا درست ہے یا نہیں؟

اب آئیے صاحب فتح القدیر کے مشرب و مسلک کی طرف امیر معاویہ کے بارے میں ان کا کیا نقطہ نظر ہے۔ امیر معاویہ کے مناقب کی بحث میں ہم ان کا نظریہ بیان کر چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ وہ بناوٹ سے قبل امیر معاویہ کو کافر و منافق کہنا ہرگز جائز نہیں۔ اگرچہ علی المرتضیٰ کے خلاف لڑنے کی وجہ سے ان کو باغی کہا گیا۔ لیکن یہ بناوٹ اجتہادی غلطی کی بنا پر تھی۔ لہذا اس کی وجہ سے بھی آپ پر لعن طعن کرنا جائز نہیں۔ اور پھر جب امام حسن نے ان کے حق میں دستبرداری فرمائی اور ان کی بیعت کر لی۔ تو اب انہیں کافر کہنا تو دور کی بات ہے۔ باغی اور ظالم کہنا بھی جائز نہیں ہے۔

اگر محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کو فتح القدیر پر اعتماد ہے۔ تو پھر انہیں یہی عقیدہ

و نظریہ اپنا ناچاہیئے۔ جو ہم نے سطور بالا میں بالاختصار بیان کیا۔ یہ لوگ خود من طعن کرنے والے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دینے والے اور صاحبِ نفع القدر و دلائل سے اس کے عدم جواز پر زور دینے والے ہیں۔ اس تفصیل کے بعد قارئین کرام آپ حقیقت منکشف ہو گئی ہوگی۔ کہ ہم نے اوپر جواب کے شروع میں کچھ کہا تھا۔ بات وہی ہے یعنی یہ لوگ اپنا اٹو سیدھا کر کے لیے اھر کی عبارتیں سیاق و سباق سے ہٹا کر اور کمال مکرو فریب کے ساتھ پیش کر کے قارئین کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں۔ کہ ہماری تحقیق جیسی کسی کی تحقیق نہیں۔ اس لیے دوسروں کی باتیں چھوڑو۔ اور ہماری دم مضبوطی سے تھامو۔ ہم پھر بھی دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں صلہ مستقیم دکھائے۔ اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جواب امر چہارم؛

احکام القرآن کے حوالہ سے لَا يَنْالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ کے تحت یہ ثابت کیا گیا۔ کہ چونکہ معاویہ ظالم ہے۔ اس لیے اسے کوئی عہد اور عہدہ نہیں مل سکتا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ محدث ہزاروی نے اس آیت کو بھی اپنے مقصد کے لیے توڑ موڑ کر پیش کیا ہے۔ واقعہ یوں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جب ابراہیم علیہ السلام کو چند کلمات سے آزمایا۔ تو آزمائش میں پورا اترنے پر فرمایا: اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا، میں تمام لوگوں کے لیے تمہیں امام بنانے والا ہوں۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جوش دیکھا۔ تو عرض کیا: ”قَالَ وَعِیْنُ ذَرِّیَّتِیْ“ میری اولاد میں سے بھی (امام ہوگا) تو جواب آیا۔ لَا يَنْالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ میرا عہد ظالموں کے لیے نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امام بنائے جانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ آپ کو دیگر انبیاء کرام کی طرح نبی ہونے کے علاوہ ایک اور خصوصیت عطا کی جا رہی ہے۔ وہ یہ کہ انبیاء کرام کی تعلیمات ان کے امتیوں یا

ایک مخصوص زمانے کے لوگوں تک محدود ہوئی تھیں۔ لیکن اسے ابراہیمؑ: تمہاری تعلیمات کا کافی حصہ میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر بھی اسی طرح جائز رکھوں گا۔ جس طرح تمہاری امت کے لیے ہے۔ اور پھر وہ تعلیمات تا قیامت لوگوں کا مہولہ نادینے کی وجہ سے تمہیں اس طرح تمام آنے والے لوگوں کا امام بنا دیا گیا ہے۔ یہ امامت دراصل نبوت ہی ہے۔ نبوت سے علیحدہ کوئی منصب نہیں۔ جیسا کہ اہل تشیع کا عقیدہ ہے۔ اب ابراہیمؑ علیہ السلام کو فرمایا جا رہا ہے۔ کہ میرا یہ عہد منصب امامت و نبوت (ظالم کی نہیں ملے گا۔ احکام القرآن کی اصل عبارت ملاحظہ ہو احکام القرآن:۔

(لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ) اِنَّهُ الْكِبُوَّةُ وَعَنْ مُجَاهِدٍ
اَنَّهُ اَرَادَ اَنَّ الظَّالِمَ لَا يَكُوْنُ اِمَامًا وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
اَنَّهُ قَالَ لَا يَكُزِمُ الْوَفَاءُ بِعَهْدِ الظَّالِمِ فَاِذَا اَهْتَدَ
عَلَيْكَ فِي ظُلْمٍ فَتَقْضِ وَقَالَ الْحَسَنُ لَيْسَ لَهُمْ
عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ يُعْطِيهِمْ عَلَيْهِمْ خَيْرًا فِي الْاٰخِرَةِ
قَالَ ابُو بَكْرٍ جَمِيعُ مَا رَوِيَ مِنْ هٰذِهِ الْمَخَارِفِ
يَحْتَمِلُهُ اللَّفْظُ وَجَائِزٌ اَنْ يَكُوْنَ جَمِيعُهُ مُرَادًا
اللَّهُ تَعَالٰی وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلٰی ذٰلِكَ عِنْدَ كَافِلٍ
يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ الظَّالِمُ نَبِيًّا وَّلَا خَلِيْفَةً
لِنَبِيِّ وَلَا قَاضِيًا وَلَا مَنْ يَكُزِمُ النَّاسَ قَبُوْلُ
قَوْلِهِ مِنْ اُمُوْر الدِّيْنِ مِنْ مُنْفِيٍّ اَوْ شَايِدٍ اَوْ مُخْبِرٍ
عَنِ النَّبِيِّ تَحْبُرًا۔ (احکام القرآن الجزء الاول ص ۶۹
مطبوعہ بید و تنزیرات لا ینال عہدی الظالمین)

تَرْجَمَہ: لَا یُنَالُ عَهْدُ حِجَی میں عہد سے مراد نبوت ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت پر ارادہ فرمایا ہے کہ ظالم امام نہ ہوگا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ نے کہا کہ ظالم کے عہد و پیمان کی ایفا لازم نہیں ہے۔ جب وہ کسی ظلم کے کام میں تجھ سے عہد و پیمان کرے تو اُسے توڑ ڈال، جناب حسن کہتے ہیں کہ ظالموں کا اللہ کے ہاں کوئی ایسا عہد نہیں کہ وہ انہیں اختراع میں غیر عطل فرمائے۔ ابو بکر کہتے ہیں عہد کے جو معانی بیان ہو چکے ہیں۔ ان تمام کا لفظ عہد میں احتمال موجود ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ سارے معانی اللہ تعالیٰ کی مراد ہوں۔ ہمارے ہاں وہ لفظ اسی پر محمول ہے۔ لہذا ظالم کا نبی ہونا، نبی کا خلیفہ ہونا، اور نہ ہی کوئی ایسا شخص جس کا قول دینی معاملات میں لوگ قبول کرتے ہیں۔ ایسا ہونا جائز نہیں ہے جیسا کہ مفتی، گواد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی خبر کو لوگوں تک پہنچانے والا۔

توضیح :-

احکام القرآن کے مذکورہ اقتباس میں سے صرف ام حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول محدث ہزاروی نے پیش کیا۔ جس کا معنی یہ ہے کہ ظالم کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں بھلائی کا کوئی عہد نہیں۔ لیکن اس سے پہلے کے احتمالات جان بوجھ کر چھوڑ دیئے گئے۔ اور بعد میں فیصلہ کن بات بھی گول کر دی۔ محدث ہزاروی دراصل اس جملہ کا مصداق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بنا کر ان حضرات کو تنبیہ کرنا چاہتا ہے۔ جنہوں نے اس کے بقول ایک ظالم کو خلیفہ و امام مقرر کیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی نفی کر دی۔ جہاں تک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ظالم یا عادل ہونے کا فیصلہ ہے اس بارے میں ہم بار بار بیان کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام

صحابہ کو ”عدول“ فرمایا۔ اور چترسین کریمین نے جب صحابہ معاویہ کی امارت و امامت کو تسلیم کر کے ان کی بیعت کر لی۔ اگر ان دونوں اور دیگر صحابہ کرام نے امیر معاویہ کو ظالم سمجھا تھا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی انہوں نے کی۔ نہ کہ امیر معاویہ نے اور اگر ان کا اقدام درست تھا۔ اور یقیناً درست تھا۔ تو پھر آیت کا مصداق امیر معاویہ کو بتانا ایک ظلم عظیم ہے۔ علاوہ ازیں مشکوٰۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امیر معاویہ کے حق میں یہ دعا بھی نقل فرمائی۔ اللھم اجعلہ ہادیامہدیا۔ اے اللہ! معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا۔ یہ اس مستجاب الدعوات شخصیت کی دعائے جہنیں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ صاحبِ مرقات ملا علی قاری اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

مرقات شرح مشکوٰۃ:

وَلَا رَيْبَ أَنَّ دُعَاءَ النَّبِيِّ مُسْتَجَابٌ فَمَنْ كَانَ
هَذَا حَالُهُ كَيْفَ يُرْتَابُ فِي حَقِّهِ رِمَقَاتٍ مَرْقَاتٍ
مشکوٰۃ جلد ۱ (ص ۴۳۸)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یقیناً مستجاب ہے۔ سو جس شخص کی یہ حالت ہو۔ اس کے بارے میں شک کیے جانے کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔

ان تمام شواہد سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہرگز ہرگز دُلا
یَنَالَ عِلْدِی الظَّالِمِینَ کا مصداق نہیں بنتے۔ بلکہ کَلَّا وَعَدَ اللّٰهُ الْعَشَاقِی
وغیرہ آیات ان کے فضائل اور عفتی ہونے کی قطعی دلیلیں ہیں۔

جواب امر پند جہن:

تَفَعَّلَهُ الْفِتْنَةُ الْبَاقِیَّةُ۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے

میں حضور کا ارشاد گرامی ہے۔ اس حدیث کے تحت ملا علی قاری رقمطراز ہیں دو کہ عمار یا سر کو قتل کرنے والا امیر معاویہ ہے، لہذا وہ طاعنی باغی ظالم ہوا۔ اس لیے ایسے شخص پر لعن طعن جائز ہے۔ اس کے بعد محدث ہزاروی نے کہا کہ یہ شرح مقاصد اور فتاویٰ رضویہ کے مطابقی ایسے شخص پر لعن طعن کرنا واجب ہے۔

قارئین کرام! جہاں تک مرقات شرح مشکوٰۃ کی عبارت کا معاملہ ہے۔ تو اس میں ظالم باغی کا لفظ ہمیں نظر نہیں آیا۔ بالفرض اگر مان لیا جائے۔ تو پھر شرح مقاصد اور فتاویٰ رضویہ کے حوالہ جات بیکار ہوں گے۔ کیونکہ ان دونوں حضرات نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن سے منع کیا ہے۔ اور سختی سے روکا ہے بشرح مقاصد میں ہے۔ لَيْسُوا كُفَّارًا وَلَا فٰسِقًا وَلَا ظٰلِمًا۔ امیر معاویہ اور ان کے ساتھی نہ تو کافر و فاسق تھے۔ اور نہ ہی ظالم، فتاویٰ رضویہ میں ہے۔ جو امیر معاویہ پر لعن طعن کرے۔ وہ مسلمان نہیں۔ بلکہ جہنمی کتا ہے۔ اب اس طرف آئیے۔ کہ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واقعی ماحسب مرقات ملا علی قاری کے نزدیک ظالم باغی ہے۔ جیسا کہ محدث ہزاروی نے ان کے کلام سے ثابت کر کے شرح مقاصد اور فتاویٰ رضویہ کے فتوے سے لعن طعن کا جواز بلکہ وجوب پیش کیا ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حسب امر قاة ملا علی قاری کے نظریات

مشکوٰۃ:

وَعَنْ عَمْرِأِ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَأَلْتُ رَبِّي عَنْ اخْتِلَافِ أَصْحَابِي مِنْ بَعْدِي فَأَوْحَى إِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ أَصْحَابَكَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ النَّجُومِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا أَقْوَى مِنْ بَعْضٍ وَلكِنْ تَوَرَّعْ مَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِنْهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِي عَلَى مُدَى قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابِي كَالْجُذُومِ فَبِأَيِّهِمْ اخْتَدَيْتُمْ اخْتَدَيْتُمْ (رواه زرین)

رمشکوٰۃ ص ۵۵۴ باب مناقب صحابہ الفصل الثالث

مطبوعہ نور محمد کراچی

ترجمہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کرام کے اختلاف کے بابت سوال کیا۔ جو میرے پروردگار کے بعد رہنا ہوں گے۔ تو میری طرف اس نے وحی کی۔ اے محمد

یقیناً تمہارے صحابہ میرے نزدیک آسمانی ستاروں کی مانند ہیں لیکن بعض سے اقویٰ ہیں۔ اور سبھی نور ہیں۔ لہذا جس نے اُن کے اختلاف میں سے کسی کو لے لیا۔ وہ میری طرف سے ہدایت پر ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے اصحاب ستاروں جیسے ہیں۔ ان میں سے جس کی تم اقتداء کرو گے۔ ہدایت پا جاؤ گے۔

مرقات شرح مشکوٰۃ:

قَالَ السَّيِّدُ جَمَالُ الدِّينِ الظَّاهِرُ أَنَّ مَرَادَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِخْتِلَافَ الَّذِي فِي الدِّينِ مِنْ غَيْرِ إِخْتِلَافٍ لِلْغَرَضِ الَّذِي يُنَوَّى فَلَا يَشْكُلُ بِإِخْتِلَافٍ بَعْضُ الصَّحَابَةِ فِي الْإِخْلَافَةِ وَالْإِمَارَةِ قُلْتُ الظَّاهِرُ أَنَّ إِخْتِلَافَ الْإِخْلَافَةِ أَيْضًا مِنْ بَابِ إِخْتِلَافٍ فَرُوعِ الدِّينِ النَّاشِئِ عَنْ إِجْتِهَادِ كُلِّ لَامِنِ الْغَرَضِ الَّذِي يُنَوَّى الصَّادِرِ عَنِ الْعَقْلِ النَّفْسِيِّ۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۸۰)

ترجمہ: سید جمال الدین نے کہا کہ اختلاف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اختلاف دینی ہے۔ جو دینی غرض نہ رکھتا ہو۔ لہذا آپ کے اس ارشاد پر یہ اشکال وارد نہ کیا جائے کہ بعض صحابہ کرام نے خلافت اور امامت میں اختلاف کیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اختلاف خلافت بھی ظاہری طور پر دینی غرضی اختلاف کے ضمن میں آتا ہے۔ جو ہر ایک کے اپنے اپنے اجتہاد سے پیدا ہوا۔ اس میں بھی کوئی دینی غرض نہ تھی جو خواہشات نفسانی کا حصہ لیے ہوئے ہو۔

۲۔ مرقات شرح مشکوٰۃ:

فَرَحِمَ اللَّهُ مَنْ أَنْصَفَ وَلَمْ يَتَعَصَّبْ وَلَمْ يَتَعَسَّفْ
وَلَوْلَا الْإِقْتِصَادُ فِي الْإِعْتِقَادِ لَيَلَّا يَتَعَافَى فِي بَجَائِزِهِ
سَبِيلُ الرِّشَادِ مِنَ الرِّفْضِ وَالنَّصَبِ بِأَنْ يُحِبَّ
جَمِيعَ الْأَلِ وَالصَّحْبِ - (مرقات شرح مشکوٰۃ

جلد ۱ ص ۱۱۱ باب فی المعجزات فصل اول)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے۔ جو انصاف پر عمل کرے اور
تعصب و بہت دھرم کو چھوڑ کر اعتقاد میں اس نے صحیح راستہ اختیار
کیا۔ اور اس نے رخص و نصب کو چھوڑ کر بھلائی کا راستہ اپنایا۔ یعنی تمام
آلِ رسول اور صحابہ کرام سے دوستی کا عقیدہ رکھا۔

۳۔ مرقات شرح مشکوٰۃ۔

فلا يشكل باختلاف بعض الصحابة في الخلافة والامامة
قلت الظاهر ان اختلاف الخلافة ايضا من باب اختلاف
فروع الدين الناشئ عن اجتهاد كل لا من الفرض الديني
المصدر عن الحفظ النسفي - (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۸۰ باب مناقب صحابہ)
حاصل ترجمہ: صحابہ کرام کے درمیان جو اختلاف خلافت اور امامت میں ہوئے
یہ فروعِ دین سے ہے۔ اصولِ دین سے نہیں۔ اور پھر یہ ان کے درمیان
جو اختلاف ہے۔ یہ اجتہادی ہے۔ عنادی یا نفسانی نہیں ہے۔

شرح شفاء: ملا علی قاری: بر حاشیہ نسیم الریاض

وَقَالَ سَعْنُونُ مَنْ كَثُرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ أَوْ عُنْمَانِ أَوْ غَيْرَهُمَا

كُمَاوِيَةَ وَعَمْرُو بْنَ الْعَاصِ يُوجَعُ بِصَيْغَةِ الْمَجْهُولِ
مُتَعَقِّفًا أَوْ مُشَدِّدًا۔

(شرح شفاء جلد چہارم ص ۵۶۶)

ترجمہ: سحنون کہتے ہیں۔ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی مثلاً
علی المرتضیٰ یا عثمان غنی یا ان دونوں کے علاوہ جیسا کہ معاویہ اور عمرو بن العاص
رضی اللہ عنہم کو کافر کہتا ہے۔ اُسے سخت ترین سزا دی جائے گی۔

۵۔ شرح شفاء: ملا علی قاری،

وَحَكَى ابْنُ مُحَمَّدٍ بَنَ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ سَحْنُونٍ
فِيْمَنْ قَالَ فِي ابْنِ بَكْرٍ وَعَمْرٍو وَعُثْمَانُ وَحَلِيٍّ
أَنَّهُمْ رَأَى كُلَّهُمْ كَانُوا فِي ضَلَالٍ وَكُنُفٍ قَتَلِ
وَمَنْ شَتَّوْا عَنْهُمْ رَأَى عَيْرَ الْخُلَفَاءِ إِلَّا زُبَيْدَةً
مِنَ الصَّحَابَةِ كُمَاوِيَةَ وَحَلِيٍّ بِمِثْلِ هَذَا الْقَوْلِ
تُكَلِّلُ الْبُكَالَ الشَّدِيدَ۔

(شرح شفاء ملا علی قاری برعاشیر نیم الریاض جلد چہارم ص ۵۶۶)

ترجمہ:

سحنون نے ابو محمد بن ابی زید نے حکایت کی کہ جو شخص ابو بکر صدیق،
عمر فاروق، عثمان غنی، اور علی المرتضیٰ ان سب کو گمراہ اور کافر کہتا۔
ہے۔ اُسے قتل کر دیا جائے۔ اور جو ان خلفائے اربعہ کے علاوہ
کسی صحابی مثلاً معاویہ وغیرہ کو گالی بکتا ہے۔ اسے عبرت ناک
سزا دی جائے۔

ملحوظات

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے امیر معاویہ کے بارے میں ہم نے چند اقتباسات پیش کیے۔ ان میں صاف عیاں کہ حضرات صحابہ کرام کے مابین باہمی اختلاف کو وہ اجتہادی اختلاف سمجھتے تھے۔ اور سب صحابہ کرام کو بلا استثناء امیر معاویہ وغیرہ آسمان ہدایت کا درخشندہ ستارہ کہتے تھے۔ اور ان کے باہمی اختلاف کو دنیوی غرض اور نفسانی خواہشات سے دور سمجھتے تھے۔ اور پھر خلفائے اربعہ میں سے کسی کی تکفیر کرنے والے کے قتل کا حکم اور دیگر صحابہ کرام پر لعن طعن کرنے والے کو عبرت ناک سزا تجویز کرتے تھے۔ اور اس شخص کو اللہ تعالیٰ کا محبوب و منظور نظر سمجھتے تھے۔ جو رفض و نصب سے ہٹ کر اہل سنت کے راستے یعنی صراطِ مستقیم پر گامزن ہے۔ یہ تھا۔ ملا علی قاری کا نظریہ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بقول محدث ہزاروی طاعنی باعنی ظالم کا فر مرتد وغیرہ کہنا تو کجا ایسے قائل کی سخت ترین سزا کے حق میں تھے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْاَبْصَارِ

الزام نمبر ۲۴

بانی کفر و بغاوت و بدعت معاویہ نے علی اور انکی
محبت والوں پر لعن طعن اور غلیظ گالیوں کا
بکواس خطبہ جمعہ میں ۲۱؎ سے جاری کیا
اور کرایا

اور حدیث ہے میں رسول اللہ نے فرمایا۔

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي وَمَنْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ
جس نے علی کو گالی دی۔ بے شک اس نے مجھ کو گالی دی۔ اور جس نے مجھے گالی دی
بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی۔ جامع سفیر جلد دوم ص ۲۷، مطبع بیروت
پس فتاویٰ حسام الحرمین اور فتاویٰ صوام ہندیہ پر عرب و عجم کے تین سو ایک علماء
مشائخ حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی کے قطعی اجماعی فتوے اس مجرم پر لگ گئے جس نے اللہ رسول
کی توہین ہتک گالی، لعن طعن کے خبیث جرم کا ارتکاب کیا۔ چاہے خیر القرون کا ہو یا
بعد کا چاہے کوئی عرب کا ہو یا عجم کا چاہے کوئی صحابی ہو یا غیر صحابی چاہے کوئی مطیع ہو
یا باغی چاہے معاویہ ہو یا ابوسفیان یا ہندہ چاہے حکم ہو یا مروان چاہے یزید ہو یا
اس سے مزید چاہے مجتہد ہو یا نادان۔ چاہے مقلد یا غیر مقلد چاہے

اہل حدیث ہو یا اہل قرآن چاہے قادیانی ہو یا لاہری چاہے سنی ہو یا شیعہ چاہے سید ہو یا غیر
سید چاہے تلمذ ہو یا پیر چاہے اعلیٰ ہو یا ادنیٰ چاہے نعمت خزان ہو یا تبرّاباز چاہے اپنا ہو
یا بیگانہ چاہے نیا ہو یا پرانا ان پر ایسی فتویٰ ہے۔ یہ کسی فرقہ یا فرد سے ضد و تعصب کی بنا
پر نہیں دین حق اسلام اور اللہ رسول کا قطعی حکم ہے۔ وَ بِالْجُمْلَةِ قَوْلُ الطَّائِفِ
حُكْمُهُمْ كَقَارِ مُرْتَدٍّ وَ نَخَارِ جُنُونَ عَنِ الْإِسْلَامِ

يَا جَمَاعَ الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ قَالَ فِي الْبَزَازِ يَه
وَالدَّرَزِ وَالْعَرَبِ وَفَتَاوَى الْخَيْرِيَّةِ وَمَجْمَعِ
الْأَنْهَارِ وَالْأَدْرَ الْمَخْتَارِ وَغَيْرِهَا مِنْ الْمَعْتَمَدَاتِ
الْأَسْفَارِ فِي مِثْلِ هَؤُلَاءِ الْكُفَّارِ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِمْ وَ
عَدَايِهِ فَقَدْ كَفَرَ۔

جوان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ فتاویٰ حسام الحرمین
اور فتاویٰ صوامع ہند یہ منہ کر خود پڑھو پھر سوچو کیا ایسے مجرم پر صحابی کا اعتقاد کرنا۔ اور
غلات کتاب و سنت رضی اللہ عنہ پڑھنا میں اس فتوے کی زد میں نہیں آتا۔ ضرور آتا ہے۔ پھر
ایسوں کی خوش اعتقادی کی کتاب کا نام بہار بغاوت کی بجائے۔ بہار شریعت رکھنا۔
اور اس قرآن کو جس میں اَللّٰهُ كَاذِبٌ اَلْيَوْمَ اَلْمَدَّةُ لَكُمُودٌ يَتَكَبَّرُ وَاَنْتُمْ مَسْتَكْبِرُونَ
تکمیل الایمان زمانہ بلکہ اس کے برعکس کسی کی کتاب یا اپنی کتاب کو ان کا کیا قرآن پاک
پر ایمان ہے۔ یا کفر معاذ اللہ ایک مومن کو عمداً قتل کرنے والے کا حکم فُجْرَانَةٌ جَعَلَهُمُ
خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُ الْاٰيَةُ تو جس نے ایک لاکھ
ستر ہزار مومن مسلمان مہاجرین و انصار قتل کیے کرائے اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنا
قرآن پاک کا کھلم کھلا کفر مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے

محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ عدد
امور پائے جاتے ہیں جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں

امراؤں: امیر معاویہ نے اپنے دور خلافت میں جمعہ کے خطبہ میں علی المرتضیٰ پر

لعن طعن کا سلسلہ شروع کیا۔

امرد دوم:

حضرت علی المرتضیٰ کو گالی دینا رسول اللہ کو گالی دینے اور اللہ کو برا بھلا کہنے کے برابر ہے۔ لہذا ایسے شخص پر تین سو ایک علماء کا فتوے کفر و ارتداد لگے گا مان میں سے چاہے کوئی اصفیٰ ہو یا علی ہو کسی کی استثناء نہیں۔

امر سوم: امیر معاویہ کو صحابی کہنے والا بھی اسی فتوے کی زد میں ہے۔

امر چہارم: جو لوگ امیر معاویہ کو صحابی کہتے ہیں۔ ان کی کتاب کا نام دبہار شریعت، اکی کو کھائے بہارِ بقاوت ہونا چاہیئے۔ اور تکمیلِ قرآن کا انکار کفر ہے۔

امر پنجم:

ایک لاکھ ستر ہزار مسلمانوں کو قتل کرنے والے کو رضی اللہ عنہ کہنا قرآن کریم کی کھلی مخالفت ہے۔ کیونکہ اس میں ایک مسلمان کے قتل کرنے والے کو دوزخی کہا گیا ہے۔

جواب امرا و قلا:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ الزام کہ انہوں نے اپنے دورِ خلافت میں علی المرتضیٰ پر لعن طعن کا سلسلہ غلطی میں شروع کیا۔ یہ روایت تاریخ طبری میں ہے۔ اور جن راویوں سے مذکور ہے۔ ان میں لوط بن یحییٰ اور ہشام بن محمد سائب الکلبی بھی ہیں۔ ہم اس روایت کی مفصل تحقیق و بحث تحفہ جعفریہ جلد پنجم ص ۱۴۱ پر کر چکے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اول تو ملازمہ طبری جو اس کا مؤجد ہے۔ وہی قابلِ استدلال و حجت نہیں۔ علاوہ ازیں اس روایت کے مذکورہ دونوں راوی کثر شیعہ ہونے کے ساتھ ساتھ کذاب بھی ہیں۔ ان سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کسی تعریف و اچھائی کی امید نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ اس واقعہ کی غود و کتب شیعہ تو یہ کہتی

ہیں۔ وہ اس طرح کعلی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جب امیر معاویہ کے حضور مناقب و فضائل بیان کیے گئے۔ تو امیر معاویہ نے کزار و قطار روئے لگے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

امالی شیخ صدوق:

عن الاصبغ بن نباتہ قال دخل ضرار بن ضميرة
النمشلی علی معاویہ بن ابی سفیان فقال له صفی
علیاً قال..... فَاِذَا اَتَيْتُمْ فَحَنِّ وَمِثْلَ اللّٰهُ لَوْ اَلْمَنْقُورُ
فَقَالَ مُعَاوِيَةُ زِدْنِي مِنْ صَفْتِهِ فَقَالَ ضَرَّارُ رَحِمَ
اللّٰهُ عَلِيًّا كَانَ وَاللّٰهُ طَوِيلَ السَّهَادِ قَلِيلَ الرَّقَادِ
يَشْلُوْا كِتَابَ اللّٰهِ اَنَاءَ اللَّيْلِ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ...
قَالَ فَبَكَى مُعَاوِيَةُ وَقَالَ حَسْبُكَ يَا ضَرَّارُ كُنَّا لَكَ
كَانَ وَاللّٰهُ عَلِيٌّ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا الْحَسَنِ۔

۱۔ امالی شیخ صدوق ص ۳۷۱، المجلس الخادی

والشعون مطبوعہ قم جدید (۲) حلیۃ الابرار

جلد اول ص ۳۳۸ مطبوعہ قم

ترجمہ: ضرار بن خضرہ نمشلی ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا۔ تو آپ نے اسے فرمایا۔ کچھ علی المرتضیٰ کی خوبیاں بیان کرو۔ کہا جب آپ تبسم فرماتے تھے۔ تو گویا موتی جھڑتے تھے۔ امیر معاویہ نے فرمایا۔ کچھ اور بیان کرو۔ ضرار بولا۔ علی المرتضیٰ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے وہ کم سونے والے، زیادہ شب بیدار اور رات دن قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے تھے۔ یسین کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ اور فرمانے لگے۔ بس کرو ضرار۔ خدا کی قسم! علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایسے ہی تھے۔ خدا

الرحمن پر رحم فرمائے۔

ملحہ فکریہ:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصاف فرمائش کر کے سنتے اور سن کر زار و قطار رو رہے ہیں۔ تو پھر ان کے بارے میں یہ کہنا۔ کہ انہوں نے اپنے دور میں خطبہ کے دوران علی المرتضیٰ پر لعن طعن کا رواج دیا۔ ان دونوں میں کیا مناسبت ہو سکتی ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ ایسی روایات جن میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علی المرتضیٰ پر لعن طعن کرنا منقول ہے۔ وہ کسی مخالفت کی تراشی ہوئی ہیں۔ اور ناقابل وثوق ہیں۔

امر دوم کا جواب:-

حضرت علی المرتضیٰ کو گالی دینے والا دراصل اللہ و رسول کو گالی دیتا ہے جب ہم یہ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت امیر معاویہ پر جو لعن طعن کا الزام لگایا گیا۔ سرے سے اس کا وجود نہیں۔ تو پھر اس پر تفریع بٹھانا زاری حماقت ہوگی۔ اور پھر اس ضمن میں اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کا چسپاں کرنا دوسری حماقت ہوگی۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مومن کامل اور جنتی ہیں۔ اس لیے انہیں ماننے والے اُن فتوؤں کی زد میں نہیں آسکتے۔ محدث ہزاروی اُن فتاویٰ کی ہمہ گیر ہی کو اپنے مذموم مقاصد کی خاطر بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ وہ فتوے ہر ایک پر جاری ہوگا۔ چاہے وہ صحابی ہو یا غیر صحابی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت نے کہاں کبھی صحابی پر ایسا فتوے لگایا ہے۔ یہ تقسیم اس لیے کرنی پڑی کہ حضرت امیر معاویہ کو داخل کرنے کی انتھک کوشش تھی۔ حالانکہ آپ ان میں ہرگز داخل نہیں۔ پھر کسی صحابی پر کفر کا فتوے لگ جائے۔ تو اسے صحابی کون مانے گا۔ تو معلوم ہوا کہ اس تقسیم میں محدث ہزاروی کی مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھی۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

جواب امر سوم:

”امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی ماننے والا کافر ہے۔ ہم اس بارے میں کچھ چکے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں صحابی کہا۔ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ”جرالامہ“ اور ترجمان القرآن کے القاب عطا ہوئے۔ ان کے علاوہ البعین کلم تبع البعین اور امت کا اجماع انہیں صحابی مانتا ہے۔ اتنے مسلمانوں کو ایک کلم کافر قرار دے دینا دراصل اپنے کفر کی تصدیق کرنا ہے۔ اور رعبث باطنی کا اظہار مقصود ہے۔

جواب امر چہارم:

باقی رہا بہارِ شریعت کا نام بہارِ بغاوت ہونا چاہیے تھا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کتاب میں صرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے صحابی اور مومن ہونے کی بات ہی نہیں۔ بلکہ عبادات و معاملات اور نکاح و طلاق کے تقریباً تمام مشہور مسائل اس میں موجود ہیں۔ لہذا اگر اسے بہارِ بغاوت کہا جائے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اس کتاب کے ہر ایک مسئلہ میں ایمان و اسلام سے بغاوت ہے۔ اور وہ سبھی مسائل محدث ہزاروی اور ان کے حیلے چانے ان پر غلبہ میرا ہیں لہذا جو باغی تکیے مسائل پر عمل کرنے وہ بھی باغی۔ اور اگر اسے بہارِ شریعت کا امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنا۔ یہ بات محدث ہزاروی کو کڑوی لگی۔ اس بنا پر اس کی کتاب موردِ الزام ٹھہری۔ تو پھر قرآن کریم، کتب تفاسیر اور کتب احادیث کو کیا کہو گے۔ کیونکہ ان میں کسی کے اندر اجمالاً اور کسی میں تفصیلاً امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان و مبنی ہونے کا ذکر ہے۔ معلوم ہی ہوتا ہے۔ کہ عداوت اور حسد کی آگ نے محدث ہزاروی کا باطن اتنا جلا دیا ہے۔ کہ وہ قرآن کریم و سیرۂ کو موردِ الزام ٹھہرا دیں گے۔

جواب امر پنجم:

”ایک لاکھ ستر ہزار مومنوں کا قاتل امیر معاویہ“ اس الزام کی کئی مرتبہ تردید ہو چکی ہے۔ ان احباب کی شہادت دراصل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی

وجہ سے وقوع پذیر ہوئی۔ لہذا ان کے قتل کے ذمہ دار وہ باغی ہیں اور قاتلانِ عثمان ہیں جن سے قصاص کا مطالبہ کیے جانے کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا۔ ان تفصیل کی تکرار کی ضرورت نہیں۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

نوٹ:

ان چوبیس عدد الزامات کے بعد محدث ہزاروی نے ایک واقعہ نقل کیا ہے جس میں ناڑے کے کچھ طلبہ نے اس کے خلاف فتویٰ چھاپا جس میں علماء و مشائخ کا محدث ہزاروی سے اختلاف کا ذکر ہے۔ ان میں کوئی حاجی زمان نامی شخص ہے۔ جس پر محدث ہزاروی کے عتاب کا بھی ذکر ہے۔ ہم نے چونکہ علمی اور عوامی الزامات کا جو اب دینا تھا۔ وہ دے دیا۔ اس قسم کے ذاتی الزامات سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے ہم اس کی بحث میں الجھنا نہیں چاہتے۔ لیکن یہ بات بہر حال سچی ہے۔ کہ علماء و مشائخ کرام کا محدث ہزاروی کے ساتھ اتفاق نہیں۔

نعرہ حق چاریار

بدعت ہے اور جاہلوں کی اختراع ہے محدث بنیادی

نعرہ تحقیق جاہل بے علموں اور دین ایمان سے ناواقفوں کی ایجاد اور بدعت ہیں۔ اور ناقابل قبول ہے۔ زلاتِ اختیار و منکر معروف نہیں یومن کی شاکِ بَیْأَمْرُوْنَ بِالْمَعْرُوفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ حدیث میں ہے۔ جنتیوں کی ۲۰ صفیں ہوں گی جس میں اسی میری امت کی اور چالیس باقی انبیاء کی امتوں کی ہوں گی۔ اس سے پتہ چلا کہ حضور کی امت کی اکثریت اہل حق ہے۔ جو جنت میں ہوگی۔ یا اس سے مراد آلِ اصحاب ہیں تو وہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب ہیں۔ ان میں سے صرف چار حق ہیں۔ تو باقی ایک لاکھ تیس ہزار نو سو چھپا نوے ہوئے۔ اب بتاؤ کہ اس بدعتی نعرے میں تو صرف چار یا حق ہیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک لاکھ چوبیس ہزار سے اکثر حق ثابت ہوتے ہیں۔ اور بدعتی منکر نعرہ اس کے خلاف ہے۔ جو قابلِ مردود ہے۔ لہذا قرآن میں ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكِتَابَ۔ یہ جاہلوں کا نعرہ ہے۔ بے تحقیق منکر بدعت ہے۔ اور اس آیت کے مقصد کے بھی خلاف ہے۔ لہذا مردود ہے۔ مسلمانوں کو ترک کر دینا لازم ہے۔ حضور کے سب یا حق ہیں۔ جو ناحق ہیں۔ وہ آپ کے نہیں۔ بلکہ مطلقاً باغی ہیں۔

جواب:

حق چاریار کا نعرہ پورائوں ہے۔ نعرہ خلافت۔ حق چاریار۔ اس نعرے کی اصل یہ ہے۔ کہ اہل تشیع کے عقائد و نظریات یہ کہتے ہیں۔ کہ تین خلفاء (ابوبکر، عمر فاروق،

عثمان رضی اللہ عنہم (علیفِ ناحق تھے۔ انہوں نے خلافت پر غاصبانہ قبضہ کیے رکھا۔ اور یہ کہ یہ
 یتیموں کا ظالم تھے۔ (معاذ اللہ) صرف اور صرف خلافت حضرت علی المرتضیٰ کے کا حق تھی۔
 اہل تشیع کے اس نظریہ کے ابطال اور اہل سنت اپنے عقیدے کے اظہار کے لیے
 اس نعرہ کو اپنائے ہوئے ہیں۔ گویا باوازنہ مندرستی یہ کہتا ہے کہ میرے عقائد کے مطابق
 چاروں خلفائے رسول حق تھے۔ صرف علی المرتضیٰ حق پر اور ان سے پہلے مینوں ناحق ہوں
 یہ ہرگز نہیں۔ اس لیے اس نعرے کا مقصد خلفائے اربعہ کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ
 وافع کرنا ہے۔ اور اہل تشیع کے مرنے ایک کو حق کہنے کی تردید مقصود ہے۔ یہ نہیں کہ ہمارے
 نزدیک تمام صحابہ کرام میں سے صرف یہی چار حق پر تھے۔ اور بقیہ تمام (معاذ اللہ) حق سے
 دور تھے۔ اس نعرے سے ایک اور بات واضح کرنا بھی مراد ہے۔ وہ یہ کہ ان چاروں
 خلفائے کما بین جو فرضی اختلافات اور من گھڑت واقعات کے ذریعہ دشمنی اور عداوت
 ثابت کرتے ہیں۔ وہ غلط ہے۔ بلکہ یہ چاروں باہم شیعہ و شکر تھے۔ اور اللہ تعالیٰ
 کے ارشاد ”وَحَمَاءٌ بَيْنَهُمْ“ کی تصویر تھے۔ نعرے کی اصلیت واضح کرنے
 کے بعد اب ہم اس دلیل کی طرف آتے ہیں جس کا سہارا محدث ہزاروی نے لیا۔
 یعنی اگر چار ہی حق پر ہیں۔ تو ایک لاکھ تیس ہزار نو سو چھپا نوے صحابہ کرام حق پر نہ رہے
 اس طرح کل قیامت کو ۱۲۰ صفیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی کس طرح پوری ہوں
 گی؟ ہم اس دلیل کو بے دلیل کرنے کے لیے چند مثالیں پیش کرتے ہیں جس
 سے قارئین کرام کو محدث ہزاروی کی علمیت کا بھی کچھ اندازہ ہو جائے گا۔

محدث ہزاروی کی جاہلانہ بھڑک کے رد میں

تین مثالیں

مثال اول:

بعینہ ہی بات حضرت انبیائے کرام کے بارے میں کہی جاسکتی ہے۔ یعنی جب کوئی شخص ”محمد رسول اللہ“ کہتا ہے۔ (اور یقیناً ہر مسلمان یہ کہتا ہے)۔ تو اس نے ان الفاظ سے فقط سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کا اقرار کیا۔ اب ایک لاکھ اور تیس ہزار نو سو چھپاڑے پیغمبروں کی نبوت اور رسالت کا اس میں کوئی ذکر نہ ہونے کی وجہ سے ان کی رسالت کی تکذیب یا عدم اقرار لازم آئے گا۔ جس کی بنا پر ایک بنیادی اسلامی عقیدہ نہ رکھنے کی وجہ سے ایسا قائل ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا۔ وہ عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کی نبوت پر ایمان لایا جائے۔

مثال دوم:

محدث ہزاروی کا ایک لغو ہے ”پنجتن پاک“، یعنی صرف پانچ شخص ہیں جو پاک ہیں۔ اور ان کے علاوہ سبھی ناپاک ہیں۔ اور یہ لازم ہے۔ کہ پاک لوگوں کے سوا جنت میں کوئی نہ جائے گا۔ لہذا جنتی صرف پانچ آدمی ہوئے۔ یقیناً تمام دوزخی۔ ان پانچ میں سے ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی دوسری شخصیت علی المرتضیٰ اور تیسری امام حسن چوتھی امام حسین اور پانچویں سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں ان میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو امتی نہیں بلکہ صاحب امت ہیں۔ امتی صرف چار رہ گئے۔ اب ان چار حضرات سے ۱۲۰ صفیں شروع

پوری ہوں گی؟ اور خود محدث صاحب کہاں ہوں گے۔

مثال سوم:

اسی طرح جب کوئی شخص ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ”صدیق“، عمر رضی اللہ عنہ کو ”فاروق“، عثمان رضی اللہ عنہ کو ”غنی“ کہتا ہے۔ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ صدیق صرف ابو بکر ہیں۔ کوئی صحابی اس صفت سے موصوف نہ تھا۔ تو سب کا کاذب ہونا لازم آیا۔ فاروق صرف عمر ہی ہوں۔ دوسرے تمام صحابہ حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔ اور عثمان غنی کے سوا اُسے تمام صحابہ کرام میں بخل و کجھوسی موجود ہو۔ حالانکہ ہرگز ایسا نہیں۔ لیکن محدث ہزاروی کے قانون کے مطابق یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی کا قانون جسے ”مفہوم مخالف“ کہا جاسکتا ہے اپنے محل وقوع پر غلط ہے۔ اور اس قانون کی زد سے شاید ہی کوئی بچے۔

خبط بہ

تمام تر زور اس بات پر ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان نہ مانا جائے۔ انہیں رضی اللہ عنہ کی دعا نہ دی جائے۔ انہیں صحابی رسول نہ سمجھا جائے بلکہ انہیں قاتل، ظالم، کافر، زندیق، مرتد اور باغی و طاعنی مانا سمجھا جائے۔ اور جو انہیں ایسا نہ سمجھے مانے وہ بھی کافر ہے۔ اب اس عقیدے کے ماننے والے اہل تشیع تو ہیں ہی ان کے ساتھ ساتھ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی بھی شامل ہو گئی۔ لیکن محدث ہزاروی چونکہ اپنے آپ کو رافضی شیعہ کہلانے کی بجائے سنی کہلاتے ہیں۔ اس طرح وہ اہل تشیع کو بھی شاہد مسلمان نہیں سمجھتے۔ کیونکہ جب امیر معاویہ کو مسلمان سمجھنے والے ان کے نزدیک مسلمان نہیں۔ کافر ہیں۔ تو چار پانچ صحابہ کرام کے علاوہ سب کو مرتد کہنے والے کب مسلمان ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ صرف ہمارا خیال ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے نزدیک وہ مسلمان ہوں۔ بہر حال ہمارے خیال کے مطابق اگر وہ

اہل تشیع کو مسلمان نہیں مانتے۔ تو باقی مسلمان ہی رہ گئے۔ جو ان کے طرف دار ہیں۔
 یعنی محدث ہزاروی اور ان کے چیلے چانٹے) اب کل قیامت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کے امت کی ۱۲۰ صفیں انہیں پورا کرنا ہوں گی۔ اور صفت بھی ایسی کہ جس میں کروڑوں
 آدمی ایک صف میں ہوں گے۔ تو پتہ چلا کہ جب یہ لوگ مجھے گامے سب اکٹھے ہو
 جائیں۔ تو ۱۲۰ کجا ایک صف بھی نہ بنا سکیں گے۔ اس لیے انہیں اپنی فکر کرنا چاہیے
 اور اکثریت کے عقائد و نظریات کی طرف رجوع کر لینا چاہیے۔ اور امت کے تمام
 اولیاء کرام، علمائے عظام اور مجتہدین ذی وقار کے نقش قدم پر چل کر اپنی عاقبت برباد
 ہونے سے بچالیں۔ اور ارفیضوں کو خوش کرنے کی بجائے اہل سنت کو اپنا سمجھیں۔
 کیونکہ سنی کہلاتے ہیں۔ جب تک ان عقائد و نظریات باطلہ سے سچی توبہ اور رجوع
 نہیں کرتے۔ اس وقت تک ان کی کوئی بات اہل سنت کے لیے نہ حجت بن سکتی
 ہے۔ اور نہ ہی اس سے حق چھپ سکتا ہے۔ ہاں انفی عرش ہوں گے۔

محدث ہزاروی کے اشتہار کے ماخذ اور مراجع

۱	امادیت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم	۹	شرح عقائد نسفی سعد الدین تفتازانی
۲	شرح مقاصد علامہ تفتازانی	۱۰	ارشادات امام اعظم ابو حنیفہ
۳	مسلم شریف، مسلم بن حجاج	۱۱	فتح القدیر محمد بن عبد الوہاب المعروف ابن ہمام
۴	مسند امام احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل	۱۲	احکام القرآن ابو بکر جصاص
۵	طحاوی شریف، ابو جعفر طحاوی	۱۳	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری
۶	سہام الحرمین مولانا احمد رضا بریلوی	۱۴	در مختار
۷	مولانا ہندیہ مولانا حسرت علی	۱۵	فتاویٰ خیرہ علامہ خیر الدین رملی
۸	فتاویٰ رضویہ، علی حضرت فاضل بریلوی	۱۶	مشکوٰۃ شریف ولی الدین محمد بن عبد اللہ

چیلنج

ان سولہ عدد و مراجع سے مختلف مقامات پر محدث ہزاروی نے حوالہ جات سے یہ ثابت کرنے کی سر توڑ کوشش کی ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنا واجب ہے۔ وہ کافر، مرتد اور زندیق ہے۔ اُن کو مسلمان ماننے والے بھی کافر ہیں۔ اُن سے کوئی رشتہ ناظر حرام ہے۔ ہم آخر میں محدث ہزاروی کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ ان کتب کے مصنفین میں سے کسی ایک کا مراجعت کے ساتھ وہ عقیدہ ثابت کر دیں۔ جو خود محدث ہزاروی کا ہے تو فی حوالہ پچاس ہزار روپیہ نقد انعام پائیں۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی (صاحب الجرمین قتلوائے رضویہ) کے ارشادات چونکہ بہت جگہ بطور حوالہ ذکر کیے ہیں۔ ان کا کوئی واضح قول و فتوایں اپنے حق میں ثابت کر دیں۔ تو فی حوالہ ایک لاکھ روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا لَنْ

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

محکماتِ ہزاروی

کے رسالہ بنام ”غیبِ زمانہ“ کی چھ عدد تحریرات

جس رسالہ سے ہم اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔ اس کا نام ”غیبِ زمانہ“ ہے۔ جس کی مقصدیت ان الفاظ کے ساتھ نمایاں طور پر رسالہ کے نام سے اوپر والی سطریں موجود ہے: ”کائناتی مسائل کا حل، بسمائی خلافت و دستور اسلام“ یہ ”غیبِ زمانہ“ شوالِ فیفہ ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء کا ہے۔ اور اس کی سرپستی کرنے والے یہ حضرت ہیں ”امیر تحریک خلافت ابوسعود سید محمد شاہ محدث ہزاروی خالقِ فائدہ محبوب آباد شریف حویلیات ہزارہ“

تحریرِ اول: علومِ مصطفیٰ کے امین علیؑ اور صفی علیؑ المرتضیٰ ہیں۔ غیبِ زمانہ ص ۲۔
تحریرِ دوم: وہ ہر صحابی بقا ضائع عشقِ اسی امید میں تھا۔ کہ اسی کا نام پکارا جائے گا۔
مگر دوسرے روز معلوم کائنات نے اپنے وحیِ دائمی علی المرتضیٰ کو طلب کیا۔ غیبِ زمانہ ص ۵
تحریرِ سوم: حضرت علی المرتضیٰ وہ سید الاولیاء ہیں جن کو سید الانبیاء کی صحبت بابرکت سے یہ شانِ خدا داد عطا ہوئی۔ کہ آپ مومنوں کے مشکل کشا ہیں۔ بالعموم تمام کجائیاں اور بالخصوص خلفاءِ ثلاثہ کو جب بھی کوئی مشکل علیؑ، علیؑ، روحانی، دنیاوی و اخروی پیش آئی۔ تو انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ مشکل کشا ہی کی طرف رجوع کیا۔ خلافتِ صدیقی میں منکرینِ زکوٰۃ کا مسئلہ درپیش ہوا۔ تو خلیفہ ارشد ابو بکرؓ نے ان کے خلاف جہاد کا حکم دے دیا۔ متعدد صحابہؓ جتنی کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یہ لوگ زکوٰۃ کے علاوہ تمام ارکانِ اسلام کے قائل ہیں کلمہ پڑھتے ہیں۔ اس لیے آپ کیسے ان کے خلاف اعلانِ جہاد

کہتے ہیں۔ آپ کے پاس شرعی دلیل کیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا بظاہر اس وقت میرے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں۔ مگر میرے ایمان و قلب کا یہی فیصلہ ہے۔ اگر تم جہاد میں شریک نہیں ہوتے تو صدیق اکیلا ہی ان مشکوین کے خلاف جہاد کرے گا۔ اس وقت خلیفہ راشد اور دیگر صحابہ عجیب کش مکش اور مشکل میں مبتلا ہو گئے۔ اتنے میں خلیفہ راشد کے مشیر اور ان سب کے مشکل کشا علی المرتضیٰ تشریف لاتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں کیوں پریشان ہو۔ حضرت صدیق و فاروق سارا قصہ بیان کرتے ہیں۔ تو آپ مسکرا کر ان سب کی مشکلیں یوں حل فرماتے ہیں۔ کہ خلیفہ المسلمین ابو بکرؓ نے جو فیصلہ کیا ہے۔ وہ حق ہے۔ یہ منکرینِ زکوٰۃ ان تمام قرآنی آیات سے منحرف ہیں۔ جن میں اللہ نے اَقِمْوُ الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ کا حکم دیا ہے۔ ایک آیت قرآنی کا منکر مرتد ہے۔ تو یہ لوگ تو متعدد آیات قرآنی کے منکر ہیں۔ لہذا ان کے خلاف جہاد فرض ہے۔ یونہی ہمد فاروقی میں متعدد واقعات رونما ہوئے۔ جن میں آپؑ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مشکلیں حل فرمائیں۔ خبر نامہ ص ۵۰۵

تحریر چہارم؛

عشق کی حق دار صرف ذاتِ مصطفیٰ ہے یا وہ ذاتِ مرتضیٰ ہے جسے مصطفیٰ کے واسطے سے ایسا قرب حق ملا۔ کہ اس کے چہرہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اور اس علیؑ کو تمام انبیاء سے جدا اور تمام اولیاء سے زیادہ فضیلت عطا ہوئی یعنی حضرت علی المرتضیٰ کو اللہ نے ایک ایسی خصوصی شان عطا کی ہے۔ جو کسی نبی ولی کو عطا نہیں ہوئی۔ وہ یہ کہ آپؑ ہم نام مولے ہیں۔ یعنی آپؑ کو اللہ تعالیٰ اپنا نام عطا کیا ہے خبر نامہ ص ۸۔

تحریر پنجم؛

مولوی بہت کم ہیں۔ اب تو اتنے کم ہیں کہ یہ کہنا درست ہے کہ تقریباً ہی نہیں

قسط الرجال کا زمانہ ہے جس دن باقی ماندہ بھی نہ ہوں گے۔ نہ زمین نہ آسمان رہے گا قیامت برپا ہوگی۔ خبر نامہ ص ۸

تحریر ششعرہ:- امیر معاویہؓ باطنی جنبی ہے جو پاک نہیں ہو سکتا (معاذ اللہ)

شرعی طور پر بیوی سے محبت کرنے سے جنابت ظاہری ہوتی ہے۔ طہارت ظاہری یعنی غسل سے پاک ہو جاتی ہے۔ اور زانی جب تک قلب سلیم سے توبہ نہ کرے۔ اور اس پر شرعی حد جاری نہ ہو جائے۔ اس کی طہارت باطنی نہیں ہوتی۔ باطنی طور پر جنبی ہی رہتا ہے۔ باطنیوں ناصبیوں کو اللہ تعالیٰ نے طہارت باطنی کی مرتے دم توفیق ہی نہ دی۔ کوئی مائی کالال باطنی کی بغاوت سے توبہ نہایت نہیں کر سکتا۔ عام طور پر چہالت سے لوگ جنابت باطنی کے غسل کی اہمیت کو نہیں جانتے تاکہ ہر بندہ جنابت سے پاک اپنی پاکی کا نتیجہ جائے۔ دلوں کی ناپاکی گندگی ظلم اور بغاوت ہے۔ خبر نامہ ص ۹۔

پچھ عدد تحریرات کی بالترتیب تردید

تردید تحریر اول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم شریفہ کا واحد امین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اگر اس حصہ کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو لازم آئے گا۔ کہ بقیہ تمام صحابہ کرام سے جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہیں۔ وہ نامقابل اعتبار ہیں۔ کیونکہ وہ ان میں ”امین“ نہیں تھے۔ ان حضرات میں حضرت ابوہریرہؓ عبد اللہ بن مسعودؓ عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم بھی شامل کیونکہ ان میں سے کوئی علی المرتضیٰ نہیں پھر وہی ابوہریرہؓ کہ جن کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یادداشت کے لیے انہیں پادز پھلنے کو کہا۔ اُس میں آپ نے دو ہاتھ بھر علم ڈال کر اسے سینہ سے لگانے کا

حکم دیا۔ اس کی برکت سے حضرت ابو ہریرہ کو لاکھوں کی تعداد میں احادیث کبھی ذہن سے نہ اتریں۔ عبداللہ بن عباس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی دعا ہے اللہ ابن عباس کو دین کی فقہ عطا فرما۔ علاوہ ازیں کتب احادیث کو اٹھا کر دیکھیں۔ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں دیگر صحابہ کرام کی مرویات کتنی گن زیادہ ہیں۔ اس لیے اگر انہیں امین نہ کہا جائے۔ اور ان کی امانت کی تصدیق نہ کی جائے تو دین کا ایک معتبر حصہ ختم ہو جائے گا۔ تو معلوم ہوا کہ محدث ہزاروں کا صرف اور صرف علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو امین علوم مصطفیٰ قرار دینا بایں وجہ کہ ان میں شیعیت کا اخلاط ہے اور سنیت محض دکھلاوے کی ہے۔

تردیدتِ حریر دوم:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ”وہی رسول“ میں مطلب یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت تھی۔ کہ میرے وصال کے بعد میرا جانشین اور خلیفہ علی المرتضیٰ ہے۔ اس امر کی تفصیل ہم نے تحفہ جعفریہ جلد اول میں کر دی ہے۔ مختصر یہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دارِ فانی سے انتقال فرمانے کا وقت آیا۔ تو اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گود میں آپ کا سر اندر تھا۔ اس آخری وقت میں اگر وصیت فرمائی تھی۔ تو اس کے روایت سیدہ عائشہ صدیقہ سے ہی ہو سکتی تھی۔ آپ سے کسی کتاب حدیث میں ایسے مضمون کی کوئی ایک روایت موجود نہیں ہے اس لیے ”وہی رسول“ کا عقیدہ ہم اہل سنت کا عقیدہ نہیں۔ ہاں کتب ثنیہ میں اس بارے میں مواد موجود ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے آخری وقت حضرت عباس اور دیگر اہل بیت سے فرمایا تم میں سے کون ہے جو میری جانشینی اختیار کرے؟ حضرت عباس نے عرض کی۔ میں اس بوجھ کو نہیں اٹھا سکتا۔ اس کے بعد علی المرتضیٰ نے اسے قبول کر لیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ هَذَا خَلِيفَتِي وَوَصِييْ وَآخِي۔ یہ میرا خلیفہ، وصی

بھائی ہے۔ اس سے شیعہ یعنی اخذ کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کو اپنے بعد بلا فصل خلافت کی وصیت فرمائی تھی۔ اس لیے متینوں خلفاء غاصب اور ظالم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل شیعہ کی اذان میں ”علی وصی رسول اللہ“ کے الفاظ موجود ہیں۔ اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہی رسول، کا عقیدہ کن کا ہے۔ اور محدث ہزاروی اس عقیدے کی تبلیغ کر کے اپنے آپ کو کن لوگوں میں شمار کر چکا ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار

تردید تحزیر سوم:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مشکل کشا باذن اللہ ضرور ہیں۔ مگر ان کی اس صفت کا مطلب یا انداز بیان یہ نہیں ہونا چاہیے۔ کہ کسی دوسرے عظیم المرتبت صحابی کی میں شان میں گستاخی ٹپکتی ہو۔ یہی واقعہ جو محدث ہزاروی نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مشکل کشائی میں ذکر کیا۔ اور اس میں ابو بکر صدیق و دیگر صحابہ کرام کے علم و فکر کو معمولی حیثیت دی۔ اسی واقعہ کو اہل سنت علماء نے بھی صدیقی اکبر کی کمال ذہانت اور خدا داد بصیرت کی دلیل کے طور پر ذکر کیا ہے۔ اور واقعہ کو جس انداز سے محدث ہزاروی نے بیان کیا۔ اس میں جان بوجھ کر اسل باتوں کو یا تو ذکر ہی نہ کیا گیا۔ اور جنہیں ذکر کیا گیا۔ وہ بھی اپنے مطلب کو پیش نظر رکھ کر غلط بیٹھ کر دیا۔ آئیے اس واقعہ کو تمام باتوں سمیت بخوار دیکھیں۔ تاکہ فرق واضح ہو جائے۔

ریاض النضرہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَمَّا ثَوَّقِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْتَحْلِفَ أَبُوبَكْرٍ بَعْدَهُ
وَكَفَّرَ مَنْ كَفَّرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ حُمِّرَ لِي بَكْرٌ
كَيْفَ تَقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عليه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا
لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصمتي ماله
وكفنته الا بحقه وجسائه على الله فقال ابي بكر
والله لا قاتلن من فرق بين الصلوة والزكاة
فان الزكاة حق المال والله لو منعوني عقالا
كانوا يؤدؤونها الى رسول الله لقاتلهم على
منعها وقال عمر فوالله ما هو الا ان رأيت
ان الله شرع صدر ابي بكر للقتال فعرفت
انه الحق اخرجاه وعنه كفاي فض
رسول الله صلى الله عليه وسلم وارتدت
العرب وقاتلوا لئلا تؤدى زكاة فقال ابي بكر
لو منعوني عقالا لجاهد ثم عليه فقلت يا
خليفة الرسول الله تاليف الناس وازفق بهم
فقال لي اجبا في الجاهلية وخوار في الاسلام
انه قد انقطع الوحي وتم الدين او ينقص
وانا حتى خرجته النساء بهذا اللفظ ومعناه

في الصحيحين - رياض النفره ذكر شدة بأسهم جلد اول ص ۱۴۸

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ ابو بکر صدیق خلیفہ مقرر ہو گئے۔ تو کچھ عہد
تیاں ل نے کفر کا راستہ اختیار کیا۔ جب ان کے خلاف ابو بکر صدیق
نے جہاد کا اعلان فرمایا۔ تو حضرت عمر نے کہا۔ اے ابو بکر! آپ

ان لوگوں سے کس بنا پر جہاد کریں گے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کے خلاف اس وقت تک جہاد کرتا رہوں جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں۔ اور اگر کوئی شخص اس کلمہ کا اقرار کر لیتا ہے۔ تو اس نے اپنی ذات اور مال و اسباب محفوظ کر لیا۔ ہاں اگر کسی کی حق تلفی ہو تو دوسری بات ہے۔ اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔ یہ سن کر صدیق اکبرؓ بولے! خدا کی قسم! میں ہر اس شخص سے جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کرے گا۔ بے شک زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر انہوں نے ایک رستی دینے سے انکار کیا جو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے۔ تو بھی میں ان سے ضرور جہاد کر دینگا پس عمر بن الخطابؓ بولے۔ خدا کی قسم! میں نے یہی جانا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیقؓ کا سینہ جہاد کرنے کے لیے کھول دیا ہے۔ مجھے ان کی حقانیت معلوم ہو گئی یہ روایت بخاری اور مسلم دونوں نے بیان کی ہے۔..... حضرت عمر بن الخطابؓ ہی یہ بھی روایت ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے اٹھا لیے گئے۔ اور کچھ عرب دین سے پھر گئے۔ اور کہنے لگے ہم زکوٰۃ نہیں ادا کریں گے۔ ابو بکر صدیقؓ نے کہا۔ اگر انہوں نے ایک رستی زکوٰۃ کی دینے سے انکار کیا تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔ میں نے کہا۔ اے رسول اللہؐ کے خلیفہ! لوگوں سے مہربانی اور شفقت سے پیش آؤ۔ مجھے کہنے لگے۔ تم اسلام لانے سے قبل اتنے سخت اور اسلام لانے کے بعد اتنے نرم؟ دیکھو وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ اور دین مکمل ہو چکا ہے۔ کیا لوگ دین میں نقص و کمی کریں اور وہ بھی میری زندگی میں؟ (یہ کیسے ہو سکتا ہے) یہ روایت ان الفاظ سے نسائی نے ذکر کی ہے۔ اور اس سے ملتا جلتا معنی بخاری و مسلم میں مروی

ہو رہے۔

توضیح :-

نسائی اور اس کا ہم معنی مضمون بخاری و مسلم میں جو موجود ہے۔ وہ آپ نے دیکھا۔
 محدث ہزاروی نے لکھا ہے کہ ابو بکر صدیق سے جب عمر بن الخطاب نے مانعین زکوٰۃ
 کے خلاف جہاد کرنے کی وجہ اور دلیل پوچھی۔ تو وہ کوئی دلیل پیش نہ کر سکے۔ ان کی پریشانی
 کو حضرت علی نے حل کر دیا۔ حالانکہ اصل واقعہ میں عمر بن الخطاب کے دریافت کرنے پر بلکہ
 جہاد سے منع کرنے پر ابو بکر صدیق نے دوز بردست دلائل پیش فرمائے۔ جن کو سن کر
 عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پکاراٹھے کہ اللہ تعالیٰ نے واقعی ابو بکر صدیق کا سینہ اس معاملہ
 میں کھول دیا ہے۔ اور جو کچھ آپ نے فیصلہ فرمایا۔ وہی حق ہے۔ پہلی دلیل یہ تھی کہ مانعین
 زکوٰۃ کیا اٹھائے زکوٰۃ کے حکم کے منکر ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام میں ہیں کہ ان سے جہاد نہ
 کیا جائے؟ یعنی نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت میں تفریق ہرگز قابل قبول نہیں۔ دوسری دلیل یہ کہ
 جب بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام ہم تک مکمل طور پر پہنچا دیئے۔ اب نئی وحی
 آئے اور وہ پہلے سے موجود حکم زکوٰۃ کو منسوخ کر دے یہ ناممکن ہے۔ اس لیے میری
 زندگی میں اس قسم کی حرکتیں برداشت نہیں کی جاسکتیں۔ ان دلائل کے ہوتے ہوئے
 یہ کہا جا رہا ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں۔ کیا یہ
 رفض و تشیع نہیں؟ محدث ہزاروی کی طرح اہل تشیع اسی پر زور دیتے ہیں کہ خلفائے ثلاثہ
 کو بے علم اور معاند مذہبی سے عاری بنا کر پیش کیا جائے۔ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ان کا
 مشکل کشا ثابت کیا جائے۔ مانعین زکوٰۃ کا یہی واقعہ علما نے اہل سنت نے حضرت
 صدیق اکبر کے مناقب میں بیان کیا ہے۔ اور محدث ہزاروی اس کو تنقیدیں ابو بکر
 اور مناقب علی المرتضیٰ کے روپ میں بیان کر رہا ہے۔ اس سے مجبوت ہزاروی کی
 نظریاتی حدود کا پتہ چل سکتا ہے۔

ریاض النضرہ کی عبارت سے منقبت علی

ثابت ہوتی ہے کہ منقبت صدیق

ایک ضمنی اعتراض

ریاض النضرہ کی جو عبارت پہلی سطور میں مذکور ہوئی۔ اُس سے تو واقعی ابو بکر صدیقؓ کی منقبت بیان ہوتی ہے۔ لیکن اس عبارت سے ذرا آگے والی عبارت میں خود صاحب ریاض النضرہ کے الفاظ اس امر کی تائید کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورے دینے کی بنا پر ابو بکر صدیقؓ نے اعلان جہاد کیا تھا۔ لہذا واقعہ کا دار و مدار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورے پر ہونے کی وجہ سے یہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی منقبت بنتا ہے نہ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی۔ یا فی النضرہ کی اگلی عبارت ملاحظہ ہو۔

ریاض النضرہ:

وعن یحییٰ ابن عمر عن ابیہ عن جده قال
لَمَّا امْتَنَعَ مَنْ اِمْتَنَعَ مِنْ دَفْعِ الزَّكْوَةِ اِلَى الْاَبِ
بَكَرَ جَمَعَ اَبُو بَكْرٍ اصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ فَنَشَاوَهُمْ
فَنَ امْرِهِمْ خَاطَبُوْهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لِعَلِّيْ
مَا قَسَدْتُ يَا اَبَا الْحَسَنِ قَالَ اَقُوْلُ لَكَ اِنْ تَرَكْتُ

شَيْئًا وَمِمَّا أَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ مِنْهُمْ فَانْتِ عَلَى
خِلَافِ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ أَمْثَالُ بَيْنِ قُلْتِ ذَاكَ
لَا قَاتِلَنَّهُمْ وَإِنْ مَنَعُونِي عَقْلًا - اخراجہ ابن
السمان فی الموافقة -

(ریاض النضرہ جلد اول صفحہ نمبر ۱۲۷) (ذکر شدہ نام)

ترجمہ: یحییٰ ابن عمر اپنے باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔
کہ جب کچھ لوگوں نے ابو بکر صدیق کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ تو ابو بکر
صدیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔
انہوں نے اس بارے میں مختلف مشورے دیئے۔ پھر ابو بکر صدیق نے
علی المرتضیٰ سے کہا۔ اے ابوالحسن! آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمانے لگے
اگر تو نے ان اشیاء زکوٰۃ میں سے ایک بھی چھوڑ دی۔ جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لیا کرتے تھے۔ تو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا مخالف ہو گا۔ ابو بکر
یرسٹن کر بولے۔ اگر یہ بات ہے۔ تو پھر ان میں سے ایک رستی کے زکوٰۃ کے
طور پر نہ دینے پر بھی جہاد کروں گا۔ اس روایت کو ابن سمان نے موافقت
میں ذکر کیا۔

جواب اقل:

روایت سابقہ جرنالی شریف میں موجود ہے۔ وہ صحیح ہے۔ اور اس کی معنوی
تائید بخاری و مسلم بھی کرتی ہیں۔ اس لیے ایسی صحیح روایت کے مقابلہ میں ابن سمان کا
قول کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اس لیے محدث ہزاروی کے من گھڑت واقعہ کی اس سے
اگرچہ تائید ہوتی نظر آتی ہے۔ لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

جواب د و ہ: اس روایت میں کوئی ایسا لفظ دکھا دو۔ کہ جس کا معنی مشد مزوری

والے بیان کردہ معنی سے ملتا جلتا ہو۔ یعنی ابو بکر صدیقؓ سخت پریشان تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ کہ جہاد کے فیصلے کے حق میں میرے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں ہے۔ پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے منہس کر فرمایا۔ تم بے علی کی بنا پر پریشان ہو۔ اس کی دلیل قرآن کریم میں موجود ہے۔ جب اس قسم کا کوئی لفظ اس روایت میں موجود نہیں۔ تو پھر محدث ہزاروی کا جہنگ امیز روایت کہاں سے ثابت ہوگا؟ علاوہ انہی اس روایت میں اتنا موجود ہے کہ جب اس قسم کا کوئی مشورہ دینے پر ابو بکر صدیقؓ نے اعلانِ جہاد فرمایا۔ لیکن اس احتمال کو کون رد کرے گا۔ کہ آپؓ نے اعلانِ جہاد اب اس لیے کیا۔ کہ پہلے صرف اُن کی اپنی رائے اور اپنے دلائل تھے۔ اب اُن کی تصدیق کچھ صحابہ کرام اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی فرمادی۔ گویا ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ العین زکوٰۃ کے خدان جہاد کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ اسی رائے کی توثیق علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی کر دی۔ لہذا یہ واقعہ ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل میں شمار ہوگا۔ کہ ایسے صاحبِ الجلال تھے۔ کہ ان کی تائید و توثیق علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی کرتے تھے۔ ابو بکر صدیقؓ کی اس واقعہ پر صحابہ کرام نے بھی حقانیت کی تعریف کی۔

ریاض النضرہ :-

عن ابی رجاۃ العطار دی قَالَ دَخَلْتُ الْمَدِیْنَةَ
فَرَأَيْتُ النَّاسَ مُتَجَمِّعِينَ وَرَأَيْتُ رَجُلًا یُقْبَلُ
رَأْسَ رَجُلٍ وَهُوَ یَقُولُ أَنَا فِدَاكَ وَكَوْلَا أَنتَ
لَهْلَكْنَا فَقُلْتُ مَنْ الْمُقْبَلُ وَمَنِ الْمُقْبَلُ قَالَ ذَاكَ عُمَرُ
یَقُولُ رَأْسَ ابْنِ بَكْرٍ فِی قِتَالِهِ أَهْلَ التَّوَدَّةِ إِذْ مَنَعُوا
الزَّكَاةَ حَتَّى أَتَوْا بِهَا صَاحِبِیْنِ - (مخرجه فی
الصفرة فی فضائلہ)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ كَرُمْنَا ذَاكَ ثُمَّ حَمِدْنَا فِي
الْأَنْتِهَاءِ وَرَأَيْنَاهُ رَشِيدًا الْوَلَا مَا فَعَلَ أَبُو بَكْرٍ
لَا لِحَدِّ النَّاسِ فِي الزَّكَاةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَخْرُجُهُ
(القلبي) (ریاض النضر جلد اول ص ۱۳۸) ذکر شدہ باسْمِ

ترجمہ: البور جاہ العطار دی کہتے ہیں۔ میں جب مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔
تو لوگوں کا ایک مجمع دیکھا۔ اور اس میں ایک شخص دوسرے کے سر کا بوسہ
لے رہا ہے۔ اور کہہ رہا تھا۔ میں تم پر قربان۔ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو
جاتے۔ میں نے کسی سے پوچھا۔ یہ دونوں کون کون ہیں؟ کہا کہ بوسہ
فینے والے عمر بن الخطاب ہیں اور جن کا سر چبا جا رہا ہے۔ وہ ابو بکر صدیق ہیں اسکی وہ ابو بکر صدیق
کا انصاف زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ آپ نے اُن کے خلاف جہاد
کیا یہاں تک کہ وہ سرنگوں ہو کر پلٹ آئے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ انصاف زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے کو ہم چننا
نہ سمجھتے تھے۔ پھر جب جہاد ہوا۔ اور اس کے نتائج سامنے آئے۔ تو ہم
سب نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس پر تعریف کی۔ اور ہم نے انہیں
بہترین رہنما پایا ہے۔
اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

جو کچھ انہوں نے کیا نہ کرتے۔ تو زکوٰۃ کے معاملہ میں لوگ قیامت تک
بے دین ہو جاتے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کا مقام

ریاض النضرہ:

حِينَ ارْتَدَّ النَّاسُ وَكُفَّتْ بِالْأَمْرِ مَا لَمْ
يَقُمْ بِهِ خَلِيفَةُ نَبِيِّ فَتَهَضَّتْ حِينَ وَهَنَ
أَصْحَابُكَ وَبَرَزَتْ حِينَ اسْتَكَلُوا وَقَوَّيْتَ
حِينَ ضَعُفُوا وَلِزِمْتَ مِنْهَا جَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ هَمَزُوا كُنْتَ خَلِيفَةً حَقًّا
لَمْ تَنَازَعْ وَلَمْ تَصْدَعْ بِرِ عُمَرَ الْمُتَأَفِّقِينَ وَكَبَّيْتَ
الْكَافِرِينَ وَكَبَّرَ الْحَاسِدِينَ وَعَيَّضَ الْبَاغِيْنَ ثُمَّ
بِالْأَمْرِ حِينَ فَشَلُوا إِذْ اسْتَعْتَمُوا وَمَضَيْتَ
بِثُورِ اللَّهِ إِذَا وَقَفُوا فَاتَّبَعُوا فَهَدَوْا وَكَانَتْ
أَخْفَضَ لَهُمْ صَوْرًا وَأَعْلَاهُمْ قُوفًا وَأَمْثَلَهُمْ
كَلَامًا وَأَصْوَمَهُمْ مَنْطِقًا وَأَطْوَلَ لَهُمْ صُمُتًا
وَأَبْلَغَهُمْ قَوْلًا وَأَشَجَّعَهُمْ نَفْسًا وَأَعْرَفَهُمْ
بِالْأُمُورِ وَأَشْرَفَهُمْ عَمَلًا كُنْتَ وَاللَّهُ لِلدِّينِ
يَكْتُمُونَ (الرياض النضرية جلد دوم ص ۲۴۲)

ذکر ثناء علی رضی اللہ عنہ عند وفاته

ترجمہ: اے ابو بکر صدیق رحمہ اللہ وہ شخصیت ہو کہ جب کچھ لوگوں نے ارتداد کی راہ اپنائی۔ تو تم نے معاملہ کو درست کرنے کے لیے ایسا اقدام کیا۔ جو کسی نبی کا عظیم ذکر سکا۔ جب تمہارے ساتھی کمزوری دکھانے لگے تو تم نے کام کر دکھایا۔ جب وہ سامنے آئے سے گھبرائے تو نے سامنا کیا۔ جب وہ کمزور ہوئے تو تو نے انہیں قوت پہنچائی۔ جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے روگردانی کا ارادہ کیا۔ تو تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ تم وہ عظیم جرح ہو۔ کہ جن سے کسی نے جھگڑا نہ کیا۔ اور منافقین و کافرین و عاصدین کو ناکام و ذلیل کرنے سے تمہارا کچھ نہ بگڑا۔ اور تم نے لوگوں کے بزدل ہونے کے وقت استقامت دکھائی اور ان کے پیچھے ہٹنے کے وقت تم نے ثابت قدمی کا اظہار کیا۔ اور تم اللہ کے نور رواں دواں رہے۔ جب لوگ ٹھہر چکے ہیں۔ لوگوں نے تمہاری اقتدار میں ہدایت پائی۔ تم ان میں سے آواز کے اعتبار سے سب سے آہستہ آواز والے تھے۔ اور مرتبہ سے سب سے بلند گفتگو میں سب سے زیادہ معتبر، بولنے میں سب سے کم بولنے والے، ان میں سب سے بڑے بہادر معاملات کو سب سے زیادہ بہتر سمجھنے والے عمل میں تمام سے بڑھ کر شریف اور بخدا! دین کے لیے تم بادشاہ تھے۔ جیسا کہ شہد کی مکھیوں کا بادشاہ ہوتا ہے۔

امام باقرؑ کے نزدیک صدیق اکبر کا مقام و علم و فضل

کشف الغمہ:

وعن عروة بن عبد الله قال سألت أبا جعفر محمد بن علي

عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَنْ حَلِيقَةِ الشُّيُوفِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ
 قَدْ حَلَى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَيْفَهُ
 قُلْتُ فَتَقُولُ الصِّدِّيقُ؟ قَالَ فَكَرْتُ وَثَبْتُ وَاسْتَقْبَلْتُ
 الْقَبِيلَةَ وَقَالَ يَغْمَرُ الصِّدِّيقُ يَغْمَرُ الصِّدِّيقُ نِعَمَ
 الصِّدِّيقِ
 فَمَنْ لَمْ يَقِلْ لَهُ الصِّدِّيقُ
 فَلَا صَدَقَ اللَّهُ لَهُ قَوْلًا فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ۔

(کشف الغمہ فی معرفۃ الأئمۃ جلد دوم ص ۱۲۷)

فی معارج الامام ۱۱ جعفر الباقر مطبوعہ تبریز)
 ترجمہ کیا: عروہ بن عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے ابو جعفر امام باقر علیہ السلام سے پوچھا
 کیا تلوار پر زیورات لگانے درست ہیں؟ فرمایا۔ اس میں کوئی گناہ نہیں۔
 تحقیق ابو جعفر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار پر زیورات چڑھائے تھے۔ میں نے
 عرض کیا۔ آپ انہیں صدیق کہہ رہے ہیں؟ یسین کر وہ اچھے اور بد رخ ہو کر
 فرمانے لگے۔ وہ کیا خوب صدیق تھے وہ کیا خوب صدیق تھے۔ وہ کیا
 خوب صدیق تھے۔ جو شخص انہیں صدیق نہیں کہتا۔ اس کی کوئی بات اللہ تعالیٰ
 دنیا و آخرت میں سچی نہ کرے۔

لحمہ فکرمیا:

خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان اقدس سے حضرت صدیق اکبر رضی
 کے علم و فضل پر جو جامع الفاظ منقول ہیں۔ اُن کو بھی اپنے پڑھا۔ اور پھر امام باقر رضی
 نے مسئلہ کی تشفی اور تسلی کے لیے جو حوالہ دیا۔ اسے بھی آپ مد نظر رکھیں۔ اور دوسری
 طرف محدث ہزاروی کی بے مغز باتوں کو بھی دیکھیں۔ خود فرق واضح ہو جائے گا۔ کہ
 محدث ہزاروی نے یہ سب تانا بانا اسی لیے مینا تاکہ ابو جعفر صدیق کی فضیلت کو کم کیا۔

جائے۔ یوں اس نے اپنے اندر شیعیت کے پورے کانسج ثابت کر دکھایا۔ کہاں ابو بکر صدیق کے بارے میں یہ گھڑنا کر ان کے پاس مانعینِ نزکوۃ کے خلاف جہاد کرنے کی کوئی دلیل شرعی نہ تھی۔ اور کہاں خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اُن کو اپنے ساتھیوں میں سے سب سے بڑا صاحبِ علم فرمانا۔ ایک مسلمان کی نظر میں علی المرتضیٰ اور اہلِ باقر رضی اللہ عنہما کے قول کے مقابلہ میں ایک گئے گزرے نام نہاد و محدث کی باتوں کا کوئی وزن نہیں ہو سکتا۔

خاعتبر وایا اولیٰ الابصار

ترجمہ تحریریں چہارم :

اللہ تعالیٰ نے علی المرتضیٰ کو اپنا نام ”دُمُولی“، عطا فرما کر ایسا مقام عطا کر دیا۔ جو کسی نبی ولی کو حاصل نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اسماء گرامیہ میں سے ”دُمُولی“ اسم ہے یا نہیں۔ اس بحث کو تھوڑی دیر کے لیے ہم چھوڑ کر پہلے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان مختلف فیہ مسائل میں سے ایک مسئلہ فضیلت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بھی ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کے بعد افضل ترین انسان ابو بکر پھر عمر پھر عثمان اور پھر علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ کوئی غیر نبی، نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ اور اہل تشیع کا نظریہ ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام نبیوں سے بھی افضل ہیں۔ دونوں نظریات کو سامنے رکھ کر محدث ہزاروی کی بات کو دیکھیں۔ تو صاف نظر آئے گا۔ کہ وہ شیعیت کی ترجیحی کر رہا ہے۔ اور اس عقیدہ سے اُس نے اپنے شیعہ ہونے پر مہر ثبت کر دی ہے۔

اب آئیے اصل بات کی طرف وہ یہ کہ ”دُمُولی“، کا نام اللہ تعالیٰ نے علی المرتضیٰ کو عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی اس عطا کا علم محدث ہزاروی کو کیونکر ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس قسم کی باتیں یا تو قرآن کریم سے ثابت ہوتی ہیں۔ یا پھر احادیث رسول کے ذریعہ ان تک رسائی ہو سکتی ہے۔ کسی اور کو تو اللہ تعالیٰ کے متعلق اس

ایکادہ نہیں کرتا۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ اس عطائے الہی پر کون سی نص تھا کہ پاس ہے؟ **هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ**۔ اسی مقام کو اور واضح کرنے کے لیے دو باتیں پیش خدمت ہیں۔ تاکہ مزید تسلی ہو سکے۔

۱۔ تاریخ اور سیرت کی تقریباً تمام کتب متداولہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اسماء میں سے **مولیٰ**، کہیں بھی موجود نہیں۔

۲۔ **كشف الغمہ فی معرفۃ الامم** وہ کتاب ہے جس کے مصنف نے اہل بیت کے ہر فرد کے القاب، اسماء اور کنیت وغیرہ سبھی درج کیے ہیں۔ اسی طرح تنقیح المقال میں بھی جو روایات کے نام والقاب و کنیت وغیرہ تفصیل سے بحث کرتی ہے۔ ان دونوں شیعہ مسلک کی تفصیل اور تحقیق کتب میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لفظ **مولیٰ**، کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

نوٹ :-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک حدیث کے الفاظ میں اس لفظ کا استعمال ہوا ہے۔ وہ یہ ہے۔ **مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلَيْتُ مَوْلَاَهُ**۔ جس کا میں (محمد) مولیٰ اس کا علی مولیٰ ہے۔ اس سے مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ سو اس سلسلہ میں گزارش ہے۔ کہ اگر صرف مولیٰ کے لفظ کو دیکھا جائے۔ تو اسی!

حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے اس لفظ کا استعمال فرمایا۔ لہذا محدث ہزاروں کی یہ بڑ لگانا کسی نہ کسی کو یہ نام نہ لا۔ غلط ہو گیا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی صحابہ کرام کے لیے لفظ مولیٰ کا استعمال فرمایا۔ تو پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تخصیص کہاں سے آگئی؟ دوسری بات یہ ہے۔ کہ **مَوْلَا**، میں لفظ **مَوْلَا**، موضوع اور **مَوْلَا**، محمول ہے۔ نحو منطق کے ابتدائی قواعد جاننے والا طالب علم بھی سمجھتا ہے۔ کہ اسم کا اسم پر حمل نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ وصف کا حمل نام

پر ہوتا رہے۔ لہذا لفظ مولیٰ علی المرتضیٰ کا نام نہیں بلکہ وصف ہے۔ جسے بے علمی سے محدث ہزاروی نام (اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کا) کہہ رہا ہے۔

چیلنج

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے ”مولیٰ“ کا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے پر محدث ہزاروی اور ان کے چیلے چیلے قرآن کریم سے تو کجا کسی منہ مرفوع صحیح حدیث سے ثابت کر دیں۔ تو منہ مانگا انعام حاصل کریں۔ ورنہ تسلیم کر لیں۔ کہ ہمارا دعوے باطل ہے۔

ترکید تحریریں بجز:

”مولوی ختم ہو چکے ہیں۔ قحط الرجال ہے۔ باقی ماندہ ختم ہونے پر قیامت آ جائے گی“، محدث ہزاروی کی اس بے پر کی عبارت کو بار بار پڑھیں۔ اور انہیں اتنے بڑے جھوٹ پر کھل کر داد دیں۔ مشاہدہ کو کس ڈھٹائی کے ساتھ جھٹلایا جا رہا ہے۔ امت مسلمہ میں دو چار نہیں لاکھوں کی تعداد میں علماء حق اور اولیاء اللہ موجود ہیں۔ جو خدا داد صلاحیت کے ساتھ اس کے دین کی خدمت میں شب و روز مصروف ہیں۔ خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ قیامت تک چالیس ایسے آدمی ہر دور میں موجود رہیں گے۔ جن کی غصلت ابراہیم علیہ السلام والی ہوگی۔ گویا محدث ہزاروی ضمنی طور پر اس ارشاد نبوی کی تکذیب کر رہا ہے۔ ہاں اگر مطلب یہ ہے کہ ہمارے ہم عقیدہ (محدث ہزاروی کے ہم عقیدہ) ختم ہو چکے ہیں۔ اور صرف چند باقی ہیں۔ اور اس عبارت سے اُن کا مطلب یہ ہے۔ کیونکہ جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر و مرتد نہ کہے وہ بھی کافر اور اسے کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر۔ اس طرح امت مسلمہ میں سے صرف یہی چند مولوی بچے رہیں گے۔ اور ان کی بدولت زمین و آسمان

قائم ہیں۔ جب یہ کوٹج کر گئے۔ تو دنیا و مافیہا ختم ہو جائے گی۔ اور قیامت تک قائم ہو جائے گی۔ تو جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ سوچ اور عقیدہ ہو۔ تو پھر مولوی، اسماعیل مولوی ہوں گے۔ دوسرے تمام اکابرین امت، علماء ربانین اور مشائخ عظام مولوی تھے نہ اب ہیں۔ اور نہ ان کو مولوی کہا جاسکتا ہے۔

ترجمہ حریفِ شمشیر:

بائنی ناصبیوں کو روحانی پہارت نہ ملنے کی وجہ سے وہ باطنی طور پر ناپاک ہوتے ہیں۔ محدث ہزاروی کا اس سے مقصد یہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو اس کے نزدیک بائنی ناصبی ہیں) باطنی اور روحانی طور پر پختہ تھے۔ اُن کی اس جنابت سے پاکیزگی کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ اُوہ امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ مسلمان صحابی اور جنتی کہنے والے بھی بائنی ناصبی کے طرفدار ہونے کی وجہ سے روحانی باطنی طور پر پلید ٹھہرے۔ محدث ہزاروی کی یہ غبیث تحریر صرف اسے اور اُس کے چند نام لیواؤں کو پہارت کا منصب عطا کرے گی۔ ان کے سوا تمام اکابر امتِ امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ صحابی اور جنتی کہتے ہیں۔ وہ زندہ تھے تو بھی ناپاک اور مرنے کے بعد بھی اُن کی ناپاکی قائم۔ یا تو کہہ لیجئے کہ عبداللہ بن عباس، امام شمرانی، سرکارِ غوثِ پاک امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ مجدد الف ثانی سرچندی یہ سب لوگ روحانی محبس ہیں۔ جن کو مخلوق خدا غوثِ پاک کہتی ہے۔ محدث ہزاروی کی خباثتوں نے انہیں غوثِ ناپاک یا غوثِ پلید (معاذ اللہ) بنا دیا۔

ان تمام امور کو پیش نظر رکھ کر ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان یہی فیصلہ کرے گا کہ محدث ہزاروی ایک شیعہ ہے۔ اور محض تصنع اور بناوٹ کے طور پر سنی بن کر گمراہ کر رہا ہے۔ اور کچھ بھولے بھالے لوگ اس کے غبیث جال میں چپنس کر اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک و پاک بندوں پر ناروا اور

بے ایمانہ الزامات لگا کر سورج کی طرف تھوکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم خلوص نیت سے عرض گزار ہیں کہ ان حقائق کو غیب اچھی طرح پڑھیں۔ اور پھر اپنے دل کے دروازہ پر دستک دیں۔ کہ کیا آواز اندر سے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے نیک بندوں کی محبت عطا فرمائے۔

فَاَجْتَبَرُوا يَوْمَ الْاَبْصَارِ

باب دوم

نکاحِ ام کلثومؓ با حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

متعلق محمود ہزاری کے بدعتیہ

بیانات

حضرت علی المرتضیٰ کی صاحبزادی ام کلثومؓ کا
فاروقِ اعظم سے نکاح ایک من گھڑت افسانہ
ہے

(مَعَاذَ اللہ)

کتاب

کتابخانه

فهرست

تاریخ

کتابخانه
فهرست
تاریخ
کتابخانه

باب دوم:

نِكَاحِ اُمِّ كَلْثُومٍ بِاحْضَرَتِ عُمَرَ
مُتَعَلِّقُ مَحْمُودٍ هَزَارَوِيِّ كَيْدِ عَقِيدَةٍ
بَيِّنَاتُ

حضرت علی المرتضیٰ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے نکاح ایک من گھڑت افسانہ ہے
(معاذ اللہ)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے نکاح کا انکار بھی شیعہ کرتے ہیں۔ اور ان کے انکار کا ایک پس منظر ہے۔ وہ یہ کہ اگر اس عقد کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی ساداتِ کرام سے دشمنی اور علی المرتضیٰ کی ان سے ناراضگی کے تمام افسانے دھڑے کے دھڑے رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے نزدیک سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اہل بیت کے دشمن تھے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انہیں اچھا نہیں سمجھتے تھے اہل تشیع کے اس نظریہ پر جس قدر دلائل ہیں۔ ہم نے ان کا بالاستیعاب جواب دیا ہے۔ جو تحفہ جعفریہ جلد دوم میں بالخصوص اور دیگر مجلدات میں مختلف مقامات پر بالعموم مذکور ہیں۔ ہم نے خود ان کی کتب معتبرہ سے اس عقد کو ثابت کیا ہے۔

اور یہ بھی کہ علی المرتضیٰ نے یہ عقد رضا و رغبت کیا تھا۔ یہاں اس موضوع پر گفتگو کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی۔ کہ محدث ہزاروی اس مسئلہ میں جہاں جمہور اہل سنت کے خلاف چلا ہے وہاں اس نے اس مسئلہ میں اہل تشیع کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اسے من گھڑت افسانہ قرار دیا۔ اور کسی سنی کی کتاب میں اس کے وجود کا انکار کیا۔ اور یہ کہا کہ جن کتب اہل سنت میں یہ واقعہ منقول ہے۔ وہ موضوع واقعہ ہے۔ اور ردِ غولے کیا کہ قیامت تک اسے کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ ہم پہلے محدث ہزاروی کی من و عن عبارات نقل کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے جواب کی طرف متوجہ ہوں گے۔ محدث ہزاروی نے یہ مسئلہ اپنی تین تصنیفات جامع الخیرات۔ شرافتِ سادات۔ السیف الملول میں لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”محمود ہزاروی کا بیان اول“

جامع الخیرات: اور جو نقل محض ہیں مثلاً ام کلثوم کے عقد کا افتراء با حضرت عمر کے ردِ فیض کی کتب و کافیوں میں ہے۔ ہم اہل سنت کی بعض کتب میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ جو در پر وہ ایک قسم کا تبرک منا پاک ہے جو ہم اہل سنت والجماعت کے نزدیک قابلِ مدت و دید ہے۔ مستحقِ تقلید کہ یہ وہ نقل موضوع و افسانہ مضطرب ہے۔ کہ تا قیامت خود ثابت ہونا ممکن نہیں ہے جائیکہ وہ آئندہ کے لیے سند اثبات بنے۔ ماحشا و کلا پس خود ثابت نہیں ہے جائیکہ مثبت ہو۔

(۱۔ جامع الخیرات ص ۲۵۵ تا ۲۵۶ (۲۔ شرافتِ سادات ص ۶۳)

(۳۔ السیف الملول ص ۱۹ تصنیفات محمود محدث ہزاروی)

جواب:

محدث ہزاروی کی مذکورہ تحریر جہاں خلاف واقعہ و حقیقت ہے اس کے ساتھ

ساتھ ساداتِ کرام کی توہین۔ تمام علمائے اہل سنت کی توہین اور اپنی جہالت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا عقد با حضرت عمر بن الخطاب ایسا مسئلہ ہے۔ جس کی تصدیق چودہ سو سالہ تاریخ کر رہی ہے۔ اسنے واضح واقعہ کو چیلنج کرنا کتنی حماقت ہے۔ پھر اس نکاح کے انعقاد کی وجہ سے جو اولاد ام کلثوم و عمر بن الخطاب ہوئی۔ اس کا انکار کیا جا رہا ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق تین علوم سے ہے کتبِ اعمادِ بیث، کتبِ نسب اور کتبِ تاریخ۔ ان تینوں اقسام کی کتب میں اس مسئلہ کو واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ ان کتب کی روایات کو موضوع اور من گھڑت قرار دینا سراسر جہالت ہے۔

نوٹ ۱

محدث ہزاروی نے راقم کو اس سے قبل کئی مرتبہ خطوط کے ذریعہ لکھا۔ کہ تحفہ جعفریہ اور عقائد جعفریہ آپ کی بہترین تصنیف میں ہے۔ اور میں اپنے مرید بن کوان کے خریدنے اور پڑھنے کا حکم دیتا رہتا ہوں۔ جب تحفہ جعفریہ جلد سوم میں مطاعن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جوابات کے ضمن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے راقم نے لکھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمار بن یاسر کو فرمانا *تقتلك الفئة الباغية* اور پھر امیر معاویہ کا انہیں قتل کر دینا ثابت کرتا ہے۔ کہ امیر معاویہ باغی ہیں۔ کہ *«اللوائی المصنوعہ فی احادیث الموضوعة»* میں عمار بن یاسر کے قتل کی خبر کو بہت زیادتی کے ساتھ نقل کیا گیا۔ اور اس کو ابویوب انصاری سے ثابت کیا گیا۔ کہ اس حدیث کے بیان کرنے والے وہ ہیں۔ اور جب جنگ صفین سے واپس ہوئے تو اسے روایت کیا۔ علامہ السیوطی نے اسے مزید اضافہ کے ساتھ نقل کیے جانے کو موضوع کہا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شامل ہی

نہیں ہوئے۔ تو پھر ان کے نام سے علی راوی نے یہ روایت گھڑی ہے۔ جب یہ جلد محدث ہزاروی کے پاس پہنچی۔ تو اس نے مجھے لکھا۔ کہ یہ حدیث تو بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ بخاری میں اگرچہ ضعیف حدیث تو ہو سکتی ہے۔ لیکن موضوع نہیں۔ راقم نے اس وقت بوجہ یہاں پہنچنے کے جواب نہ دیا۔ صحت یا باطل پر اس کا تفصیلی جواب لکھا۔ جو آپ حضرات نے پڑھ لیا ہے۔ یہ واقعہ ذکر کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس کی۔ کہ محدث ہزاروی کا اقرار ہے۔ کہ بخاری شریف میں من گھڑت اور موضوع روایت نہیں ہے۔ اب اگر ہم اس بخاری شریف سے یہ ثابت کر دکھائیں۔ کہ ام کلثوم کا عقد عمر بن الخطاب سے ہوا تھا۔ تو پھر اسے موضوع اور من گھڑت افسانہ کہنا کس قدر اندھیر مچا رہی ہے۔

کتب احادیث سے ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ

کا عمر بن الخطاب سے نکاح کا ثبوت

بخاری شریف :

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا يُونُسُ عَنْ
ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ
ابْنَ الْخَطَّابِ قَسَمَ مِرْوَطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِنْ نِسَاءِ
الْمَدِينَةِ فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ
مَنْ عِنْدَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَعْطِ هَذَا بِنْتَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي عِنْدَكَ
يُرِيدُ وَنَا أَمْ كَلْثُومٍ بِنْتُ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ

أُمِّ سَلِيطَ أَحَقُّ وَأُمِّ سَلِيطَ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ
بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ
فَإِنَّهَا كَانَتْ تَنْزِيهِ لَنَا الْقِرْبَ يَوْمَ أُحُدٍ -
ربخاری شریف جداول کتاب الجہاد
صفحہ نمبر ۳۰۳ حمل النساء الکرم الی الناس

ترجمہ: ثعلبہ بن ابی مالک بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ مدینہ منورہ کی عورتوں میں
چادریں تقسیم فرمائیں۔ ایک عمدہ چادر بچ گئی۔ حاضرین میں سے کسی
نے کہا۔ کہ اسے امیر المومنین! چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو
دے دیں۔ جو آپ کے عقد میں ہیں۔ اس سے ان کی مراد ام کلثوم بنت
علی المرتضیٰ تھی۔ اس پر عمر بن الخطاب نے کہا۔ ام سلیط اس کی زیادہ
حق دار ہے۔ ام سلیط ایک انصاری عورت تھی۔ جس نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر نے مزید فرمایا۔ کہ یہ ام سلیط وہ عورت
ہے۔ جو احد کے دن پانی کی مشکیں بھر بھر کے ہم مجاہدوں کو
پلاتی رہی۔

حدیث مذکور کی تشریحات

فتح الباری؛

(قوله يريدون أم كلثوم) كان عُمَرُ قَدْ تَزَوَّجَ
أُمَّ كُلْثُومَ بِنْتَ عَلِيٍّ وَأُمَّهَا فَاطِمَةُ وَلِهَذَا قَالُوا
لَهَا بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَكَانَتْ قَدْ وَلِدَتْ فِي حَيَاتِهِ وَهِيَ أَصْغَرُ بَنَاتٍ
فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ۔

(فتح الباری جلد ۶ ص ۶۰) باب حمل النساءِ اکرم الی الناس

ترجمہ: سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تھا۔ اور آپ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں۔ اسی لیے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کہا گیا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی پیدا ہو چکی تھیں۔ اور سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی آپ سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔

ارشاد الساری:

هَذَا ابْنَتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الَّتِي عِنْدَكَ يَرْيَدُونَ (زَوْجَتَهُ أُمَ كَلْثَمٍ)
بِصِمِّ الْكَافِ وَالْمُثَلَّثَةِ (بْنْتِ عَلِيٍّ) وَكَانَتْ أَصْغَرَ
بَنَاتِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَأَوْلَادِ بَنَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يَنْسَبُونَ إِلَيْهِ سَوَابِ حَمْلِ النِّسَاءِ الْكَرَمِ إِلَى النَّاسِ

(ارشاد الساری جلد پنجم صفحہ نمبر ۸۴)

ترجمہ: حاضرین کا بنت رسول اللہ کہنے سے مراد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھیں۔ اور یہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی اولاد خود آپ کی طرف لوگ منسوب کیا کرتے ہیں۔

لمحہ فکریہ: یہ بھی روایت اس حدیث کی کتاب کی کہ جس پر خود

محدث ہزاروی کو یقین ہے۔ کہ اس میں کوئی حدیث موضوع نہیں ہے۔ اس حدیث کی تشریح میں شارحین کرام نے بالاتفاق اس بات کو تسلیم کیا۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا عقداً مکشوم بنت علی المرتضیٰ سے ہوا تھا۔ اور یہ ام مکشوم رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ اور نہ ہی کسی شائع نے کوئی تنقید کی ہے۔ اگرچہ مورد اہل سنت سے اختلاف کیا ہے تو وہ نام نہاد و سنی محدث ہزاروی نے کیا ہے۔ نام نہاد ہم نے اس لیے کہا۔ کہ عنقریب آپ ایک اشتہار کی عبارت ملاحظہ کریں گے۔ جس میں بہت سے علماء کرام اور پیران عظام حتیٰ کہ محدث ہزاری کے پیرِ فاضل کا فتویٰ نقل ہوگا۔ جس سے محدث ہزاروی پر رافضی ہونے کا فتوے مذکور ہے مسئلہ مذکورہ کا اثبات ایک اور حدیث کی کتاب سے ملاحظہ ہو۔

کنز العمال؛

عن ابی جعفران عمر بن الخطاب خطبَ الی علی بن ابی طالب ابْنَتَهُ اُمَّ مَكْشُومٍ فَقَالَ عَلِيُّ اِنَّمَا حَبَسْتُ بَنَاتِي عَلٰی بَنِي جَعْفَرٍ فَقَالَ عُمَرُ اَنْتَ حَنِيتَ بِهَا يَا عَلِيُّ قَوْلَ اللَّهِ مَا عَلٰی ظَهْرٍ اِلَّا رِضٍ رَجُلٌ يَرِىْ صَدٌّ مِّنْ حُسْنٍ صَحَابَتِهَا مَا اَرْصَدُ فَقَالَ عَلِيٌّ قَدْ فَعَلْتُ فَجَاءَ عُمَرُ اِلَى مَجْلِسِ اُمِّهَا جَرِيْنٍ بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمَنْبَرِ وَكَانُوا يَجْلِسُوْنَ ثُمَّ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ وَالزُّبَيْرُ وَالطُّلْحَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَلَاذَ اَكَانَ الشَّيْءُ يَأْتِيْ عُمَرَ بِنَ الْخَطَابِ مِنْ اِلَافَاتٍ جَاءَهُمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِذَلِكَ فَاسْتَشَارَهُمْ فِيْهِ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ رَفِئُوْنِي

فَوَقَّوْهُ وَقَالُوا اَيْمَنَ؟ يَا امير المؤمنين قَالَ بَايَنْتُ عَلَى بَنِ
ابى بن طالب ثُمَّ اَنْشَاءُ يُحْبِرُهُمْ فَقَالَ اِنَّ الَّذِي
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي وَكُنْتُ قَدْ صَحَبْتُهُ
فَاَحْبَبْتُ اَنْ يَكُوْنَ هَذَا اَيْضًا۔

(۱۔ کنز العمال جلد ۱۳ ص ۶۲۴ حدیث نمبر ۵۸۷ مطبوعہ)

حلب طبع جدید) ۱۴ کلثوم بنت علی

(۲۔ طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۴۳۳)

(۳۔ ذخائر عقبی ص ۱۶۱ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

(۴۔ اصابہ فی تمایز الصحابة جلد ۲ ص ۲۹۲)

(۵۔ الاستیعاب جلد چہارم ص ۲۹۰ بر حاشیہ الاصابہ)

ترجمہ: حضرت ابو جعفر سے روایت ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب

رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی صاحبزادی

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد طلب کیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

کہ میں نے اپنی بیٹیوں کو اولاد جعفر کے لیے روک رکھا ہے حضرت عمر

نے پھر کہا۔ اے علی مجھے یہ رشتہ دے دو۔ خدا کی قسم، روئے زمین

پر مجھ جیسا کوئی شخص اس (ام کلثوم) سے حسن سلوک کرنے والا نہیں حضرت

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اچھا تو میں نے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد حضرت

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مہاجرین کی مجلس کی طرف تشریف لائے۔

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور اور منبر شریف کی درمیان فی جگہ قائم تھی۔

ان حضرات میں حضرت علی عثمان، زبیر، طلحہ اور عبد الرحمن بن عوف

بھی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بھی زمین کے کسی کوڑے سے کوئی چیز پہنچی تو ان کے پاس آئے اور کہا مجھے مبارک دو۔ پوچھا گیا کس چیز کی مبارک دیں؟ فرمایا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی (کے نکاح ہو جانے) کی۔ پھر پورا واقعہ سننا شروع کر دیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت میں ہر نسب و حسب منقطع ہو جائے گا۔ لیکن میرا حسب و نسب وہاں بھی قائم رہے گا۔ مجھے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارک کا مرتبہ تو مل گیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کے نسب سے بھی تعلق ہو جائے۔

طبقات ابن سعد:-

اخیرنا وکیع بن الجراح عن هشام بن سعد عن عطاء الخراسانی ان عُمَرَ أَمَرَ أُمَّ كَلْثُومَ بِنْتِ عَلِيٍّ أَنْ بَعِينَ أَلْفًا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ لَقَدْ خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى عَلِيٍّ ابْنَتَهُ أُمَّ كَلْثُومَ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّمَا صَبَيْتُ فَقَالَ إِنَّكَ وَاللَّهِ مَا يَكُ ذَاكَ وَالْكِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا يَكُ فَأَمَرَ عَلِيٌّ بِهَا فَصَنَعَتْ ثَمَرًا مَرَّ بِبَرٍّ فَطَوَّاهُ فَقَالَ إِنِّي أَنْطَلِقُ بِهَذَا إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَقُولِي أَرْسَلَنِي أَبِي يَقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ إِنْ رَضِيتَ الْبُرْدَ فَأَمْسِكِيهِ وَإِنْ سَخَطْتَهُ فَرَدِّيهِ فَلَمَّا آتَتْ عُمَرَ قَالَ بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ وَفِي أَبِيكَ قَدْ رَضِينَا قَالَ فَرَجَعَتْ إِلَى

أَيُّهَا فَقَالَ كَمَا تَشَرُّ الْبُرْدَ وَلَا تَنْظُرَ إِلَّا إِلَى
فَرْزٍ وَجَبَهَا أَيَّاهُ فَوَلَدَتْ لَهُ غُلَامًا يُقَالُ لَهُ
زَيْدٌ -

(۱- طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۴۶۳-۴۶۴ کلثوم بنت علی

(۲- ذخائر عقبی صفحہ نمبر ۱۷۰)

(۳- تاریخ خمیس جلد دوم ص ۱۸۵)

ترجمہ: عطاء الخراسانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا حق مہر یا پس ہزار درہم مقرر فرمایا۔ محمد بن عمرو وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت علی المرتضیٰ سے ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ اے امیر المومنین! وہ ابھی بچی ہے۔ سجدہ! وہ آپ کے کام کی نہیں۔ اور ہمیں آپ کا ارادہ بخوبی معلوم ہے۔ اس کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے تیار کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپ نے ایک چادر لپیٹ کر دی۔ اور فرمایا۔ بیٹی! یہ امیر المومنین عمر بن الخطاب کے پاس لے جاؤ۔ جا کر کہنا مجھے ابا جان نے بھیجا ہے۔ وہ سلام کہتے تھے۔ اور ساتھ ہی کہا تھا کہ اگر آپ چادر پسند کریں تو رکھ لیں۔ ورنہ واپس کر دیں۔ جب حضرت عمر نے انہیں دیکھا۔ تو کہا۔ اللہ تعالیٰ تم میں اور تمہارے والدین برکت ڈالے۔ ہم راضی ہو گئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اتنی گفتگو کے بعد سیدہ ام کلثوم واپس اپنے والد کے پاس آئیں۔ اور بیان کرنے لگیں۔ کہ عمر بن الخطاب نے نہ تو چادر کھولی اور نہ اسے دیکھا۔ اگر دیکھا تو

صرف مجھے ہی دیکھا۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ نے ام کلثوم کا نکاح عمر بن الخطاب سے کر دیا۔ ان سے زید نامی ایک لڑا پیدا ہوا۔

کنز العمال؛

عن المستظل بن حصین ان عمر بن الخطاب خطب الی علی بن ابی طالب ابنته ام کلثوم فاعتل بصعیرها۔ فقال اِنِّی لَمَرَارِدُ الْبَاءَةِ وَلَکِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ کُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَا خَلَا نَسَبِیَّ وَنَسَبِیَّ وَکُلُّ وَلَدٍ فَإِنَّ عَصَبَتَهُمْ لَا بَیِّنَهُمْ مَا خَلَا وَ لَدِ فَاطِمَةَ فَإِنِّی اَنَا أَبُوهُمْ وَعَصَبَتُهُمْ (البنعیم فی المعرفة - کہ -)

کنز العمال

(۱) - کنز العمال جلد ۱۳ ص ۴۲۲ حدیث نمبر ۵۸۶۷ (۳۷۷۰)

(۲) - ذخائر عقبی ص ۱۴۹ مطبوعہ بیروت طبع جدید

(۳) - تاریخ خمیس جلد دوم ص ۲۸۵

ترجمہ:

مستظل بن حصین سے روایت ہے۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے انکی صاحبزادی ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا۔ تو آپ نے اس کے کہنے کی علت بیان فرمائی۔ اس پر عمر بن الخطاب بولے۔ کہ میں اس نکاح سے نفسانی خواہشات کا ارادہ نہیں رکھتا۔ بلکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سن رکھا ہے۔ کہ کل قیامت کے دن ہر حب و نسب منقطع ہو جائے گا۔

موت میرا حسب و نسب باقی رہے گا۔ ہر بچہ اپنے والد کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد کا معاملہ اور ہے۔ ان کی تمام اولاد میری اولاد اور میں اُن کا والد ہوں۔ وہ میرے بچے ہیں۔

طبقات ابن سعد:

اخبرنا عبيد الله بن موسى قال اخبرنا
اسرائيل عن ابي جعفر عن عامر عن ابن عمر
انه صلى على أم كلثوم بنت علي وابنيها
زيد وجعله مئاليكته وكبر عليهما اربعا.
(۱۔ طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۴۶۴۔ ام كلثوم بنت علي

دخلت عقبى ص ۱۷۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور ان کے بیٹے زید کی بھی۔ دونوں کا اکٹھا جنازہ ہوا۔ زید ان کی طرف اور ام کلثوم قبلہ کی طرف تھیں۔ ان کے جنازہ پر چار تکبیریں پڑھی گئیں۔

ملحہ فکریہ:

مذکورہ حوالہ بات میں سیدہ ام کلثوم اور عمر بن الخطاب کا باہم نکاح مختلف مدارج کے ساتھ بیان ہوا۔ پہلے پہل عمر بن الخطاب کا یہ رشتہ طلب کرنا، پھر علی المرتضیٰ کا ام کلثوم کی صغیر سنی کا حوالہ دینا، اس کے بعد عمر بن الخطاب کا اس رشتہ کے لیے اپنا مقصد بیان کرنا، پھر علی المرتضیٰ کا ام کلثوم کے ہاتھوں چادر

بھیجنا۔ پھر نکاح ہو جانا، پھر چالیس ہزار درہم حق مہر کے طور پر مقرر کرنا، پھر ان سے زید نامی بیٹے کا پیدا ہونا اور آخر میں دونوں ماں بیٹے کی نماز جنازہ اکٹھی ادا ہونا یہ تدریجی واقعات بخاری شریف وغیرہ کتب اعدیث اور دوسری کتب سیرت سے پیش کیے گئے۔ ان تدریجی واقعات میں سے ہر ایک واقعہ ایک مستقل اسناد کے ساتھ مذکور ہے۔ ایک ہی واقعہ اگر مختلف اسناد کے ساتھ مروی ہو۔ تو اس کا ضعف ختم ہو جاتا ہے۔ اسے اہل علم بخوبی جانتے ہیں۔ ان کتب اہل سنت سے محدث ہزاروی کی ناواقفیت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ امام اہل سنت، محدث بے مثال اور شیخ طریقت سے کم القاب پر راضی نہیں۔ اس لیے ان کتب میں مذکور واقعہ کا انکار تو نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ محدث ہزاروی انہیں قابل اعتماد نہ سمجھے اور اس طرح وہ خود کو اہل سنت سے خارج کر لے۔ بلکہ محدث مذکور نے تو اس واقعہ کو جھوٹا افسانہ کہہ کر رافضیت کو بھی شرمادیا۔ کیونکہ شیعہ لوگ اس نکاح کو ثابت تو کرتے ہیں۔ ان کی کتب میں یہ مذکور بھی ہے۔ لیکن وہ اسے جبری نکاح کہتے ہیں۔ یعنی اصل نکاح کے وہ منکر نہیں۔ اور ادھر محدث ہزاروی سرے سے نکاح کا ہی انکار کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کا دعوائے بھی ہے کہ کسی سنی نے اس نکاح کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ شیعہ مانتے ہیں۔ تو اس دعویٰ کے پیش نظر امام بخاری وغیرہ کو بھی شیعوں میں شمار کر دیا گیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

نوٹ :

روایت مذکورہ کثرتِ طرق کی وجہ سے مضبوط ہو گئی۔ لیکن اس کے کچھ راوی ایسے ہیں جنہوں نے اس روایت میں اپنی طرف سے کچھ کلام درج کیا۔ جس کی بنا پر پوری روایت کو غلط کہا گیا۔ زائد کلام ملاحظہ ہو۔ ”جب ام کلثوم چادر لے کر عمر بن الخطاب کے پاس گئیں۔ تو انہوں نے سیدہ کی پنڈلی کو ہاتھ لگا کر فرمایا۔ مجھے

چادر پسند ہے۔ اس پر سیدہ نے حضرت عمر کو کہا۔ اگر تم امیر المومنین نہ ہوتے تو اس حرکت پر میں تمہاری ناک توڑ دیتی، اسی زائد درجہ کلام کو منکر میں نکاح بڑے شد و مد کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ طبقات ابن سعد میں پنڈلی کو چھونا اور ام کلثوم کا غصہ میں مذکورہ الفاظ کہنا قطعاً مذکور نہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ ان زائد الفاظ کے بغیر روایت وہی صحیح ہے۔ جس کی صحت پر چند اصول دلالت کرتے ہیں۔

۱۔ یہ زائد کلمات (جو قبیح ہیں) والی روایت بھی امام محمد باقر سے مروی ہے۔ اور زائد کے بغیر والی روایت بھی انہی سے مروی ہے۔ لہذا ترجیح اسی روایت کے الفاظ کو ہوگی۔ جس میں یہ قبیح لفظ موجود نہیں ہیں۔

۲۔ الفاظ قبیحہ والی روایت سند کے اعتبار سے مقطوع اور متن کے اعتبار سے شاذ ہے۔ یعنی ان معتبر روایات کے خلاف ہے۔ جن میں یہ قبیح الفاظ نہیں۔

۳۔ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے الزواجر عن اقتراف النکبات ص ۲۸ اور ابن عابدین شامی نے رد المحتار جلد ۲ ص ۴۴ باب المرتد میں ایک ضابطہ نقل کیا ہے۔

اِذَا اخْتَلَفَ كَلَامُ الْاِمَامِ فَيُؤْخَذُ بِمَا يُوَافِقُ الْاَدِلَّةَ الظَّاهِرَةَ وَ يَعْزَرُ عَنْ عَمَّا خَالَفَهَا۔ جب کسی امام کا کلام مختلف ہو۔ تو اسے لے لیا جائے گا۔ جو ظاہری دلائل کے موافق ہو۔ اور اس کے خلاف کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اس ضابطہ کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تقویٰ و یانت اور عدالت کے پیش نظر وہی روایت معمول بہ ہوگی۔ جو اس قبیح کلام سے صاف ہے۔

۴۔ علی بن محمد بن عراق کنانی نے تنزیہیۃ الشریعۃ المفروعة میں کسی روایت کے بے اصل ہونے کا ایک قرینہ یہ ذکر کیا ہے۔

تذریعۃ الشریعۃ المرفوعۃ:

وَمِنْهَا قَرِيبَةٌ فِي الْمَرْوِيِّ كَمُخَالَفَتِهِ مُقْتَضَى
الْعَقْلِ بِحَيْثُ لَا يَقْبَلُ النَّاسُ وَيْلٌ وَيُلْتَحَقُّ بِهِ مَا
يَذْكُرُهُ الْحَسُّ وَالْمُشَاهَدَةُ أَوْ الْعَادَةُ وَكُمْنَا
خَاتَمَهُ لِذَلِكَ الْكِتَابِ الْقَطْعِيَّةِ أَوْ السَّنَةِ الْمُتَوَاتَرَةِ
أَوْ الْجَمَاعِ الْقَطْعِيِّ - (ص ۶ طبع مصری)

ترجمہ: ایک قرینہ یہ ہے۔ کہ وہ روایت مقتضی العقل کے خلاف ہو
یعنی وہ تاویل کی گنجائش نہ رکھے۔ اور اسی قرینہ کے قریب یہ بھی ہے۔
کہ ایسی روایت جسے جس، مشاہدہ یا عادت قبول نہ کرتی ہو۔ اور اسی
طرح ایسی روایت جو کتاب قطعی، سنت متواترہ یا اجماع قطعی کی
ولایت کے منافی ہو۔ (ایسی روایات بے اصل ہوتی ہیں۔)

۵۔ چونکہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے مرویات میں بقول اہل تشیع کثرت
سے تغلیط ہو چکی۔ لہذا یہ زائد کلام بھی کسی راوی کی غلطی ہوئی ہے۔ رجال کشی
ص ۱۲۶ مطبوعہ بمبئی اور طبع جدید طهران ص ۱۹۵ پر یہ الفاظ ہیں۔

رجال کشی:

عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ لِكُلِّ رَجُلٍ مِثْرًا رَجُلٌ
يَكْذِبُ عَلَيْهِ وَعَنْهُ أَنَّ الْمُخَيَّرَةَ بَنَ سَعِيدَ دَسَّ فِي
كُتُبِ اصْحَابِ ابْنِ أَحَادِيثَ لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا ابْنِي فَأَتَقَوَّاهُ
وَلَا تَقَبَّلُوا عَلَيْنَا مَا خَالَفَ قَوْلَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ
نَبِيِّنَا - (رجال کشی ص ۱۲۶ مطبوعہ بمبئی اور طبع

جدید طهران ۱۹۵) سنن المخیّرہ بن سعید

ترجمہ : حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم ائمہ میں سے ہر ایک امام کے لیے ایک ایسا شخص ہوا ہے جس نے ہم پر جھوٹ باندھا۔ اور یہی امام فرماتے ہیں کہ مغیرہ بن سعید نے میرے والد کے اصحاب کی کتابوں میں کچھ احادیث داخل کر دیں جو میرے باپ نے کبھی بیان نہیں کیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہم سے ایسی کوئی روایت قبول نہ کرو۔ جو ہمارے رب کے قول یا ہمارے رسول کی سنت کے خلاف ہو۔

ہماری اس تحقیق کے پیش نظر بات کھل کر سامنے آجائے گی کہ سیدہ ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہر حال ہوا لیکن درمیان میں پنڈلی وغیرہ کی زیادتی اصل روایت میں نہیں۔ یہ نکاح مختلف کتب میں اتنے طرق سے مذکور ہے کہ اس کا انکار ممکن نہیں۔ ایک روایت اس طرح بھی آئی ہے کہ رشتہ کے طلب کرنے کے بعد علی المرتضیٰ نے عمر فاروق سے کہا کہ میں حسنین سے مشورہ کر کے کوئی فیصلہ کروں گا۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ کے ساتھ

ام کلثوم کے عقد کی بھرپور تائید کی تھی۔

ذخائر عقبی فی مناقب ذوالقربیٰ ؛

أَخْرَجَهُ ابْنُ السَّمَانَ وَعَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ بَعْضِ أَهْلِهِ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

ابنته ام كلثوم و أمها فاطمة بنت رسول الله
 صلى الله عليه وسلم فقال له علي إن علي
 أميراً محسني استأذنه فأتى ولد فاطمة
 فذكر ذلك لهما فقالوا روجه فدعا ام كلثوم
 وهي يومئذ صديقة فقال لهما انطلقا إلى
 أمير المؤمنين فقول له إن أبي يقرئك السلام
 ويقول لك قد قضيت حاجتك التي طلبت
 فآخذها عمر فوضهها إليه فقال إني خطبتها
 إلى أبيها فزوجنيها قبل يا أمير المؤمنين
 ما كنت تريد إليهما إنما صديقة صغيرة قال
 إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
 يقول لكل سبب ونسب ينقطع يوم القيامة
 إلا سببي ونسبي فأردت أن يكون بي وبني
 بين رسول الله صلى الله عليه وسلم سبب
 وصهر خرج الأهل إلى وخرج ابن سمان
 معناه ولفظه مختصران عمر قال لعلي
 إني أحب أن يكون عندي عضو من أعضائه
 رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له
 علي ما عندي إلا ام كلثوم وهي صغيرة فقال إن بعش كثير
 فقال إن لهما أميرين معي قال نعم فرجع
 علي إلى أهله وقعد عمر ينتظر ما يرده عليه

فَقَالَ عَلَىٰ أَدْعُوا الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَجَاءَاكَ لَكَ
فَقَعَدَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ
قَالَ لَهُمَا إِنَّ عُمَرَ قَدْ خُطِبَ إِلَىٰ اخْتِكُمَا فَقُلْتُ
لَهُ إِنَّ لَهَا مَعِيَ أَمِيرَيْنِ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَرُوجَهُمَا
إِيَّاهُ حَتَّىٰ أَوَامِرُكُمَا فَسَكَتَ الْحُسَيْنُ وَتَكَلَّمَ
الْحَسَنُ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا
أَبَتَاهُ مَنْ بَعَثَ عُمَرَ صَحْبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَقَّى وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ ثُمَّ قَالَ
الْخِلَافَةُ فَعَدَلَ قَالَ صَدَقْتَ يَا بَنِيَّ وَلَكِنْ
كَرِهْتُ أَنْ أَقْطَعَ أَمْرًا دُونَ كَمَا-

(۱- ذخائر عقبی الفصل الثامن ذکرونا ام کلثوم ص ۱۶۹ تا ۱۷۰)

مطبوعہ بیروت (۲- تاریخ خمیس جلد ۵ ص ۲۸۵

ذکر اولاد علی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر اپنے کسی گھروالے سے بیان کرتے ہیں۔
کہ جب عمر بن الخطاب نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ام کلثوم
بنت فاطمہ الزہراء کا رشتہ طلب کیا۔ تو علی المرتضیٰ نے کہا۔ کہ میں
کچھ امر اس سے مشورہ کیے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس کے بعد سیدہ فاطمہ
کے دونوں صاحبزادے بوائے گئے۔ اُن سے ساری باتیں
کہہ دی گئیں۔ وہ بوسے۔ یہ شادی کر دیجئے۔ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
ام کلثوم کو بلایا۔ وہ اس وقت بچی تھیں۔ اور فرمایا۔ امیر المؤمنین
عمر بن الخطاب کے پاس جاؤ۔ اور کہنا میرے ابا جان آپ کا سلام

کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تمہاری حاجت مطلوب میں نے پوری کر دی ہے۔ میں
 کہ حضرت عمر نے ام کلثوم کو لگے لگایا۔ اور کہا۔ کہ میں نے ام کلثوم کا رشتہ
 مانگا تھا۔ تو انہوں نے اُسے میرے نکاح میں دے دیا۔ پوچھا گیا اے
 امیر المومنین! وہ کچی تھیں۔ تمہیں اس سے کیا مطلب تھا؟ فرمایا میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرمایا ہر حسب و نسب قیامت
 کے دن ختم ہو جائے گا۔ صرف میرا حسب و نسب باقی رہے گا۔
 میں نے چاہا کہ میرے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان
 حسب اور دامادی کا رشتہ قائم ہو جائے۔ یہ روایت دو لابی
 نے بیان کی۔ اور ابن سمان نے بھی اسی کی ہم معنی روایت بیان
 کی۔ لیکن وہ مختصر ہے۔ وہ یہ کہ حضرت عمر بن الخطاب نے علی المرتضیٰ
 سے کہا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
 جسم کا کوئی ٹکڑا آجائے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میرے
 پاس تو صرف ام کلثوم ہے۔ اور وہ ابھی کچی ہے۔ اور فرمایا کہ اس کے
 دو امیر اور بھی ہیں۔ عمر بن الخطاب نے کہا ٹھیک ہے اُن سے مشورہ
 کر لیا جائے۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے۔ اور عمر بن الخطاب
 انتظار میں بیٹھے رہے کہ کیا جواب ملتا ہے۔ حسن و حسین کو علی المرتضیٰ
 نے بلوایا۔ وہ آئے۔ اپنے سامنے بٹھایا۔ اللہ کی حمد و ثنا کے بعد
 ان سے فرمایا۔ کہ عمر بن الخطاب نے تمہاری بھین کا رشتہ طلب کیا
 میں نے انہیں کہا کہ اس کے دو امیر اور بھی ہیں۔ میں نے تم دونوں
 سے مشورہ کیے بغیر نکاح کر دینا اچھا نہ سمجھا۔ اب تم بتاؤ کیا طے
 ہے۔ امام حسین تو خاموش رہے۔ اور امام حسن بولے۔ اللہ کی حمد و ثنا

کے بعد کہا۔ ابا جان! حضرت عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔
 آپ دنیا سے پردہ فرما گئے لیکن وہ عمر پر راضی ہی تھے۔ پھر عمر بن الخطابؓ
 خلافت پر فائز ہوئے۔ اور خوب انصاف کیا۔ یمن کو علی المرتضیٰؓ نے
 کہا۔ بیٹا! تم نے سچ ہی کہا۔ لیکن میں تم دونوں کے بغیر اس کام کا فیصلہ کرنا
 اچھا نہ جانتا تھا۔

فاروقِ اعظمؓ کے وصال کے بعد ان کی بیوہ ام کلثوم
 کی اجازت سے ان کا نکاح علی المرتضیٰؓ نے اپنے بھتیجے
 عون بن جعفر سے کیا۔

ذخائرِ عقبیٰ؛

قال ابن اسحاق حدثني والدي اسحاق بن
 يسار عن حسن بن حسن بن علي بن ابي طالب
 قَالَ لَمَّا تَأَيَّمَتْ أُمُّ كَلثُومَ بِنْتُ عَلِيٍّ مِنْ عَمْرِو
 بْنِ الْخَطَّابِ دَخَلَ عَلَيْهَا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ اخَوَاهَا
 فَقَالَا لَهَا إِنَّكِ مِنْ عُرْوَةِ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ
 وَبُنْتُ سَيِّدَتَيْهِنَّ وَإِنَّكِ وَاللَّهِ إِنْ أُمِّكُنَّ
 عَلَيَّائِ مِنْ رَمْنِكَ لِيَتَكُنَّكَ بَعْضُ أَيْتَامِهِ وَإِنْ
 أَرَدْتَ أَنْ تُصَيِّبِي بِنَفْسِكَ مَا لَا عَظِيمًا لَتُصْنِيَهُ
 فَوَاللَّهِ مَا قَامَا حَتَّى طَلَعَ عَلَيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

يَتَكِي عَلَى عَصَاهُ فَجَلَسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ
 ذَكَرَ مَنْزِلَ لَتَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ
 عَرَفْتُ وَ عَرَفْتُمْ مَنْزِلَ لَتَكُمْ يَا بَنِي فَاطِمَةَ وَ
 أَثَرُ لَتَكُمْ عِنْدِي عَلَى سَائِرِ وَلَدِي وَ مَكَانَكُمْ مِنْ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَرَأَ بَتُّكُمْ مِنْهُ
 قَالُوا صَدَقْتَ رَحِمَكَ اللَّهُ فَجَزَاكَ اللَّهُ عَنَّا خَيْرًا
 فَقَالَ أَيْ بُيَّتَةٌ إِنَّ اللَّهَ قَدْ جَعَلَ أَمْرَكَ بِيَدِكَ
 فَأَنَا أَحَبُّ أَنْ تَجْعَلِيَهُ بِيَدِي فَقَالَتْ أَيْ أَبَتِ
 إِيَّيْ وَ اللَّهُ لَا مَرَأَةَ أَرْغَبُ مَا يَرْغَبُ فِيهِ النِّسَاءُ
 وَأَحَبُّ أَنْ أَصِيبَ مَا تُصِيبُ النِّسَاءُ مِنَ الدُّنْيَا
 فَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُنْظَرَ فِي أَمْرِ نَفْسِي فَقَالَ لَا وَ اللَّهُ
 يَا بُيَّتَةُ مَا هَذَا مِنْ رَأْيِكَ مَا هُوَ إِلَّا رَأْيَ هَذَيْنِ
 ثُمَّ قَامَ فَقَالَ وَ اللَّهُ لَا أَكَلِمَ رَجُلًا مِنْهُمْ أَوْ فَعِلِينَ
 فَاخْذَا بِشُورِيهِ وَ قَالَ اجْلِسْ يَا أَبَتِ فَوَاللَّهِ
 مَا عَلَيَّ هِجْرَتِكَ مِنْ صَاحِبٍ اجْعَلِي أَمْرَكَ بِيَدِهِ
 قَالَتْ قَدْ فَعَلْتُ قَالَ فَإِنِّي قَدْ زَوَّجْتُكَ مِنْ
 عَوْنِ ابْنِ جَعْفَرٍ وَ إِنَّهُ لَغُلَامٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ
 فَبَعَثَ إِلَيْهَا بِأَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ وَ بَعَثَ إِلَى
 ابْنِ أَخِيهِ فَأَدْخَلَهَا عَلَيْهِ قَالَ حَسَنٌ فَوَاللَّهِ
 مَا سَمِعْتُ بِمِثْلِ عِشْقٍ مِثَالَهُ مِنْدُ خَلْقَهَا

ترجمہ: امام حسن مثنیٰ بن حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں۔ تو ان کے دونوں بھائی حسن و حسین ان کے پاس تشریف لائے۔ اور دونوں نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے۔ کہ تم سیدہ نساء العالمین ہو۔ اور دنیا کی تمام عورتوں کی سردار کی بیٹی ہو۔ خدا کی قسم! اگر تم نے اپنا معاملہ اپنے باپ علی المرتضیٰ کے سپرد کر دیا۔ تو وہ اپنے بھائی جعفر شہید کے کسی بیٹے سے تمہاری شادی کر دیں گے۔ اور اگر تمہارا ارادہ یہ ہو کہ زندگی وافر مال و اسباب کے ساتھ گزرے۔ تو ایسا ہو سکتا ہے۔ بخدا! ابھی یہ دونوں بھائی وہاں سے اٹھے نہ تھے کہ ادھر سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے عصا پر سہارا لگائے تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ام کلثوم! اور میرے دونوں صاحبزادو! تم اپنے مرتبے اور مقام کو بخوبی جانتے ہو۔ اے اولادِ وفاطمہ! میں نے تمہیں اپنی بقیہ اولاد پر ترجیح دی ہے۔ کیونکہ تمہیں ایک خاص مرتبہ اور مقام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے بیٹی! اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے بارے میں خود مختار کیا ہے۔ تو میں بھی چاہتا ہوں کہ تو اپنا اختیار خود ہی استعمال کرے۔ سیدہ ام کلثوم بولیں۔ ابا جان! میں ایک عورت ہونے کی وجہ سے وہی خواہش رکھتی ہوں۔ جو دوسری عورتیں رکھتی ہیں۔ اور دیگر عورتوں کی طرح میں بھی چاہتی ہوں کہ دنیا کا کچھ ساز و سامان مجھے بھی مل جائے۔ میں باعزت زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں

اور میں اپنے معاملہ میں غور و فکر کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ جو تم کہہ رہی ہو یہ صرف تمہاری ہی رائے نہیں بلکہ تمہارے بھائی حسن حسین کی بھی یہی رائے ہے۔ یہ کہہ کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمانے لگے۔ میں تم میں سے کسی کے ساتھ گفتگو نہ کروں گا۔ ہاں اگر تو اپنا معاملہ اور اختیار میرے سپرد کر دے۔ یسّٰن کر حسین کر میں نے آپ کی چادر بچڑی۔ اور کہا۔ کہ ہم آپ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے آپ تشریف رکھیں۔ پھر ان دونوں بھائیوں نے اپنی بھین ام کلثوم سے کہا۔ کہ بہتر یہی ہے کہ تم اپنا معاملہ ابا جان کے سپرد کر دو۔ جب ام کلثوم نے اپنا اختیار حضرت علی المرتضیٰ کو تفویض کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے تیرا عقد عون بن جعفر سے کر دیا ہے۔ عون ان دنوں خوب جوان تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے۔ اور چار ہزار درہم آپ نے ام کلثوم کی طرف بھیجے۔ پھر اپنے بھتیجے عون بن جعفر کی طرف پیغام نکاح بھیجا۔ ایجاب و قبول کے بعد آپ نے ام کلثوم کو عون کے گھر بکثیت بیوی روانہ کر دیا۔ امام حسن غلیفہ بیان کرتے ہیں کہ ام کلثوم اور ان کے خاوند عون بن جعفر کے درمیان جو نیگا منگت پیار و محبت میں نے دیکھی۔ کسی اور جوڑے میں ایسی سنسنے دیکھنے میں نہیں آئی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے
وصال کے وقت اپنی صاحبزادی ام کلثوم زوجہ عمر
بن الخطاب کو تسلی دی

اسد الغابہ؛

قَالَ اِنِّیْ مُقَارِفُكُمْ فَبَكَتْ اُمُّ كُلْثُومٍ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ
فَقَالَ لَهَا اَسْكُنِيْ فَاَكُوْا تَرَيْنِ مَا اُرِیْ لَمَّا بَكَيْتِ
قَالَ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَاذَا تَرِیْ قَالَ
هٰذِهِ الْمَلَائِكَةُ وَفَوْقُهَا النَّبِيُّوْنَ وَ هٰذَا
مُعَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ يَا عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ
قُحَافٍ تَصِيْرُ اِلَیْهِ خَيْرٌ مِّمَّا اَنْتُ فِیْهِ هٰذِهِ اُمُّ كُلْثُومٍ
بِیْ اَبْنَةِ عَلِیٍّ زَوْجِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - (اسد الغابہ)

جلد چہارم ص ۳۱) (ذکر خلافتہ)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ نے حاضرین سے فرمایا۔ میں تمہیں چھوڑے
دنیا سے جا رہا ہوں۔ اس پر ام کلثوم پردے کے پیچھے سے
رو پڑیں۔ آپ نے اسے فرمایا۔ چپ کر جا۔ اگر تجھے وہ کچھ نظر آتا
جو میں دیکھ رہا ہوں۔ تو تجھے رونا نہ آتا۔ پوچھا اے امیر المؤمنین!
آپ کو کیا دکھائی دے رہا ہے؟ فرمایا۔ یہ فرشتوں کی جماعت

اور گروہ انبیاء کھڑا ہے۔ اور یہ ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرما رہے ہیں۔
اے علی! تمہیں خوش خبری ہو۔ جدھر تم جا رہے ہو وہ اس سے کہیں
بہتر ہے جس میں اس سے پہلے تم تھے۔ یہ ام کلثوم حضرت علی المرتضیٰ
کی صاحبزادی اور عمر بن الخطاب کی زوجہ تھیں۔

زید بن عمرو ان کی والدہ ام کلثوم کا انتقال ایک

ہی وقت میں ہوا،

الاصابة في تميز الصحابة :

قال ابن الوهب عن عبد الرحمن بن زيد بن
اسلم عن ابيه عن جده تَزَوَّجَ عُمَرُ امَّ كَلْثُومَ
عَلَى مَهْرٍ اَرْبَعِينَ اَلْفًا وَقَالَ الزُّبَيْرُ وَلَدَتْ
لِعُمَرَ ابْنِيهِ زَيْدٌ وَرَقِيَّةٌ وَمَاتَتْ امُ كَلْثُومَ
وَوَلَدَهَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ اُصِيبَ زَيْدٌ فِي حَرْبٍ
كَانَتْ بَيْنَ عَدِيٍّ فَخَرَجَ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ
فَشَجَّهَ رَجُلٌ وَهُوَ لَا يَعْرِفُهُ فِي الظُّلْمَةِ فَعَاشَ
اَيَّامًا وَكَانَتْ اُمُّهُ مَرِيضَةً فَمَاتَا فِي يَوْمٍ
وَاحِدٍ - (الاصابة في تميز الصحابة جلد ۱)

ص ۲۹۲) قسم ثانی ام کلثوم بنت علی حروف کاف

ترجمہ: زید بن اسلم اپنے باپ اور وہ اپنے باپ سے روایت
کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ام کلثوم سے چارم ہزار روپے

حق مہر پر نکاح کیا۔ زیر کہتے ہیں۔ کہ ام کلثوم سے ان کے ہاں دو بچے
 زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔ ام کلثوم اور اس کا بیٹا زید ایک ہی دن فوت
 ہوئے۔ زید کو عدی قبیلہ کی لڑائی میں چوٹ آئی تھی۔ کیونکہ یہ ان میں
 صلح کرانے کے لیے جا رہے تھے۔ کہ ایک شخص نے اندھیرے میں
 لاٹھی کے ذریعہ ان کو زخمی کر دیا۔ کچھ دن زخمی حالت میں رہ کر انتقال کر گئے
 ان کی والدہ ام کلثوم بیمار تھیں۔ اور اتفاق سے دونوں کی فوتیگی
 ایک ہی دن ہوئی۔

ملحہ فکریہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عمر بن
 الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کے مختلف مراحل مختلف اسناد اور مختلف کتب
 کے حوالہ جات سے ہم نے پیش کیے۔ ذخائر عقبی کی روایت سیدہ ام کلثوم کی
 بیوگی اور اس کے بعد کے واقعہ کی تفصیل بیان کرتی ہے۔ اگر ان کا نکاح ثابت نہیں یا جھوٹا
 افسانہ ہے۔ تو پھر بیوگی کا اطلاق کیونکر درست ہوا۔ اما حسن و حسین کا اپنی ہمیشہ
 کو اور علی المرتضیٰ کا اپنی صاحبزادی کو بیوہ ہو جانے پر مزید نکاح کرنے نہ کرنے
 کا اختیار ذکر کرنا، پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ان سے اختیار حاصل کر کے اپنے بھتیجے
 سے ان کا نکاح کر دینا۔ حضرت عمر کے ہاں رہتے ہوئے ان کی ایک بیٹی اور ایک
 بیٹے کا جنم دینا اور پھر ان کا نام رقیہ اور زید بن عمر کتب میں مسطور ہونا، زید بن عمر
 اور ان کی والدہ ام کلثوم کا ایک ہی دن انتقال ہونا۔ عمر بن الخطاب کا چالیس ہزار دم
 حق مہر مقرر کرنا یہ تمام واقعات و حقائق اس کی واضح تائید اور تصدیق کرتے
 ہیں۔ کہ سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت عمر بن الخطاب
 سے ہوا۔ اور ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔ کتب سیرت کے بعد ہم اس موضوع

کے اثبات پر چند ایسے حوالہ جات پیش کر رہے ہیں۔ جو کتب تاریخ سے ہیں۔
حوالہ ملاحظہ ہو۔

کتب تاریخ سے نکاح ام کلثوم کا ثبوت

تاریخ طبری؛

وَتَزَوَّجَ أُمَّ كَلْثُومَ بِنْتِ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ
أُمُّهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاصْدَقَهَا قِيمًا قِيلَ أَرْبَعِينَ أَلْفًا فَوَلَدَتْ لَهُ
زَيْدًا وَرَقِيَّةً۔

(۱- تاریخ طبری جلد پنجم ص ۱۶)

(۲- تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم ص ۵۴)

(۳- البدایہ والنہایہ جلد ہفتم ص ۱۳۹)

(۴- البدایہ والنہایہ جلد ہفتم ص ۳۳۲)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثومؓ
بنت علی المرتضیٰ سے شادی کی۔ سیدہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت
فاطمہ الزہراءؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عمر بن الخطاب کے عقد
میں جانے کے بعد ام کلثوم سے دو بچے پیدا ہوئے۔

تاریخ خمیس:

وَزَيْدٌ الْأَكْبَرُ أُمُّ كَلْثُومَ بِنْتِ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ
بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ إِنَّهُ رُمِيَ بِحَجَرٍ فِي حَرْبٍ

بَيْنَ حَيَيْنٍ فَمَاتَ وَلَا عَقَبَ لَهُ وَيُقَالُ إِنَّهُ مَاتَ
هُوَ وَأُمُّهُ أُمُّ كَلْثُومٍ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ فَلَمْ
يَرِثْ أَحَدُهُمَا مِنَ الْآخِرِ وَصَلَّى عَلَيْهِمَا عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ عُمَرَ قَدْ قَدِمَ زَيْدٌ عَلَى أُمِّ كَلْثُومٍ فُجِعَتْ السَّيِّئَةُ
بِذَاكَ الْكَفَّكَانَ فِيهِمَا حُكْمَانِ - (تاریخ خمیس جلد ۱)

(۲۵۱ ص)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیدہ فاطمہ الزہرا کی اولاد
میں سے ایک ام کلثوم تھیں۔ اور زید الاکبر ان کے صاحبزادے تھے۔ بیان
کیا گیا ہے کہ زید مذکورہ کو دو قبیلوں کے درمیان لڑائی میں کسی نے تھپیر
مارا۔ اور ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی کوئی اولاد نہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے
کہ یہ اور ان کی والدہ ام کلثوم کا ایک ہی وقت میں انتقال ہوا۔ اس لیے
ان دونوں میں ایک دوسرے کی وراثت تقسیم نہ ہوئی۔ ان دونوں
دام بیٹے کی نماز جنازہ حضرت عمر کے صاحبزادے عبداللہ نے پڑھائی
نماز جنازہ کے وقت زید کی میت امام کے قریب اور اس کے بعد
قبلہ کی طرف ان کی والدہ ام کلثوم کا جسد اطہر رکھا گیا۔ اس کے بعد دو اکٹھے
ایسے جنازوں کا یہی طریقہ نماز چلا آ رہا ہے۔ گویا اس واقعہ میں دو حکم
شرعی موجود ہیں۔

ملحہ فکریہ:

ان تاریخی حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ مؤرخین نے جہاں حضرت علی المرتضیٰ
رضی اللہ عنہ یا سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد کا تذکرہ کیا، وہاں ام کلثوم نامی
ایک عورت کا تذکرہ بھی کیا۔ اسے شیعہ سنی سبھی تسلیم کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ”محدث“ صاحب

بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ام کلثوم نامی ایک صاحبزادی علی المرتضیٰ کی سیدہ فاطمہ کے بطن سے
 تھیں۔ دوسری بات مورخین نے بالاتفاق یہ بھی ذکر کی کہ اس ام کلثوم کا نکاح عمر بن
 الخطاب سے ہوا۔ یا اسے دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیں۔ کہ تاریخ دانوں نے
 جہاں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیویوں کا تذکرہ کیا۔ ان میں ام کلثوم رضی
 اللہ عنہا کا بھی لازمًا ذکر کیا۔ اور میری بات جہاں کہیں ان لوگوں نے حضرت عمر بن الخطاب
 رضی اللہ عنہ یا ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کی اولاد کا ذکر کیا۔ وہاں زید اور رقیہ دو بچوں
 کا تذکرہ بھی کیا۔ اب چند حوالہ بات ان کتابوں سے بھی ملاحظہ ہو جائیں۔ جو "انساب"
 سے بحث کرتی ہیں۔

کتب انساب سے نکاح ام کلثوم کا ثبوت انساب القرشیین؛

ابن ابی طالب قال هشام بن عمار (۲۰۰) فاطمة
 ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
 تزوجها عمر بن الخطاب و اصدقها
 اربعين ألفاً وكدت له زيد ابن عمر
 الأكبر و رقية بنت عمر ثم تزوجها
 بعده ابن عمها محمد بن جعفر (۲۰۱) ابن ابی
 طالب فتوفي عنها ثم تزوجها عوف (۲۰۲) بن
 جعفر فقتل عنها ثم تزوجها عبد الله
 بن جعفر فماتت عنده و توفيت هو
 و ابنهما زيد بن عمر في يوم واحد و لفتت

صَارَ خَتَانٍ عَلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْرِ (۲۰۳) أَيُّهُمَا مَاتَ
أَوَّلًا وَصَلَّى عَلَيْهِمَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ مَاتَهُ الْخُسَيْنُ
بْنُ عَلِيٍّ فَكَانَتْ فِيهِمَا سُدَّتَانِ لَمْ يَوْرَثْ
أَحَدُهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ وَقَدْ مَزِيدٌ قَبْلَ
أَمِهِ مِمَّا بَلَغَ الْإِمَامَ -

را انسب القرشیین لا بن قد ا مہ صلا م کلثوم بنت علی
ترجمہ: ابن ابی طالب کہتا ہے کہ ہشام بن عمار نے بیان کیا ہے
اس نے کہا کہ ام کلثوم کی والدہ کا نام فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہے۔ ان سے عمر بن الخطاب نے شادی کی۔ اور چالیس
ہزار درہم حق مہر مقرر کیا۔ اور زید اکبر ورقیہ دو بچے ان کے ہاں پیدا
ہوئے۔ عمر بن الخطاب کے انتقال کے بعد اپنے چچا زاد بھائی
محمد بن جعفر بن ابی طالب سے شادی کی۔ ان کی فوتیدگی کے بعد
عون بن جعفر سے نکاح کیا۔ ان کے قتل ہو جانے کے بعد عبداللہ
بن جعفر سے نکاح کیا۔ اور ان کی زوجیت میں انتقال کر گئیں۔ یہ اور ان
کا بیٹا زید بن عمر ایک ہی دن فوت ہوئے۔ رونے والے دونوں
پر اکٹھا روئے۔ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ ان میں سے پہلے انتقال کس کا ہوا
ان کی نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن عمر نے پڑھائی۔ امام حسین نے انہیں
نماز پڑھانے کے لیے آگے کیا تھا۔ اس واقعہ میں دو مسئلے واضح ہوئے
ایک یہ کہ اگر دو وارث موارث اکٹھے انتقال کر جائیں۔ تو ان میں سے
کسی کو وراثت نہیں ملتی۔ اور دوسرا یہ کہ مرد و عورت کی اکٹھی نماز جنازہ
پڑھاتے وقت مرد امام کے ساتھ متصل ہونا چاہیئے۔ اور عورت اس

کے بعد قبلہ کی طرف ہونی چاہیے۔ زید جالب امام میں مقدم تھے ان کی والدہ
جالب قبلہ زید سے آگے تھیں۔

جمہرۃ انساب العرب

وَتَزَوَّجَ أُمَّ كُلثُومٍ بِنْتُ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ بِنْتُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرٍاءُ بْنُ الْخَطَّابِ
فَوَلَدَتْ لَهُ زَيْدًا الْعَرِيضِيَّ وَرَقِيَّةً ثُمَّ خَلَفَ
عَلَيْهَا بَعْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَوْنُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ
أَبِي طَالِبٍ ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَهُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ
بْنِ أَبِي طَالِبٍ ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَهُ عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بَعْدَ طَلَاقِهَا لِأَخْتِهَا
زَيْنَبَ - جمہرۃ انساب العرب ص ۳۸۶ لابن حزم

اندلسی۔ وهو لامرؤ ولد امیر المؤمنین

ترجمہ: سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم بنت
علی المرتضیٰ کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب نے شادی کی۔ ان سے
زید لڑکا پیدا ہوا۔ جو بے اولاد رہا۔ اور ایک لڑکی رقیہ نامی پیدا ہوئی۔
حضرت عمر کے انتقال کے بعد یہ ام کلثوم عمن بن جعفر بن ابی طالب
کے عقد میں آئیں۔ پھر ان کے انتقال کے بعد محمد بن جعفر بن ابی طالب
سے شادی کی۔ اور ان کے وصال کے بعد عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب
نے ان سے نکاح کر لیا۔ انہوں نے یہ نکاح کرنے سے قبل ان کی
بھین زینب کو طلاق دے دی تھی۔

نسب قریش:

زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ الْكُبْرَى وَلَدَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ
جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.

(۲) اُمُّ كُلثُومُ الْكُبْرَى وَلَدَتْ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
وَأُمُّهُ رُقَيْطُمَةُ بِنْتُ السَّيِّحِ صَلَّاهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(کتاب نسب قریش ص ۲۱ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیوں میں سے جو سیدہ
فاطمہ الزہراء کے بطن اقدس سے پیدا ہوئیں ایک کا نام زینب کبریٰ تھا۔
جن کی شادی بعد ازاں جعفر بن ابی طالب سے ہوئی۔ دوسری صاحبزادی
ام کلثوم کبریٰ تھیں۔ ان کا نکاح عمر بن الخطاب سے ہوا۔ اور اولاد بھی ہوئی

کتاب المحبّر:

وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَتْ عَنْدهُ أُمُّ كُلثُومٍ
بِنْتُ عَلِيٍّ ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا عَوْنٌ ثُمَّ مُحَمَّدٌ ثُمَّ عَبْدُ اللَّهِ
بَنُو جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ - (کتاب المحبّر ص ۵۶)
ذکر اصہار علی

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ام کلثوم بنت
علی المرتضیٰ تھیں۔ حضرت عمر کے انتقال کے بعد یعون پھر محمد، پھر
عبد اللہ کے عقد میں یکے بعد دیگرے آئیں۔ یہ تینوں جعفر بن ابی طالب
کے صاحبزادے ہیں۔

ابراہیم بن نعیم النخام العدوی۔ کانت

عِنْدَهُ رَقِيَّةُ بِنْتُ عُمَرَ أَخْتُ حَفْصَةَ لَا بَيِّنَ لَهَا وَلَمْ يَأْمُرْ
أُمَّ كُلثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ -

(کتاب النساب الاشراف (البلاذری) جلد اول

(ص ۴۲۸)

ترجمہ: ابراہیم بن نعیم النخام العدوی کے گھر رقیہ بنت عمر بن الخطاب
تھیں۔ یہ رقیہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی باپ کی طرف سے بھین ہیں۔
لیکن ان کی والدہ کا نام ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ ہے۔

کتاب المعتبر:

ابراہیم بن نعیم النخام العدوی - کَانَتْ عِنْدَهُ
رَقِيَّةُ بِنْتُ عُمَرَ أَخْتُ أُمِّ كُلثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ -

(کتاب المعتبر ص ۵۲ تا ۱۰۱)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب کی صاحبزادی حورام کلثوم سے تھیں۔
یعنی سیدہ رقیہ بنت عمر کا نکاح ابراہیم بن نعیم النخام العدوی سے
ہوا تھا۔

بیان ثانی

محمود ہزاروی کا نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ایک حیلہ کاذبہ
کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام کلثوم رضی کا
کفو نہیں

محمود ہزاروی نے مذکورہ مسئلہ کی اپنے نظریہ کے مطابق تائید پر ایک استدلال
پیش کیا ہے۔ ہم اس کو حیلہ کاذبہ کا نام دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ وہ یہ کہ عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ کا سیدہ ام کلثوم سے نکاح اس لیے نہیں ہو سکتا کہ نکاح
میں زوجین کا کفو ایک ہونا شرط ہے۔ ان دونوں کا جب کفو ایک نہیں۔ تو نکاح
سرے سے باطل ہوا۔ ہزاروی کی عبارت درج ذیل ہے۔

شرافت سادات

علاوہ اس کے وہ سیدہ ہیں۔ کوئی غیر سیدہ اولاد رسول کا کفو نہیں۔ اور غیر
کفو سے نکاح روایت مفتی بہا منتار الفتاویٰ مذہب حنفی پر باطل ہے کہ
ما جت فسح نہیں سرے سے منعقد نہیں ہوتا۔ وروی الحسن
عن الامام بطلانہ بلا کفو (ہتوں) غیر کفو سے عقد باطل
ہے۔ ومنتار میں ہے۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدہم
جوازہ اصلا و هو المختار للفتویٰ لفساد الزمان
سادات حسنیٰ اولاد رسول کے خصوصیات اور متأخر و فضائل مالیہ
قطعیہ جن میں کوئی غیر سیدہ عرب و عجم میں ان کا ہم سر وہم کفو دار و شریک

و مماثل نہیں۔ سب ذیل ہیں۔

۱۔ سادات حسنی حسینی شہر عا و اولاد رسول ہیں کسی غیر سید کو فیض و شرف نہیں۔ لہذا کفو نہیں۔ (شرافت سادات ص ۴)

جامع الخیرات:

عرض ہر چہ از مذہب اسلام اہل سنت و جماعت میں سیدہ حسینیہ کے ساتھ کسی غیر سید شخص کا نکاح ہرگز جائز نہیں اور عرب و عجم اور دنیا کے اسلام میں اس پر فتوے و عل ہے۔ لایم عقد اصلا و راسا سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا بالکل ناجائز چاہے وہ غیر سید عالم ہو یا ولی متقی ہو یا بزرگ یا بادشاہ امیر ہو یا نواب راجہ ہو یا معزز مغربی ہو یا عجمی یا قریشی ہاشمی عباسی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی غیر فاطمی صاحب دولت و جاہ و جمال والا کسی بھی غیر سید شخص سے سیدہ حسینیہ کا عقد نکاح بنا کر روایت مفتی بہا مختار الفتاویٰ سرے سے منعقد ہی نہیں ہو سکتا۔ اور چودہ سو برس سے مسلمان عالم کا اعتقادی علمی اجماع منعقد ہے۔

(جامع الخیرات ص ۲۵۵)

خلاصہ حیلہ کا ذبیہ

نکاح میں چونکہ کفو شرط ہے۔ اور یہ شرط عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام کلثوم میں مفقود ہے۔ کیونکہ سیدہ کا کفو ہاشمی، قریشی وغیرہ غیر سید نہیں۔ اور آج تک ایسے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز پر تمام امت کا اتفاق علمی و اعتقادی ہے۔ لہذا ان دونوں کا نکاح سرے سے باطل ہے۔ توجہ لوگ اسے ثابت کرتے ہیں۔ وہ ناجائز کو جائز قرار دینے والے ہیں۔

جواب اول:

محدث ہزاروی کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی نہ کسی طریقہ سے حضرت عمر بن الخطابؓ اور سیدہ ام کلثومؓ کے مابین منعقدہ نکاح کو غلط اور باطل قرار دیا جائے۔ اسی مقصد کو ثابت کرنے کے لیے درمختار کی عبارت پیش کی گئی۔ لیکن درمختار کی عبارت کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ یہاں سیدہ اور غیر سیدہ کے مابین نکاح کے جواز و عدم جواز کی بات ہو رہی ہے اور وہاں مطلق کفو کا ذکر ہے۔ درمختار کی عبارت کا اصل مقصد اور مفہوم محدث ہزاروی نے بیان کر کے یا اسے چھپا کر ایک قسم کی بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ صاحب درمختار بیان یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی لڑکی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرے۔ تو کیا ولی کو اس نکاح کے فسخ یا عدم فسخ کا اختیار ہے؟ اس میں علماء احناف کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ایسا نکاح ہوتا ہی نہیں۔ لہذا فسخ کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اور بعض اس کے انعقاد کو تسلیم کر کے ولی کو اختیار فسخ کا قول کرتے ہیں۔ درمختار کی مکمل عبارت یوں ہے۔

در مختار:

وَ (يَقْتَضِي) فِي غَيْرِ الْكُفِّ (بِعَدَمِ جَوَازِهِ أَصْلًا وَهُوَ
مُخْتَارٌ لِّفَتَاوَى (لِغَسَائِدِ الزَّمَانِ) فَلَا تَحِلُّ بِلُطْفَةٍ
ثَلَاثًا نَكَحَتْ غَيْرَ كُفُوٍ بِإِذْنِ رِضَاءِ وَلِيِّ بَعْدَ مَعْرِفَةِ آيَةِ
فَلْيُحْفَظْ - (در مختار جلد سوم ص ۵۶ - ۵۷)
مطبوعہ مصر باب الولی)

ترجمہ: غیر کفو میں نکاح کے اصلاً عدم جواز پر فتوے دیا گیا ہے۔ اور فتویٰ کے لیے یہی مختار ہے۔ کیونکہ فسادِ زمانہ اس کی علت ہے

لہذا تین طلاقیں پانے والی کوئی عورت اپنے لیے یہ جائز نہ سمجھے کہ وہ
کی رضا مندی کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرے۔ جبکہ وہ اس کے غیر
کفو میں نکاح کرنے کا علم ہو۔ اس کو محفوظ رکھنا چاہیے۔

توضیح:

صاحب درمختار نے غیر کفو میں نکاح اصلانا جائز بتانے کے لیے ایک شرط
لگائی۔ یعنی یہ کہ ایسا کرنے سے ولی لاضی نہ ہو۔ اور محدث ہزاروی اس شرط کو سرے
سے مہتمم کر گیا۔ درمختار پر ماثیر ردالمختار نے اس کی توضیح یوں کی ہے۔

ردالمختار:

(قَوْلُهُ بَعْدَ جَوَازِهِ أَصْلًا) هَذِهِ رِوَايَةُ الْحَسَنِ
عَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ وَهَذَا إِذَا كَانَ لَهَا وَلِيٌّ لَمْ يُرْفَضْ
بِهِ قَبْلَ الْمُقْدَرِ فَلَا يَفِيْدُ الرِّضَا بَعْدَهُ (ربيع)
وَأَمَّا إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلِيٌّ فَهُوَ صَحِيْحٌ نَافِذٌ مُطْلَقًا
إِتِّفَاقًا كَمَا يَأْتِي لِأَنَّ وَجْهَ عَدَمِ الصَّحَةِ عَلَى
هَذِهِ الرِّوَايَةِ دَفْعُ الضَّرَرِ عَنِ الْأَوْلِيَاءِ أَمَّا هِيَ
فَقَدْ رَضِيَتْ بِإِسْقَاطِ حَقِّهَا (فتح) قَوْلُهُ (وَهُوَ
الْمُخْتَارُ لِلْفَتَوَى) وَقَالَ شَمْسُ الْأَثَمَةِ وَهَذَا أَقْرَبُ
إِلَى الْمُحْتِيَاطِ:

(رد المختار جلد سوم ص ۵۷ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: غیر کفو میں اصلاً عدم جواز کا قول یہ امام اعظم سے امام حسن کی ثقا
ہے۔ اور یہ حکم اس وقت ہو گا جب عورت کا ولی موجود ہو۔ اور
اس کے نکاح کرنے سے قبل اس کی ناراضگی واضح ہو۔ لہذا نکاح کے

کے بعد اس کی رضامندی مفید نہ ہوگی۔ اور اگر اس عورت کا ولی ہی موجود نہیں۔
 تو پھر اس کا نکاح صحیح ہے۔ نافذِ اطلاق ہوگا۔ اور یہ متفق علیہ ہے۔ جیسا کہ آگے
 آئے گا۔ کیونکہ اس رطائیت کے مطابق نکاح صحیح نہ ہونے کی وجہ یہ تھی
 کہ ایسا کرنے سے ولی کو نقصان ہوتا ہے اور اس کا دفع کرنا ضروری ہے
 لیکن خود عورت کہ جس نے اپنا نکاح غیر کفو میں کر دیا تو وہ اپنا ساقی
 ساقط کرنے پر راضی ہوگئی۔ شمس الائمہ نے کہا۔ کہ مختار للفتویٰ قول میں احتیاط
 کا بہت خیال رکھا گیا ہے۔

قارئینِ کرام! درمختار اور اس کے ماثیر ردالمحتار کی عبارت سے واضح ہوا۔ کہ اگر
 کسی عورت کا ولی غیر کفو میں نکاح کرنے پر راضی ہو۔ یا اس عورت کا کوئی ولی ہی
 نہیں جسے غیر کفو میں نکاح کرنے سے ناراضگی کا احتمال ہو۔ تو ان دونوں صورتوں
 میں غیر کفو میں نکاح صحیح علی الاطلاق اور بالاتفاق نافذ ہوگا۔ مگر محدث ہزاروی اس
 متفقہ مسئلہ کو گول کر گیا۔ اور پھر کمال ڈھٹائی سے فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار کا ادھا
 حوالہ نقل کر کے اپنی حنفیت کی چادر اتار بیٹھکی۔ مختصر یہ کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا
 حضرت عمر بن الخطاب سے نکاح باطل تب ہوتا۔ کہ اس نکاح پر ولی راضی نہ
 ہوتے۔ اور پھر یہ ان کا غیر کفو میں ازغور نکاح کرنا متعین ہوتا۔ خدا کی قدرت اس
 نکاح میں یہ دونوں منقود ہیں۔ یعنی کفو بھی موجود ہے اور ولی کی رضامندی بھی ساتھ ہے
 اور پھر ایسے نکاح کو باطل محض قرار دینا خود باطل محض ہے۔

جواب دوم :

محدث ہزاروی نے کفو اور غیر کفو میں یہاں تک کہہ دیا۔ کہ کسی سیدہ کا کفو تو ہاشمی
 ہاشمی اور علوی وغیرہ نہیں ہو سکتا۔ ہم محدث ہزاروی کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ احناف
 کی کئی کتاب میں یہ دکھا دیں کہ سید زادی حسنی حسینی کا قریشی یا ہاشمی سے نکاح

نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کا کفو ایک نہیں۔ تو ہم بیس ہزار روپے سکہ رائج الوقت بطور انعام پیش کریں گے۔ اور محدث ہزاروی کا مسلک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بھی خلاف ہے۔ جس میں آپ نے قریش کو باہم کفو قرار دیا ہے۔ کتب احناف سے اس کی وضاحت ملاحظہ ہو۔

بحر الرائق:

ثُمَّ الْقُرَشِيَّانِ مِنْ جَمْعِهِمَا آيَةُ هُوَ النَّضْرُ بْنُ
كَنَانَةَ فَمَنْ دُونَهُ وَمَنْ لَمْ يُنْسَبْ إِلَّا لِأَبٍ فَوَقَّهْ
فَهُوَ عَرَبِيٌّ غَيْرُ قُرَشِيٍّ وَالنَّضْرُ هُوَ الْحَبْدُ الثَّانِي
عَشَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ مُحَمَّدُ
بْنُ عَبْدِ الْمَطْلَبِ بْنِ هَاشِمٍ بْنِ عَبْدِ الْمَنَافِ بْنِ
قُصَيٍّ بْنِ كِلَابٍ بْنِ مِرَّةٍ بْنِ كَعْبٍ بْنِ لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبٍ
بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكٍ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ.....
إِقْتَصَرَ الْبُخَارِيُّ فِي تَسْبِيٍّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَدَنَانَ وَالْأَجْمَةِ الْأَرْبَعَةِ الْخُلَفَاءِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَشٍ لَا نُسَبُّ
بِهِمْ إِلَى النَّضْرِ فَمَنْ دُونَهُ وَلَكِنَّ فِيهِمْ هَاشِمِيٌّ
إِلَّا عَلَى رَضَى اللَّهِ عَنْهُ فَإِنَّ الْحَبْدَ الْأَوَّلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبْدُهُ فَإِنَّهُ عَلَى بَنِي عَبْدِ الْمَطْلَبِ
فَهُوَ مِنْ أَوْلَادِ هَاشِمٍ وَأَمَّا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَجْتَمِعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَبْدِ السَّادِسِ وَهُوَ مِرَّةٌ فَإِنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ

بن عثمان بن عامر بن عمار بن کعب بن سعد
بن تميم بن مرة - وَأَمَّا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَجْتَمِعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِّ السَّابِعِ وَهُوَ كَعْبُ فَإِنَّهُ
عمر بن الخطاب بن نفيل بن عبد العزى بن رياح
بن عبد الله بن قرط بن رواح بن عدي بن كعب
ورِياح يَكْسُرُ الزَّاءُ وَيَأْكِبُ تَحْتَهَا نَقْطَتَانِ - وَأَمَّا
عثمان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَيَجْتَمِعُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِّ الثَّالِثِ وَهُوَ عَبْدُ مَنْفٍ فَإِنَّهُ
عثمان بن عفان بن ابى العاص بن امية بن عبد شمس
بن عبد مناف وبهذا استدلال المشايخ علوانه
لَا يُغْتَبَرُ التَّفَاضُلُ فِيمَا بَيْنَ قَرْنَيْنِ وَهُوَ الْمُرَادُ
بِقَوْلِهِ فَتَقَرَّنِي أَكْفَاءُ حَتَّى تَكُونَتْ وَجَتْ هَاشِمِيَّةً
قَرْنِيًّا غَيْرَ هَاشِمِيٍّ لَمْ يَرِدْ عَقْدُهَا وَإِنْ تَزَوَّجَتْ
عَرَبِيًّا غَيْرَ قَرْنِيٍّ لَهْمُ رَدِّ كَنْزٍ وَبِجِ الْعَرَبِيَّةِ
عَجَمِيَّةً وَوَجْهُ الْمُسْتَبْدَلِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجَ بِنْتَهُ مِنْ عُثْمَانَ وَهُوَ أُمَوِيٌّ لَا
هَاشِمِيٌّ وَزَوَّجَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِنْتَهُ أُمَّ كُلثُومٍ
مِنْ عُمَرَ وَكَانَ عَدُوًّا لَهَا شِعْمِيًّا -

رجع الراءث جلد سوم ص ۱۳۰ والكفاة تعتبر نسبا قریش الكفاء

ترجمہ: پھر قریش وہ لگ ہیں۔ جن کا سلسلہ نسب نضر بن کنانہ یا اس

نچلے درجہ میں جا کر مل جاتا ہو۔ اور جس کا نسب نصر بن کنانہ سے اوپر جا کر
مٹتا ہے۔ وہ عربی ہے لیکن قریشی نہیں۔ اور نصر بن کنانہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے بارہویں دادا ہیں۔ آپ کا نسب یہ ہے۔ محمد بن عبد اللہ
بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن
کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ.....
امام بخاری نے آپ کا نسب نامہ عدنان تک بیان کیا۔ چاروں
خلفاء راشدین قریشی ہیں۔ کیونکہ ان کا نسب نصر بن کنانہ یا ان سے
نچلے درجے تک جاتا ہے۔ ان چاروں میں سوائے علی المرتضیٰ
کے کوئی ہاشمی نہیں۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دادا ان کا بھی
دادا ہے۔ لہذا یہ ہاشم کی اولاد ہوئے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کا سلسلہ نسب چھٹے دادا مرہ میں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا
ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔ ان کا نسب یہ ہے۔ عبد اللہ بن عثمان بن
عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
کا ساتویں دادا کعب بن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسب جاتا ہے
ان کا نسب یہ ہے۔ عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح
بن عبد اللہ بن قریظ بن رواح بن عدی بن کعب۔ اور حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ سمیرے دادا عبد مناف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا
 ملتے ہیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص
بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ اور ہمارے مشائخ نے اس
سے اس بات پر استدلال فرمایا ہے۔ کہ قریش کے ہاں تفاضل
کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی

”قریش کفار کا مطلب بھی یہی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی باشمی عورت کسی قریشی غیر باشمی سے نکاح کر لیتی ہے۔ تو اس کا نکاح رد نہیں ہوگا۔ اور اگر کسی عربی سے اس نے نکاح کیا۔ جو غیر قریشی ہو۔ تو اس کے اولیاء کو رد کرنے کا حق ہے۔ جیسا کہ کسی عربی عورت کا کسی عجمی سے نکاح کرنے پر اختیار رد ہے۔ اس استدلال کی وجہ یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کی شادی حضرت عثمانؓ سے کی تھی۔ حالانکہ جناب عثمانؓ اعرابی ہیں باشمی نہیں۔ اور علی المرتضیٰؓ نے اپنی صاحبزادی ام کلثومؓ کا عقد عمر بن الخطابؓ سے کیا تھا۔ حالانکہ وہ عروبی ہیں باشمی نہیں۔

البدائع والصنائع،

قُرَيْشٌ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ وَ الْعَرَبُ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ حَتَّى يَحْيَى وَ قَبِيلُهُ بَقِيلُهُ وَ الْمَوَالِیُ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ رَجُلٌ بِرَجُلٍ لِأَنَّ التَّفَاخُرَ وَ التَّعْزِيرَ يَتَعَانَ بِأَلَا نَسَابٍ فَتَلْعَقُ فَيُصِصُهُ بِدَنَاءَةٍ النَّسَبِ فَتُعْزِرُ فِيهِ الْكَفَاءَةُ فَ قُرَيْشٌ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ عَلَى اخْتِلَافٍ قَبَائِلُهُمْ حَتَّى يَكُونَ الْقُرَشِيُّ الَّذِي لَيْسَ بِهَا شَيْئٌ كَالْيَهُنِيِّ وَالْأَمْوِيُّ وَالْعَدَوِيُّ وَ نَحْوُهُ إِلَّا كَمَا لَهَا شَيْئٌ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُرَيْشٌ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ وَ قُرَيْشٌ تَشْتَبِلُ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَ الْعَرَبُ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ بِالنَّصِّ وَلَا تَكُونُ الْعَرَبُ كَفَاءً لِقُرَيْشٍ لِفَضِيلَةِ قُرَيْشٍ

عَلَى سَائِرِ الْعَرَبِ وَلِذَا لَكَ اخْتَصَّتِ الْإِمَامَةُ بِهِمْ
 قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمَّةٌ مِنْ قُرَيْشٍ
 بِخِلَافِ الْقُرَشِيِّ أَنَّهُ يَصْلَحُ كِفَاءً لِلْهَاشِمِيِّ وَإِنْ كَانَ
 لِلْهَاشِمِيِّ مِنْ فَضِيلَةٍ مِمَّا لَيْسَ لِلْقُرَشِيِّ لَكِنَّ الشَّرْعَ
 اسْتَقَطَ اعْتِبَارَ تِلْكَ الْفَضِيلَةِ فِي بَابِ النِّكَاحِ عَرَفْنَا
 ذَلِكَ بِفِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْتِمَاعِ
 صِحَابِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا رُوِيَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجَ ابْنَتَهُ مِنْ عُثْمَانَ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَ أُمَوِيًّا لَا هَاشِمِيًّا وَزَوَّجَ
 عَلَى رَضَى اللَّهِ عَنْهُ ابْنَتَهُ مِنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلَمْ
 يَكُنْ هَاشِمِيًّا بَلْ عَدُوًّا فَادَّلَ أَنَّ الْكِفَاءَةَ فِي
 قُرَيْشٍ لَا تَخْتَصُّ بِبَطْنٍ دُونَ بَطْنٍ -

(البدائع والصنائع جلد دوم ص ۲۱۹ باب الکفاءة

مطبوعہ مصر)

ترجمہ: قریش ایک دوسرے کے اور عرب ایک دوسرے کے
 کفو ہیں۔ قبیلہ قبیلے کا کفو ہے۔ مولیٰ مرد ایک دوسرے کے کفو
 ہیں۔ کیونکہ جو ہر اور باعث شرم مرنسب ہوتا ہے۔ لہذا نسب
 کے ادنیٰ ہونے کی صورت میں نقص متصور ہوتا ہے۔ قریش باہم
 مختلف قبائل ہوتے ہوئے ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ یہاں تک کہ وہ
 قریش جو ہاشمی نہیں جیسا کہ تمیمی اموی اور عدوی وغیرہ ہاشمی کا کفو ہیں کیونکہ
 خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں اور قریش

میں سنی ہاشمی بھی شامل ہیں۔ اور عرب ایک دوسرے کے بالنص کفود ہیں۔ عرب، قریش کا کفود نہیں ہو سکتے۔ افس لیے کہ قریش کو تمام عرب پر فضیلت حاصل ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کی تفصیل قریش کے لیے فرمائی۔ اور فرمایا۔ الائمۃ من قریش۔ بخلاف قریشی کے کہ یہ ہاشمی کا کفود ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ہاشمی میں کچھ ایسی فضیلت ہے جو قریش میں نہیں۔ لیکن شرع شریف نے اس فضیلت کا اعتبار نکاح میں ساقط کر دیا ہے۔ ہمیں اس کا پتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل شریف سے ہوا۔ اور صحابہ کرام کے اجماع سے۔ کیونکہ مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کی شادی عثمان غنی سے کی تھی۔ حالانکہ وہ اموی تھے۔ ہاشمی نہ تھے اور علی المرتضیٰ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کی شادی عمر بن الخطابؓ سے کی تھی۔ حالانکہ آپ بھی ہاشمی نہ تھے بلکہ عروسی تھے کہ قریش میں باہم کفادت ایک لطن یا دوسرے لطن کے ساتھ مختص نہیں

لمحہ فکریہ :

قارئین کرام! فقہ حنفی کی مشہور و متداول کتب فتاویٰ کے عبارات آپ نےلاحظہ کیے۔ جن میں اس امر کی صراحت کی گئی ہے۔ کہ قریش (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہویں دادا ہیں۔ کی اولاد ہیں۔) وہ سب ایک دوسرے کا کفود ہیں۔ ان میں ہاشمی، اموی، عدوی وغیرہ سبھی داخل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی اور آپ کے عمل شریف سے یہ کفادت ثابت ہے۔ اسی پر صحابہ کرام کا اجماع اور عمل رہا ہے۔ لیکن محدث ہزاروی حسینی سیدنا ذی کو قریش کا کفود نہیں مانتا اس طرح اس نے نہ صرف حنفیت بلکہ اجماع صحابہ اور عل و قول رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے۔ اور بڑے دعوے سے کہا۔ کہ حسینی حسینی سید

کی شادی کسی غیر سید سے چاہے وہ کوئی ہو بالکل باطل ہے۔ اور اس بطلان پر عملی اور اعتقادی اجماع پلا آرہا ہے۔ کہاں یہ محدث ہزاروی کی بڑھا اور کہاں حقیقتِ مال تمام احناف نے قریش کے باہم کفو ہونے کی مثال وہ مشہور واقعہ پیش کیا۔ جسے موم ہزاروی باطل افسانہ کہہ رہا ہے۔ گویا اپنے فاسد نظریہ کو عملی اور اعتقادی اجماع کہا جا رہا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ یہ خود اور اس کے چیلے چانٹے اس پر متفق ہوں۔ اور عمل بھی کرتے ہوں۔ لیکن احناف کا عملی اور اعتقادی اجماع یا صحابہ کرام کا اتفاق اس پر بالکل نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف پر ہے۔ محدث ہزاروی نے جن عبارات کو اپنے مقصد کی تائید میں پیش کیا۔ ان میں کسی کے اندر مطلق کفو کی بات اور کسی میں دوسرے اعتبارات کے پیش نظر وہ عبارت لکھی گئی۔ لیکن کمال چالاک سے ان عبارات کو اپنے مذموم نظریہ کے حق میں استعمال کیا۔ ہم ان عبارات کو من و عن نقل کر کے انہی کتابوں سے اس میں باطل نظریہ کی تردید پیش کرتے ہیں۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

رد المحتار:

وَالْخُلَفَاءُ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَكَمَامَةٍ فِي الْبَحْرِ
رَقُولُهُ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ بَعْضٍ أَشَارَ بِهِ إِلَى أَنَّهُ لَا تَفَاضُلَ
فِيمَا بَيْنَهُمْ مِنَ الْهَاشِمِيِّ وَالنَّوْفَلِيِّ وَالنَّبِيِّ وَالْعَدَوِيِّ
وَعَلِيٍّ هُمْ وَلِهَذَا رَوَّجَ عَلَى وَهُوَ هَاشِمِيٌّ أُمَّ كُلُّهُمْ بَنَاتُ
فَاطِمَةَ لِعَمَرٍ

وَهُوَ عَدَوِيٌّ... وَالْعَاصِلُ أَنَّهُ كَمَا لَا يَنْبَغُ
التَّعَاوُتُ فِي قُرَيْشٍ حَتَّى أَتَى أَفْضَلَهُمْ بَنِي هَاشِمٍ أَكْفَاءُ
لِغَيْرِهِمْ مِثْلَهُمْ (رد المحتار جلد سوم ۸۶، ۸۷ باب الکفاءة)

توجہ: چاروں خلفاء قریشی ہیں۔ اس کی تفضیل بحر الرائق میں ہے قولہ بعضہم اکفاء، لبعض اسی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ قریش میں باہم کوئی تفاضل نہیں۔ ہاشمی، نوفلی، تیمی، عدوی وغیرہ سب ایک دوسرے کے کفو ہیں اسی لیے حضرت علی المرتضیٰ نے ہاشمی ہونے کے باوجود اپنی صاحبزادی ام کلثوم بنت فاطمہ الزہرا کا عقد عمر بن الخطاب سے کر دیا حالانکہ وہ عدوی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ قریش میں باہم تفاوت غیر معتبر ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے افضل ہاشمی کا دوسرا کوئی قریشی کفو ہے۔

ختاوی رضویہ: سوال؛

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں براہِ کرم جواب سے مع دلائل نقلی کے مشرف و ممتاز فرمائیں۔

۱۔ ایک عورت ہے جو بی سید ہے۔ اس سے کسی شخص نے جو بی سید نہیں ہے نکاح کیا۔ تو اس کو لوگ کافر کہتے ہیں۔ تو کیا شخص مذکورہ کافر ہوا یا نہیں۔ اگر نہیں۔ ہوا تو کہنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے۔

۲۔ عورت بالغہ جو بی سید ہے باکرہ ہو یا ثیبہ یا مطلقہ کسی شخص سے جو بی سید نہیں ہے۔ نکاح کرے تو جائز ہو گا یا نہیں۔

۳۔ مرد غیر سید نے سیدہ عورت سے نکاح کیا۔ اگر وہ نکاح جائز ہو تو جو اولاد کے اس سے پیدا ہوگی۔ وہ بی سید کہلائے گی یا نہیں۔

الجواب؛

۱۔ ما شاء اللہ اسے کفر سے کیا علاقہ کافر کہنے والوں کو تجمید اسلام چاہیے۔ کہ بلا وجہ مسلمان کو کافر کہتے ہیں۔ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کو کہ بطن پاک حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ہیں۔ عمر فاروقؓ کے

نکاح میں دیں۔ اور ان سے حضرت زید بن عمر پیدا ہوئے۔ اور امیر المؤمنین عمرؓ بآ سادات سے نہیں۔

۲۔ سیدہ عاتکہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے۔ تو جس کفر سے نکاح کرے گی ہو جائے گا۔ اگرچہ سیدہ ہو۔ مثلاً شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا علوی یا عباسی اور اگر غیر کفر سے بے اجازت صریح ولی نکاح کرے گی۔ تو نہ ہوگا۔ جیسے کسی شیخ انصاری یا مغل ٹیچان سے مگر جبکہ وہ معزز عالم دین ہو۔

۳۔ جب باپ سید نہ ہو اولاد سید نہیں ہو سکتی اگرچہ ماں سیدانی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد دوم باب الکفارة فی الزکاح ص ۱۸۹ مسئلہ نمبر ۲) البناۃ فی شرح الہدایہ؛

رَحْمَةُكَ يَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ يَعْضُهُمْ مَتْنِ) وَحَاصِلُكَ أَنَّ هَاتَيْنِ
وَعَبْدَ شَمْسٍ وَالْمَطْلَبِ وَنُوفَلٌ هُمُ أَوْلَادُ عُبَيْدِ
مَنَاةَ بْنِ قَيْسٍ بْنِ كَلَابٍ بْنِ مَرَّةَ بْنِ كَعْبٍ فَإِلَّا رُبْعَةُ أَوْلَادُ
حَبْدَرِ سَوَّلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَثَمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أُمِّيٌّ مَنَسُوبٌ إِلَى أُمِّيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ بْنِ عَبْدِ مَنَاةَ وَابْنِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَيْيُ مَنَسُوبٌ إِلَى كَيْمِ بْنِ مَرَّةَ بْنِ كَعْبِ
وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَدُوٌّ مَنَسُوبٌ إِلَى عَدِيٍّ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ
بِنِ غَالِبٍ وَهُوَ لَاءِ سَادَاتِ -

(البناۃ فی شرح الہدایہ جلد ۱ ص ۱۵۵ فصل فی الکفارة)

ترجمہ: قریش باہم ایک دوسرے کے کفر ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہاشم، عبد شمس، مطلب، نوفل یہ سب عبد مناف کی اولاد ہیں۔ اور عبد مناف بن قیس بن کلاب بن مرہ بن کعب ہے۔ لہذا چاروں خلفاء راشدین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کی اولاد میں عثمان رضی اللہ عنہ امیر بن عبد شمس بن عبد مناف کی نسبت سے اموی کہلائے۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تیم بن مرہ بن کعب کی نسبت کی وجہ سے تیمی کہلائے۔ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عدی بن کعب بن ثوی بن غالب کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے عدوی ہیں۔ اور یہ سب سادات ہیں۔

قارئین کرام! آپ نے غور فرمایا کہ محدث ہزاروی نے جن حضرات اور ان کی تصانیف و فتاویٰ کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنا چاہا کہ چونکہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے مابین کفر نہیں۔ لہذا ان علماء اور ان کے فتاویٰ کی روشنی میں ان کا نکاح من گھڑت افسانہ ہے۔ ان حضرات اور ان کی کتب فتاویٰ نے صراحتاً یہ لکھا کہ قریش اور اموی، عدوی، تیمی وغیرہ ایک دوسرے کے کفر ہیں۔ اور یہ بھی لکھا کہ خاندان بنی ہاشم کو اگرچہ دوسرے خاندانوں پر فضیلت ہے۔ لیکن نکاح کے معاملہ میں ان کی افضلیت کا اعتبار خود سرکار و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و ارشاد سے نہیں کیا گیا۔ اور ان تمام حضرات نے اس کی تائید میں بطور مثال سیدنا عمر بن الخطاب اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح پیش کیا۔ گویا جن فتاویٰ کا سہارا لے کر ان دونوں کے نکاح کو افسانہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسی نکاح کو ان حضرات نے بطور نمونہ پیش کیا۔ درمختار اس کا حاشیہ رد الفحار اور فتاویٰ رضویہ تمام نے مسئلہ کفر میں اس نکاح کو بیان کر کے گویا محدث ہزاروی کی رافضیت پر مہر ثبت کر دی۔ لہذا ان کی کتب کے حوالہ جات نے اس کا بنایا ہوا گھر تباہ کر دیا۔ ان کے علاوہ ابن حجر مکی کی تصنیف صواعق محرقة سے محدث ہزاروی نے اپنے مدعا پر استدلال کیا۔ وہ عبارت یوں تحریر کی گئی ہے۔

بیان سوم:

جامع الخسبیت

اور امام ابن حجر مکی حواشی محرقہ مطبوعہ مصر ص ۱۵۹ میں اسی کے متعلق فرماتے ہیں کہ اسی خصوصیت کا یہ نتیجہ ہے کہ خلاصہ مطلب۔

فلا یکافی شریفۃ ہاشمی غیر شریفین وقولہم ان بنی ہاشم والمطلب اکفار محلہ فیما عدا ہذہ الصورۃ کما بینتہ بمافیہ فی افتاء طویل مسطر فی الفتاویٰ یعنی پس شریفہ یعنی سیدہ حسنیہ سیدہ العالمین کی بیٹی کا کوئی غیر سید ہرگز کفور نہیں ہے۔ بلکہ اور لڑکیا ہاشمی بھی کفور نہیں ہے۔ جبکہ سیدہ حسنیہ حسینیہ نہ ہو۔ اور فقہاء محدثین کا وہ قول کہ ہاشمی مطلبی باہم برابر ہیں کا محل و مقام نکاح میں کفایت نہیں۔ بلکہ اس کے سوا دوسری صورتوں میں ہے مثلاً اخذ زکوٰۃ و صدقات وغیرہ میں برابر ہیں کہ ایک گونہ قرابت نبویہ بنی ہاشم کو قریش اور غیر قریش سے زائد ہے۔ مگر سادات کے ساتھ ہم کفور نہیں۔

(جامع الخیرات ص ۲۷۶ محمود ہزاروی)

جواب اول:

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ کی عبارت سے محدث ہزاروی نے جو اپنا غلط مسلک ثابت کرنے کی کوشش کی۔ عبارت اس کا ساتھ نہیں دیتی۔ کیونکہ ابن حجر مکی نے شریف ہاشمی کہا۔ جس کا معنی کوئی ہاشمی عورت ہے۔ لیکن حسنیہ حسینیہ سیدہ مراد لینا دراصل

نبی ہاشم کو اولاد خاتونِ جنت میں مقید کر دینا ہے۔ اور ابن حجر مکی کا یہ ارادہ قطعاً نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ابن حجر مکی کا حالِ خود محدث ہزاروی کو بایں وجہ بھی مفید نہیں۔ کہ وہ اپنے آپ کو حنفی کہلاتا ہے۔ اس لیے کسی حنفی الشرب مجتہد یا مفتی کا قول پیش کرتا۔ یا کوئی حدیث نبوی پیش کرتا۔ لیکن ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ تمام فقہائے احناف کے ارشادات میں ایک قول بھی وہ اپنی تائید میں پیش نہیں کر سکتا۔ بصورت دیگر منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ اگر اس قول کو مان بھی لیا جائے۔ کہ سیدہ حسنیہ حسینیہ کسی غیر سیدہ کا کفو نہیں بنتی تو یہ قول حدیثِ صریحہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش بَعْضُھُمْ أَكْفَاؤٌ لِّبَعْضِھُنَّ۔ یعنی قریش بعض بعض کے کفو ہیں جیسا کہ ابھی اس کی بحث تفصیل سے گزر چکی ہے۔ لہذا اس حدیثِ صریحہ کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کے کفو ہوئے کیونکہ دونوں قریش میں داخل ہیں۔

جوابِ دوقرہ:

یہی ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کہ جن پر محدث ہزاروی کو اعتماد ہے۔ اپنی اسی کتاب میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام کلثوم بنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا باہم نکاح ہونا بیان کرتے ہیں۔ گویا جھوٹا افسانہ نہیں حقیقت ہے۔ ملاحظہ ہو۔

صواعقِ محرکہ:

وَفِي رَوَايَةٍ أُخْرِجَهَا بِالْبَيْهَقِيِّ وَالْدَارِ قُطْنِيِّ سُنْدٍ
رَجَالُهُ مِنْ أَكْبَابِ أَهْلِ بَيْتٍ أَنَّ عَلِيًّا عَزَلَنَ بَنَاتَهُ
لَوْلَا أَخِيَّوُ جَعْفَرُ فَلَقِيَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا
فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا الْحَسَنِ أَتَكْرِهِي بِنْتَكَ أُمَّ كَلْثُومَ بِنْتَ
فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

قَدْ حَسِبْتُهُنَّ لَوْلَا أَنِّي جَعَفَرْتُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهُ وَاللَّهِ
مَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مَنْ يَرُودُ مِنْ حُسَيْنٍ مَحَبَّتَهَا مَا
أَرُودُ فَأَنْكِحْنِي يَا أَبَا الْحَسَنِ فَقَالَ قَدْ أَنْكِحْتَكُمَا
فَعَادَ عُمَرُ إِلَى مَجْلِسِهِ بِالرَّوْضَةِ مَجْلِسَ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ فَقَالَ هَتَنُونِي قَالُوا بَعْدُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
قَالَ يَوْمَ كَلْتُمُ بِنْتَ عَلِيٍّ وَآخَذَ يَحْدِثُ أَنَّ
سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ صَبْرٍ
أَوْ سَبَبٍ أَوْ نَسَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا صَبْرِي
وَسَبَبِي وَنَسَبِي وَإِنَّهُ كَانَ لِي صُحْبَةٌ فَأَحْبَبْتُ
أَنْ يَكُونَ لِي مَعَهَا سَبَبٌ وَيَهْدِي الْحَدِيثُ الْمَرْبُوعُ
مَنْ طَرِيقُ أَهْلِ بَيْتٍ يَزِدُّهُ أَدَّ التَّعَجُّبِ مِنْ أَنْكَارِ
جَمَاعَةٍ مِنْ جَهَنَّمَ أَهْلُ الْبَيْتِ فِي أَنْ مَنَيْنَا تَزْوِيجَ
عُمَرَ يَوْمَ كَلْتُمُ الْأَنْ لَا عَجَبَ لِأَنْ أَوْلَيْكَ لَمْ يَخْلُطُوا
الْعُلَمَاءُ وَمَعَ ذَلِكَ اسْتَوَلَى عَلَى عُقُولِهِمْ جَهْلَةٌ
الرَّوَافِضُ فَأَدْخَلُوا فِيهَا ذَلِكَ فَقَلَدُوا وَهُمْ فِيهِ
وَمَا دَرَوْا أَنَّ عَيْنَ الْكَذِبِ وَمَكَابِرَ الْبُحْسِ
إِذْ مِنْ مَارَسِ الْعُلَمَاءِ وَطَالَعَ كَثِيرُ الْأَخْيَارِ وَلَسَنُ
عَلِمٍ عَلَى ضُرُورَةٍ أَنَّ عَلَيَّائِزَ وَجْهَالَهُ وَإِنْ أَنْكَرَ ذَلِكَ
جَهْلٌ وَعَنَاءٌ وَمَكَابِرَ الْبُحْسِ وَخِيَالٌ فِي الْعُقُلِ
وَفَسَادٌ فِي الدِّهَانِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبَيْهَقِيِّ أَنَّ عُمَرَ
لَمَّا قَالَ فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ لِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عليه وسلم سَكَبَ وَ نَسَبَ قَالَ عَلِيٌّ لِلْحَسَنِ زَوْجًا
عَمَّكُمَا فَقَالَ هِيَ امْرَأَةٌ مِّنَ النَّسَاءِ تَخْتَارُ لِنَفْسِهَا
فَقَامَ عَلِيٌّ مُّغَضَّبًا فَاَمْسَكَ الْحَسَنُ ثَوْبَهُ وَقَالَ
لَا صَبْرَ عَلَيَّ هَجَرَ اِيَّاكَ يَا اَيُّهَا قَرِيبُ وَجَاهٍ

(صواعق محرقہ ص ۵۶-۵۷) الفصل الاول في الآيات الواردة فيهم قريب فاقترع

ترجمہ : اکابر اہل سنت کی سند سے امام بیہقی اور راقطی نے روایت کی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادیوں کے لیے یہ طے کر لیا تھا کہ انہیں اپنے بھائی جعفر کی اولاد کے لیے رشتہ میں دیں گے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان سے ملے اور کہا۔ اے ابوالحسن! اپنی بیٹی ام کلثوم میرے نکاح میں دے دیں۔ جو سیدہ خاتون جنت کی صاحبزادی ہیں۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنی بیٹیوں کو اپنے بھائی جعفر کے بیٹوں کے لیے زوجیت میں دینا طے کر لیا ہے۔ بیشک حضرت عمر بوسے۔ خدا کی قسم! روئے زمین پر میرے بغیر کوئی دوسرا ایسا نہیں جو ان کے ساتھ حسن سلوک کر سکے۔ لہذا آپ مجھ سے نکاح کر دیں۔ فرمایا۔ اچھا چلو میں نے تمہارے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ اس کے بعد عمر بن الخطاب باغ میں بیٹھے انصار و مہاجرین کی طرف تشریف لائے اور فرمایا۔ مجھے مبارک باد دو۔ کہنے لگے۔ کس چیز کی تمہنیت دیں؟ فرمایا۔ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ سے شادی کی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک حدیث بیان فرمائی۔ وہ یہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ دو قیامت کے دن میرے حسب و نسب کے سوا سب حسب و نسب منقطع ہو جائیں گے، مجھے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تو حاصل ہے۔ چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ
حسب و نسب کا بھی تعلق ہو جائے۔ یہ حدیث پاک جو اہل بیت کے طریق
سے مروی ہے۔ ان جہلا کے تعجب کو اور بھی بڑھا دے گی جو
ہمارے زمانہ میں اہل بیت رسول ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن
سیدہ ام کلثوم کا حضرت عمر سے نکاح ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن
یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ ان جاہلوں کا علماء سے میل جول نہیں
اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے دل و دماغ پر جاہل رافضی سوار ہیں۔ انہوں
نے ان جاہلوں کے عقائد میں یہ بات بھی داخل کر دی۔ اور یہ ان کے پیچھے
پیچھے چل پڑے۔ اور انہیں یہ پتہ نہ چلا کہ یہ بات سراسر جھوٹ اور مکابرة الحسن
ہے۔ کیونکہ جو شخص علماء کرام سے میل جول رکھتا ہو۔ اور اچھے دین دار لوگوں کی
کتب کا مطالعہ کرتا ہو۔ وہ لازماً یہ جان لے گا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
نے ام کلثوم کا نکاح عمر بن خطاب سے کیا تھا۔ اور اس کا انکار جہالت و عناد
مکابرة الحسن عقل کا نقص اور دین کا فساد ہے۔ امام بیہقی کی روایت میں ہے کہ
جب حضرت عمر بن الخطاب نے کہا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا بھی حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حسب و نسب قائم ہو جائے۔ تو علی المرتضیٰ نے
حسین سے کہا۔ کہ تم اپنی بہن کی شادی ان سے کر دو۔ وہ دونوں بولے
ابا جان۔ بہن غود مختار ہے۔ یسّٰن کہ علی المرتضیٰ غصہ سے اٹھ کھڑے ہوئے
امام حسن نے آپ کا کپڑا پکڑ کر روک لیا۔ اور عرض کیا۔ آپ کی ناراضگی اور
اٹھ کر چلے جانے کا صدمہ ہمیں برداشت نہیں ہو گا۔ اس کے بعد دونوں
صاحبزادوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ام کلثوم
کی شادی کر دی۔

ملحہ فکریہ :

مواضعِ محدثہ کی مذکورہ عبارت سے محدث ہزاروی کے تمام استدلالات راکھ کا
 ڈھیر بن گئے۔ وہ بزعم خود یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ سیدہ حسنی حسینیہ کا کفو ہاشمی بھی نہیں
 ہو سکتا۔ تو عدوی، نوفی اور قریشی کیونکر ہوگا؟ اور اس کفادت کی نسبت اس نے ابن حجر
 ملکی کی طرف کی تھی۔ ابن حجر بھی نے ہی وہ مسئلہ جس کے بطلان پر محدث ہزاروی ہٹ مصری
 کیے بیٹھا ہے۔ اسے ایسی شدت اور وضاحت سے ثابت کیا۔ کہ جس کے ہوتے ہوئے
 بجز تسلیم اور کوئی چارہ نہیں کہو مگر نکاح ام کلثوم با عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے اثبات
 کی روایت کے تمام راوی ”اہل بیت“، ہیں کیا ان رواۃ اہل بیت کو محدث ہزاروی
 والا مسئلہ بھی یاد نہ تھا۔ اور انہیں اس نکاح کے بطلان کا علم نہ تھا؟ بلکہ کیا علی المرتضیٰ اور حسین
 کو عمر بن الخطاب اور ام کلثوم کے مابین کفو کی مخالفت کا علم نہ تھا؟ یہی وجہ ہے کہ ابن حجر
 نے اس نکاح کے انکار کرنے والوں کو جاہل علماء سے بیگانے، رافضیوں کے چیلے پاٹے
 پر لے درجے کے جھوٹے، عنادوی اور عقل و دین کے فساد کی کہا ہے۔ ایسی سخت تردید
 کے ہوتے ہوئے پھر یہ کہنا کہ ابن حجر کے نزدیک ہاشمی اور بنی فاطمہ باہم کفو نہیں۔
 کس قدر دروغ ہے۔ ہاں ابن حجر کی گزشتہ عبارت سے یہ نتیجہ نکالنا درست ہے کہ
 بنی فاطمہ کی تفصیلت کسی دوسرے ہاشمی قریشی وغیرہ کو حاصل نہیں۔ بہر حال سیدہ ام کلثوم
 رضی اللہ عنہا اولادِ فاتونِ جنت ہوتے ہوئے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
 کی باہم کفو ہیں۔ اور یہ نکاح حیر کفو میں نہیں ہوا۔ اور اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ
 بنی فاطمہ اور ہاشمی باہم کفو نہیں۔ لیکن حیر کفو میں اگر عورت کے ولی نکاح کرنے پر راضی
 ہوں۔ تو فقہ حنفی میں یہ نکاح درست ہوگا۔ لہذا سیدہ ام کلثوم کا نکاح جب ان کے
 باپ علی المرتضیٰ ان کے بھائی حسین کریمین کی مرضی سے ہوا۔ تو پھر اس نکاح کے جواز
 میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ولی کا غیر کفو میں اپنی نابالغہ کا نکاح کر دینا اس کا جواد خود

محدث ہزاروی بھی تسلیم کرتا ہے۔ جیسے کہ ابھی ہم جامع الخیرات کی عبارت پیش کرتے ہیں لیکن اس کے ضمن میں محمود ہزاری نے ابن ہمام کا نام استعمال کرتے ہوئے نکاحِ ام کلثوم کے عدم جواز کی کوشش کی ہے۔

بیانِ چہارم

نکاحِ ام کلثوم کے عدم جواز پر ابن ہمام کا نام استعمال کرنے کی ناکام کوشش
جامع الخیرات:

چنانچہ علامہ محقق ابن الہمام نے کراماتِ ترجیح سے ہیں۔ فتح القدیر کتاب النکاح ص ۴۲ مطبوعہ مصر میں تصریح فرمائی ہے۔ الموجب ہو استنقاص اہل العرف فیدور معہ فتح القدیر ہم کفو وہم سر نہ ہونے کا مدار بتاؤ موجب و باعث کیا ہے؟ اہل عرف میں عار و ناگواری کا پایا جانا جہاں ہو کفو نہیں۔ یعنی اولیاء زن سے کل یا بعض کو یا خود عورت کو جہاں عقد ہونے میں عار و شرم لاحق ہو۔ ان کی اہانت و ایذا و تنقیص و تحقیر کا موجب ہو وہاں کفایت نہیں اور غیر کفو میں نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا پس جہاں بھی عورت اور اولیاء کو عار و استنقاص ہو اور عرف عام میں ان کے ایذا و اہانت کا باعث و موجب ہو۔ وہاں کفایت نہیں اور نکاح منعقد نہ ہو گا چاہے اس شخص میں علم و تقویٰ یا وجاہت و دولت و مال و عزت و سلطنت و شہرت وغیرہ ہزار ہا اسباب بظاہر ہوں۔ چنانچہ فتح القدیر اور رینایع وغیرہ میں ہے۔ در مختار میں ہے۔ العجی لا یکون کفو للعربیة و لو کان العجی عالماً و سلطاناً و هو لا صح۔ فتح عن الینابیح۔ اعیاء الادب بلا دعجہ کا کوئی شخص چاہے کفار ہوں کسی عربیہ عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ چاہے عالم ہو یا بادشاہ اور مذہب سنی حنفی کا سب

زیادہ تحقیق اور صحیح تر قول یہی ہے۔ اب اگر دینِ ایمان علمِ عقل اور کسے کوئی علامت ہے تو صاف واضح طور پر معلوم ہو گیا۔ کہ جب عربیہ عورت کھوئی شخص عجمی ہزار ہا اسبابِ شہرت و عزت کے باوجود کفو نہیں ہوتا۔ تو قریشیہ کا کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور اس سے بالا تر درجہ ہے۔ ہاشمیہ کا اور اس سے بلند رتبہ ہے مطلبیہ کا اور اس سے اوپر ہے علویہ حضرت علی کی وہ بیٹی جو اولادِ فاطمہ سے نہ ہو۔ صرف اس کی حضرت علی سے نسبت ہو۔ اور ان سب اعلیٰ و افضل و اشرف سیدہ فاطمہ حسنینہ اور حسینیہ ہے۔ تو اس کا کوئی شخص غیر سیدہ کے باشد ہرگز کفو نہیں۔ تو غیر کفو سے تو کسی عورت کا بھی نکاح اصلاً و رأئاً منعقد ہی نہیں ہوتا۔ تو سیدہ جو کہ اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس سے کسی غیر سیدہ کا نکاح کیونکر متعقد ہو سکتا ہے۔ (جامع الخیرات ص ۲۶۸ مصنفہ محمود ہزاروی)

جواب اول:

محدث ہزاروی نے اس عبارت میں صاحبِ فتح القدیر ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کو مصحق اور صاحبِ ترجیح کہا ہے۔ اسی اقرار کے ساتھ ان کی عبارت سے اپنا مدعا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اگرچہ ابن الہمام کی مذکورہ عبارت سے محمود ہزاروی کا جہالت بھرا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ لیکن اتنا ضرور ہو اگر ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو باوثوق اور احاطات کے متعلق اقوال میں ترجیح دینے والا تسلیم کر لیا ہے۔ اگر واقعی ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ محمود ہزاروی کے نزدیک ایسے ہی ہیں۔ تو پھر ان کا کفو کے بارے میں قول بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ محدث ہزاروی کا نظریہ یہ ہے کہ سیدہ کا صرف سیدی کفو ہو سکتا ہے۔ غیر سیدہ چاہے ہاشمی ہو یا علوی، اموی ہو یا عدوی ہرگز کفو نہیں لیکن ابن الہمام کا نظریہ یہ نہیں۔ بلکہ وہ اموی اور عدوی وغیرہ کو بھی جو قریش کے مختلف قبائل ہیں۔ ایک دوسرے کا کفو قرار دیتے ہیں۔ اسی فتح القدیر کی عبارت ملاحظہ ہو۔

فتح القدير مع عنایتہ:

فَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا يُعْتَبَرُ التَّغَاضُلُ
 فِي أَنْسَابِ قُرَيْشٍ فَهُوَ حُجَّةٌ عَلَى الشَّافِعِيِّ فِي أَنَّ
 الْمَاشِغِيَّ وَالْمُطَّلِبِيَّ أَكْفَاءُ دُونَ غَيْرِهِمْ بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِمْ
 قَالُوا وَزَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِيَّهِ
 مِنْ عَثْمَانَ وَهُوَ أُمَوِيٌّ وَزَوْجَ أُمِّ كَلثُومٍ مِنْ
 عَصْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ عَدَوِيٌّ - (فتح القدير
 جلد دوم ص ۴۲۱) فصل فی الکفاءة مطبوعه مصر

ترجمہ: ”قریش بعض بعض کے کفو ہیں“ اس حدیث پاک میں اس بات کی
 دلیل ہے کہ قریش کے نسب میں تناضل کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ لہذا
 یہ حدیث امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر حجت ہے۔ کیونکہ ان کا مسلک یہ
 ہے کہ ہاشمی اور مطلبی باہم کفو ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے قریش ان کے
 کفو نہیں۔ علماء نے فرمایا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں
 کا عقد عثمان غنی سے کیا۔ حالانکہ عثمان غنی (ہاشمی مطلبی نہیں بلکہ اموی ہیں
 اور ام کلثوم کا نکاح عمر بن الخطاب سے کیا گیا۔ حالانکہ حضرت عمر بھی ہاشمی
 مطلبی نہیں بلکہ) عدوی ہیں۔

قارئینِ کرام! جناب ابن الہمام نے صاف صاف بیان فرمایا کہ قریش میں سے صرف
 دو یعنی ہاشمی اور مطلبی باہم کفایت رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر قبائل قریش باہم کفو نہیں
 لیکن احناف قریش کے تمام قبائل کو باہم کفو تسلیم کرتے ہیں۔ اور احناف کے پاس
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ جو ان کے مسلک کی تائید اور امام شافعی پر حجت کا کام
 دیتی ہے۔ جب ابن الہمام قریش کے تمام قبائل کو باہم کفو ثابت کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ صاف

ظاہر کہ حنیٰ حسینی سیدہ اور علوی، ہاشمی، مطلبی، اموی، عدوی وغیرہ تمام ایک دوسرے کے کفر ہیں۔ اس کی مثال دیتے ہوئے ابن الہمام نے حضرت عمر بن الخطاب اور ام کلثومؓ پر بنت خاتون جنت کا نکاح ہونا بیان کیا۔ ابن الہمام اپنے مسلک کی تائید اس کی مثال سے پیش کریں۔ اور محمود ہزاروی ابن الہمام کا مسلک یہ بیان کرے۔ کہ ان کے نزدیک ام کلثوم کا عقد عمر بن الخطاب سے بوجہ عدم کفر جائز نہیں۔ ان دونوں باتوں میں آپ خرو فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ ابن الہمام کیا کہہ رہے ہیں۔ اور محمود ہزاروی کس جہالت اور عناد میں پڑا ہوا ہے۔ اور پھر ابن الہمام کو محقق و صاحب تزیج کہہ کر ان کی تحقیق و ترجیح سے صاف انکار کیا جا رہا ہے۔ اور اپنی حنفیت کا بھی ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے (فاعتبروا یا اولی الابصار)

جواب دوم،

صواعق محرکہ کی عبارت کا اگر مفہوم وہی لیا جائے۔ جو محدث ہزاروی نے بیان کیا۔ یعنی کوئی ہاشمی قریشی، سید زادی حسینی حسینی کا کفر نہیں ہو سکتا۔ تو یہ احناف کا مسلک نہیں۔ جیسا کہ کتب احناف سے ہم اس بارے میں حوالہ جات پیش کر چکے ہیں۔ لیکن غیر کفر ہوتے ہوئے بھی محمود ہزاروی سیدہ ام کلثومؓ اور عمر بن الخطابؓ کے مابین ہوتے۔ نکاح کا انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ غیر کفر میں نکاح نہ ہونے کی علت اولیاء کا اعتراض اور بے عزتی ہے۔ اور اگر اولیاء خود وہ نکاح کر دیں۔ تو پھر عار و شرم نہ رہنے کی وجہ سے نکاح کے جواز کا فتویٰ ہے۔ اس نکاح میں علی المرتضیٰ راضی، محمود سیدہ ام کلثوم راضی اور ان کے دونوں بیٹے حسن و حسین راضی۔ یہی وجہ ہے کہ ابن حجر شافعی المسلک نے بھی اس نکاح کے انعقاد پذیر ہونے کو بطور دلیل پیش کیا۔ لہذا محمود ہزاروی حنفی ہو کر کسی اپنے بزرگ کا فتویٰ نقل کرتا۔ لیکن وہ قیامت تک ذل کے گام۔ اس لیے ہٹ دھرمی، جہالت اور عناد کو چھوڑ کر حقیقت کو تسلیم کر لینا

بھی بہتر ہوا کرتا ہے۔ (فاعتبر وایا اولی الابصار).....

بیانِ پنجم

محمود ہزاروی کا ایک اور پُر فریب استدلال

شرافتِ سادات:

علامہ یوسف نہبانی رضی اللہ عنہ اپنی عرب و عجم میں مقبول کتاب الشرف التوبلّٰلِ مُحَمَّدٍ ص ۲۹ پر ان احادیثِ صحیحہ و نصوصِ مرسلہ کو ذکر فرمانے کے بعد تصریح فرماتے ہیں
فَلِهٰذِهِ اَحَادِيْثٌ صٰحِيْحَةٌ وَ نُّصُوْصٌ صٰرِيْحَةٌ
تَدُلُّ عَلٰى اَنَّ اَهْلَ الْبَيْتِ اَفْضَلُ النَّاسِ حَسْبًا
وَ كِسْبًا وَ يَتَنَزَّعُ عَلٰى هٰذَا اَنَّهٗمْ لَا يَكْفِيْهُمْ
فِي النِّكَاحِ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَ يَهْ صَرَّحَ غَيْرُ
وَ اَحَدٍ مِّنَ الْاَيْمَةِ قَالَ الْجَلَدُ الدِّينِ السِّيُوْطِي
فِي الْخَصَائِصِ وَ مِنْ خَصَائِصِهِ صَلٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهُ لَا يَكْفِيْهُمْ فِي النِّكَاحِ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلْقِ -

(شرافتِ سادات ص ۶۸ مصنفہ سید محمود

محدث ہزاروی حنفی)

ترجمہ: یہ احادیثِ صحیحہ اور نصوصِ مرسلہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ
اہل بیت تمام لوگوں سے باعتبار حسب و نسب افضل ہیں، اس سے
یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت کا کوئی دوسرا شخص کفوء نہیں
ہو سکتا۔ اور اسی کی تصریح کئی ایک ائمہ کرام نے کی ہے۔ علامہ جلال الدین
السیوطی نے خصائص میں یہ ایک خاصیتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

بیان کی ہے۔ کہ کوئی انسان آپ کے اہل بیت کا کفو نہیں ہو سکتا۔

(شرافتِ سادات ص ۶۸ مصنفہ سید محمود ہزاروی)

الحاصل: ام کلثوم کے متعلق نکاح کا تبرائی افسانہ شانِ صحابہ و اہل بیت اطہا کے قطعاً منافی گناہوں کی خرافات پر مشتمل ہے۔ جس کی ایجاد کافی اور فروغ کافی جیسی کتب پر مبنی ہے۔ ایسی نقول فرعیہ منافی ادب و عقول کا ذکر و ایراد بھی اہل بیت و اصحاب پر معاذ اللہ بے بنیاد الزام اور تبرا ہے۔ (شرافتِ سادات ص ۶۳)

جواب اول:

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی جس عبارت سے محمود ہزاروی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ سیدہ ام کلثوم اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مابین نکاح نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب ہمارے پچھلے جواب کے مطالعہ سے آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ جب محمود ہزاروی اپنے آپ کو حنفی کہلاتا ہے تو کسی حنفی کی کتاب کی تحریر پیش کرتا۔ بہر حال علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ پر بڑا اعتقاد ہے۔ تو عبارت مذکورہ کے ساتھ والی عبارت ہم درج کر دیتے ہیں۔ دونوں کو ملاحظہ کر کے۔ قارئین کو ام خود فیصلہ کر لیں گے۔ کہ حقیقت حال کیا ہے؟

الشرف الموبد لآل محمد صلی اللہ علیہ و

وَمِنْ خُصَاةِ نَحْوِهِمْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، أَنَّ تَحْلُلَ نِكَاحِ
وَحَسْبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبَبُهُ وَنَسَبُهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا وَرَدَ ذَاكَ فِي الْحَدِيثِ
الصَّحِيحِ وَتَقَدَّمَ فِي الْمُتَمِّدِ الْقَوْلُ وَصَحَّ أَنْ عَمَرَ
بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَطَبَ لِنَفْسِهِ أُمَّ كَلْثُومَ
بِنْتِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنْ أَبِيهَا عَلِيٍّ

ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ فاعْتَدَ بِصُغْرِهَا وَبِأَنَّهُ
حَابِسَهَا لَوْلَا إِخِيهِ جَعْفَرُ فَالَحَ عَلَيْهِ عُمَرُ ثُمَّ
صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ أَذِيهَا النَّاسُ وَاللَّهِ مَا حَمَلَنِي
عَلَى الْوُلْحَاحِ عَلَى عَلِيٍّ فِي ابْنَتِهِ إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ
وَصِهْرٍ يَنْتَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي
وَصِهْرِي فَأَمَرَ بِهَا عَلِيٌّ فَرِيزَتْ وَبَعَثَ بِهَا
إِلَيْهِ فَلَمَّا رَأَاهَا قَامَ وَاجْلَسَهَا فِي حُجْرِهِ
فَقَبَّلَهَا وَدَعَا لَهَا فَلَمَّا قَامَتْ أَخَذَ بِسَاقِهَا
وَقَالَ لَهَا قَوْلِي لِأَبِيكَ قَدْ رَضِيتُ فَلَمَّا
جَاءَتْ قَالَتْ لَهَا مَا قَالَ لَكَ فَذَكَرْتُ لَهُ جَمِيعًا
مَا فَعَلَهُ وَمَا قَالَهُ فَأَنكَحَهَا إِيَّاهُ

خَوَّلَدَتْ لَهُ زَيْدًا مَاتَ رَجُلًا - مترجم ص ۹۳ (۱۱)

(الشرف الموبد لآل محمد ص ۳۹ مصری)

ترجمہ: ان کے خصال میں سے یہ بھی ہے کہ ہر حسب و نسب اور
صہر قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب و حسب اور صہر
کے سوا منقطع ہو جائے گا۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے۔
اور مقصد اول میں گزر چکا ہے۔ اور یہ صحیح ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے علی المرتضیٰ سے ان کی صاحبزادی ام کلثوم
کا رشتہ طلب کیا۔ علی المرتضیٰ نے کہا۔ کہ ابھی یہ چھوٹی ہے۔ اور
ویسے بھی اسے اپنے بھائی جعفر کے بیٹے کو دینا چاہتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت اصرار کیا۔ پھر منبر پر جلوہ فرما ہو کر کہا۔ لوگو! خدا کی قسم! مجھے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی کے رشتہ پر اصرار اس بات نے کرایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ ہر حسب و نسب اور صہر میرے سوا قیامت کو منقطع ہو جائے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے ام کلثومؓ کو کہا۔ کہ عمر بن الخطاب کے پاس جاؤ۔ عمر بن الخطاب انہیں دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔ اولاً انہیں گود میں لے لیا۔ انہیں چوما۔ اور ان کے لیے دعا کی۔ پھر جب کھڑی ہوئیں۔ تران کی پٹری کو تقام لیا۔ اور کہا اپنے ابا جان سے کہنا میں راضی ہوں۔ جب سیدہ علی المرتضیٰ کے پاس آئیں۔ تو عمر بن الخطاب کا پیغام پہنچا یا۔ اور تمام قصہ کہہ سنایا۔ اس پر علی المرتضیٰ نے ان کا نکاح کر دیا پھر ان سے زید نامی لڑکا پیدا ہوا۔ جو جوانی میں فوت ہوا۔

توضیح:

مذکورہ عبارت سے واضح ہوا کہ سیدہ ام کلثوم کا عمر بن الخطاب سے نکاح کا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہے۔ اور علامہ نہبانی نے اسے باوقار طریقہ سے ذکر کیا۔ اس سے علامہ نہبانی کا اس عقد کے بارے میں نظریہ کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔ لہذا وہ عبارت جو محمود ہزاروی نے پیش کی۔ اس سے مراد خاندان قریش کو چھوڑ کر دوسرے تمام لوگ مراد ہیں۔ اگر یہ مراد نہ ہوتی۔ تو حضرت عمر بن الخطاب اور ام کلثومؓ کے مابین زوجیت کی تائید کی بجائے۔ البطل کرتے۔ اور حدیث صحیحہ سے اس کی تصدیق نہ کرتے۔

جواب دوم:

علامہ نہبانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ حضرات اہل بیت کا عظمت و کرامت میں کوئی دوسرا کفو نہیں۔ یعنی ان کا ادب ان کی عظمت و احترام کی دوسری

خاندان کو میسر نہیں۔ اسے محمود ہزاروی نے بھی بیان کیا۔ ملاحظہ ہو۔

سیف المسلول:

اسی کتاب شرف الموبد میں اس کے آگے فرمایا کہ سادات کرام کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اگر وہ کسی غیر سیدہ کو نکاح نہیں لائیں۔ اور پھر اس کو طلاق ہو گئی۔ یا وہ بیوہ ہو جائے تو اس سے ہم نکاح کریں۔ کہ اس میں ایک گونہ بے ادبی ہے۔

(سیف المسلول ص ۹۸)

شرف الموبد کے حوالے سے جو مسئلہ مذکورہ پیش کیا گیا۔ اس میں صاف صاف کہا گیا۔ کہ سیدہ کی منکوحہ جب مطلقہ یا بیوہ ہو جائے۔ تو کسی غیر سیدہ کو اس سے نکاح کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اور یہ اجتناب کوئی حکم شرعی نہیں بلکہ بے ادبی کے پیش نظر ہے۔ یعنی یہاں کفو یا غیر کفو کا مسئلہ نہیں۔ اور اگر یہ مطلقہ یا بیوہ کسی غیر سیدہ سے نکاح کر لیتی ہے۔ تو ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی اس کے عدم جواز کا قائل نہیں بلکہ سب جواز پر متفق ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

الشرف الموبد:

وَأَنْ لَا نَتَزَوَّجَ لَهُمْ مُطْلَقَتًا أَوْ زَوْجَةً مَأْتُوا
عَنْهَا وَكَذَلِكَ لَا نَتَزَوَّجَ شَرِيفَةً إِلَّا أَنْ كَانَ
أَحَدُنَا يَعْرِفُ مِنْ نَفْسِهِ الْقُدْرَةَ عَلَى الْقِيَامِ
بِوَجِبِ حَقِّهَا وَأَنْ يَعْمَلَ عَلَى رِضَاهَا فَلَا
يَتَزَوَّجُ عَلَيْهَا وَلَا يَتَسَرَّى وَلَا نَقْتُرُ عَلَيْهَا
فِي الْمَأْكَلِ وَالْمَلْبَسِ دُونَ قُدْرَتِنَا.....
عَلَيْنَا الْعَمُودُ أَنْ لَا نَتَزَوَّجَ قَطُّ شَرِيفَةً إِذَا
أَنْ كُنَّا نَعُدُّ أَنْفُسَنَا مِنْ خُدَايَهَا لِذَلِكَ بَضْعَةٌ

من رسول الله صلى الله عليه وسلم فَمَنْ كَانَ يَكْرِى
نَفْسَهُ تَفِيْقًا لَهَا وَيَعْتَقِدُ أَنَّ مَتَى خَرَجَ عَنْ
طَاعَتِهَا أَبْقَى وَأَسَارَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ
يَكُنْ بَعْدَ ذَلِكَ - (الشرف الموقد ص ۸۹-۹۰)

ترجمہ: سادات کرام میں یہ ہے کہ ان سے طلاق یافتہ یا ان کی بیوہ سے ہم
شادی نہ کریں۔ اور اسی طرح کسی سید زادی سے نکاح کرنے میں احتیاب
کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنے اندر اس بات کو پاسا ہے کہ وہ ان
سے شادی کر کے ان کے لائق ادب باتوں کا لحاظ کر سکے گا۔ اور ان کے
عوض و نفع پر عمل پیرا ہو سکے گا۔ اس قدرت کے ہوتے ہوئے پھر دوسرا
نکاح کرنا درست نہیں..... ہم پر لازم ہے کہ سیدہ سے اس وقت تک
نکاح نہ کریں۔ جب تک بیٹھ بارے میں اس بات کا یقین نہ کر لیں کہ ہمیں
ان کی خدمت کرنا ہے۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس
کا ٹکڑا ہیں۔ لہذا جو شخص اپنے آپ کو ان کا غلام بنائے رکھے۔ اور یہ اعتقاد
رکھے کہ میں نے جب بھی اس کے حکم میں ادھر ادھر جیل پہنا کیا۔ تو نافرمان
اور گناہ گار ہوں گا۔ تو ایسے شخص کو سیدہ سے شادی کر لینی چاہیئے۔ اور جسے
اپنے اوپر اعتبار نہ ہو۔ اس کے لیے شادی کرنا مناسب ہے۔

علامہ نہایت رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ان کی عبارت سے واضح ہو گیا۔ ان کے نزدیک
سید کی مطلقہ یا بیوہ کا نکاح غیر سید سے کرنا ذر وئے ادب و احترام بہتر ہے کہ نہ کیا جائے
اور اگر کوئی شخص آداب بجالانے پر مطمئن ہے۔ تو اس کے لیے نکاح درست ہے۔ دوسرا
یہ کہا۔ کہ سیدہ سے غیر سید کا نکاح بھی اسی ادب و احترام کے قاعدے کے ضمن میں
آئے گا۔ لیکن یاد رہے یہاں غیر سید سے مراد وہ افراد ہیں جو خاندان ترکیش سے

تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن سید حسینی حسینی نہیں۔ ورنہ غیر سید سے مراد اگر غیر قریش لیا جائے۔ تو پھر کھود نہ ہونے کی صورت میں یہ نکاح اولیاء کی رضامندی پر موقوف ہو گا۔ یہی فقہائے احناف کا صحیح اور مفتی بقول ہے۔ علامہ نبھائی نے آداب السادات کے ضمن میں یہ مسئلہ بیان کیا۔ ان کے ہاں سادات کا اس قدر احترام کہ ان کی مطلقہ غیر سیدہ کا بھی ادب ہے۔ کیونکہ اس کی نسبت زوجیت سید کی طرف ہو چکی۔ لیکن محمود ہزاروی کے ہاں سادات کے ادب کا یہ عالم کہ ایک سیدہ (ام کلثوم) کے باوجود نکاح کا بڑی شد و تندہ سے انکار کر رہا ہے۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے جتنے ایام فاروق عظیم رضی اللہ عنہ کے پاس بسر کیے۔ وہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ناکم برہن حرام کاری کئے تھے۔ ان سے پیدا ہونے والے زیادہ دررقیہ معاذ اللہ ملالی نہ ہوئے۔ کیا آداب سادات کا یہی طریقہ ہے اسی لیے ہم کہتے ہیں۔ کہ جس طرح رافضی، مجتہد اہل بیت کے دعویٰ میں ان کی توہین کے مرتکب ہیں۔ اسی طرح محمود ہزاروی "آداب سادات" کے نام سے خود گستاخ اور بے ادب اہل بیت کا کردار پیش کر رہا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار محمود ہزاروی نے خلفائے راشدین سے بنی فاطمہ کو افضل کہہ کر جمہور اہل سنت کے مسلک کی مخالفت کی

محمود ہزاروی نے ایک عقیدہ یہ لکھا ہے۔ کہ بنی فاطمہ کا ہر فرد خلفائے راشدین سے افضل ہے۔ یہ اس کا مصنوعی عقیدہ ہے۔ جمہور اہل سنت کا اہکما باز نسے میں یہ عقیدہ ہے۔ کہ امت محمدیہ میں سب سے افضل ابو بکر ان کے بعد عمر بن الخطاب ہیں۔ محمود ہزاروی نے اپنے بناوٹی عقیدہ کے استدلال میں ایک لابیائی اور غیر معتبر کتاب "دستور العلماء" کا حوالہ دیا۔ جس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ خلفائے راشدین کے جہاں فضائل و کمالات بیان ہوئے۔ وہ بنی فاطمہ کے علاوہ لوگوں پر ہیں۔ کیونکہ بنی فاطمہ، خلفائے راشدین سے افضل و اکمل ہیں۔ اس کی عبارت ملاحظہ ہو۔

السيف الملسول؛

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمان ار قبوا محمد ا و
 اہلبیتہ جو پہلے گزرا ہے۔ اس کی شیعہ میں امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
 فتح الباری میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اپنے اس فرمان سے تمام عالم
 کے لوگوں کو مخاطب فرما رہے ہیں۔ اور مراقبہ کسی چیز کے لیے اس پر
 حفاظت کرنا ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ یعنی تم لوگ حضور کی رعایت و
 یادداشت رکھو۔ اہل بیت رسول کے ہر امر اور معاملہ میں فلاقی اذوہو
 ولا تسبیہو۔ پس حاصل اس فرمان صدیقی کا یہ ہے کہ کسی
 طرح بھی آل رسول کو ایذا نہ پہنچاؤ۔ نہ اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی کرو نہ
 بے ادبی بے تعظیمی سے پیش آؤ۔ کہ ان کا معاملہ خود ذات اقدس کا معاملہ
 ہے۔ از روئے بیان کتاب و سنت و آثار چنانچہ دستور العلماء جلد اول
 ص ۸ مطبوعہ حیدرآباد پر مرقوم ہے۔ و اعلم ان افضلیۃ الخلفاء
 الاربعۃ مخصوصۃ بجماعۃ ابی فاطمۃ۔ جان لو کہ
 افضلیت خلفائے اربعہ بنی فاطمہ کے سوا سے خاص ہے یعنی غیر بنی
 فاطمہ کے ساتھ متعلق و مخصوص ہے۔ (السيف الملسول ص ۶۶ تا ۶۷ مصنفہ محمود شاہ ہزاروی)

پوری امت پر صدیق و فاروقؓ کی افضلیت اجماعی قطعی ہے

جواب؛ محمود ہزاروی نے بدعتیہ کی مظاہرہ کرتے ہوئے سیدنا صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ کے کلام کا غلط معنی تحریر کیا۔ اس جملہ کا درست مفہوم یہ ہے۔ کہ لوگو!
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کا آپ کی آل میں ضرور خیال رکھنا یعنی
 ان حضرات کی عزت کرنا کیونکہ ان کی نسبت میری طرف ہے۔ گویا اہل بیت کرام

کی عزت و تکریم، ادب و احترام کا پابند کیا گیا۔ اس بات کا افضلیت بنی فاطمہؓ سے اور وہ بھی خلفائے اربعہ پر کیا تعلق ہے؟ اور محمود ہزاروی نے فتح الباری کے حوالہ سے یہاں جو پابند کاری کی۔ کہ خلفائے راشدہ کی افضلیت بنی فاطمہؓ کے ماسوا کے ساتھ ہے۔ اس کا کوئی رابطہ نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آلِ اولاد کو اذیت دینا اور بات ہے۔ اور ان کی خلفائے اربعہ پر افضلیت علیحدہ مسئلہ ہے۔ جمہور اہل سنت کا اس بارے میں یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی تمام امت محمدیہ کے افراد پر افضلیت ہے۔ اس اجماعی اتفاقی عقیدہ کو ہم صرف دو مجددین کے الفاظ میں بیان کر رہے ہیں ملاحظہ ہو

امام اہل سنت مجدد مائتہ حاضرہ مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی کا عقیدہ
فتاویٰ افریقہ :

سوال میں چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مرتبہ برابر کہا۔ یہ خلاف عقیدہ اہل سنت ہے۔ اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر کا مرتبہ سب سے زائد ہے۔ پھر فاروق اعظم پھر مذہب منصور میں عثمان غنی پھر مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہم جمیع۔ جو چاروں کو برابر جانے وہ سنی ہیں۔ (فتاویٰ افریقہ تصنیف امام اہل سنت فاضل بریلوی ص ۱۶۲ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ لاہور)

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ
مکتوبات امام ربانی :

اور فضیلت کی ترتیب خلفائے راشدین کے درمیان خلافت کی ترتیب کے موافق ہے۔ لیکن شیخین کی افضلیت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے ائمہ کی ایک جماعت نے جن میں ایک شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ اس بات کو نقل کیا ہے کہ شیخ امام ابو الحسن اشعری فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت پھر حضرت عمر کی فضیلت باقی امت پر قطعی ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کی خلافت اور مملکت کے زمانہ میں اور آپ کے تابعداروں میں ایک جم غفیر کے درمیان یہ بات بطریق تواتر ثابت ہو چکی ہے۔ کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر تمام امت سے افضل ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس بات کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اٹھی سے کچھ زائد آدمی روایت کرتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک جماعت کا نام بھی لیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رافضیوں کا بڑا کر سے یہ کیسے جاہل ہیں۔ اور بخاری نے ان سے روایت کی۔ اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بہتر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت عمر پھر ایک اور شخص پھر ان کے بیٹے محمد بن منفیع نے کہا۔ کہ آپ نہیں فرمایا۔ کریں تو ایک مسلمان شخص ہوں۔ امام ذہبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صیح کہا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے۔ کہ لوگ مجھے ان

لوگوں پر فضیلت دیتے ہیں۔ جس کو میں پاؤں گا۔ کہ مجھے ان پر فضیلت دیتا ہے۔ وہ مفتری ہیں۔ اور اس کی سزا بھی وہی ہوگی جو مفتری کی ہوتی ہے۔ اور دارقطنی نے ایسے روایت کی ہے۔ کہ جس کو میں دیکھوں کہ مجھے حضرت ابو بکر اور عمر پر فضیلت دیتا ہے۔ تو میں اس کو اتنے کوڑے لگا دوں گا۔ کہ جو مفتری کی سزا ہے۔ اور اس کی بہت سی مثالیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے سوا بہت سے صحابہ سے متواتر آئی ہیں۔ جن میں کسی کو انکار کی مجال نہیں۔ حتیٰ کہ عبدالرزاق جو اکابر شیعہ میں سے ہے۔ کہتا ہے۔ کہ یحییٰ بن کثیر نے کہا کہ اس لیے فضیلت دیتا ہوں۔ کہ حضرت علی نے خود اپنے اوپر ان کو فضیلت دی ہے۔ ورنہ میں کبھی ان کو فضیلت نہ دیتا۔ مجھے یہ گناہ کافی ہے کہ میں اس کو دوست رکھوں اور پھر اس کی مخالفت کروں یہ سب کچھ صواعق محرقہ سے لیا گیا۔ اور جو شخص سب کو برابر جانے اور ایک دوسرے پر فضیلت دینا فضول

سمجھے وہ ابو الفضل اور احمق ہے۔ وہ کیسا عجیب، ابو الفضل ہے جو اہل حق کے اجماع کو فضول جانتا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں دفتر اول حصہ چہارم مکتوب ۳۱۱ صفحہ نمبر ۱۲۵)

مکتوبات امام ربانی:

دوسرے یہ کہ وہ شخص جو اپنے آپ کو حضرت صدیق سے افضل جانے وہ دو حال سے قالی نہیں یا وہ زندیق محض ہے یا جاہل صرف چند سال ہوئے کہ اس فقیر (مجدد العت ثانی) نے اس سے پہلے فرقہ ناجبہ اہل سنت و جماعت کے بارے میں ایک مکتوب آپ کی طرف لکھا تھا۔ پھر تعجب کی بات ہے کہ اس کے مطالعہ کے بعد بھی آپ اس قسم کی بات پسند کرتے ہیں کہ جو شخص حضرت امیر (علی) کو حضرت صدیق اکبر سے افضل کہے۔ اہل سنت و جماعت کے گروہ سے نکل جاتا ہے۔ تو پھر اس شخص کا کیا حال ہے۔ جو اپنے آپ کو افضل جانے اور اس گروہ میں یہ بات مقرر ہے کہ اگر کوئی سالک اپنے آپ کو خلیفہ سے بہتر جانے تو وہ ان بزرگوں کے کلمات سے محروم ہے۔ سلف کا اجماع اس بات پر ہو چکا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ وہ بڑا ہی احمق ہے۔ جو اس اجماع کے برخلاف ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۶۶)

ملحد فکریہ:

ان دونوں مجدد و صاحبان کو محمود ہزاروی بھی مجدد تسلیم کرتا ہے۔ اور ان کی تعلیمات و ارشادات پر عمل پیرا ہونے کا دعویٰ دار ہے۔ ہم نے افضلیت کے بارے میں ان دونوں بزرگوں کے ارشادات نقل کیے۔ جس سے صاف صاف ظاہر کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انبیاء کرام کے علاوہ دیگر تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ اور ان کی افضلیت اہل سنت و جماعت کا اجتماعی مسئلہ ہے۔ لیکن محمود ہزاروی کے نزدیک سید حسنی حسینی کو بھی ہومان دونوں بزرگوں کا خلیفہ خلفاء راشدین سے افضل ہیں۔ لہذا یہ عقیدہ چونکہ اجماع کے برخلاف ہے اس لیے بقول مجدد العت ثانی اس کا قائل بہت بڑا احمق ہے اور ابو الفضل ہے۔ اور بقول

اعلیٰ حضرت وہ سنی نہیں۔ بات بھی درست ہے۔ کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایات صحیحہ ایسی ملتی ہیں۔ جن میں آپ نے ابو بکر صدیقؓ کی افضلیت کا اقرار کیا۔ اور اس کے برخلاف انہیں افضل قرار دینے والے کو آپ نے مفسر ہی کہا۔ اور اس کے لیے مفسر کی سزا تجویز فرمائی۔ کہاں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور کہاں ان کی اولاد جو بطن بزل زہرا سے ہوئی۔ جب علی المرتضیٰ جو سادات کے حقیقی باپ ہیں۔ وہ اپنے آپ کو افضل نہیں کہتے۔ تو ان کی اولاد کو شیعیان سے افضل قرار دینا واقعی حماقت و افتراء ہی ہے۔ محمود ہزاروی نے اس دوڑ میں تو شیعوں کو بھی بہت پیچھے چھوڑ دیا۔ وہ تو صرف بارہ ائمہ اہل بیت کو معصوم مانتے اور ان کی افضلیت کے قائل ہیں۔ لیکن یہ صاحب تو غیر معصوم کو بھی افضل کہنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ محمود ہزاروی بظاہر سنی پیروں کا بادیہ اوڑھے ہوئے لیکن اندر سے اس میں رفض و سبائیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ (دفاعتہ وایا اولیٰ الالبصار)

ایک دھوکہ

محمود ہزاروی نے بار بار اپنی تحریر کے ذریعہ یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے چلی۔ اسی لیے ان حضرات کو اولاد رسول بھی کہا جاتا ہے۔ کسی کا اولاد رسول ہو یا نبی ایسی نسبت ہے کہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ لہذا اولاد رسول کا ہم مرتبہ کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا یعنی یہ نسبت امام حسن کو امام حسین کو اور دیگر سادات کرام کو حاصل ہے۔ لیکن ابو بکر و عمر و عثمان کو حاصل نہیں۔ لہذا یہ حضرات اولاد رسول کے ہم مرتبہ نہیں ہو سکتے۔ خلفائے راشدین کی افضلیت والی روایات ان سادات کرام کے سوا دوسروں کی بنسبت

ہیں۔ (بحوالہ سیف المسلول ص ۶۷)

جواب: محمود ہزاروی خود فریب خوردہ اور دوسروں کو فریب دینا چاہتا ہے۔ ورنہ بات واضح ہے۔ کہ کسی میں جزوی فضیلت کا پایا جانا اس کے فضل کلی کو مستلزم نہیں۔

بہت سے شواہد ایسے ہیں جو فضلِ جزوی پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن ان جزوی فضائل کے موصوف کو کلی فضیلت کسی نے بھی نہیں فی قرآن و حدیث میں اس کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اکیلے کی گواہی دو گواہوں کے برابر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرار دی۔ اور جمع قرآن کے وقت جب دوسرے لوگوں سے دو گواہیوں کے ہوتے ہوئے کسی آیت کے پیشِ نظریہ نظریہ قائم کر لیا جائے۔ کہ وقت حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اکیلے ہی کہہ دیتے تو وہ آیت قرآن میں شامل کر لی جاتی اب اس جزوی فضیلت کے پیشِ نظریہ نظریہ قائم کر لیا جائے۔ کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام، خلفائے راشدین اور ساداتِ اہل بیت کرام سے افضل ہو گئے۔ کیونکہ ان میں کسی ایک کی گواہی دو کے برابر قرار نہیں دی گئی۔ تو اس فضیلت کو کرنا تسلیم کرے گا۔ اسی طرح حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو حضور نے اپنی امت کا امین فرمایا۔ تو صفتِ امانت کی وجہ سے وہ سب سے افضل ہیں۔ یہ قابلِ قبول ہے۔ کچھ بھی معاملہ ساداتِ کرام اور اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے حسینِ کریمین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہونے آپ کے جسمِ اقدس کا ٹکڑا ہونے کا شرف حاصل ہے۔ لیکن اس جزوی فضیلت کی بنا پر وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو جائیں۔ یہ مفروضہ درست نہیں۔ محمود ہزاروی نے اس قسم کے مسائل قطعِ برید کے ساتھ بکثرت صواعقِ محرقہ سے نقل کیے ہیں۔ ایک عبارت صواعقِ محرقہ کی پیشِ خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

و یؤیدہ ایضاً ما حکاہ الخطابی عن بعض صواعقِ محرقہ: مشائخہ انہ کان یقول ابو بکر خیر و علی افضل لکن قال بعضهم ان هذا تهافت من القول انہ لامعنی للمفضیة الا الافضلیة فان ارید ان خیرۃ ابی بکر من بعض الوجوہ و افضلیۃ علی

من وجه اخر لم يكن ذاك من محل الخلاف
ولم يكن الامر في ذاك خاصا بابي بكر وعلى
بل ابو بكر و ابو عبيده مثلي يقال فيما ذاك
فان الامانة التي في ابي عبيده وخصه بها صلى الله
عليه وسلم لم يخص ابو بكر بمثلها فكان تحيرا
من ابي بكر وهذا الوجه - والحاصل ان
المفضول قد توجب فيه مزية بل فزايا
لا ترجح في الفاضل فان اراد الشيخ الخطابي
ذلك وان ابا بكر افضل مطلقا الا ان عليا وجدت
فيه مزايا لا ترجح في ابا بكر فكلما به صحيح
والا فكلما في غاية التهاوت واما ما وقع في
طبقات ابن السبكي الكبرى عن بعض متأخريين
من تفضيل المستنيرين من حيث انهما يضعه فلا
ينافي ذلك لما قد متنا ان المضاف قد توجب
فيه مزية ليست في الفاضل على ان هذا تفضيل
لا يرجح لكثرة الثواب بل لمزيد شرف ففى
ذات اولاده صلى الله عليه وسلم من الشرف
ما ليس في ذات الشيخين و لكنهما اكثر ثوابا
واعظم نفعا للمسلمين -

رصراع مصرقه فصل اول باب ثالث

ترجمہ: خطابى نے اپنے بعض مشائخ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ
 ابو بکر بہترین امت، اور علی المرتضیٰ افضل الامت ہیں۔ لیکن بعض حضرات
 نے اس قول کو گراہوا قول قرار دیا۔ یعنی خیریت کا معنی بھی افضلیت
 ہی ہوتا ہے۔ اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بہتری بعض وجوہ سے اور علی المرتضیٰ
 کی افضلیت دوسری وجوہ سے ہے۔ تو یہ محل اختلاف نہیں۔ اور پھر
 یہ معاملہ صرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہ رہے گا۔ بلکہ
 ابو بکر صدیق اور عبیدہ بن جراح کے بارے میں مثلاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ
 صفت امت جو حضرت ابو عبیدہ میں پائی جاتی ہے۔ جس کی تفصیص سرکار
 دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے فرمائی۔ اس کی مثل ابو بکر صدیق
 کے لیے تخصیص نہیں۔ لہذا ابو عبیدہ ان سے افضل ہو گئے۔ خلاصہ یہ کہ
 کبھی یوں ہوتا ہے۔ کہ جس شخص پر کسی دوسرے کو فضیلت دی جائے
 اس میں کچھ خصوصیات ایسی ہوتی ہیں۔ جو افضل میں نہیں پائی جاتیں۔ اگر
 خطابى کا اس قول سے یہی ارادہ ہے۔ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مطلقاً افضل
 ہیں مگر علی المرتضیٰ میں بھی بعض جزوی خصوصیات ایسی موجود ہیں۔ جو ابو بکر
 میں موجود نہیں (لیکن کلی فضل ابو بکر کو حاصل ہے) تو پھر اس کا کلام صحیح ہے
 ورنہ اس میں گڑاؤٹ ہے۔ اور طبقات کبریٰ للسیکی میں بعض متاخرین
 کا جو یہ قول منقول ہے۔ کہ امام حسن و حسین باعتبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 جسم اللہ کے تصور ہونے کے افضل ہیں۔ تو یہ قول کوئی ہماری گزارشات کے
 منافی نہیں۔ کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ کبھی غیر فاضل میں بعض خصوصیات
 ایسی ہوتی ہیں۔ جو فاضل میں نہیں ہوتیں۔ علاوہ ازیں یہ تفصیل ایسی نہیں جو
 کثرتِ ثواب کا مرجع بنے۔ بلکہ اس کا مرجع زیادتیِ شرف ہے پس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں واقعی وہ شرف ہے۔
 جو یحییٰ میں نہیں۔ لیکن ثواب کی کثرت اور مسلمانوں کے لیے النفع ہونے
 کے اعتبار سے یہ دونوں (شعین) افضل ہیں۔

خلاصہ کلام:

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اسی واہمہ کا جواب دے رہے ہیں۔ جس میں محمود ہزاروی
 گرفتار ہے۔ ہمیں تسلیم کہ اولادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے اعتبار سے
 کوئی غیر ان حضرات کے مماثل و مقابل نہیں۔ لیکن یہ جزوی فضیلت ہے۔ اور اس
 کا تعلق ثواب اور مسلمانوں کی بھلائی سے نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ ایک صرف ہم
 کا مسلمان سید اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دونوں درجہ و مقام میں برابر ہوں۔
 کیونکہ دونوں اولادِ رسول ہیں۔ بلکہ اہل بیت اور ان کے پیروکار باہم فضائل و کمالات
 میں مساوی ہو جائیں۔ اور ہر سیدِ زادی اپنے آپ کو خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی مثل
 افضل بتانے اور سمجھنے لگے۔ آخر دونوں اولادِ رسول تو ہیں۔ یہ خرابی کہاں سے پیدا ہوئی
 صاف ظاہر کہ محمود ہزاروی کے نظریہ کو تسلیم کرنے کا یہ نتیجہ ہے۔ اس لیے معلوم ہوا کہ محدث
 ہزاروی اپنی حماقت کی وجہ سے یتیم فی العلم بھی ہے۔ اور اسی حماقت نے اسے حضرات
 اہل بیت کا توہین کرنے والا بھی بنا دیا۔ کیونکہ بے وقوف یہی سمجھتا ہے۔ کہ میں جو
 کچھ کہتا ہوں۔ وہی حق و سچ ہے۔ حالانکہ نفس و شیطان نے اسے دھوکہ میں رکھا۔ اور
 اس کے برے اعمال و عقائد اسے پھیلے کر کے دکھائے۔ ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

محمود ہزاروی نے محبتِ اہل بیت نام سے اہلیت کی توہین کی

السیف المسلول؛

بروایت عبید اللہ ابی رافع مسور بن مخزوم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ان کو حضرت

امام حسن ابن علی بن ابی طالب نے پیغام بھیجا۔ کہ وہ اپنی لڑکی کا حضرت امام حسن سے نکاح کر دیں۔ حضرت مسور بن مخزوم نے جواب میں عرض کیا۔ خدا کی قسم کہ کوئی نسب اور رشتہ ظالمہ دی مجھے آپ سے بڑھ کر پسند اور پیارا نہیں۔ لیکن میں معذور ہوں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ غافلہ میرے وجود کا ایک حصہ ہے۔ مجھے شاق ہے۔ جو اسے شاق ہے۔ اور مجھے خوش ہے۔ جو اسے خوش ہے۔ اور آپ کے عقد میں ایک سیدہ ہے۔ جو دختر غافلہ علیہا السلام ہے۔ اگر آپ کو میں رشتہ دوں تو ضرور یہ امر ان کو ناگوار و شاق ہوگا۔ تو یہی معذرت کہہ چکے ہیں۔ (السیف المسلول ص ۹۱ منہ محمد بن ہزار)

ملحہ فکریہ:

قارئین کرام! محمود ہزاروی اس واقعہ ذیل فیضیلت اولاد فاطمہ الزہرا بیان کر رہا ہے اور بادی النظر سے ایک عام قاری بھی یہی سمجھے گا۔ لیکن اس اندھی محبت میں جو گل کھلائے گئے۔ ان کی سرحدیں کفر سے ملتی ہیں۔ جناب مسور بن مخزوم رضی اللہ عنہ کا امام حسن رضی اللہ عنہ کو طلب رشتہ کے جواب میں بقول محمود ہزاروی یہ الفاظ کہنا کہ تمہارے گھر میں سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی دختر ہے۔ اس دختر فاطمہ زہرا سے اس کے حقیقی بھائی اور فرزند زہرا کا رشتہ کیسا ہو گیا تھا۔ جب یہ دونوں آپس میں بہن بھائی ہیں۔

تَوَحَّشْتُمْ عَلَیْكُمْ اَمَهُمْ تَكْمُرُوْا بَنَاتِكُمْ وَاَخَوَاتِكُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنْ تَحْتَ حُرْمَتِ

ان دونوں کو اس نکاح کی حرمت کا علم نہ تھا؟ اور نہ ہی سیدہ فاطمہ جنت نے یا کسی دیگر فرد نے اس رشتہ کو روکا؟ یہ بناوٹی نکاح کسی عام آدمی کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا۔ لیکن ہزارہ کے محدث اور محمود نامحود نے اس کے ذریعہ محبت اہل بیت کو آجا کر کیا۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ شغف پر فریب شخصیت کا مالک اور بارہ ستیغیت میں ظاہر ہو کر رفض و سبائیت کی تعلیم پھیلا رہا ہے۔ اس نام نہاد ستیغیت جھوٹے حنفی اور شعبہ باز پیر کے عقائد و نظریات کے پیش نظر ۱۹۵۷ء میں

جید علماء کرام نے ایک اشتہار مرتب کیا۔ جس میں ان تمام مفتیان کرام اور علماء اہل سنت نے اسے راضی قرار دیا۔ ہم آخر میں اس اشتہار کی مکمل عبارت ہدیہ قارئین و ناظرین کر رہے ہیں۔

مسلمانانِ اہل سنت والجماعت خبردار رہیں

حامد اَوْ مُصَلِّیاً مسلمانانِ اہل سنت والجماعت علاقہ حویلیاں و مضافات کو معلوم ہے کہ مولوی محمود شاہ صاحب ساکن حویلیاں جو اپنے آپ کو سنی حنفی اور پیسر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمہ کا خلیفہ ظاہر کرتے ہیں۔ نے دو رسالے ”السیف المسلول“ اور ”مقامع السینہ چھاپے۔ جن میں بہت سے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف شیعہ مذہب کے درج کر دیئے۔ اس پر مسلمانانِ علاقہ میں شدید انتشار اور بے چینی پیدا ہو گئی۔ اور مولوی محمود شاہ نے اپنے پروردگار کے لیے جا بجا جلسے اور تقریریں کر کے ہمارے قابلِ احترام خطیب قاضی چن پسر صاحب جو متدین عالم اہل سنت والجماعت اور علاقہ فقیر کے اباؤ اجداد سے قاضی چلے آ رہے ہیں۔ کے خلاف کیچڑ اچھالنا شروع کر دیا۔ اور ان کو مناظرہ کا چیلنج کر دیا۔ چنانچہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو ایک معرکہ الارایوم مناظرہ مقرر ہو گیا۔ ضلع بھکر کے جلیل القدر علماء جن میں جناب مفتی ہزارہ مولانا محمد سمیع صاحب خطیب ایبٹ آباد۔ و علامہ قاضی عبدالسبحان صاحب کھلا بٹ حضرت قاضی شمس الدین دہلوی۔ مولانا خلیل الرحمن صاحب مدرس حسن المدارس مولانا عبد الرؤف صاحب شیخ الحدیث چھوہر شریف جناب تماشی محمد اسلم صاحب ہتھم مدرسہ انوریہ ڈھینڈہ،

مولانا عزیز الرحمن صاحب خطیب جامع مسجد شیراز الہری پور صوفی عبدالقدوس صاحب
ملکھن۔ مولانا مغفور الرحمن صاحب ٹھنڈہ چرواہا حضرت قاضی محمد عبدالواحد صاحب جٹ
مولوی محمد اکبر خاں صاحب رجویہ، مولوی میرزا خان حاجیہ۔ مولوی غلام جیلانی
خطیب بیٹری بانڈی، مولوی عماد الدین صاحب چمک اور مقامی ضلع کے ذمہ دار
افسران پولیس اور علاقہ بھر کے عوام کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ علماء نے بالاتفاق اپنی
شرعی عدالت کا صدر علامہ عبدالسبحان صاحب کھلائی کو مقرر کیا جب مولوی
محمود شاہ مناظرہ کے لیے نہ آئے۔ تو صاحب صدر نے شرعی تحریری نوٹس جاری
کر دیا۔ اور علاقہ کے معززین کا ایک وفد بھیجا گیا مگر مولوی محمود شاہ نے مناظرہ کے لیے
آنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر علمائے کرام کی متفقہ تائید سے صاحب صدر نے
مولوی محمود شاہ کا مناظرہ سے شرمناک فرار ہو جانے کے بعد شرعی فیصلہ فرما
دیا۔ کہ محمود شاہ کے یرمالے مذہب اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔
اب ۲۲ نومبر ۱۹۵۶ء کو پھر محمود شاہ نے ایک پوچھ استہوار بنام مولوی
محمد اسحاق راولپنڈی چھا پکڑا انتشار پیدا کر دیا ہے جس میں متفقہ فیصلہ علمائے اہل سنت
والجماعت لکھ کر عوام کو دھوکہ دیا ہے۔ اس لیے ہم نے ضروری سمجھا کہ جمہور
علمائے اہل سنت والجماعت مغربی پاکستان کا متفقہ فتویٰ
کہ مصنف وہ السیف السلول "محمود شاہ شیعہ رافضی ہے۔ شائع کر دیا
جائے چونکہ سب علمائے کرام کے مفصل فتوے استہوار میں نہیں آ سکتے۔ جو
انشاء اللہ العزیز مع انہفوات فتنہ محمودیہ جوابات الگ کتاب کی شکل میں شائع
کریں گے۔ بالفعل خلاصہ جات پر اکتفا ہے۔ خلاصہ فتویٰ: اعلیٰ حضرت لاہور دارالافتاء
مظاہر محمدت پاکستان مفتی محمد امین صاحب جامعہ رضویہ لاہور۔ محمود شاہ ایک گمراہ
آدمی ہے۔ مذہب اہل سنت والجماعت کا دشمن ہے۔ اہل سنت کا بائس ہیں کر دھوکا

دے رہا ہے۔ اس کے مکرو فریب کے جال میں نہ پھنسیں۔ اس کی تقریریں، تحریریں ہرگز نہ سنیں۔ یہ گمراہ اپنے کو سنی ظاہر کر کے تشیع و فطش کی اشاعت کر رہا ہے۔ میں نے یہ رسالہ ”السیف المسلول“، مذہبِ اہل سنت والجماعت کی مخالفت میں لکھا ہے۔ اس نے بیانیہ ام کلثوم بنت فاطمہ الزہراءؓ کا حضرت عمرؓ سے نکاح کا انکار کر کے جمہورِ اہل سنت کی مخالفت کی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو شہزادیوں کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا۔ چودھویں صدی کا یہ محمود تریش کسادات کا کفور نہیں مانتا۔ اس نے شیعیں کی تفصیل سے بنی فاطمہؓ کو مستثنیٰ قرار دے کر مذہبِ اہل سنت کی مخالفت کی ہے۔

اس بنی فاطمہؓ سے قیامت تک سادات لیے ہیں۔ پس ظاہر ہے۔ اس کے نزدیک ابو بکرؓ و عمرؓ اس محمود سے نہیں۔ یہ شیعوں کا فضلہ خواہ ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کا دشمن ہے۔ اس کا فتنہ بڑا فتنہ ہے۔ تصدیق: منصور حسین شاہ مدرس جامعہ رضویہ۔ مولانا نواب الدین جامعہ رضویہ مولانا ابو حامد محمد صنیف جامعہ رضویہ مولانا ابوالشاہ محمد عبدالقادر جامعہ رضویہ حافظ احسان الحق قادری مدرس جامعہ رضویہ میں اہل سنت والجماعت کا اونے خوش چین ہوں۔ اور ہر اہل سنت کے مخالف بھٹتا ہوں۔ حضرت مولانا محب النبی صاحب آستانہ عالیہ غوثیہ کو لوہہ مشرلیف خلاصہ فتویٰ: حضرت مولانا محمد مہر الدین صاحب صدر المدرس نعمانیہ لاہور ”کتاب السیف المسلول“ میں اہل بیت کی عظمت کو عقائدِ تشیع و فطش کے لیے سنگِ بنیاد کی حیثیت دی گئی ہے۔ اور عقائدِ اہل سنت کی غلط ثابت کرنے کی سعی مطروک کی گئی ہے۔ اپنے کو امامِ اہل سنت و مفتی اسلام کہہ کر عوامِ اہل سنت کو گمراہ کرنے کی طرح ڈالی گئی ہے۔ اس میں مدرسہ بعض عقائدِ اہل سنت کے صریح خلاف ہیں۔ مثلاً اہل بیت کا حقیقی معنوں میں منقرض الطاعت ہوتا یہ کہ جزوِ شے کل کے حکم میں ہوتی ہے۔ اور یہ کہ اولادِ فاطمہؓ خلفائے راشدین سے مطلقاً افضل اور

اہل بیت سے کسی غلط فہمی سے عداوت رکھائی کرنے والا کا فوہ مرد وغیرہ کا تسلط
 ضعیف، اس بنا طاعت غیر صحیح اہل سنت کی طرف نسبت محض افتراء جھوٹ دھوکہ
 اور فراڈ ہے۔ عوام اہل سنت کو اس شخص سے پرہیز لازم ہے۔ مبادا کہ یہ کسی کے
 ایمان کو نقصان نہ پہنچائے **قصہ یقی** : اعلیٰ حضرت اہل الحسنت سید محمد احمد صاحب
صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان و خطیب مسجد وزیر خان لاہور
فتویٰ : مولانا اعجاز ولی خان ناظم تعلیمات مفسر قرآن دربار داتا گنج بخش مفتی دارالافتاء
 رضویہ مرکزی جمعیت العلماء پاکستان ہیں نے دو کتاب **السیف المسلول** دیکھی یہ
 کتاب انتہائی شنیع اور مضامین تبیین پر مشتمل ہے۔ اس کا مصنف نہ صرف افاضی ہے
 بلکہ فرض میں شدید غلو رکھتا ہے اسے اہل سنت سے دور کا بھی علاقہ نہیں مسلمان الیہ
 شخص سے قطعی اجتناب کریں اسے ایمان نہ بنائیں اس کے ہاتھ پر بیعت نہ ہوں
خلاصہ فتوے : حضرت مفتی محمد حسین صاحب نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور و کتاب **السیف المسلول**
 نام نہاد سنی متنی محمود شاہ ہزاروی دیکھی جس میں مصنف نے آیات مبارکہ و احادیث
 طیبہ کے مصادیق غلط تجویز کر کے اپنے مفروضہ عقائد اور باطل مسلک کی تائید کی ہے
 اور قارئین کو سراسر دھوکا اور فریب دے کر گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے غفائے
 راشدین ازواج مطہرات صحابہ کرام و پر قیامت تک کے ہر سید کو خواہ وہ فاسق
 فاجر، بدعتیہ اور گمراہ ہی کیوں نہ ہو۔ علی الاطلاق فضیلت اور درجہ دیا ہے۔ جو خصوص قطعہ
 کے خلاف ہے محمود شاہ گمراہ اور غالی ہے اہل سنت کو اس کی بیعت کرنا ضلالت اور
 گمراہی ہے اس کے پاس جینا بھی گناہ ہے۔ **تصدیق** مفتی سیف الرحمن صاحب
 مدرس مدرسہ نعیمیہ مولانا عبدالرؤف صاحب مدرس نعیمیہ مولانا عبدالغفور صاحب مدرس نعیمیہ
خلاصہ فتوے : مولانا غلام رسول صاحب مہتمم مدرسہ نظامیہ رضویہ لاہور مصنف
السیف المسلول درحقیقت، افاضی ہے جو اپنے آپ کو سنی ظاہر کر کے عوام کو گمراہ کرنے کی

ناپاک سعی میں منہمک ہے۔ اس گمراہ بے دین نے ثابت کیا ہے کہ اہل بیت شیعیین سے افضل ہیں، بلکہ اس بعض عبارتیں حکیم تمام سادات کے لیے ظاہر کرتی ہیں۔ کوئی سنی اس بے دینی کی من گھڑت تشوہیات میں مبتلا نہ ہو۔ **تصدیق:** مولانا غلام فرید صاحب مدرس مدرسہ جامعہ نظامیہ مولانا محمد علی صاحب مدرس جامعہ نظامیہ مولانا ابوسعید عبدالقیوم صاحب مدرسہ جامعہ نظامیہ۔ خلاصہ فتوے: شیر پنجاب محمد عنایت اللہ خطیب ساکن گلہل مصنف السیف المسلول در پردہ شیعہ ہے۔ اور ترقیہ سنی بنا ہوا ہے۔ اس کی کتاب سے نقل کردہ عقائد ہرگز اہل سنت کے نہیں۔ اس کی بیعت کرنا میل جول رکھنا اور اٹھنا بیٹھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے۔ یہ شخص مذہب شیعہ کو اہل بیت کا نام سامنے رکھ کر پھیلانا چاہتا ہے۔ فتوے: حضرت مولانا عبداللہ صاحب نائب مدرسہ جمعیت العلماء اسلام مغربی پاکستان خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ: یہ شخص بدترین قسم کا شیوہ ہے۔ یہ عقائد ہرگز اہل سنت والجماعت کے نہیں ہیں۔ اہل سنت کو اس کا بیعت نہ کرنا۔ امام بنانا وغیرہ سب حرام ہے۔ اور اس کا پورا بائیکاٹ کیا جاوے۔ **تصدیق:** قاضی شمس الدین صاحب فاضل دیوبند مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ مولانا ابوزہر محمد سرفراز خان خطیب جامع مسجد گکھڑ مدرس نصرۃ العلوم قاضی نور محمد صاحب خطیب جامع مسجد قلعہ دیدار سنگھ حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب مفتی خیر المدارس ملتان۔ حضرت مولانا حاجی فیض عالم صاحب منڈھ کچھ دانہہ خلاصہ فتوے: حضرت مولانا جمیل احمد تھانوی مفتی جامع اشرفیہ لاہوریہ صاحب شیعہ خیالات رکھتے ہیں اور ترقیہ کر کے اپنے کو سنی ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کو بہکاتے ہیں۔ اسی لیے تمام مسلمانوں کو ان سے علیحدگی اختیار کرنی چاہیے **تصدیق:** اعلیٰ حضرت جناب مفتی محمد بن صاحب مدرسہ جمعیت العلماء اسلام آل پاکستان حضرت مولانا محمد خلیل مہتمم مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ مولانا محمد اسماعیل مدرس گوجرانوالہ۔

مولانا عبدالرؤف صاحب صدر مدرس پھولہر شریف مفتی ہزارہ حضرت مولانا محمد تقی صاحب ایبٹ آباد قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد قاضی محمد طاہر صاحب خطیب پولیس لائن ایبٹ آباد مولوی عصمت اللہ صاحب نواں شہر مفتی رش۔ مولانا عزیز الرحمن صاحب لوئر ملکی پورہ ایبٹ آباد مولانا محمد ملال صاحب خلیفہ مسجد ناٹوی مانہرہ۔ جناب مولانا غلیل الرحمن صاحب مدرس احسن المدارس ہری پورہ مولانا عبدالرحمن صاحب عربی ٹیچر لورہ۔ اعلیٰ حضرت جناب قاضی محمد شمس الدین صاحب درویش ہری پور۔ قاضی اہل حضرت، علامہ عبدالمبین صاحب ٹورک کرٹ مفتی پونچھ مولانا امیر عالم صاحب مفتی تحصیل حویلی۔ مولانا ابو عبیدہ امر الزمان، ناظم اعلیٰ جمعیت العلماء اسلام آزاد جموں و کشمیر مفتی زین العابدین صاحب لاہور۔ وہ تفتیہ بازغالی رافضی ہے قاضی مظہر حسین صاحب بہتم مدرسہ اظہار الاسلام پیکوال۔ مولانا محمد دین صاحب مدرس مدرسہ اظہار الاسلام، اس شخص کی بیعت، امامت، نشست و برخاست حرام ہے یہ خود ضال و فضل ہے۔ اور لوگوں کو بھی اپنے پیروکاروں کی ساد کی طرح گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ قاضی شناد اللہ صاحب بریلوی موضع پنجائے ضلع جہلم حکیم سید علی صاحب دومیل ضلع جہلم مصنف "والسیف السلول" انتہائی مفیدی اور بہترین بدعتی ہے۔ بہر حال شیعہ ہے۔ ایک کرا عادیث موضوع درج کریں۔ دوسرا مطلب غلط بیان کیا۔ یہ شخص اہل سنت کا لباس پہن کر اہل سنت والجماعت کے ایمانوں پر قابو پاتا ہے۔ اور شیعہ مذہب کی اشاعت کرنا ہے۔ اس کی بیعت امامت مطلقاً حرام ہے۔ اور بائیکاٹ واجب۔ مولانا محمد عظیم صاحب مہاجر حال بھیس ضلع جہلم قاضی محمد عابد صاحب بریلوی ضلع جہلم، جو عقیدہ کتاب "السیف السلول" میں محمود شاہ نے پیش کیا ہے۔ یہ بیشک عقائد شیعہ کے ہیں۔ اور عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔ مولانا محمد اسحاق، انہری حال راولپنڈی۔ مولانا عبدالحی صاحب

بھوئی گاڑ مولانا ولی اللہ صاحب قریشی مدرس راولپنڈی: ایسے عقائد والا ہرگز سنی حنفی نہیں، احادیث غلط اور موضوع ہیں بے دین آدمی ہے۔ خدا کی پناہ۔
 مولانا مفتی ابوالسعید محمد شفیع سرگودھا خلاصہ فتوے: جناب عمر صاحب کراچی محمود شاہ نے اپنی کتاب السیف المسلول، میں جو من گھڑت اقوال لکھے ہیں وہ عقیدہ اہل سنت کے مخالف اور گمراہی ہیں مسلمانوں کو اس کی صحبت سے بچنا چاہیئے۔ وہ گمراہ ہے مفتی ہے بے دین ہے۔ خلاصہ فتوے: حضرت علامہ مولانا مفتی احمد علی خان صاحب خطیب جامع مسجد غوثیہ گجرات: یہ شخص تبرائی رافضی ہے۔ اور اس کی تحریر میں زاتر ابھرا ہوا ہے۔ یہ حدیثیں اس نے پیش کی ہیں ان میں سے اکثر ہم نے آج تک نہ دیکھی نہ سنی یہ قرآن کریم اور احادیث مشہورہ و صحیحہ کے خلاف ہیں کسی طرح قابل قبول نہیں۔ یہ شخص پکارا رافضی تبرائی شیعہ ہے۔ اس کی صحبت اس کی بیعت، وغیرہ سب حرام ہیں۔

محمود شاہ مطروہ والطریقیت ہے: اب ایک اہم بات کی طرف مسلمانان

اہل سنت کو متوجہ کیا جاتا ہے۔ وہ ایک مشہورہ تھا جو ہمیں حضرت علامہ محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی نے ایک خط کے ذریعہ دیا۔ خط کی نقل یہ ہے: ۹ ستمبر ۱۳۸۵ء
 محمد عبدالغفور ہزاروی۔ سلام سنون۔ آپ کو مشہورہ دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ اس کی تصنیف لے کر علی پور شریعت جناب صاحبزادہ اختر حسین شاہ صاحب کی خدمت میں بھیجیں۔ وہاں ہی سے فتوای حاصل کریں۔ کیونکہ یہ وہاں ہی کا خلیفہ نظام ہر کے لوگوں کو مزید کر رہا ہے۔ اور علی پور شریعت والوں پر اس کی حقیقت واضح ہے میں نے بھی سنا ہے کہ یہ شخص حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق اچھے خیالات نہیں رکھتا اور اسی ضمن میں بقیہ صحابہ کے متعلق بھی درپردہ ایسی باتیں کہتا ہے۔ جو ان کی شان کے

لائی نہیں۔ اس کی تحریر پر بعد میں گرفت کریں۔ اہل دربار علی پور شریف سے معاملہ صاف کرائیں تاکہ یہ خلافت اور پیری مریدی کی حقیقت واضح ہو جائے۔ چنانچہ دربار علی پور سے محمود شاہ صاحب کے خلیفہ ہونے کے متعلق پوچھا گیا۔ تو وہ اس سے مندرجہ ذیل جواب ملا۔

فتوے دربار علی پور شریف پیر خانہ محمود شاہ صاحب

الجواب: میں اس محمود شاہ کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اندرونی طور پر یہ کٹر افسی ہے۔ اور وہ بھی تیزائی۔ شان صحابہ کرامؓ میں گستاخیاں کرتا ہے خصوصاً سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں نہایت دریدہ دہنی اس کے بھائی عبدالقاضی نے اپنی کتاب النظار میں صحابہ کرامؓ کو زنا و زعفران سے تعبیر کیا ہے یہ محمود شاہ سیدنا حضرت امیر المؤمنینؓ عمر فاروقؓ کے نکاح حضرت صاحبزادی ام کلثومؓ بنت علیؓ و فاطمہؓ کا منکر ہے۔ اپنی کتاب دو مقام السنیہ، میں پونچ و لونچ عبارات سے اپنے موہومہ مدعا کو ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ کوئی اہل سنت والجماعت اس کے دام ترویج میں نہ آئے۔ علمائے اہل سنت والجماعت اس کی کتب کا مطالعہ کر کے اس کا رو بیخ فرمائیں۔ یہ ایک نیا فتنہ ہے۔ اس فتنہ میں گجراتی محمود شاہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ پوشیدہ پوشیدہ یہ ارتداد ہی فتنہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اور اس کا انداد علماء پر لازم ہے۔ دونوں مذکورہ نام کے محمود ہیں۔ دربار علی پور شریف سے مطرود و مرجوم کیے جا چکے ہیں۔ اور علی الاعلان تقریباً دس ہزار کے مجمع میں اس کے شیعیت و رفض کے قلعی کھل چکے ہیں۔ اہل اسلام ایسے فتنوں سے اپنے ایمان کو محفوظ رکھیں۔ اور ان سے کلی بائیکاٹ کر کے غیرت اسلامی کا پورا پورا ثبوت دیں۔ و ما علینا الا البلاغ۔ (اعلیٰ حضرت علامہ) فقیر محمد عبدالرشید غفرلہ صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ عالیہ علی پور شریف سیدان، فقیروں اس شخص کو پہلے سے ذاتی طریقہ

جانتا ہے۔ فقیر یارانِ طریقت کو خصوصاً و دیگر مسلمانوں کو عموماً تا کیہ شدید کرتا ہے۔
 کہ اس شخص (محمود شاہ) سے پرہیز کریں۔ اس نے یہاں عرس شریف پر بھی اپنے عقیدے
 پھیلانے کی کوشش کی تھی۔ دعا گو سید انور حسین مہلت حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب
 سجادہ نشین علی پور سیداں۔ یہ محمود شاہ میرے جد امجد قبیلہ عالم محدث امیر ملت علی پوری
 کے سلسلے میں داخل نہیں ہے۔ اور نہ خلیفہ ہے بلکہ یہ شیعہ ہے۔ اس لیے کوئی مسلمان
 اس کی طرف رجوع نہ کرے۔ یہ مفری اور جھوٹا ہے۔ اس لیے پرہیز اس سے لازم
 اور ضروری ہے۔

حضرت اقدس صاحبزادہ) سید اختر حسین شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) جماعتی علی پوری
 عفی عنہ بقلم خود

المثلث ————— تھران

ملک فیح الدین خان صدر منتظم کمیٹی و غلام نبی جنرل سیکرٹری منتظم کمیٹی جامع مسجد حویلیاں
 سلطان محمد خان چیف آف جدون ننگر، جدون برادر بازار حویلیاں، محمد اکبر خان۔
 جدون رجوعیہ، حیدر زمان خان آف ننگرہ، حافظ فضل الرحمان خان صاحب خطیب
 جامع دوڑ حویلیاں، خان نعمت خان صاحب ٹھیکدار حویلیاں اسٹیشن مولوی فضل الرحمن صاحب
 جھنگرہ، خان قلندر خان سلطان پور، خان عطا محمد خان چنگرہ، خان بہرام خان اسٹیشن
 حویلیاں، منشی میرداد خان تاجرا اسٹیشن حویلیاں، خان شاہداد منبردار حویلیاں خان میر زمان خان
 اسٹیشن حویلیاں، حاجی میر احمد صاحب تاجرا اسٹیشن حویلیاں، خان منصف خان کرمانہ جھنگرہ
 اسٹیشن حویلیاں، ملک زوداد خان منبردار سکہ ننگرہ، خان سعد اللہ خان رجوعیہ ایم عبدالحی
 صاحب سابق ایم ایل اے، صفدر خان ننگرہ، خان شیر احمد خان چیف بانڈی عملائی
 خان، حاجی عطا محمد خان صاحب حویلیاں اسٹیشن مولوی جہاندار خان صاحب نائب
 خطیب حویلیاں اسٹیشن۔

امام جعفر صادقؑ کے کونڈوں کے فریب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کی خوشی

دشمنانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آج تک جتنے الزامات اور بہتانات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر کیے جو ہماری نظر سے گزرے تو ہم نے ان سب کو دلائل کی روشنی میں ثابت کر دیا۔ کہ وہ سب محض فریب کے پلندے ہیں۔ تو آخر میں میں خیال آیا کہ امام جعفر رضی اللہ عنہ کے کونڈوں میں جو شیعہ لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کی خوشی مناتے ہیں۔ اور لعن طعن کرتے ہیں اسی فریب کو بھی واضح کر دینا بہت ضروری ہے۔

(۱) معاندینِ اسلام اور دشمنانِ صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معتمد خاص اور کاتبِ وحی کے یوم وصال پر کونڈوں کے نام پر ایک رسم جاری کر رکھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ۲۱ رجب کو بوقتِ شام میدہ ٹھہرا اور کھجور دودھ ملا کر ٹکیاں پکائی جاتی ہیں اور اس پر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قاترہ ہوتا ہے۔ اور ۲۲ رجب کی صبح کو عزیز و اقارب کو بلا کر کھلائی جاتی ہیں یہ ٹکیاں باہر نکلنے نہیں پاتیں۔

مناظرِ اسلام مولانا عبد الشکور لکھنوی نے اپنے رسالہ ”الترجم لکھنو“ اشاعتِ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ میں لکھا۔

”وایک بدعت ابھی تھوڑے دنوں سے ہمارے اطراف میں شروع ہوئی ہے اور تین چار سال سے اس کا رواج یونانیوں بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ بدعت کونڈوں کے نام سے مشہور ہے اس کے متعلق ایک فتویٰ بھی بصورتِ اشتہار تین سال

لکھنؤ میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اسی دور کے ایک شیعہ عالم محمد باقر شمسی کا قول ہے کہ در لکھنؤ کے شیعوں میں ۲۲ رجب کے کوئٹوں کا رواج بیس پچیس سال پہلے شروع ہوا تھا۔
(در سالانہ لکھنؤ)

مندرجہ بالا اقتباسات سے عیاں ہے کہ نصف صدی پیشتر کوئٹوں کی رسم لکھنؤ سے شروع ہوئی۔ اس کا نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے ثبوت ملتا ہے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام سے منقول ہے۔ ۲۲ رجب جو وفاتِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دن ہے اس دن تقیہ کی آڑ میں شیعہ غرضی مناتے ہیں بھٹکوں کی طرح یہ رسم بڑھ رہی ہے۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۹ فروری ۱۹۹۰ء)

اب ہم امام جعفر کے کوئٹوں کا پہلے اصل افسانہ جو مولوی محمود الحسن بدایونی نے کوئٹوں کی کتاب میں لکھا ہے اس کو نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کا جواب دیں گے۔ اصل افسانہ ملاحظہ فرمائیں۔

لکھنؤ ہارے کا افسانہ

یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے۔ مدینہ منورہ میں ایک لکڑہار رہتا تھا۔ جو بری طرح دو کھانا تک و عیال بسیار کے چکر میں پڑا ہوا تھا۔ یعنی اس کی اولاد بہت تھی اور کھانے کو تھوڑا جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لانا اور بازار میں لے جا کر بیچنا، بس یہی اس کا ایک ذریعہ معاش تھا۔ اس ذریعہ سے روز کے روز جو پیسے اس کو ملتے تھیں ترشی سے وہ اپنی پیسوں میں اپنی گزر بسر کرتا تھا۔ اور اگر کسی دن لکڑیاں نہ ملتی، یا نہ بکتیں تو اس دن سارے گھر کو فاتے میں رات بسر کرنا پڑتی تھی۔

اس طرح عسرت اور تنگدستی کی زندگی بسر کرتے جب ایک زمانہ گزر گیا تو مدینہ منورہ کی بود و باش سے مکہ ہارے کی طبیعت اچاٹ ہو گئی۔ وہ دس چھوڑ کر پردیس کو چلا گیا کہ شاید پردیس ہی میں پہنچ کر قسمت کی برگشتگی اور زمانے کی گردش سے نجات مل جائے۔ لیکن عسرت اور تنگدستی نے وہاں بھی اس کا بچپانہ چھوڑا۔ وہی جنگل سے مکھیاں کاٹ کاٹ کر لانا اور پیٹ پانا۔ جو دس میں رہ کر اپنی زندگی کے بارہ سال گزار دیئے۔ پردیس میں رہ کر اسے گھر یاد آتا تھا، بچے یاد آتے تھے اور بیوی یاد آتی تھی۔ لیکن نہ کبھی پاس پیسہ ہوا کہ کچھ بچوں کو بھیجتا، اور نہ شرم اور ندامت نے اسے اس کی ہمت دی کہ گھر واپس آتا۔

ادھر جب گھر سے مکہ ہارے کے لاپتہ ہو جانے پر گھر والوں کا کوئی سہارا نہ رہا تو مکہ ہارے کی بیوی نے وزیر کے محل میں حاضری دے کر وزیر کی بیگم کے سامنے اپنا دکھ درد بیان کیا اور وزیر کی بیگم نے ترس کھا کر لکڑ ہارن کو اپنی خادمہ بنا لیا۔ اور گھر میں بھاڑودینے کی خدمت اس کو سونپ دی اور اسی طرح اس کی اور اس کے بچوں کی گذر بسر کی ایک اچھی صورت نکل آئی

- پھر مکہ ہارے کی بیوی بچوں کو وزیر کے محل میں جب فراغت سے کھانے پینے کو لاتوان کی رگوں میں کچھ خون دوڑنے لگا اور بھوک سے مرجھائے چہروں پر کچھ رونق سی آنے لگی۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ مکہ ہارے کی بیوی وزیر کے محل کی ڈیوڑھی میں بھاڑو دے رہی تھی۔ اتنے میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا مع ساتھیوں کے اس طرف سے گزر ہوا۔ اور جب حضرت وزیر کی ڈیوڑھی کے پاس پہنچے تو ایک دم ڈیوڑھی کے سامنے کھڑے ہو گئے اور اپنے عقیدت مندوں سے پوچھنے لگے کہ یہ کون سا مہینہ ہے، اور چاند کی آج کون سی تاریخ ہے؟

عقیدت مندوں نے بصداوبِ عرض کیا کہ یہ رجب کا مہینہ ہے۔ اور چاند کی بائیسویں تاریخ ہے۔

پھر پوچھا۔ ”معلوم ہے تم کو کہ رجب کی بائیسویں تاریخ کی کیا فضیلت ہے؟“
عرض کیا۔ حضور ہی بہتر جانتے ہیں۔
ارشاد ہوا۔

سنو! اس تاریخ کی بڑی فضیلت ہے۔ اگر کوئی برگشتہ قسمت گردشِ روزگار سے کسی مصیبت یا پریشانی میں مبتلا ہو یا رزق کی تنگی نے اسے دبایا ہو۔ یا اس کی کوئی اور حاجت پوری نہ ہو رہی ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ رجب کی ۲۲ تاریخ کو نہادھو کہ عقیدت کے ساتھ میرے نام کے کوڑے بھرے یعنی بازار سے نئے کورے کوڑے خرید کر لائے اور انہیں گھی میں تلی ہوئی میٹھی خستہ پوریوں سے بھرے۔ پھر صاف چادر بچا کر کوڑوں کو اس چادر پر رکھے اور پورے اعتقاد کے ساتھ میرا فاتحہ کرائے اور میرا ہی وسیلہ پکڑ کر خدا سے دعا کرے تو اس کی ہر مشکل رفع اور ہر حاجت دم کے دم میں پوری ہو جائے گی اور اگر اس طرح کے عمل کے بعد بھی کسی کی مراد پوری نہ ہو تو وہ قیامت کے دن میرا دامن پکڑ سکتا ہے اور مجھ سے اس کی باز پرس کر سکتا ہے۔“

حضرت نے یہ سب کچھ ارشاد فرمایا اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ وزیر کی ڈیوڑھی سے آگے بڑھ گئے۔

لکڑہارے کی خستہ حال بیوی جو وزیر کے محل کی ڈیوڑھی میں جھاڑو دے رہی تھی۔ اس کو جب امامِ معصوم صادق رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ مبارک سے گردشِ روزگار سے نجات حاصل کرنے کا یہ کلمہ معلوم ہوا تو اس کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی وہ سب کام کاج چھوڑ کر فوراً کوڑوں کے اہتمام میں مصروف ہو گئی اور نہادھو کر

بڑی عقیدت کے ساتھ بتائے ہوئے طریقہ پر اس نے خستہ پوریوں کے کوٹڑے بھرے اور انہیں صاف چادر پر رکھ کر بڑی صدق دلی کے ساتھ حضرت ام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا فاتحہ کرایا اور دعا کی کہ وہ اسے خدا! حضرت ام جعفر کے صدقے میں میرے دکھ درد کر دے۔ میرا شوہر خیریت سے گھر آجائے۔ اور جب لائے تو اپنے ساتھ کچھ مال و دولت بھی لے کر آئے۔

اب ادھر کی سنو! لکڑہارا بارہ برس سے پردیس میں بڑی عسرت اور تنگ حالی کی زندگی گزار رہا تھا۔ لیکن حضرت ام کی کرامت دیکھنے کے جیسے ہی مدینہ میں لکڑہارے کے دن پھرے۔ وہ ایک دن جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہا تھا اچانک کھلاڑی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا گری۔ کھلاڑی گرنے سے زمین پر جو دمکا ہوا اس سے لکڑہارے نے اندازہ لگایا کہ یہاں کی زمین شاید اندر سے کچھ خالی ہے اس نے زمین کھودنا شروع کی۔ ابھی زمین کھودتے زیادہ وقت نہ لگا تھا کہ ایک بڑا ٹٹا ہی دھینے زمین سے برآمد ہوا۔ درو جو اہر، سونا چاندی، مال زیور اور بے شمار روپیہ پیسہ بغرض اس دھینے سے ایک بڑا خزانہ لکڑہارے کے ہاتھ لگا۔ جس نے دم کے دم میں لکڑہارے کے دن پھیر دیئے۔ اور اس کی خستہ حال زندگی میں ایک تعمیری انقلاب پیدا کر دیا۔

لکڑہارے نے اس بے پایاں دھینے پر قبضہ کر کے آہستہ آہستہ اپنی زندگی میں امیرانہ سدھار پیدا کیا۔ اب نوکر چاکر، باندی غلام، اونٹ فخر اور بہت سے گھوڑے اور امارت کا دوسرا وافر سامان اس کے پاس موجود تھا۔ یہ سارا ساز و سامان اور دھینے سے منکلی ہوئی ساری دولت لے کر بڑے امیرانہ ٹٹا ٹھوادر بڑی ریسمانہ شان و شوکت کے ساتھ مدینہ منورہ اپنے مکان پر پہنچا۔ گھر پہنچ کر لکڑہارے نے وزیر کے محل کے پاس ہی اپنا ایک عالی شان مکان تعمیر کرایا

اور بڑے ٹھاٹھ سے امیرانہ زندگی بسر کرنا شروع کر دی۔

لیکن وزیر کی بیگم کو لکڑ ہارے کے اس عظیم تعمیری انقلاب کی مطلق خبر نہ ہوئی اور نہ اسے اس بات کا پتہ چلا کہ اس کے محل کے پاس ہی لکڑ ہارے نے بھی اپنا شاندار مکان تعمیر کرایا ہے۔

ایک دن اتفاق سے وزیر کی بیگم جب اپنے محل کے بالا خانہ پر چڑھی تو اسے یہ دیکھ کر بڑا الجھنچھا ہوا کہ اس کے محل کے پاس ہی جو ایک وسیع اور کشادہ زمین پڑی ہوئی تھی اس پر ایک نو تعمیر مکان کھڑا آسمان سے باتیں کر رہا ہے۔ اس نے غلاماؤں سے پوچھا یہ کس کا مکان ہے؟ سب غلاماؤں نے ایک زبان ہو کر عرض کیا حضور یہ اسی لکڑ ہارے کا مکان ہے جس کی بیوی کبھی آپ کے یہاں جا رہی تھی۔ لکڑ ہارے کی شان کہ آج اس کے بڑے ٹھاٹھ ہیں۔

بیگم نے اپنی ایک خواص سے کہا۔ تو لکڑ ہارے کی بیوی کو فوراً دیر کے لیے میرے پاس بلا لاؤ۔ تاکہ خستہ حال لکڑ ہارے کے اس حیرت انگیز تعمیری انقلاب کی کچھ حقیقت معلوم ہو۔ خواص گئی اور دم کے دم میں لکڑ ہارے کی بیوی کو بلا لائی۔ وزیر کی بیگم نے اس سے پوچھا۔ تم تو تنگ دستی اور ناداری کا شکار تھیں۔ پھر تمہیں شاندار متول کس طرح حاصل ہو گیا؟

اس پر لکڑ ہارے کی بیوی نے حضرت امام کے ارشاد کے مطابق کوٹڑوں کے بھرنے اور ان کی برکت سے ایک بڑا دھنہ ہاتھ لگنے کی پوری داستان بیگم کے سامنے پیش کر دی۔

وزیر کی بیگم نے یہ سب کچھ سنا تو وہ مسکرائی اور کہا کہ تیری باتیں دل کو نہیں لگتیں۔ بھلا کوٹڑوں کا بھرننا بھی کوئی کارنامہ سا کارنامہ ہے جو آدمی کو ایک دم زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دے۔ مجھے تیری بات پر بالکل یقین نہیں

اسنا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تیرے شوہر نے رہزنی کر کے یا کہیں ڈاکہ ڈال کر یہ وافر دولت حاصل کی ہے۔

وزیر کی بیگم جب کونڈوں کی فضیلت پر ایمان نہ لائی تو فوراً ہی اس پر اور اس کے شوہر پر ایک غلیبی عتاب نازل ہوا۔ اس کا شوہر بادشاہ کا بڑا وزیر تھا اور بہت ہی منہ چڑھا وزیر تھا۔ چھوٹا وزیر دل ہی دل میں اس سے جلا کرتا تھا اور دن رات شاہی دربار میں اس کو نیچا دکھانے کی ٹکڑیوں لگا رہتا تھا۔ موقع ہاتھ آیا تو اس نے موثر طریقہ پر بادشاہ کے کان بھرے اور رازداری کے ساتھ بادشاہ کے گوش گزار کیا کہ بڑا وزیر آپ کی حکومت کا بہت بڑا خائن ہے اس نے خیانت کے ذریعہ سرکار کی بہت بڑی دولت اپنے قبضے میں کر رکھی ہے یقین نہ آئے تو اس کے حساب کی جانچ کر اکر دیکھ لیا جائے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ بڑے وزیر کے حساب کی فوراً جانچ کرائی جائے اور جب شاہی حکم سے وزیر کے حساب کی جانچ کرائی گئی تو شاہی خزانے کا لاکھوں کا فتن بڑے وزیر کی طرف نکلا۔ بادشاہ کو جلال آگیا۔ اس نے فوراً ہی بڑے وزیر کو وزارت کے عہدے سے معزول کیا۔ اور اس کی ساری جائیداد اور اس کا تمام مال و متاع ضبط کر کے اسے شہر بدر کر دیا۔

جو وزیر کل تک حکومت کے ہر سیاہ و سفید کا مالک تھا آج جب اس پر شاہی عتاب نازل ہوا تو سب کچھ چھوڑ کر اسے اپنی بیگم کے ساتھ پاپیادہ خالی ہاتھ اس حال میں شاہی حدود سے شہر بدر ہو جانا پڑا کہ زور راہ کے لیے ایک پیسہ بھی اس کی گرہ میں نہ تھا۔ صرف دو درہم کسی طرح بیگم کی جیب میں پڑے رہ گئے تھے راستے میں کسی جگہ خربوزے بکتے دیکھے تو بیگم نے ایک درہم دے کر ایک خربوزہ خریدا اور اسے ایک دستی میں باندھ لیا۔ کہ دم اشتہا بھوک کی شدت کچھ نہ کچھ نجات

حاصل کی جاسکے۔

جس دن وزیر کو شاہی حکم سے شہر بدر کیا گیا تھا۔ اسی دن بادشاہ کا شاہزادہ صبح سویرے شکار کر گیا تھا۔ لیکن جب شام تک شاہزادہ شکار سے لوٹ کر واپس نہ آیا تو بادشاہ کو شاہزادے کی طرف سے بڑی تشویش ہوئی۔

چھوٹے وزیر نے شاہی آداب بجا لاتے ہوئے عرض کیا۔ ”جہاں پناہ! شاہزادے صاحب جس راہ شکار کو گئے تھے اسی راہ معزول وزیر کو بھی جاتے دیکھا گیا ہے۔ نصیب دشمنان کہیں ایسا نہ ہو کہ راہ میں وزیر صاحب انتقام شاہزادے صاحب کو کوئی گزند پہنچا دیں۔ یہ سن کر بادشاہ نے بہت سے سواروں کو چاروں طرف دوڑایا کہ وزیر جہاں بھی ملے اسے گرفتار کر کے لے آئیں۔ سوار گئے اور دم کے دم میں وزیر کو راستے سے گرفتار کر کے لے آئے۔ اور پابز نجیب بادشاہ کے حضور پیش کر دیا وزیر کے ہاتھ میں رومال بندھا ہوا خر بوزہ تھا۔ بادشاہ نے پوچھا، یہ ہاتھ میں کیا ہے؟ معزول وزیر نے عرض کیا۔ حضور یہ خر بوزہ ہے۔ لیکن جب رومال کھول کر دیکھا گیا تو خر بوزہ کی جگہ خون میں لتھڑا ہوا شاہزادے کا سر تھا جسے دیکھ کر شاہی غم و غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ حکم ہوا دونوں کو جیل بھیج دیا جائے اور صبح سویرے ان کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔

معتوب وزیر اور اس کی بیگم، دونوں کے دونوں بھتہ ذلت و غماری جب جیل پہنچے تو ان کا برا حال تھا۔ انتہاء درجہ کی پریشانی کی حالت میں ستراسر پاس کا عالم ان پر طاری تھا۔ اسی حال میں شکستہ فاطمہ وزیر نے غمزدہ بیگم سے کہا۔ معلوم نہیں اللہ کی جناب میں ہم سے وہ کون سی خطا سرزد ہوئی کہ جس کا غمیا زہ اس بے پناہ مصیبت کی صورت میں ہمیں بھگتنا پڑا ہے کہ اچانک ہاتھ سے وزارت گئی۔ پھر ذلت کے ساتھ ہمیں شہر بدر کیا گیا۔ پھر پھر جیل میں ڈال دیا گیا۔ اور اب صبح ہوتے

ہوتے ہیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔

رواں میں بندھے غروبزے کا حیرت انگیز طور پر شہزادے کا سر بن جانا بھی اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ضرور ہم سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہوا ہے۔ ورنہ کہاں غروبزہ اور کہاں شہزادے کا سر۔ اب ہمیں اور تمہیں دونوں کو اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے اور اپنی جس غلطی کا پتہ پلے اس سے فوراً توبہ کرنی چاہیے اور اللہ سے معافی کی دعا مانگنی چاہیے۔

بیگم نے کہا۔ جہاں تک یاد پڑتا ہے مجھ سے کوئی ایسا گناہ سرزد نہیں ہوا ہے کہ جس کا یہ عبرت ناک انجام سامنے آتا۔ لیکن ہاں کئی دن ہوئے میں نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے کونڈوں کے عقیدے پر ایمان لانے سے ضرور انکار کر دیا تھا۔ پھر بیگم نے ٹکڑا ہارے کی بیوی کے کونڈے بھرنے اور کونڈوں کی کرامت سے دم کے دم میں اس کے مال دار ہوجانے کی پوری داستان وزیر کو سنائی۔

وزیر نے بیگم کی زبان سے جب ٹکڑا ہارے کا یہ پورا قصہ سنا تو کہا بیگم تم نے حضرت امام کے قول کی تصدیق نہیں کی۔ اور حضرت کے بتائے ہوئے طریقہ پر کونڈے بھرنے کے عقیدے پر تم ایمان نہیں لائی۔ حقیقت میں یہی حضرت امام کی شان میں تمہاری بہت بڑی گستاخی تھی۔ اب میں یقین سے کہتا ہوں کہ اسی گستاخی کا شاہی عتاب کی صورت میں یہ سارا وبال ہم پر پڑا ہے۔ بیگم نے بھی اس بات پر یقین کیا۔ اور سچے دل سے عہد کیا کہ اگر اس بے پناہ مصیبت سے نجات ملی تو شاندار اہتمام کے ساتھ حضرت امام کے کونڈے ضرور بھروں گی۔ پھر دونوں کے دونوں حضرت امام کا وسیلہ پکڑ کر رات بھر خدا سے دعا کرتے رہے۔

اب ادھر جیسے ہی بیگم نے بصد عقیدت کوٹڑے بھرنے کا عہد کیا ادھر ویسے ہی حالات نے اپنا رنگ بدلا۔ یعنی صبح ہوئی تو بادشاہ کا گم شدہ شہنشاہ صبح سلامت گھر واپس آگیا۔ شہنشاہ دے کو دیکھ کر بادشاہ کو بہت بڑی خوشی ہوئی اور حیرت بھی۔ اس نے فوراً امیران حیل کو اپنے پاس طلب کیا۔ پھر رومال کھول کر دیکھا گیا تو اس میں سے شہنشاہ دے کے سر کی جگہ وہی خربوزہ برآمد ہوا حیران مصیبت کے ماروں نے راہ چلتے خرید لیا تھا۔ بادشاہ نے متعجب وزیر سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟

وزیر نے کوٹڑوں کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی سے لے کر لکڑہارے کی پوری داستان تک ساری سرگزشت بادشاہ کے روبرو پیش کر دی۔ اور کہا۔ جہاں پناہ! حقیقت یہ ہے کہ میری بیوی نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو جھٹلایا تھا اور کوٹڑے بھرنے کے عقیدے سے اظہار بنیاری کیا تھا۔ اسی پاداش میں ہم دونوں کو ذلت و رسوائی کا یہ روز بد دیکھنا پڑا۔ ورنہ کہاں آپ کا یہ دیرینہ نمک خوار خادم اور کہاں خزانہ عامرہ سے لاکھوں کی خیانت اور غبن کا ارتکاب اور کہاں خربوزہ اور کہاں شہنشاہ و الاتبار کے دشمنوں کا سر۔

بادشاہ وزیر کی زبان سے یہ حالات سن کر بہت متاثر ہوا۔ اس نے اسی وقت وزارت اعلیٰ کا منصب مالی نئے سرے سے پھر بڑے وزیر کو سونپ دیا۔ اور تلافی مافات کے طور پر ایک خلعت فاخرہ سے بھی اُسے نوازا۔ اور چھوٹا وزیر اسی وقت راندہ دربار ہوا۔ جس نے شرارت سے بڑے وزیر کے خلاف بے بنیاد لگائی۔ بجھائی سے کام لیا تھا۔ اور لاکھوں کا غبن بڑے وزیر کے ذمہ نہ نکالا تھا۔ اس کی جاری جائیداد ضبط کر لی گئی اور ہمیشہ

کے لیے اس کوفت کے ساتھ شہر بدر کر دیا گیا۔

پھر شاہی محل سے لے کر کاشانہ وزیر تک بڑی دھودھام اور بڑے ہی شائبہ اہتمام کے ساتھ کونڈے بھرنے کی رسم ادا کی گئی۔ اور پھر وزیر کی بیگم تو زندگی بھر بڑی عقیدت کے ساتھ ہر سال حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے کونڈے بھرتی ہی رہی۔

تَنْصَرُہ

دو عدد تاریخی عبارات مذکورہ سے چند چیزیں

محفوظ رکھیں

۱۔ یہ افسانہ اور من گھڑت قصہ آج سے تقریباً پون صدی پہلے کا ہے۔

۲۔ واقعہ میں جس لکڑہارے کو مرکز کی کردار بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ وہ مدینہ منورہ کا رہنے والا بتایا جاتا ہے۔

۳۔ اس افسانے میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت بیان کی گئی ہے کہ جس پر عمل کرنے والے غنی بن جاتے ہیں۔

۴۔ لکڑہارے کو کونڈے بھرنے کا حکم پھر تعمیل حکم پر اس کی غربت کا خاتمہ اور بادشاہ کے انکار پر اس کی تباہی۔

۵۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ولادت ۷ اربیع الاول ۸۳ھ بروز جمعہ مدینہ منورہ میں ہوئی اور ۱۵ اشوال ۱۲۸ھ کو مدینہ منورہ میں ہی وصال ہوا۔

۶۔ طویل دور میں کونڈے بھرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔

۷۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ہی وصال فرمایا۔ یہیں پیدا بھی ہوئے تھے۔ گویا آپ کی ساری زندگی مدینہ منورہ میں ہی بسر ہوئی۔

قارئین کرام! جب ہم کونڈے بھرنے والی افسانوی بات کے تانے بانے کو دیکھتے ہیں۔ تو اس کے گھڑنے والوں کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

لکڑہارے کے ساتھ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی کرامت کا ظہور مدینہ منورہ میں ہوا۔ اور روزِ بیکری نے تسلیم نہ کیا۔ تو سخت مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا۔

یہاں تک کہ وزارت سے وزیر کو معزول کر دیا اور پھر ان کا کچھ وقت انتہائی ذلت سے گزرا۔ اور جب انہوں نے سچے دل سے توبہ کی۔ اور کونڈے بھرے تو بادشاہ نے وزیر کو بحال کر دیا۔

اور اس کا مرتبہ و مقام بھی بڑھا دیا لہذا اس سے معلوم ہوا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ منورہ پر کسی بادشاہ کی حکومت تھی۔ حالانکہ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ اقدس سے آج تک وہاں کسی کی بادشاہت نہیں ہوئی۔ ہاں سعودی خاندان میں ملوکیت تھی۔ وہ بھی آج کل بزعم غمخیزانِ نادامِ الحرمین بنے ہوئے ہیں۔ ان سے قبل خلافت تھی۔ تو جب بادشاہت بھی ہی نہیں۔ تو پھر کھڑے ہمارے کو بادشاہت مل جانا اور وقت کے بادشاہ کی بادشاہت ختم ہونا کیا فرضی قصہ نہیں بنتا؟ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ واقعی صاحبِ کرامت تھے لیکن ان کی کرامت کا تعلق من گھڑت قصہ سے جوڑنا کہاں کا انصاف ہے؟ پھر اس پر عزیزِ حیرت یہ کہ اتنا اہم قصہ آج سے صرف پون صدی قبل وجود نہیں رکھتا۔ اس اس طویل عرصہ میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب واقع کن ذرائع اور وسائل سے ہم تک پہنچا۔ ان کا کسی کتاب میں کوئی تذکرہ نہیں۔ واقعہ مذکورہ کی ان کڑیوں کو ملائیں۔ تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کسی شاعر نے اسے گھڑا ہے۔ اور چالاک سے اس کو امام موسوف کی کرامت کے ساتھ منھنی کر کے قبولیت دلوائی۔ اس سلسلہ میں قارئینِ کرام کی دلچسپی اور حقیقت شناسی کی خاطر اپنے ساتھ بیٹا ایک واقعہ لکھتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ ہمارے دارالعلوم میں ایک دفعہ ایک اصفیٰ چہرہ مجھے ملنے آیا۔ میں نے اُن کا تعارف پوچھا۔ تو بتایا کہ مجھے دو غلام حسین یعنی ”کہتے ہیں۔ یہ صاحبِ مذہب شیعہ کے بہت بڑے لکھاری ہیں۔ اور ان سطور کے لکھتے وقت بقیدِ حیات ہیں۔ میں نے تعارف ہو جانے کے بعد پوچھا۔ اگر آپ بڑا نہ منائیں۔

تو یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ برصغیر میں امام جعفر کے کونڈے بھرنے اور پھر انہیں اندر کمرے میں ہی بیٹھ کر کھانے کی پابندی کی کیا حقیقت ہے؟ بخفی مذکور نے کہا کہ یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے؟ میں نے کہا ایصالِ ثواب درست ہے۔ لیکن ان کونڈوں کی نسبت امام جعفر کی طرف کرنے میں کیا حکمت ہے؟ حالانکہ بارہ ائمہ میں سے امام زین العابدین، امام حسین و حسن اور علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم کو بھی ایصالِ ثواب کرنا درست ہے۔ لیکن ان کونڈوں کی نسبت ان حضرات کی طرف کرنے کی بجائے بالخصوص امام جعفر صادق کی طرف کی جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ہم اہل سنت دیکھتے کہ ایصالِ ثواب کے لیے جس بزرگ کی طرف نسبت کر کے کچھ کھانا پلانا کرتے ہیں۔ اس دن یا تو ان کا وصال شریف ہوتا ہے۔ یا ان کی پیدائش، لیکن رجب کی بائیس تاریخ کا امام جعفر صادق کے ساتھ ان دونوں تعلقات میں سے کسی ایک کا بھی تعلق نہیں اس کے باوجود بائیس رجب کو کونڈے بھرے جانے کی نسبت ان کی طرف کیوں کی جاتی ہے؟ میری ان باتوں کا خدا شاہد ہے کہ غلام حسین بخفی کو کوئی جواب نہ آیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ ایک رسم ہے جسے تعویذ گنڈے کرنے والوں نے چلایا ہے۔ میں نے اس پر تنقید کے انداز میں کہا۔ تو یہ معلوم ہوا کہ تم شیعوں کا سارا مذہب ہی تعویذ گنڈا والوں کی ایجاد ہے۔ اس پر وہ بالکل چپ سا دھ گیا۔ اب میں نے اس کے دوسرے رخ کو سامنے لاتے ہوئے کہا کہ دیکھو بائیس رجب المرجب دراصل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا دن ہے اور یہ بات شک و شبہ سے بالکل ہے۔ کہ اہل تشیع کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انکھ نہیں بھاتے۔ بلکہ انہیں دشمن تصور کرتے ہیں۔ تو دراصل بائیس رجب کے دن امیر معاویہ کے وصال کی شیعہ لوگ کونڈے بھر کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ گویا یہ دن اہل تشیع

کے لیے یوم عید ہے۔ نام لیتے ہو امام جعفر صادق کا اور نیت تہاری یہ کہ کونڈے خوشی ہے معاویہ کے مرنے کی، اسی بات کا شاہد ایک مضمون میری نظر سے گزرا ہے۔ جس میں لکھنؤ کے اہل تشیع کا واقعہ بیان کیا گیا تھا۔ وہ یہ کہ لکھنؤی شیعوں نے جب ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے یوم وصال (بائیس رجب) کو خوشی کے طور پر منانے کا پروگرام بنایا۔ پھر اس دن انہوں نے جی بھر کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا۔ جس سے اہل سنت کو غیظ و غضب آیا۔ اور دونوں میں لڑائی تک نوبت پہنچی۔ اور اس میں شیعوں کو سخت جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ اس کے بعد انہوں نے پروگرام یہ بنایا۔ کہ اسی خفیہ طریقہ سے شروع کیا جائے اور امیر معاویہ کے نام کی بجائے امام جعفر کے کونڈے کے نام سے اسے شہرت دی جائے تاکہ سنیوں سے محاذ آرائی بھی ختم ہو جائے۔ اور اس نسبت کی وجہ سے وہ بھی اس میں شریک ہو جائیں گے۔ کیونکہ امام جعفر صادق کے ساتھ اہل سنت کو بھی عقیدت و محبت ہے لہذا انہوں نے اس کو رواج دینے کی خاطر من گھڑت واقعات کا سہارا لیا۔ اور کہا۔ کہ ان کونڈوں میں سے اگر کوئی کھانا چاہے۔ تو امام جعفر صادق کی وصیت کے مطابق اسے اندر بیٹھ کر ہی کھائے۔ باہر نکالنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس چال میں ہم اہل سنت کے بہت سے لوگ آگئے۔ اور بعض دفعہ لکڑہارے کے مذکورہ واقعہ کے پیش نظر غریب سنی کہیں سے قرض اٹھا کر کونڈے بھرنے لگے۔ اور انکار کی صورت میں بربادی کا خوف آنے لگا شیعوں کی دیکھا دیکھی سنیوں نے بھی بائیس رجب کو امام جعفر کے کونڈے بھرنے شروع کر دیئے۔ اور وہی قیود و شرائط لگائیں۔ جو انہوں نے گھڑ رکھی تھیں۔ اس چال میں آنے والے اہل سنت افراد اس کی تہ تک نہ پہنچ سکے۔ اور وہ اسے ایصال ثواب کا ایک طریقہ سمجھ کر اپنا بیٹھے۔ لیکن حیرت ایسے علماء پر ہے۔ جو حقیقت حال سے باخبر ہوتے ہوئے

پھر یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ اس حدیث اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ایصالِ ثواب کی مخالفت دیوبندی یا غیر مقلد کرتے ہیں۔ ہم اہل سنت ایصالِ ثواب کے قائل ہیں۔ لہذا کونڈے بھرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ گویا یہ علماء و غلامِ حسین نجفی،، والے ہی الفاظ کہتے ہیں۔ ان علماء کو یہ دیکھنا چاہیے۔ کہ شیعوں نے یہ طریقہ ایصالِ ثواب کے لیے نہیں بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خوشی منانے کے لیے گھڑا ہے۔ ایک صحابی رسول کی توہین اور ان سے براہت کی خاطر اس کو وضع کیا گیا۔ ان کا مقصد وحید مروت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف دل کی بھڑاس نکالنا ہے۔ لہذا یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے اعلیٰ حضرت نے احکامِ شریعت میں لکھا ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کسی قسم کی براہی کرنے والا جہنمی کتا ہے تو پھر اس قبیح عمل کو یہ کہہ کر خود کرنا اور دوسروں کو کرنے کی اجازت دینا کہ یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ کہاں تک اس کی اجازت ہے؟ قرآن کریم کی نص قطعی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ”راعنا“ کہتے سے منع فرمادیا۔ کیونکہ کچھ مبطلین اس کے عین کی کسرہ کو کھینچ کر اس لفظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام اس سے کسی قسم کا غلط تصور کر نہیں بولتے تھے۔ اس کے باوجود صحابہ کرام کو ہی خطاب فرما کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ”یا ایہا الذین امنوا لا تقووا راعنا“ گویا ایک لفظ کو اگر معمولی سی تبدیلی سے پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا قصد کوئی کر سکتا ہے۔ تو اس لفظ کی ادائیگی سے ہی منع کر دیا گیا۔ اسی طرح کونڈے بھرنے کا معاملہ ہے۔ کہ ایک طرف ایصالِ ثواب کرنے والے ہیں۔ اور دوسری طرف اس عمل کو توہینِ صحابی کے لیے کیا جاتا ہے۔ لہذا اس کو ایصالِ ثواب کے زمرہ میں رکھ کر کرنے کی اجازت نہیں دینا چاہیے۔ کیونکہ اس میں بہر صورت بائیس رجب کو بھرے جانے والے اُن کونڈوں سے مکمل مشابہت ہے۔ جو شیعہ

لوگ بغضِ معاویہ کی نیت سے کرتے ہیں۔ جب اس واقعہ کی کوئی حقیقت و اصلیت نہیں۔ اول تا آخر من گھڑت ہے۔ اور ایک مردود فرقہ شیعہ شیعہ کی اختراع و ایجاد ہے۔ اس سے بڑھ کر اسے چھوٹا اور بے اصل ہونے کی کیا دلیل ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں فرما رہے ہیں کہ کونڈے بھر کر جو اس کا ایصالِ ثواب مجھے کرے اور پھر پکڑ ہار کی بیوی آپ کی زندگی میں آپ کو ایصالِ ثواب کر رہی ہے یہ کتنی چھوٹی اور من گھڑت بات ہے کہ ایصالِ ثواب تو ان لوگوں کو کیا جاتا ہے۔ کہ جو دنیا سے وصال کر جاتے ہیں نہ کونڈوں کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ زردوں کے کیونکہ زندوں کے بلک کیا جاتا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا۔ وہ ان کا ہی ایک فرد ہو گا۔" اس لیے اہل سنت کو بائیس درجہ المرجب کو کونڈے بھرنے سے مکمل اجتناب کرنا چاہیئے۔ امید ہے۔ کہ میرے یہ چند الفاظ ہر پڑھنے والے کے لیے ذریعہ ہدایت ہوں گے۔ و ما توفیقی الا باللہ۔

فَاَجْتَنِبُوا يَا اُولِيَ الْاَبْصَارِ

مختصر

جلد اول و دوم

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	سن وفات
۱	طحاوی شریف	دارالکتب علیہ بیروت	ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامت الازدالمصری	۳۲۱ھ
۲	تفسیر طبری	بیروت	ابو جعفر محمد بن جریر الطبری	۳۱۰ھ
۳	الاستیعاب	بیروت	ابو عمر یوسف بن عبد البر النخعی	۴۶۳ھ
۴	اسد الغابہ	بیروت	محمد بن محمد بن عبد اکرم الشیبانی	۲۰۰ھ
۵	الاصابہ	بیروت	احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۶	البدایہ والنہایہ	بیروت	ابن کثیر عماد الدین الدمشقی	۷۷۲ھ
۷	تہاریح ابن ہشام	مکہ مکرمہ	محمد عبدالملک بن ہشام	۲۱۸ھ
۸	طبقات ابن سعد	بیروت	امام محمد بن سعد	۲۳۰ھ
۹	تطہیر الجنان	قازان	علامہ ابن حجر مکی شافعی	۹۷۴ھ
۱۰	الناہیۃ عن طعن المعاویہ	نوری بک ڈپولہ ہور	امام عبدالعزیز احمد بن ہروی	۱۲۲۹ھ
۱۱	امیر معاویہ رضی	نوری بک ڈپولہ ہور	مفتی احمد یار خان نعیمی	۱۲۲۹ھ
۱۲	تفسیر ابن کثیر	بیروت	عہد الدین ابوالفضل الدمشقی	۷۷۲ھ
۱۳	تفسیر نور منشور	بیروت	امام جلال الدین السیوطی	۹۱۱ھ
۱۴	تفسیر مظہری مدقہ المصنفین	وصلی	سید ضی شاد اللہ پانی پتی	۱۲۲۵ھ
۱۵	تفسیر کبیر	دار الفکر بیروت	امام فخر الدین محمد بن عبد اللہ الدین عمر لاری	۶۰۶ھ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	سن و قی
۱۶	تفسیر فائز	مصر	علامہ علی بن محمد فائز شافعی	۷۲۵ھ
۱۷	تفسیر مدارک	مصر	ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی	۷۰۱ھ
۱۸	تفسیر روح المعانی	بیروت	علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمد اکوسی بغدادی حنفی	۱۳۷۰ھ
۱۹	تفسیر جبل	مصر	سلیمان بن عمر البجلی الشافعی الشہیر بالجبل	۱۲۰۴ھ
۲۰	تفسیر قرطبی	قاہرہ	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی المالکی	۶۷۱ھ
۲۱	قرب الاسناد	تہران	عبد اللہ بن جعفر الحمیری ابو العباس ممتی	قرن ثالث
۲۲	مصنف ابن ابی شیبہ	دارۃ القرآن کراچی	ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن ابی شیبہ	۲۳۵ھ
۲۳	شواہد الحق	مصر	شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی دور حافزہ	۱۲۵۰ھ
۲۴	ذکر حسین و طہی شیعہ دور حافزہ			
۲۵	شرح المقاصد	مصر	علامہ سعد الدین تفتازانی	۷۹۱ھ
۲۶	بخاری شریف	صح المطابع کراچی	محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ
۲۷	میزان الاعتدال	مصر	ابو عبد اللہ محمد بن عثمان الذہبی	۷۴۸ھ
۲۸	تہذیب التہذیب	حیدرآباد دکن	حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۲۹	فتح الباری	مصر	علامہ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	شرفات
۳۰	ارشاد الساری	مصر	علامہ احمد قسطلانی	۹۱۱ھ
۳۱	لآلی المصنوعہ فی احادیث		امام جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ
	المصنوعہ	مصر		
۳۲	کتاب الروح	بیروت	محمد بن ابی بکر بن ایوب المعروف بابن قیم	۶۵۱ھ
۳۳	مسلم شریف	اصح المطابع کراچی	مسلم بن حجاج القشیری	۲۵۲ھ
۳۴	نوی شرح مسلم	"	علامہ سبکی بن شرف نوی	۶۷۶ھ
۳۵	مستدام احمد بن حنبل	مکتبہ اسلامی بیروت	امام احمد بن حنبل الشیبانی	۲۴۱ھ
۳۶	لسان المیزان	حیدرآباد دکن	حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۳۷	مجمع الزوائد	دار الکتب العربی	نور الدین البیہقی	۸۰۷ھ
۳۸	الفتح الربانی	قاہرہ	احمد عبدالرحمن البنا	۱۳۵۱ھ
۳۹	ماشیہ طحاوی شریف	بیروت	محمد زہرا بنجار دور حاضری	
۴۰	عنایہ شرح ہدایہ	مصر	علامہ احمد بن محمد دبا برقی	۷۸۶ھ
۴۱	العوام من القوام	بیروت	قاضی ابوبکر بن عربی	۵۵۳ھ
۴۲	ازاتہ الخفاء	قدیمی کتب کراچی	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۱۷۶ھ
۴۳	الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ		ابو جعفر احمد الحبیب الطبری	۶۹۴ھ
۴۴	تاریخ طبری	بیروت	ابو جعفر محمد بن جریر الطبری	۳۱۰ھ
۴۵	تاریخ ابن خلکان	بیروت	ابن خلکان	۶۸۱ھ
۴۶	اعیان الشیعہ	بیروت	سید محسن امین موجودہ مصنف	

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	سن وفات
۴۷	تاریخ ابن خلدون	بیروت	عبدالرحمن بن محمد بن خلدون حضرمی	سن ۷۷۹ھ
۴۸	مقدمہ ابن خلدون	"	" " " "	"
۴۹	کامل ابن اثیر	"	علامہ محمد بن محمد بن اثیر جزیری	۶۳۰ھ
۵۰	رجال کشی	کربلا	ابو عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز	قرن رابع
۵۱	احکام شریعت	لاہور	امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ	۱۳۲۰ھ
۵۲	فتاویٰ رضویہ	کراچی	" " "	"
۵۳	نسیم الریاض	بیروت	علامہ احمد شہاب الدین خفاجی حنفی	۱۰۶۹ھ
۵۴	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	"	لا علی بن سلطان محمد القاری	۱۱۱۲ھ
۵۵	فتح القدیر شرح الہدایہ	مصر	علامہ کمال الدین ابن ہمام	۸۶۱ھ
۵۶	مشکوٰۃ شریف	امم المطابع کراچی	شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی	سن ۷۳۷ھ
۵۷	شرح الشفاء علی قیاس	بیروت	لا علی بن سلطان محمد القاری حنفی	۱۱۱۲ھ
۵۸	امالی شیخ صدوق	قم	ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ القمی	۳۸۱ھ
۵۹	حسام المحرمین	لاہور	اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ	۱۳۲۰ھ
۶۰	الصوارم الحندیہ	"	مولانا حشمت علی صاحب علیہ الرحمۃ	موجودہ
۶۱	فتاویٰ خیریہ	مصر	علامہ غیاث الدین رملی	"
۶۲	شرح عقائد نسفی	کراچی	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر الفتنازانی	۷۹۱ھ
۶۳	کشف الغمہ	تبریز	علی بن عیسیٰ اربیلی	۶۸۷ھ
۶۴	کنز العمال	بیروت	علامہ علی المتقی بن حسام الدین ہندی	۹۷۵ھ
۶۵	رد المحتار	مصر	علامہ سید محمد امین ابن عابد بن شافعی	۱۲۵۲ھ
۶۶	تبئیر الشریعہ	"	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	سن طبع
۶۷	ذخائر عقبی		ابو جعفر احمد الحب الطبری	۶۹۴ھ
۶۸	تاریخ خمیس	بیروت	علامہ حسین بن محمود یار بکری	۱۰۰۰ھ
۶۹	انساب القریشین		ابو محمد عبداللہ بن احمد	۴۳۰ھ
۷۰	جمہرۃ انساب العرب		ابن حزم ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الظاہری الاندلسی	۴۵۶ھ
۷۱	نسب قریش		المصنف بن عبداللہ بن المصنف الازہری	۲۳۶ھ
۷۲	کتاب المعجم	بیروت	ابو جعفر محمد بن حبیب بن امیہ بغدادی	۲۴۵ھ
۷۳	جامع الخیرات	لاہور	محمود شاہ ہزاروی مجدد مصنف	
۷۴	شرافت سادات	"	" " "	
۷۵	در مختار	مصر	علامہ علاؤ الدین حصفی	۱۰۸۸ھ
۷۶	البحر الرائق	"	علامہ زین الدین ابن نجیم	۹۷۰ھ
۷۷	البدائع والفضائل	بیروت	علامہ البرکات بن مسعود کاسانی	۵۸۷ھ
۷۸	البتایہ فی شرح الہدایہ	"	بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی	۸۵۵ھ
۷۹	الصواعق المحرقة	قاہرہ	علامہ احمد بن حجر مکی شافعی	۹۷۴ھ
۸۰	الشرف الموبد	مصر	امام یوسف بن اسماعیل نہائی	چوتھی صدی
۸۱	فتاویٰ افریقہ	کراچی	امام احمد رضا بریلوی	۱۲۴۰ھ
۸۲	مکتوبات امربانی	روٹن کیڈی لاہور	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی	۱۰۳۴ھ
۸۳	السیف المسلول	لاہور	محمود شاہ ہزاروی	
۸۴	احکام القرآن بحصاص	بیروت لبنان	علامہ ابو بکر احمد بن علی رازی البصاص حنفی	۳۷۰ھ
۸۵	ترمذی شریف	کراچی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹ھ

قرینہ	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	سنوات
۸۷	اشعار تبریز حق المصطفیٰ		مناضی عیاض بن موسیٰ	چھٹی صدی
۸۷	الموضوعات الکبیر		علامہ قاری	۱۱۱۳ھ
۸۸	ایوانیت والجاہر		علامہ عبدالوہاب شجرانی	۹۶۳ھ
۸۹	اظهار حق		مفتی عبدالرحیم دیوبندی	دور حاضر
۹۰	منہاج السنۃ		ابوالعباس احمد بن تیمیہ حرانی	۷۲۱ھ
۹۱	خلافت و ملکیت	لاہور	ابوالاعلیٰ مودودی	
۹۲	السنن الکبریٰ للبیہقی		امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی	۴۵۸ھ
۹۳	حلیۃ الاولیاء		حافظ ابو نعیم اصفہانی	۴۳۰ھ
۹۴	تاریخ نواصب		عبدالقیوم علوی دیوبندی	
۹۵	مشکل کشاد	فیصل آباد	صائم چشتی نعت خوان فیصل آبادی	
۹۶	الصدیق	"	" " " " " "	" " " " " "
۹۷	ینابیع المودہ		حافظ سلیمان بن ابراہیم قندوزی حنفی	۱۲۹۲ھ
۹۸	تیسیر الباری شرح صحیح بخاری		مولوی وحید الزمان غیر مقلد	سومینہ ۱۳۲۵ھ
۹۹	عمدة القاری		امام بدر الدین العینی	۸۵۵ھ
۱۰۰	شہادت امام حسین	لاہور	پروفیسر طاہر القادری	
۱۰۱	محبت امام حسین	"	" " "	" " "
۱۰۲	مروج الذهب	بیروت	علی بن حسین بن علی المسعودی شیعہ	۳۲۶ھ
۱۰۳	ناسخ التواریخ		مرزا محمد تقی لسان الملک وزیر اعظم سلطان	
			ناصر الدین قاجار	۱۲۹۷ھ
۱۰۴	المستدرک		ابو عبد اللہ محمد بن محمد الحاکم نیشاپوری	۴۰۵ھ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعه	نام مصنف	سنوات
۱۰۵	قصص کبری	فیصل آباد	امام سیوطی	۹۱۱ھ
۱۰۶	اشعة اللمعات	مکھنؤ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ
۱۰۷	جذب القلوب	نوری کتب خانہ	" " " "	" "
۱۰۸	احکام القرآن	بیروت	احمد بن علی رازی الجصاص	۳۷۰ھ
۱۰۹	الاصابة فی تميز الاملہ	بیروت	ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۱۱۰	تفسیر نیشاپوری	مکہ مکرمہ	حسن بن محمد	
۱۱۱	ہنج البلاغہ	بیروت	سید شریف الدین	۲۰۴ھ
۱۱۲	مقتل ابی مخنف	نجف	لوط بن یحییٰ	
۱۱۳	نبراس	ملک محمد دین لاہور	عبدالعزیز بن احمد	
۱۱۴	اخبار الطوال	بیروت	احمد بن داؤد النوری	۲۸۲ھ